رحمتِ دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر

معروف و مستند کتاب کا اردو ترجمہ

سیرت النبی ﷺ (کامل)

ابنِ ہشام



تالیف

محمد بن اسحاق بن یسار م ۱۵۱ھ — ابو محمد عبدالملک بن ہشام م ۲۱۳ھ

جلد اول

اردو ترجمہ

سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی

تہذیبِ جدید

سعود اشرف عثمانی

ادارہ اسلامیات لاہور - کراچی

پاکستان

رحمتِ دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر

معروف و مستند کتاب کا اردو ترجمہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (کامل)

ابنِ ہشام رحمہ اللہ

جلدِ اوّل

تالیف

محمد بن اسحاق بن یسار — م ۱۵۱ھ

ابو محمد عبدالملک بن ہشام — م ۲۱۳ھ

اردو ترجمہ

سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی

تہذیبِ جدید

سعود اشرف عثمانی

اِدارہ اِسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

نام کتاب ———— سیرت ابن ہشام جلد اول

طباعت سوم ———— مئی ۱۹۹۴ء

باہتمام ———— اشرف برادران سلمہم الرحمٰن

ناشر ———— ادارۂ اسلامیات ۔ لاہور۲

تعداد ———— ایک ہزار

مطبع ————

کتابت ———— مشتاق احمد جلالپوری

قیمت ————

ادارۂ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ ——— دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور
فون ۶۳۲۴۴۱۲، فیکس ۹۲-۴۲-۶۳۲۴۴۸۵

★ ——— ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان
فون ——— ۷۲۲۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

★ ——— موہن روڈ
چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۲۲۴۳۰۱

ملنے کے پتے

ادارۂ اسلامیات ۔ ۱۹۰ ۔ انارکلی لاہور۲

دارالاشاعت ۔ اردو بازار ۔ کراچی ۱

ادارۃ المعارف ۔ مدرسہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴

مکتبہ دارالعلوم ۔ کورنگی کراچی ۱۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

(جلد اوّل)

— جلد اوّل تمام ہوئی —

http://mujahid.xtgem.com

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیرِ نظر کتاب سیرت ابن ہشام کا مستند اردو ترجمہ ہے ۔

"سیرتِ ابن ہشام" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مبارک موضوع پر لکھی جانے والی ابتدائی کتب میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیرت ابن ہشام کو جو پذیرائی اور شرفِ قبولیت بخشی اُس کے اندازے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ہر دَور میں سیرتِ طیبہ کے مصنفین کے لئے یہ کتاب بنیادی اہمیت کی حامل رہی ہے اور اسے تاریخ اور سیرت کے ابتدائی مآخذ و مصادر میں کلیدی اہمیت حاصل ہے۔

ابن ہشام نے سیرت نگاری میں اپنے پیش رو ابن اسحاقؒ کی کتاب "المبتدا والمبعث والمغازی" کو بنیاد بنایا اور اس میں جا بجا ترمیمات اور اضافوں سے کتاب کی افادیت کو دوچند کر دیا۔ یہ کتاب نئی شکل میں سیرت ابن ہشام کے نام سے معروف ہوئی اور ابتداء ہی سے اہلِ علم سے خراجِ تحسین حاصل کرتی چلی آئی ہے ۔

ابن اسحاق کا پورا نام محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار ہے۔ سنہ ۸۵ھ میں مدینہ منورہ پیدا ہوئے۔ بہت سے صحابہ کرامؓ کی زیارت کی اور ان سے علم حاصل کیا۔ سنہ ۱۱۹ھ میں مصر تشریف لے گئے۔ سنہ ۱۴۶ھ میں عباسی خلیفہ ابو جعفر المنصور نے بغداد کی تاسیس کی تو ابن اسحاق نے بھی یہیں سکونت اختیار کر لی۔ سنہ ۱۵۱ھ میں انتقال ہوا اور بغداد ہی میں خیزران کے قبرستان میں تدفین کی گئی ۔

ابن ہشام کا پورا نام ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ حمیر کی شاخ معافر سے تھا۔ ابن ہشام بصرہ میں پیدا ہوئے لیکن انہوں نے عمر کا بیشتر حصّہ مصر میں گزارا۔ سنہ ۲۱۳ھ یا سنہ ۲۱۸ھ میں وفات پائی اور فسطاط میں تدفین ہوئی ۔

پیشِ نظر اردو ترجمہ دہلی کے ایک عالم سید محمد یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی خواہر زادۂ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے سنہ ۱۳۲۹ھ میں مکمل کیا تھا۔ یہ ترجمہ سنہ ۱۹۱۵ء میں لاہور ہی کے ایک مطبع سے شائع ہوا اور اب بہت عرصے سے نایاب تھا۔ اس ترجمے کی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر ضروری سمجھا گیا کہ اسے دوبارہ منظرِ عام پر لایا جائے ۔ لیکن اس مقصد کے لئے ضروری تھا کہ جدید ایڈیشن میں کچھ

ترمیمات کی جائیں تاکہ زبان و بیان کے لحاظ سے اس کی افادیت متاثر نہ ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں پورے ترجمے میں بعض جگہ کسی لفظ اور بعض جگہ پورے جملے کی تبدیلی سے زبان تبدیل کی گئی۔ ابواب قائم کئے گئے اور موضوعات کے تحت عنوان لگائے گئے۔ اس کے علاوہ اصل کتاب سے مقابلہ کر کے اگر کسی جگہ ترجمہ ہونے سے رہ گیا تھا تو وہ بھی شامل کر دیا گیا۔ اسی طرح سیرت کی دونوں جلدوں میں یکسانیت رکھنے کے لئے جلد اول اُس جگہ ختم نہیں کی گئی جہاں سابقہ ترجمے میں کی گئی تھی۔ یعنی غزوۂ احد پر۔ البتہ اس جگہ مترجم کی جلد اول کی اختتامی عبارت حاشئے پر دے دی گئی ہے۔ اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ اب یہ ترجمہ درجِ ذیل خصوصیات کا حامل ہے:۔

- آسان اور سلیس زبان میں یہ سیرت ابن ہشام کا مکمل اور مستند ترجمہ ہے۔
- ترجمے میں اسناد طوالت کے باعث چھوڑ دی گئی ہیں جو کہ عام اُردو قاری کے لئے ضروری بھی نہیں ہیں۔
- اصل عربی کتاب میں اشعار بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں جس کے باعث کتاب کی ضخامت میں تقریباً نصف کے برابر اضافہ ہو گیا ہے۔ اس ترجمہ میں ان اشعار کو کہیں بعینہٖ رکھا گیا ہے کہیں اُن کا انتخاب کر کے مختصر کر دیا گیا ہے اور کہیں غیر متعلق اور غیر ضروری اشعار کو حذف کر دیا گیا ہے۔
- ابواب قائم ہو جانے اور ذیلی سُرخیاں لگ جانے کے باعث کسی حوالے کا تلاش کرنا نہایت آسان ہو گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ اس ترجمے کو قبولیت عطا فرمائیں اور اس سلسلے میں کئے جانے والے کام کو دین و دُنیا کے لئے فائدہ مند بنائیں۔

آمین!

باب ا

حضور سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کا نسب نامہ حضرت آدم علیہ السلام تک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَوَاتُہٗ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

"سب تعریفیں پروردگارِ کل عالم کے واسطے ہیں اور اُس کی رحمتیں ہمارے سردار حضرت محمدؐ اور ان کی تمام آل پر ہوں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرۂ نسب ابن ہشام لکھتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور خصلت اور آداب و حالات پر مشتمل ہے اور آپؐ کا شجرۂ نسب یہ ہے :-

"محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (عبدالمطلب کا نام شیبہ ہے) بن ہاشم (ہاشم کا اصل نام عمرو ہے) بن عبد مناف (عبد مناف کا اصل نام مغیرہ ہے) بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (ان کا اصل نام عامر ہے) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد و بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ بن تارح (جن کو آزر کہتے ہیں) بن ناحور بن ساروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ (یہی ادریس پیغمبر ہیں اور انہی کو پہلے نبوت ملی ہے اور انہی نے قلم سے لکھنا ایجاد کیا ہے) بن برد بن مہلیل بن قینین

بن یانش بن شیث بن آدم علیہ السلام "۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نسب نامہ جو میں نے بیان کیا ہے مجھ کو زیاد بن عبداللہ بکائی کے واسطہ سے محمد بن اسحاق مطلبی سے پہنچا ہے۔ مگر اُس میں حضرت ادریس وغیرہ کے متعلق جو باتیں میں نے اضافہ کی ہیں وہ نہیں تھیں۔

حضرت اسماعیلؑ کا نسب

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو قتادہ بن دعامہ سے اس طرح روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے حضرت اسمٰعیلؑ کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا کہ اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ بن تارح (جن کو آزر کہتے ہیں) بن ناحور بن اسرغ بن ارغو بن فالخ بن جابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن مہلائیل بن قاین بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔

ابن ہشام کا طریقۂ تصنیف

ابن ہشام کہتے ہیں اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کا ذکر خیر حضرت اسمٰعیل بن ابراہیمؑ سے شروع کرتا ہوں اور پھر حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے انہی لوگوں کا ذکر کروں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب میں داخل ہیں باقی اولاد کا ذکر نہ کروں گا۔ اور ابن اسحاق نے جو اپنی کتاب میں بعض ایسی باتیں ذکر کی ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تعلق نہیں۔ نہ قرآن شریف میں اُن کے بارے میں کچھ ذکر ہے میں ان کو بھی ذکر نہ کروں گا اور فضول اشعار کے ذکر کو بھی میں نے ترک کر دیا ہے کیونکہ میرا مقصود کتاب کے اختصار کے ساتھ سیرتِ نبویہ کو کامل اور پورے طور سے بیان کرنا ہے اور اس مقصود کے متعلق جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ معتبر روایات کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت اسماعیلؑ کی اولاد

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے سب سے بڑا نابت (۲) قیدر (۳) اذبل (۴) منشا (۵) مسمع (۶) ماشی (۷) دما (۸) اذر (۹) ظیما (۱۰) نطورا (۱۱) نبش (۱۲) قیذما۔ اور ان سب لڑکوں کی والدہ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی مضاض بن عمرو جرہمی کی بیٹی تھیں۔

کہتے ہیں کہ مضاض اور جرہم دونوں قحطان کے فرزند تھے اور قحطان وہ شخص ہے جس کی اولاد سے تمام ملک یمن ہے اور تمام اہل یمن کے نسب اس پر مجتمع ہوتے ہیں اور قحطان کا نسب اس طرح ہے کہ

لے عدنان کے بعد سے ان ناموں میں بہت اختلاف ہے کیونکہ بسبب غیر معروف الفاظ ہونے کے ان کا ضبط نہ ہو سکا اس لئے صاحب مواہب کا قول ہے کہ عدنان کے اوپر کے ناموں سے اعراض کرنا بہتر ہے کیونکہ ان کا صحیح پتہ نہیں ملتا اور عدنان سے نیچے کے سب نام مسلمہ ہیں۔ ۱۲

قحطان بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن شام بن نوح علیہ السلام ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جرہم بن یقطن بن عیبر بن شالخ ہے اور قحطان بن غیبر بن شالخ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت اسماعیلؑ نے ایک سو سینتیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور موضع الحجر میں اپنی والدہ حضرت ہاجرہ کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ بعض اہلِ عرب ہاجرہ کو آجرہ بھی کہتے ہیں۔ ہا کو الف سے بدل کر اور اِس کی بہت نظیریں ان کے کلام میں موجود ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

حضرت اسماعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہ اہلِ مصر سے تھیں اور اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مصر کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ میرے ان سے دونوں تعلق ہیں نسبی بھی اور سُسرالی بھی۔ نسبی تعلق تو یہ کہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ اہل مصر سے تھیں اور سُسرالی یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم المومنین ماریہ قبطیہ سے شادی فرمائی تھی جن کو مقوقش شاہِ مصر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا اور یہ حضورؐ کے صاحبزادے کی والدہ تھیں۔ ابن لہیعہ کا قول ہے کہ حضرت ہاجرہ حضرت اسماعیل کی والدہ جو ام العرب یعنے کل عرب کی ماں ہیں۔ مصر کے ایک گاؤں کی رہنے والی تھیں جو قصبہ فرما[1] کے آگے واقع تھا۔

ابن اسحاق سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا جب تم ملک مصر فتح کرو تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا۔ کیونکہ وہ لوگ ہمارے ذی رحم ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے محمد بن مسلم سے جس نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی تھی دریافت کیا کہ اہلِ مصر کو ذی رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس رشتہ سے فرمایا؟ محمد بن مسلم نے کہا اس رشتہ سے کہ حضرت ہاجرہ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ اہلِ مصر سے تھیں اور کل عرب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور قحطان ہی کی اولاد سے ہیں۔ اور بعض اہلِ یمن کا یہ قول ہے کہ قحطان بھی حضرت اسماعیلؑ ہی کی اولاد سے تھا۔ چنانچہ اس صورت میں حضرت اسماعیلؑ تمام اہلِ عرب کے باپ اور جدِّ اعلیٰ ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام ہے اور ثمود اور جدیس دونوں جابر بن ارم بن سام بن نوحؑ کے بیٹے ہیں۔ اور طسم اور عملاق اور امیم تینوں لاوذ بن سام بن

---

[1] پورٹ سعید سے کچھ فاصلے پر ایک قدیم بستی ہے۔ (مرتب)

نوحؑ کے بیٹے ہیں اور ان کی اولاد عرب ہیں۔ پھر ثابت بن اسماعیل کا یشحب بیٹا ہُوا اور یشحب کا یعرب اور یعرب کا تیرح اور تیرح کا ناحور اور ناحور کا مقوم اور مقوم کا اُود اور اُود کا بیٹا عدنان ہُوا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ عدنان بن اُد ہے۔

عدنان کی اولاد

ابن اسحاق کہتے ہیں چنانچہ عدنان کے وقت سے اسماعیل کی اولاد کے قبائل مختلف جگہوں میں پھیلے اور منتشر ہُوئے۔ پھر عدنان کے دو فرزند پیدا ہوئے ایک معد بن عدنان اور دوسرا بیٹا عک بن عدنان۔

عک بن عدنان عک ملک یمن کو چلا گیا، کیونکہ اس نے یہاں کے قبیلہ بنی اشعر میں شادی کی تھی اسی سبب سے عک کا طرز و طریقہ اور زبان بنی اشعر سے خلط ملط ہوگئی اور بنی اشعر، اشعر بن بنت بن اود بن زید بن ہمسع بن عمرو بن عریب بن یشحب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشحب بن یعرب بن قحطان کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں اشعر بن بنت بن اُدو ہے۔ اور بعض کہتے ہیں اشعر بن مالک (جس کا نام مذحج ہے) بن ادو بن زید بن ہمسع ہے اور بعض کے نزدیک اشعر بن سبا بن یشحب ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو ابو محرز خلف الاحمر اور ابو عبیدہ نے عباس بن مرداس کے اشعار سُنائے اور یہ عباس بنی سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان میں سے تھا اور ان اشعار میں اس نے عک کے ساتھ فخر ظاہر کیا ہے اور چنانچہ اس کے قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے ؎

وَعِكُّ بْنُ عَدْنَانَ الَّذِيْنَ تَلَعَّبُوْا
بِغَسَّانَ حَتّٰى طُرِّدُوْا كُلَّ مُطَرَّدِ

(ترجمہ) اور عک عدنان کے ایسے بیٹے ہیں جنہوں نے چشمۂ غسان پر اپنے مخالفوں کے ساتھ ایک معرکہ کی جنگ کی اور اُن کو بھگا دیا۔"

لفظ غسان کی تشریح غسان پانی کا ایک چشمہ ہے جو ملک یمن میں مقام سدِ مارب پر واقع ہے۔ یہ چشمہ مازن بن اسد بن غوث کی اولاد کا چشمہ تھا۔ اس لئے اس کا نام

لفظ غوث کی مشابہت سے غسّان رکھ دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ غسّان قصبہ الجحفہ کے قریب موضع مشلل میں ایک پانی کا چشمہ ہے اور اس کا نام مازن بن اسد بن غوث بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد نے غسان رکھا تھا۔

حسان بن ثابت انصاری نے یہ شعر کہا ہے اور انصار بنی اوس اور بنی خزرج میں سے ہیں اور اوس اور خزرج دونوں حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن مازن بن اسد بن غوث کے بیٹے تھے۔ جیسا کہ اس شعر میں حسان نے اشارہ کیا ہے ؎

اَمَا سَاَلْتَ فَاِنَّا مَعْشَرٌ نُجُبٌ   اَلْاَسْدُ نِسْبَتُنَا وَالْمَاءُ غَسَّانُ

(یعنی اگر تو ہمارے خاندان کی نسبت سوال کرے تو ہم شریف لوگ ہیں ہمارا سلسلہ خاندان اسد پر منتہی ہوتا ہے جن کا چشمہ غسان ہے۔")

یہ شعر حسان کے ایک قصیدہ میں ہے۔ عک کی بعض اولاد جو یمن اور خراسان میں ہے اُن کا بیان ہے کہ عک بن عدنان بن عبداللہ بن اسد بن غوث ہے اور بعض کہتے ہیں عدنان بن دیث بن عبداللہ بن اسد بن غوث ہے۔ یہ تو عک اور ان کی اولاد کا بیان ہُوا۔ اب عدنان کے دوسرے بیٹے معد کا بیان اس طرح ہے۔

معد بن عدنان

ابن اسحاق کہتے ہیں معد بن عدنان کے چار بیٹے ہوئے۔ نزار، قضاعہ اور اسی کو بکر بھی کہتے ہیں اور اسی کے ساتھ معد کی کنیت ابوبکر تھی۔ قنص۔ ایاد۔ قضاعہ حمیر بن سبا یمنی کی طرف منسوب ہونے سے یمنی بن گیا اور سبا کا نام عبد شمس تھا۔ یا اس کو اس سبب سے کہنے لگے کہ اس نے سب سے پہلے عرب میں ابن یعرب بن یشجب بن قحطان کو گرفتار کیا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اہلِ یمن اور بنی قضاعہ کہتے ہیں کہ قضاعہ بن مالک بن حمیر ہے۔ جیسا کہ عمرو بن مُرہ جہنی کے اس شعر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور جُہینہ بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ ہے۔ ؎

نَحْنُ بَنُوا الشَّیْخِ الْهِجَانِ الْاَزْهَرِ   قُضَاعَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ حِمْيَرِ
اَلنَّسَبُ الْمَعْرُوفُ غَيْرُ مُنْكَرِ   فِي الْحَجَرِ الْمَنْقُوْشِ تَحْتَ الْمِنْبَرِ

(ترجمہ) "ہم شریف روشن خاندان شیخ قضاعہ بن مالک بن حمیر کی اولاد ہیں۔ یہ خاندان مشہور و معروف ہے جس کا نام آسمان کے نیچے نقش فی الحجر کی طرح پائدار ہے۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں قنص بن معد کی اکثر اولاد ہلاک و برباد ہوگئی۔ جیسا کہ معد کے نسب سے واقف

لوگوں کا بیان ہے۔ اور قنص بن معد ہی کی اولاد میں سے نعمان بن منذر بادشاہِ شہر حیرہ تھا۔
ابن اسحاق کہتے ہیں انصار کے ایک شیخ سے روایت ہے جو بنی زریق کے قبیلہ سے تھے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے آپ کے عہدِ خلافت میں نعمان بن منذر کی تلوار پیش کی گئی تو آپ نے جُبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی کو جو قریش اور تمام عرب کے انساب سے خوب واقف تھا بُلایا اور جُبیر کا بیان ہے کہ میں نے یہ علم نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو اس علم میں بڑے ماہر تھے حاصل کیا ہے۔ سلام مسنون کے بعد حضرت عمرؓ نے جبیر سے فرمایا کہ اے جبیر! نعمان بن منذر کس خاندان سے تھا؟ جُبیر نے عرض کیا قنص بن معد کی اولاد سے تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ باقی تمام عرب یہی کہتے ہیں کہ نعمان بن منذر لخم کی اولاد سے تھا اور لخم ربیعہ بن نصر کی اولاد سے تھا۔ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ کون سی روایت صحیح ہے۔

لخم بن عدی

ابن ہشام کہتے ہیں لخم کا سلسلۂ نسب یہ ہے:۔
لخم بن عدی بن حرث بن مرہ بن ادد بن زید بن مہسع بن عمرو بن عریب بن یشجب بن زید بن کہلان بن سبا۔ اور بعض کہتے ہیں لخم بن عدی بن عمرو بن سبا ہے اور بعض کہتے ہیں ربیعہ بن نصر بن ابی حارثہ بن عمرو بن عامر ہے جو عمرو بن عامر کے یمن سے جانے کے بعد یمن ہی میں رہ گیا تھا۔

○

باب ٢

عُمرو بن عامر کا یمن سے نکلنا
اور
سَدِّ مَارب کا قِصّہ

یمن سے ہجرت

عمرو بن عامر کے یمن سے ہجرت کرنے کا یہ باعث ہُوا کہ جس علاقہ میں یہ رہتے تھے وہاں پانی کا ایک عظیم الشان بند تھا جس کو سدِ مآرب کہتے تھے (یعنی حاجتوں کی دیوار) اس بند کے سبب سے بہت سا پانی جمع ہو جاتا تھا اور لوگ اپنی ضروریات کے وقت اُس کو کام میں لاتے تھے اور کھیتوں اور باغوں میں آبپاشی کیا کرتے تھے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ عمرو بن عامر نے اس بند کی دیوار میں ایک چُوہے کو سوراخ کرتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس بند کو بقا نہیں ہے ضرور ایک نہ ایک وقت یہ بند ٹوٹ کر ہم سب کے جان و مال کو برباد کرے گا۔ اس لئے یہاں سے کسی اور مُلک میں چلے جانا بہتر ہے۔ پھر خیال آیا کہ میری قوم مجھ کو جانے نہ دے گی اور مزاحمت کرے گی۔ اس واسطے یہ بہانہ نکالا کہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو بُلا کر سکھا دیا کہ جب مَیں تجھ پر خفا ہوں اور تیرے طمانچہ ماروں تو بھی میرے تھپڑ مارنا۔ بیٹے نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت عمرو بن عامر نے شور مچایا کہ اب مَیں اس جگہ نہیں رہتا جہاں مُجھ کو ایسی ذلت پیش آئی کہ سب سے چھوٹے بیٹے نے میرے طمانچہ مارا۔

پھر اپنے تمام مال واسباب کو فروخت کرنا شروع کیا۔ یمن کے لوگوں نے آپس میں کہا کہ عمرو بن عامر کے غصّہ کو غنیمت سمجھو اور سستے داموں پر ان کا مال خرید لو۔ چنانچہ انہوں نے سارا مال و اسباب اُن کا خرید لیا۔ اور عمرو بن عامر اپنی تمام آل اولاد کو لے کر یمن سے چل کھڑے ہُوئے۔ ازد کا قبیلہ بھی اُن کے ساتھ ہو لیا اور اُنہوں نے کہا کہ ہم عمرو بن عامر کا ساتھ نہ چھوڑیں گے اور وہ بھی اپنے مال واسباب کو فروخت کر کے ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ چلتے چلتے عک بن عدنان کے شہروں

میں پہنچے۔ اُنھوں نے ان سے جنگ کی اور خوب مڈبھیڑ ہونے کے بعد وہاں سے بھی یہ لوگ روانہ ہو گئے اور مختلف شہروں میں متفرق ہو گئے۔ چنانچہ جفنہ بن عمرو بن عامر کی اولاد تو ملک شام میں اُتر پڑی اور اوس و خزرج مدینہ میں رہ پڑے اور خزاعہ مقام مُرینن اور قبیلہ ازد اسراۃ مقام سراۃ میں اور ازد عمان شہر عمان میں جا بسے۔

سَدِّ مآرب کی تباہی

اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کے بعد اُس سد یعنی بند پر پانی کا سیلاب بھیجا جس نے اُس بند کو ہلاک کیا جس کی نسبت قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۖ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ -

(ترجمہ) "بے شک قوم سبا کے واسطے اُن کے مسکن میں ایک بڑی نشانی قدرتِ خدا کی تھی دو باغ تھے دائیں اور بائیں (اس قوم سے رسول کی معرفت کہا گیا) کہ اپنے رب کے رزق کو کھاؤ اور اس کا شکر کرو عمدہ شہر ہے اور بخشنے والا پروردگار ہے۔ پس اُن لوگوں نے پروردگار کے شکر سے مُنہ پھیرا اور اعراض کیا تب ہم نے اُن پر عرم کی سیل کو بھیجا۔ عرم اس بند کا نام ہے۔ پس پانی کی سیل نے اُس بند کو توڑ ڈالا"

ربیعہ بن نصر اور اُس کا خواب

ابن اسحاق کہتے ہیں ربیعہ بن نصر یمن کا بادشاہ تھا۔ ایک دفعہ اُس نے ایک ہولناک خواب دیکھا جس کے دیکھنے سے اس کو از حد پریشانی اور خوف و ہراس پیدا ہُوا اور اُس نے اپنی سلطنت کے تمام کاہنوں اور ساحروں اور نجومیوں اور عائفوں (یہ وہ لوگ ہیں جو ہاتھوں کی لکیریں دیکھ کر حال بتلاتے ہیں) کو بُلا کر کہا کہ میں نے ایک پریشان خواب دیکھا ہے تم لوگ اُس کی تعبیر بیان کرو۔ ان سب لوگوں نے عرض کیا کہ آپ خواب بیان کیجئے ہم اُس کی تعبیر بتائیں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں خواب نہیں بیان کروں گا۔ ہر شخص تعبیر کا دعویٰ کرتا ہے اس کو خواب بھی خود بیان کرنی چاہیئے اور میرا اطمینان اس شخص کی تعبیر سے ہوگا جو خواب کا مضمون بھی ادا کر دے گا۔ اس وقت ایک شخص نے کہا اے بادشاہ! اگر آپ کا یہی ارادہ ہے تو سطیح و شق (دو شخصوں کے نام ہیں) کو بُلانا چاہیئے کہ ان دونوں سے بڑھ کر دُھرا

کوئی آدمی اس زمانے میں موجود نہیں وہ آپ کا خواب و تعبیر دونوں بتلا سکیں گے۔

سطیح اور شق کے شجرۂ نسب سطیح کا دوسرا نام ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذئب بن عدی بن مازن بن عسان ہے۔ اور شق صعب بن یشکر بن رہم بن افرک بن قیس بن عبقر بن انمار بن نزار ہے اور انمار کی کنیت ابو بجیلہ و خشعم ہے۔ ابن قسام کہتا ہے کہ اہلِ یمن کے قول کے مطابق انمار بن اراش بن بحیان بن عمرو بن الغوث بن ثابت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا ہے اور کہتے ہیں کہ الاشں بن عمرو بن لحیان بن الغوث ہے۔

سطیح کی تعبیر غرض کہ بادشاہ نے دونوں کو بلا بھیجا۔ مگر سطیح شق سے پہلے آحاضر ہوا۔ بادشاہ نے سطیح سے کہا کہ میں نے ایک خوف ناک خواب دیکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس خواب کو بمعہ اس کی تاویل کے بیان کرو کہ اس کام کے لائق تم ہی بیان کئے جاتے ہو۔ اس نے کہا اے بادشاہ! آپ نے ایک آگ دیکھی ہے جو تاریکی سے نکل کر زمین میں پھیل گئی ہے اور ہر جیوان کو کھا گئی ہے۔ بادشاہ نے کہا اے سطیح واقعی تُو نے سچ کہا ہے یہی میرا خواب ہے اب اس کی تعبیر و تاویل بیان کرو۔ کہا کہ آپ کی سلطنت پر اہلِ حبش حملہ کریں گے اور ابین سے لے کر جرش تک فتح کرلیں گے۔ بادشاہ نے کہا یہ تو بڑی دردناک بات ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ یہ واقعہ میرے زمانہ میں ہوگا یا میرے بعد۔ کہا آپ کے ساٹھ یا ستر سال بعد۔ کہا کہ اہلِ حبش کی بادشاہی ہمیشہ رہیگی یا منقطع ہوجائیگی؟ کہا کہ ستر تک سال کے درمیان منقطع ہوجائیگی بعض ان میں سے قتل کئے جائیں گے اور بعض بھاگ جائیں گے۔ پوچھا کہ ان کو کون قتل کرے گا؟ اور کون نکالے گا؟ کہا کہ قوم ارم جو عدن سے نکلے گی ان کو یمن سے نکال دے گی اور ان میں سے کوئی فرد یمن میں نہیں چھوڑے گی۔ پوچھا کہ کیا اس قوم ارم کی بادشاہی ہمیشہ رہے گی یا منقطع ہو جائے گی۔ کہا کہ وہ بھی جاتی رہے گی۔ پوچھا ان کو کون نکالے گا؟

کہا کہ ایک پاک نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جس کو اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہوگی۔ پوچھا وہ نبی کس قبیلہ سے ہوگا؟ کہا کہ غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے ہوگا۔ پھر یہ سلطنت اس کی قوم میں قیامت تک رہے گی۔ پوچھا کہ زمانہ کا خاتمہ بھی ہوگا۔ کہا ہاں اس وقت اول و آخر سب جمع ہوں گے اور نیکوکاروں کو نیک بدلہ ملے گا اور بدکاروں کو برا۔ پوچھا کہ کیا جو کچھ تو نے مجھ کو بتلایا ہے سب سچ ہے؟ کہا خالق لیل و نہار کی قسم ہے کہ جو کچھ میں نے بتلایا ہے بالکل صحیح و درست ہے۔

شق کی تعبیر

اس کے بعد دوسرا منجم شق حاضر ہُوا - بادشاہ نے اس سے بھی ویسا ہی سوال کیا جیسا کہ سطیح سے کیا تھا اور یہ نہ بتلایا کہ مَیں پہلے اس معاملہ کو سطیح کے سامنے پیش کر چکا ہوں تاکہ معلوم کر لے کہ آیا وہ دونوں اتفاق کرتے ہیں یا اختلاف ۔ شقؔ نے کہا - اے بادشاہ ! آپ نے ایک آگ دیکھی ہے جو تاریکی سے نکلی ہے اور ہر ایک سرسبز و خشک میدان میں لگی ہے اور ہر ذی حیات کو کھا گئی ہے ۔

بادشاہ نے کہا - بے شک اے شق یہی بات ہے - اب بتلاؤ کہ اس کا نتیجہ کیا ہے ؟ کہا کہ بخدا ! آپ کی زمین پر حبشیوں کا غلبہ ہوگا اور یامین سے لے کر نجران تک قابض ہو جائیں گے - بادشاہ نے کہا کہ یہ تو بڑی نا اُمید کرنے والی اور خوف ناک خبر ہے - بھلا یہ تو بتلاؤ کہ یہ واقعہ میرے زمانہ اور میری زندگی میں ہوگا یا میرے بعد - کہا کہ آپ کے بعد - پھر اہلِ حبش پر ایک اور عظیم الشان قوم اُٹھے گی - پوچھا وہ کون ہوں گے ؟ کہا کہ قوم ارم اُٹھ کر اُن کو ہلاک کرے گی - پوچھا کیا ان کی سلطنت ہمیشہ رہے گی یا منقطع ہو جائے گی - کہا کہ اُن کی سلطنت ایک رسولِ خدا کے آنے سے منقطع ہو جائے گی - جس کی قوم کے قبضہ میں یہ ملک ابدالآباد تک رہے گا اور قیامت تک یہی قوم اس پر مسلط رہیگی - پُوچھا کہ قیامت کا دن کیا ہو گا ؟ کہا کہ قیامت کا روز وہ ہے جس میں اوّلین و آخرین کے مقدمات فیصل ہوں گے اور ہر نیک و بد اپنے کیفر کردار کو پہنچے گا - پوچھا کہ جو کُچھ تُو نے کہا ہے آیا واقعی درست و حق ہے - کہا کہ خالقِ ارض و سما کی قسم ! یہ واقعات بے کم و کاست برحق ہیں ۔

اس تعبیر کے سننے سے ربیعہ بن نصر بادشاہِ یمن کے دل میں ایک گہرا اثر ہُوا اور اُس نے اپنی اولاد و اہلِ بیت کو ضروری ساز و سامان دے کر عراق کی طرف بھیج دیا اور سابور بن خرزاد اس وقت کے بادشاہ فارس کو ان کے واسطے لکھ بھیجا - اس نے ان کو علاقہ حیرۃ میں سکونت و رہائش کی اجازت دیدی - غرضیکہ نعمان بن منذر ، ربیعۃ بن نصر کی بقیہ اولاد میں سے ہے اس لئے یمن کے انساب میں داخل ہے اور یہ اپنے وقت میں یمن کا بادشاہ تھا ۔

باب ۳

ابی کرب تبان اسعد کی یمن پر حکومت

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب ربیعۃ بن نصر حاکم یمن ہلاک ہوگیا تو تمام یمن حسان بن تبان اسعد ابی کرب کے قبضہ میں آگیا۔ یہ تبان اسعد وہ ہے جس کو تبع آخر کہتے ہیں۔ اور تبع آخر بن کلیکرب بن زید ہے۔ اور زید کو تبع اوّل کہتے ہیں اور یہ تبع اول بن عمرو ذی الاذعار بن ابرھہ ذی المنار بن الریش ہے۔ اس کو رائش بھی کہتے ہیں اور ابن اسحاق کے قول کے موافق یہ ابن عدی بن صیفی بن با الاصغر بن کعب کہف الظلم بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس ابن معاویۃ بن جشم بن عبد شمس بن وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن افس بن الہمیسع بن العرنجج بن سبا الاکبر بن یعرب بن یشجب بن قحطان ہے۔

ابن ہشام کے قول کے مطابق یشجب بن یعرب بن قحطان۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تبان اسعد ابو کرب وہ ہے جو مدینہ میں آیا تھا اور وہ یہودی علماء کو اپنے ساتھ یمن میں لے گیا تھا اور خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس پر کپڑا چڑھایا تھا اور ربیعہ بن نصر سے پہلے یمن کا حاکم رہ چکا تھا اور یہ وہی ہے جس کے حق میں کسی شاعر نے کہا ہوا ہے ؎

لَیْتَ حَظِّی ـــــ مِنْ اَبِی کَرِبٍ اَنْ یَسُدَّ خَیْرَہٗ خَبَلُہٗ

شاعر کہتا ہے کہ کاش مگر میں خوش قسمت ہوتا تو ابی کرب کا زمانہ پاتا تاکہ اُس کی خیرات و انعامات میرے فقر و فاقہ کو روک دیتے "

یعنی ان اشعار سے تبانِ اسعد ابی کرب کا فیاض ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اہلِ یثرب پر تبع کا حملہ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس نے یمن سے مدینہ تک ایک سڑک بنوائی تھی جس پر آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مدینہ میں اپنا لڑکا چھوڑ گیا اور وہ کسی دھوکہ سے قتل کیا گیا۔ پس تبع آخر (یعنی تبانِ اسعد ابو کرب) نے مدینہ اور اہلِ مدینہ کی بیخ کنی کا ارادہ کیا۔ اس پر مدینہ کے ایک قبیلہ انصار نے جن کا رئیس و افسر عمرو بن طلّہ تھا اس کا مقابلہ کیا۔

یہ عمرو بن طلّہ بنی نجار کا بھائی ہے اور بنی عمرو بن مبذول کی اولاد سے ہے۔ مبذول کا دوسرا نام عامر بن مالک بن النجار ہے۔ اور نجار کا دوسرا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر مالک بن النجار ہے اور طلّہ اور اُس کی والدہ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن عقب بن جشم بن الخزرج ہے۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ بنی عدی بن النجار میں سے ایک شخص نے جس کا نام احمر تھا تبع کے آدمیوں میں سے ایک شخص پر حملہ کیا تھا اور اس کو مار ڈالا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ اس شخص نے تبع کے آدمیوں کو اپنے کھجوروں کے باغ میں کھجوریں توڑتا ہوا پایا اور اپنی درانتی سے (درانتی) اُس کا کام تمام کر دیا اور کہا (انما التمر لمن ابره) یعنی کھجور پیوند لگانے والے کا حق ہے نہ کہ غیر کا۔ جب اس بات سے تبع کا غضب اس قوم پر اور بھی بڑھ گیا اور دونوں طرف (اصحاب تبع و اصحاب عمرو بن طلہ) میں لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ انصار صبح کے وقت ان سے مقابلہ کر رہے تھے اور رات کو ان کی اطاعت کا اقرار کر لیتے تھے۔ انصار کے سردار عمرو بن طلہ کو یہ بات نہایت پسند آتی تھی اور کہتا تھا بخدا ہماری قوم غالب آ کر رہے گی۔

تبع کو علماء یہود کی نصیحت

اسی اثناء میں جب کہ تبع و عمرو بن طلہ کے اصحاب کے مابین لڑائی کی آگ لگی ہوئی تھی، بنی قریظہ کے یہودیوں کے دو عالم جو اپنے علم میں راسخ و جید تھے تبع کے پاس آئے (یہ بنی قریظہ اور نضیر و النحام اور عمرو بن الخزرج یہ تمام ابن الصریح بن التوءمان بن السبط بن الیسع ابن سعد بن لاوی بن نحیر بن النحام بن تنحوم بن عازر بن عزری بن ہارون بن عمران جو پیغمبر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد سے ہیں) اور کہا اے بادشاہ! مدینہ اور اہلِ مدینہ کی ہلاکت کے ارادے سے باز آ جائیے۔ اگر آپ اس سے باز نہ آئیں گے اور ہماری اس ناچیز نصیحت و خیر خواہی کو قبول نہ کریں گے کانوں سے نہیں سنیں گے تو ہمیں اندیشہ ہے کہ کوئی قہرِ الٰہی و غضب نامتناہی آپ پر نہ نازل ہو جائے۔ تبع نے پوچھا کیونکر؟ انہوں نے کہا یہ مدینہ ایک نبی کی ہجرت کی جگہ ہو گا جو قوم قریش سے آخر زمان میں پیدا ہو گا پھر یہ جگہ اُس کی جائے قرار ہو گی۔ یہ بات سن کر وہ بادشاہ اپنے ارادے سے باز آیا اور ان علمائے یہود کی علمیت و فضیلت کا قائل ہو کر ان کا دین قبول کر لیا اور مدینہ سے واپس چلا گیا۔

مکہ مکرمہ پر حملہ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ تبع اور اس کی قوم بت پرست تھے۔ اس نے مکہ معظمہ پر بھی چڑھائی کی تھی۔ کہتے ہیں کہ جب اس لڑائی سے وہ مکہ کی طرف لوٹا تھا اور ابھی عسفان و آمج کی حدود کے درمیان پہنچا تھا تو ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد کے چند آدمیوں نے آکر کہا اے بادشاہ! ہم آپ کو ایک ایسے بیت المال کا پتہ دیتے ہیں جس سے پہلے بادشاہ غافل رہے ہیں جس میں موتی، زبرجد، یاقوت، سونا اور چاندی وغیرہ بے شمار اموال و اسباب ہیں، وہ مکہ میں ایک گھر ہے وہاں کے لوگ اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا یہاں یہ مطلب تھا کہ اگر یہ تبع بدست اور برائی کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ جو شخص مکہ معظمہ کی بے حرمتی کا ارادہ کیا کرتا ہے وہ ہلاک و تباہ ہو جایا کرتا ہے۔ گویا وہ لوگ اس بلا کو اس بہانہ سے ٹالنا چاہتے تھے۔

مگر تبع نے جب ان لوگوں سے یہ تقریر سنی تو اس نے ان دو یہودی علماء کو جن کو وہ اپنے ساتھ مدینہ سے لایا ہوا تھا بلایا اور یہ ماجرا ان کے سامنے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے اس بہانہ سے آپ کی اور آپ کی قوم کی ہلاکت کا ارادہ کیا ہے۔ اگر آپ ان کی بات پر عمل کریں گے تو آپ بمعہ اپنے لشکر کے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس پر تبع نے دریافت کیا کہ جب میں مکہ میں پہنچوں تو مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

مکہ مکرمہ کی تعظیم

علماء نے کہا کہ جو کچھ وہاں کے لوگ اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں آپ کو بھی ویسا ہی کرنا چاہیئے۔ جب آپ وہاں پہنچیں تو سر کے بال حلق کروا کر اس کا طواف کریں اور خشوع و خضوع و فروتنی و انکساری سے آداب تعظیم و تکریم بجا لائیں۔ تبع نے کہا کہ تم اس گھر کی اس طرح تعظیم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ وہ گھر ہمارے جد اعلیٰ ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہے اور اسی کی عزت و حرمت واجب ہے۔ مگر اس وقت وہاں کے لوگوں نے وہاں بت پرستی شروع کر دی ہے اور خانہ کعبہ کے اندر بت رکھ دیئے ہیں اور ان پر قربانیاں چڑھاتے ہیں۔ اس لئے ہم اس مشرکانہ حالت میں ان کی شراکت سے معذور ہیں۔ تبع نے ان کی یہ خیر خواہی محسوس کی اور ان کی بات کی تصدیق کی۔ پھر قبیلہ ہذیل کے ان لوگوں کو جنہوں نے دھوکہ سے کعبہ کی بے حرمتی پر آمادہ کیا تھا بلا کر ان کے ہاتھ پاؤں قطع کرا دیئے۔ پھر خانہ کعبہ میں پہنچ کر اس کا طواف کیا اور قربانی کی اور سر منڈایا اور چھ روز تک مکہ میں اقامت کی اور ان دنوں میں غرباء و مساکین کو کھانا کھلاتا رہا اور قربانیاں کرتا رہا۔ پھر اسے خواب میں کہا گیا کہ خانہ کعبہ پر

لباس چڑھائے۔ اس نے پہلے اس پر خصف (ایک قسم کا کپڑا ہوتا تھا) کا کپڑا چڑھایا۔ پھر خواب آیا کہ اس سے اچھا کپڑا چڑھاؤ۔ پھر اُس نے معافر کا کپڑا پہنا دیا۔ پھر خواب دیکھا کہ اس سے بھی عمدہ کپڑا ڈالو۔ تو پھر اس نے ملاء و وصایل (کپڑوں کے نام ہیں) کا کپڑا ڈلوا دیا۔

کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے خانہ کعبہ پر کپڑا لٹکایا اور قبیلۂ جرہم کے متولیوں کو اس امر کی وصیت کی اور اس کے پاک و صاف رکھنے کا حکم دیا وہ تبتع ہی تھا۔ اُس نے ہی یہ حکم دیا تھا کہ خانہ کعبہ میں خون نہ گرایا جائے نہ کوئی مُردار لایا جائے۔ اور نہ حیض و نفاس والی عورتیں اُس کے نزدیک آیا کریں اس نے ہی خانہ کعبہ کا دروازہ بنایا اور دروازوں پر قفل لگوائے۔

سُبَیعہ کے اشعار

یہ وہی تبتع ہے جس کا ذکر ان اشعار میں پایا جاتا ہے جو سبیعہ بنت الاجب بن ذلیتہ بن جذیمہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان اور زوجہ عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ نے اپنے بیٹے کو مکہ کی حرمت پر تنبیہ کرتے ہوئے اور مکہ کی تعظیم و تکریم کے واسطے اُس کو آمادہ کرتے ہوئے کہے ہیں وہ اشعار یہ ہیں:-

؎ أَبُنَيَّ لَا تَظْلِمْ بِمَكَّةَ ... لَا الصَّغِيرَ وَلَا الْكَبِيرْ

اے میرے بیٹے! مکہ میں ظلم نہ کر نہ چھوٹے پر نہ بڑے پر۔

وَاحْفَظْ مَحَارِمَهَا بُنَيَّ ... وَلَا يَغُرَّنْكَ الْغَرُورْ

اے میرے بیٹے مکہ کے محارم کی حفاظت کر اور غرور و سرکشی تجھے دھوکہ نہ دے۔

أَبُنَيَّ مَنْ يَظْلِمْ بِمَكَّةَ ... يَلْقَ أَطْرَافَ الشُّرُورْ

اے میرے بیٹے! جو مکہ میں ظلم کرتا ہے وہ اپنی شرارت کا بدلہ پالیتا ہے۔

أَبُنَيَّ يُضْرَبْ وَجْهُهُ ... وَيَلُحْ بِخَدَّيْهِ السَّعِيرْ

اُس کے چہرے پر طمانچے مارے جاتے ہیں اور اُس کے رخساروں میں آگ لگائی جاتی ہے۔

أَبُنَيَّ قَدْ جَرَّبْتُهَا ... فَوَجَدْتُ ظَالِمَهَا يَبُورْ

اے میرے بیٹے میں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اسکے ظالم کو ہلاک ہوتے دیکھا ہے۔

اللّٰهُ أَمَّنَهَا وَمَا ... بُنِيَتْ بِعَرْصَتِهَا قُصُورْ

اللہ مکہ کا اور اُس کے محلوں و مکانوں کا خود محافظ ہے۔

وَاللّٰهُ أَمَّنَ طَيْرَهَا ... وَالْعُصْمُ تَأْمَنُ فِي ثَبِيرْ

اور اس کے پرندوں کا خود نگہبان ہے اور معصوم ہلاکت سے محفوظ رہتا ہے۔

وَلَقَدْ غَزَاهَا تُبَّعٌ   فَكَسَا بَنِيَّتَهَا الْحَرِيرِ

ملک تبع نے اس پر چڑھائی کی تھی پھر معتقد ہو کر اس کے مکانوں پر ریشم کا کپڑا چڑھایا۔

وَ اَذَلَّ رَبِّی مُلْکَہٗ فِیْهَا   فَاَوْفٰی بِالنُّذُوْرِ

اور میرے رب نے اُس کے غرور کو توڑ دیا پھر اُس نے نذریں ادا کیں۔

یَمْشِیْ اِلَیْهَا حَافِیاً   بِفَنَائِهَا اَلْفاً بَعِیْرُ

پھر اُس میں ننگے پاؤں چلتا تھا اور اس کے میدان میں دو ہزار اُونٹ قربان کئے۔

وَیَظَلُّ یُطْعِمُ اَهْلَهَا   لَحْمَ الْمُهَارِیْ وَالْجَزُوْرِ

پھر اہلِ مکہ کے مساکین و فقراء کو اونٹوں کے گوشت کھلاتا رہا۔

یَسْقِیْهِمُ الْعَسَلَ الْمُصَفّٰی   وَالرَّحِیْضَ مِنَ الشَّعِیْرِ

اور ان کو شہد خالص اور جَو کی بنیذ خالص پلاتا رہا

وَالْفِیْلَ اَهْلَکَ جَیْشَہٗ   یُرْمَوْنَ فِیْهَا بِالصُّخُوْرِ

اور مکہ کی بے حرمتی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اصحاب فیل کے لشکر کو تباہ کر دیا تھا اور ان پر

وَالْمُلْکُ فِی اَقْصَی الْبِلَادِ   وَفِی الْاَعَاجِمِ وَالْجَزِیْرِ

پتھر پھینکے گئے تھے حالانکہ وہ دور دراز ملکوں اور ملک عجم و جزیرہ کا مالک تھا۔

فَاسْمَعْ اِذَا حُدِّثْتَ وَافْهَمْ   کَیْفَ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

اے بیٹے! میری اس بات کو گوش ہوش سے سُن اور اس بات کا دل میں خیال کر کہ ایسے ظلم کے کاموں کا انجام خراب ہی ہوا کرتا ہے۔"

تبع کا مزید احوال

پھر ملک تبع فراغت اور آداب بیت اللہ کے بعد مکہ سے اپنے وطن یمن کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں علماء یہود کو بھی ساتھ لے لیا۔ یمن میں پہنچ کر اپنی قوم کو بھی اس مذہب و اعتقاد کی طرف دعوت دی جس کا خود گرویدہ ہو گیا تھا۔ اُنہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مذہب حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی آگ ہے۔ جو فریق آگ سے بچ رہے گا وہ راہِ راست پر ہو گا۔

ابن اسحاق نے ابو مالک بن ثعلبہ بن ابو مالک القرظی سے روایت کی ہے کہ ابو مالک القرظی کہتے ہیں کہ انہوں نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب ملک تبع یمن میں داخل ہونے کے نزدیک ہوا تو اُس کی قوم حمیر نے اس کو داخل ہونے سے روکا اور کہا کہ تو

نے ہمارا دین چھوڑ دیا ہے ہم تجھے داخل نہ ہونے دیں گے۔ اُس نے کہا جس دین کو میں نے قبول کیا ہے وہ تمہارے دین سے اچھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو آؤ ہم اپنے تصفیہ کے واسطے اس آگ کو جو ہمیشہ ہمارے مقدمات فیصل کیا کرتی ہے اپنا حکم (فیصلہ کرنے والی) بنائیں۔ جو فریق ظالم اور مذہب باطل پر ہوگا اس کی لپیٹ میں آجائے گا اور مظلوم و راست رو بچ رہے گا۔

چنانچہ اس کی قوم اپنے بتوں اور قربانیوں کو لے کر اور یہود کے دونوں عالم توراۃ کو گلے میں ڈالے ہوئے آگ کے مخرج (نکلنے کی جگہ) کے پاس جمع ہو گئے۔ پہلے آگ بت پرستوں کی طرف جھپٹی وہ اس سے خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگے۔ حاضرین نے ان کو دھمکایا اور کہا کہ صبر کرو یہ امتحان کا وقت ہے۔ چار و ناچار ٹھہرے رہے اور مع اپنے بتوں اور قربانیوں کے آگ کا لقمہ ہو گئے۔ اور علماء یہود صحیح و سلامت اپنے مصحف کو گلے میں ڈالے ہوئے اور اپنے پیشانیوں پر پسینہ لائے ہوئے باہر چلے آئے۔ اس وقت اس کی قوم حمیر نے اپنے بادشاہ کا مذہب قبول کر لیا اور اس وقت سے یمن میں مذہب یہود کی بنیاد پڑ گئی۔

نیز ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کو ایک اور محدث (راوی) سے اس طرح سنا ہے کہ علماء یہود اور قوم حمیر کے مابین قول فیصل کی علامت یہ مقرر ہوئی تھی کہ جو فریق آگ کو اس کے مخرج کی طرف واپس کر دے گا وہ برحق سمجھا جاوے گا۔ اس قول کے مطابق بت پرستوں کے چند آدمی قربانیاں لے کر آگ کے نزدیک گئے تاکہ وہ اپنے مخرج کی طرف لوٹ جائے مگر وہ ان کے اعتقاد کے برخلاف ان کی طرف لپکی تب وہ ڈر کر بھاگ گئے اور علماء یہود اس کے پاس جا کر توراۃ پڑھنے لگے۔ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ یہ معاملہ دیکھ کر قوم حمیر نے بھی مذہب یہود قبول کر لیا اور اس کے بادشاہ کے ہم اعتقاد ہو گئے۔ واللہ اعلم کون سی روایت ان دونوں روایات میں سے صحیح ہے۔

شرک کا خاتمہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس بت پرست قوم حمیر کا شرک کی حالت میں ایک مکان تھا جس کی وہ تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے اور قربانیاں چڑھایا کرتے تھے اور وہاں سے کچھ کلام و آواز سنا کرتے ہیں۔ جب انہوں نے مذہب یہود قبول کر لیا تو علماء یہود نے بادشاہ تبع سے کہا ان کے اس مکان میں شیطان ہے جو ان کو گمراہ کرتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو ہم اس کو منہدم کر دیں۔ کہا تمہیں اجازت ہے جو چاہو کرو۔ انہوں نے اس مکان کو گروا دیا۔ اس میں سے ایک سیاہ کتا نکلا جو ذبح کیا گیا اور ان کے شرک و جہالت کا خاتمہ ہوا۔

باب ۷

تبان کے جانشین

حسان کا قتل اسکے بعد اُس کا بیٹا حسان یمن کا حاکم ہُوا اور اپنی قوم لشکر کو ساتھ لے کر عرب و عجم کی زمین فتح کرنے کے ارادہ سے چل پڑا۔ جب عراق کے اس علاقہ میں پہنچے جو بحرین میں واقع ہے تو قوم حمیر اور قبائل یمن نے آگے جانے سے انکار کیا اور اپنے وطن و اہل کی طرف لوٹنا چاہا۔ اس نے اُن کی بات نہ مانی تو انہوں نے حسان کے بھائی عمرو کو جو اس سفر میں ان کے ساتھ تھا اپنے ساتھ گانٹھنا چاہا اور کہا کہ اگر تو ہمیں اپنے بلاد میں واپس لے جانے کا وعدہ کرے تو ہم تیرے بھائی کو قتل کر کے تجھے اپنا بادشاہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ اس نے منظور کر لیا اور تمام قوم حمیر نے سوائے ایک شخص کے جس کا نام ذو رعین تھا اس کی حکومت پر اور اس کے بھائی حسان کے قتل پر اتفاق کر لیا اور ذو رعین نے عمرو کو بھی اس ارادے سے منع کیا اور کہا کہ اپنے بھائی کو قتل کرنا مناسب نہیں۔ ایسے فعل کا انجام اچھا نہیں ہُوا کرتا مگر اُس نے نہ مانا۔ اس پر ذو رعین دو اشعار ایک پرچہ کاغذ پر لکھ کر اور اُن پر اپنی مُہر لگا کر عمرو کے پاس لایا اور کہا کہ اس کاغذ کو میری طرف سے اپنے پاس رکھ چھوڑیں۔ شعر یہ ہیں ؎

أَلَا مَنْ يَشْتَرِي سَهَرًا بِنَوْمٍ ۔۔۔ سَعِيدٌ مَنْ يَبِيتُ قَرِيرَ عَيْنٍ

فَأَمَّا حِمْيَرٌ غَدَرَتْ وَخَانَتْ ۔۔۔ فَمَعْذِرَةُ الْإِلٰهِ لِذِي رُعَيْنٍ

خبردار وہ کون شخص ہے جو نیند کے بدلے بیداری خرید تا ہے (یعنی جو ایسا کام کرتا ہے وہ احمق کہلاتا ہے۔ اس میں اشارہ تھا کہ اگر تُو اس کو قتل کرے گا تو تجھے سہر (بیداری) کی بیماری لاحق ہو جاوے گی) نیک بخت وہ ہے جو ٹھنڈی آنکھ رات گزارتا ہے۔ (اس میں اشارہ تھا کہ اس کو قتل کر کے ناحق تکالیف و مصیبت نہ خریدیں۔ اسی حالت میں آرام سے گزارہ کریں) اگر قوم حمیر نے حسان کے ساتھ بے وفائی اور دغا کیا تو ذو رعین (یہ میں) خدا کے سامنے معذور ٹھہرے گا۔"

اس کے بعد عمرو نے اپنے بھائی حسان کو قتل کروا دیا اور قوم کو یمن میں واپس لے آیا۔ چنانچہ حمیر کے کسی شخص نے حسان کے قتل میں اشعارِ ذیل لکھے ہیں جس سے حسان کی مدح اور اُس کے بھائی عمرو کی مذمت مترشح ہوتی ہے ؎

لا دعینا الذی رأی مثل حسّا ... ن قتیلاً فی سالف الاحقاب
قتلتہ مقاطہ خشیۃ الجد ... غداۃ قالوا لباب لباب[1]
میتکم خیرنا وحیّکم ... رب علینا وکلکم ارباب

(ترجمہ) ہم کہتے ہیں کہ کون ہے وہ شخص جس نے پہلے زمانے میں حسان جیسا مقتول دیکھا ہو۔ اُس کو اس کے دشمنوں نے اُس دن قتل کر دیا جبکہ اُس کے قتل کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ تمہارا مردہ (حسان) ہم میں سے اچھا تھا اور تمہارا زندہ (عمرو) ہم پر سردار رہے اور اب تم سارے ہی سردار ہو گئے۔

عمرو کی پشیمانی اور ہلاکت

ابن اسحاق کہتا ہے کہ جب عمرو بن تبان (تبع) اپنے بھائی حسان کو قتل کر کے یمن میں پہنچا تو اس کو سہر (بے خوابی کی بیماری) پیدا ہو گئی۔ اور جب اس سے سخت تکلیف ہونے لگی تو کاہنوں، طبیبوں اور عقلمندوں سے معالجہ کا خواستگار ہوا۔ مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آخر ایک شخص نے کہا کہ جو شخص اپنے بھائی یا کسی قریبی عزیز کو بے وجہ بلا گناہ حسد کے مارے قتل کرا دے اس کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اس کی نیند سلب ہو جاتی ہے اور بے خوابی و بیداری ستایا کرتی ہے۔

اس بات سے متاثر ہو کر یمن کے ان لوگوں کو جنہوں نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا تھا قتل کروانے لگا یہاں تک کہ ذو رعین کی نوبت بھی آ پہنچی۔ ذو رعین نے کہا میں تو اس گناہ و الزام سے بری ہوں۔ عمرو نے پوچھا کیونکر۔ کہا وہ پرچہ نکال کر دیکھ لو جس میں میں نے دو اشعار لکھ کر آپ کو دیا ہوا ہے۔ اس شہادت سے ذو رعین تو بچ چکا مگر عمرو قاتلِ حسان نے خلاصی نہ پائی اور اسی مرض میں ہلاک ہو گیا۔

لخنیعہ اور اس کا انجام

اس کے بعد قوم حمیر کے حالات میں خلل واقع ہو گیا اور ان میں اختلاف راہ پا گیا اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو کر مختلف مقامات میں

---

[1] لباب لباب کے معنے حمیر کی زبان میں لاباس لاباس ہے۔ (مترجم)

متفرق ہو گئے اور ان پر قوم حمیر کا ایک شخص جو سلطنت کے خاندان سے نہیں تھا اور جس کا نام لخنیعہ تھا حاکم ہو گیا۔ اُس نے قوم کے اشراف و اخیار کو قتل کروا دیا اور سلطنت کے گھرانے کے اہل بیت کے ساتھ بدکاری و فعلی شروع کر دی۔ لخنیعہ بڑا بدکار، زانی و لوطی تھا اور خاندانِ سلطنت کے لڑکوں کو باری باری اغلام کے واسطے منگوایا کرتا تھا اور اس فعلِ شنیع کے واسطے ایک مکان بنوا رکھا تھا۔ جب اس کام سے فارغ ہوتا تو اپنے باڈی گارڈوں اور سپاہیوں کی طرف مُنہ میں مسواک لے کر نکلتا جو اس بات کی علامت تھی کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو چکا ہے اور اب سپاہیوں کو اس کے پاس آنے کی اجازت ہے۔

ہوتے ہوتے ایک روز ذونواس بن تبان اور حسان مقتول کے چھوٹے بھائی کی باری آگئی۔ یہ لڑکا حسان کے قتل کے وقت چھوٹا ہی تھا اور اُس وقت نہایت حسین و جمیل نوجوان رعنا صاحبِ ذُلف و شعور ہو چکا تھا۔ جب لخنیعہ کا ہرکارہ اس کو لینے آیا تو وہ اس کا مقصد سمجھ گیا۔ ایک تیز چھُری اپنے جُوتے میں پاؤں کے تلے دبالی اور اُس کے مکان پر پہنچا۔ جب بدکاری کرنے کے لئے اُس نے ہاتھ بڑھایا تو ذونواس نے جھٹ اُس کو چھُری سے زخمی کر دیا۔ پھر قتل کر کے اُس کا سر تن سے جُدا کر کے اس دریچہ میں رکھ دیا جہاں وہ بیٹھا کرتا تھا اور اُس کے منہ میں اس کی مسواک بھی رکھ دی۔

پھر سپاہیوں کی طرف نکلا۔ سپاہیوں نے اس کو طنزاً کہا کہ اے ذونواس تر ہو یا خشک؟ مطلب یہ تھا کہ تم پر وہ فاجر قادر ہو سکا یا نہیں؟ کہا اس سر سے پوچھ لو جو دریچہ میں رکھا ہے۔ دیکھا تو لخنیعہ کا سر کٹا ہوا دریچہ میں پڑا ہے۔ سب نے دوڑ کر ذونواس کو پکڑ لیا اور کہا جب تُو نے ہم کو اس خبیث سے رہا کرایا ہے تو ہم اب تمہارے سوا کسی کو بادشاہ نہ بنائیں گے۔

چنانچہ ذونواس اُن کا بادشاہ ہو گیا اور قوم حمیر اور قبائل یمن نے اس کی بیعت کر کے اُس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ یہ حمیر کے بادشاہوں کا آخری بادشاہ ہے اور اس کا نام یوسف رکھا گیا تھا۔

باب ۵

نجران میں عیسائیت کی ابتدا اور اصحب الاخدود

یمن کے پاس نجران ایک علاقہ ہے وہاں کے لوگ کسی زمانہ میں بُت پرست تھے۔ پھر اُنہوں نے دین عیسوی قبول کر لیا تھا اور ان کا ایک سردار تھا جس کو عبداللہ الثامر کہتے تھے۔

فیمیون عابد اور اس کے واقعات

اہل نجران کے مذہب عیسوی کے قبول کر لینے کی مکمل کیفیت یہ ہے کہ ایک شخص فیمیون عابد و زاہد ان کے درمیان آگیا۔ اس نے ان کو مذہب عیسوی قبول کرنے پر برانگیختہ کیا اور اس کی تفصیل یہ ہے۔ ابن اسحاق نے مغیرۃ بن ابی لبید مولی الاخنس سے اور اس نے وہب بن منبہ یمانی سے اس طرح بیان کی ہے کہ مذہب عیسوی کا پابند ایک شخص فیمیون نامی تھا جو بڑا عابد، پرہیزگار، مجتہد مستجاب الدعوات تھا اور گاؤں بہ گاؤں پھرا کرتا تھا۔ جب گاؤں کے لوگ اس کے زہد و تقویٰ و کرامت سے واقف ہونے لگتے تو دوسرے گاؤں میں چلا جاتا اور اپنے ہاتھ کی کمائی یعنی معمار کا کام کر کے اپنی معاش پیدا کرتا اور اتوار کے روز کوئی دنیاوی کام نہ کرتا۔ بلکہ کسی جنگل میں نکل جاتا اور سارا دن عبادت و نماز میں گزار دیتا اور شام کو واپس آتا۔

ایک دفعہ ملکِ شام کے گاؤں میں سے ایک گاؤں میں اپنے معمول کے موافق عبادت و تقویٰ میں مصروف تھا کہ اس گاؤں کا ایک شخص صالح نامی اس کے حال پر واقف ہو گیا اور اس کی محبت اس کے دل میں جاگزین ہو گئی۔ فیمیون جہاں جاتا صالح بھی اس کے پیچھے ہو لیتا مگر فیمیون کو خبر نہ ہوتی۔

ایک دن وہ اپنی عادت کے موافق اتوار کو کسی جنگل میں نکل گیا اور صالح بھی اس کے پیچھے گیا۔ وہ اپنی نماز میں مصروف ہو گیا اور صالح ایک پوشیدہ جگہ پر بیٹھ کر اس کو دیکھتا رہا۔ جب وہ نماز میں تھا تو ایک سات سَر کا سانپ اس کی طرف آیا۔ فیمیون نے اس کے لئے بد دُعا دی اور وہ

مرگیا۔ صالح سانپ دیکھ کر چلایا کہ اے فیمیون سانپ! سانپ! اور اسے یہ خبر نہ تھی کہ سانپ اُس کی بددُعا سے مر چکا ہے۔ فیمیون اپنی نماز میں مصروف رہا۔ لیکن اس کو معلوم ہو گیا کہ صالح اُس کی کرامت سے واقف ہو گیا ہے۔ جب شام کو واپس ہونے لگے تو صالح نے کہا اے فیمیون! آپ جانتے ہیں کہ مجھے آپ سے از حد محبت ہے اس واسطے میں آپ کی مفارقت گوارا نہ کر سکا۔ آپ یہ اندیشہ نہ کریں کہ آپ کا راز فاش ہو جائے گا میں اُسے افشا نہ کروں گا۔ مگر شہر کے لوگ بھی اُس کے حالات سے واقف ہوتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو وہ اُس کے حق میں دُعا کرتا اور وہ اچھا ہو جاتا۔ اور اگر کسی کو کسی آفت و مصیبت آنے کا اندیشہ ہوتا تو اُس کی دُعا سے وہ ٹل جاتی۔ اُس گاؤں میں ایک شخص تھا اور اس کا بیٹا اندھا تھا۔ اُس نے اس کی کرامت کا شہرہ سُن کر اس سے دُعا کرانے کا ارادہ کیا۔ مگر لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ کسی کے گھر پر نہیں آیا کرتا وہ تعمیر عمارت کا کام کیا کرتا ہے۔ اس کو تعمیر یا مرمت کے بہانے سے گھر میں بلا لو اور پھر اس سے دُعا کرواؤ۔

فیمیون کی غلامی

اس شخص نے اپنے بیٹے کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور فیمیون کے پاس آکر کہا کہ میرے گھر میں تھوڑا سا کام ہے فرصت ہو تو آکر کر جاؤ اس طرح سے اس کو اپنے گھر لے گیا اور لڑکے کو نکال کر پیش کر دیا کہ اے فیمیون! اس خدا کے بندے (اس سے مراد اپنا بیٹا) کو یہ مصیبت ہے جس کو آپ دیکھ رہے ہیں (یعنی اندھا ہے) اس کے حق میں دُعا کیجئے۔ اُس نے دُعا کی اور وہ اچھا ہو گیا۔ فیمیون نے دل میں کہا کہ اب یہاں سے نکلنا چاہیئے۔ پس اس گاؤں سے نکل پڑا۔ مگر صالح نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جب راستہ میں چلے جاتے تھے تو ایک بڑے درخت سے کسی شخص نے فیمیون کہہ کر پکارا۔ فیمیون نے جواب دیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں تیری ہی انتظار میں تھا اور تیری آواز سننا چاہتا تھا۔ اب میں مرتا ہوں اور تجھے میرا جنازہ دفن کر کے جانا ہو گا۔ وہ مر گیا اور فیمیون نے اس پر نماز ادا کر کے دفن کر دیا۔

چلتے چلتے عرب کی کسی زمین میں پہنچ گیا اور صالح بھی اس کے پیچھے تھا۔ اہلِ عرب نے ان دونوں پر حملہ کیا اور عرب کے ایک قافلہ نے اُنہیں لے جا کر نجران میں دونوں کو فروخت کر دیا۔ ان دنوں میں اہلِ نجران ایک لمبی کھجور کی عبادت کیا کرتے تھے اور ہر سال عید کیا کرتے تھے اور اس کھجور کو عورتوں کے زیور اور اچھے کپڑے پہنایا کرتے تھے۔

چنانچہ اہلِ نجران میں سے ایک شخص نے فیمیون کو خرید لیا اور دوسرے نے صالح کو۔ اس آقا

کے گھر میں جب فیمیون تہجد کی نماز پڑھتا تو وہ گھر بغیر چراغ کے روشن ہو جاتا اور صبح تک روشن رہتا۔
ایک روز اُس کے آقا نے یہ کیفیت دیکھ کر بڑا تعجب ظاہر کیا اور اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا دین و مذہب ہے؟ فیمیون نے اپنا مذہب علیسوی ظاہر کر کے اس کو بطور خیر خواہی کہا کہ تمہارا مذہب باطل ہے۔ یہ کھجور تمہیں کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر میں اپنے خدا سے جس کی میں عبادت کرتا ہوں اس کے لئے بد دعا کروں تو اس کو جلا دے۔ اس کے آقا نے کہا کہ اگر تُو ایسا کر دکھائے تو ہم تیرے دین میں داخل ہو جائیں گے۔

پس فیمیون نے اُٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر دست دعا اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سخت آندھی بھیجی جس نے اس کھجور کو جڑ سے اُکھاڑ دیا۔ اس وقت اہل نجران نے مذہب عیسوی کو قبول کر لیا چنانچہ اس روز سے زمین عرب میں نجران کے اندر نصرانیت پیدا ہو گئی۔

عبد اللہ بن ثامر کا واقعہ

ابن اسحاق نے یزید بن زیاد سے اور زیاد نے محمد بن کعب القرظی سے اور نیز بعض اہل نجران سے اس طرح روایت کی ہے کہ اہلِ نجران مشرک بت پرست تھے۔ اور نجران کے قریب ایک گاؤں میں ایک ساحر رہا کرتا تھا۔ جو اہلِ نجران کے لڑکوں کو جادو سکھایا کرتا تھا۔ اتفاقاً فیمیون عیسائی راہب نے اس گاؤں کے نزدیک اپنا خیمہ گاڑ دیا۔ جب نجران کے لڑکے اس جادوگر کے پاس جادو سیکھنے جاتے تو راستہ میں اس عیسائی راہب کو نماز و عبادت میں مصروف پاتے اور اس کی اس حرکت سے متعجب ہوتے۔
ایک روز کا ذکر ہے کہ نجران کے ایک شخص ثامر نامی نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو دوسرے لڑکوں کے ساتھ اس جادوگر کے پاس بھیجا۔ راستہ میں جب اُس نے اس راہب فیمیون کو نماز و عبادت میں دیکھا تو عبد اللہ کے دل میں راہب کی عبادت کا اثر پیدا ہوا۔ وہ اس کے پاس آنے جانے لگا اور اس کے اقوال و خیالات سننے لگا یہاں تک کہ وہ مسلمان[1] ہو گیا۔ اور خدا تعالےٰ کی توحید کا قائل ہو گیا اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنے لگا اور پھر اس راہب سے احکامِ اسلام دریافت کرنے لگا۔

اسمِ اعظم کا علم

جب علمِ دین میں ماہر ہو گیا تو ایک روز اُس نے فیمیون سے اسمِ اعظم دریافت کیا۔ اس نے کہا اے عزیز! اس کا جاننا تیرے حال کے مناسب نہیں تُو کمزور

---

[1] اسلام سے مراد وہ دینِ حق ہے جسکی اپنے اپنے ادوار میں تمام انبیاء تبلیغ فرماتے رہے۔ ۱۲ (مرتب)

ہے اور اس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکے گا۔ عبداللہ نے جب دیکھا کہ راہب اسم اعظم سکھلانے میں پس و پیش کر رہا ہے تو اس نے تمام اسماء الٰہی کو جو راہب نے سکھلائے ہوئے تھے تیروں پر لکھ کر آگ میں ڈالنے شروع کر دیے تاکہ جس پر اسم اعظم ہو گا وہ آگ میں نہیں جلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جس پر اسم اعظم لکھا ہوا تھا آگ سے کود کر باہر آ پڑا۔ اور اس طرح سے اس کو اسم اعظم معلوم ہو گیا۔ پھر راہب کے پاس آ کر کہا کہ میں نے اسم اعظم معلوم کر لیا ہے۔ راہب نے حیران ہو کر پوچھا وہ کیا ہے کہا کہ فلاں۔ کہا تو نے کس طرح معلوم کیا؟ اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ راہب نے کہا اے عزیز! اس کو پوشیدہ رکھیو اور ضبط سے کام لیجیو۔

دینِ عیسوی کی تبلیغ

اب عبداللہ بن ثامر کا یہ کام ہو گیا کہ جب نجران میں کسی کو مصیبت یا بیماری لاحق ہوتی تو اس کو کہتا اے فلاں تو اللہ پر ایمان لے آ اور میرے دین میں داخل ہو جا۔ میں اللہ سے دعا کروں گا وہ اللہ تجھے اس مصیبت سے نجات دے گا۔ اگر وہ اسے قبول کر لیتا تو عبداللہ اس کے حق میں دعا مانگتا اور وہ اچھا ہو جاتا۔ اس طرح سے نجران کے بہت سے آدمی اس کے تابع ہو گئے اور اس کے دین کو قبول کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی شہرت نجران کے بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ نے اس کو بلا کر کہا۔ تو نے میری رعیت کا مذہب خراب کر دیا ہے اور میرے دین اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت کی ہے۔ اب میں تجھے اس کا بدلہ دوں گا اور تجھے سخت عذاب میں مبتلا کروں گا۔

عبداللہ بن ثامر نے کہا بادشاہ تو مجھے کوئی تکلیف نہیں دے سکے گا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو اونچے پہاڑ پر لے جا کر سر کے بل گرا دیں۔ گرایا گیا مگر اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا اور صحیح و سلامت زمین پر آ پہنچا۔ پھر اس کو نجران کے گہرے پانیوں میں گرا دیا تاکہ ڈوب جائے مگر وہ بلا ضرر وہاں سے بھی نکل آیا۔ جب بادشاہ اس پر کسی طرح سے غالب نہ آ سکا تو عبداللہ نے کہا کہ اگر تو مجھ کو مارنا چاہتا ہے تو اللہ پر ایمان لے آ۔ اور جس چیز کو میں مانتا ہوں تو بھی مان لے اس کے بعد تو میرے قتل پر قادر ہو سکے گا۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے عبداللہ کے مذہب کو قبول کر لیا۔ پھر اپنے عصا سے ہی عبداللہ کا کام تمام کر دیا۔ پھر آپ بھی اسی مکان پر ہلاک ہو گیا اور نجران کے لوگوں نے عبداللہ بن ثامر کے دین کو قبول کر لیا۔ یعنی عیسیٰ اور ان کی کتاب و حکمت کو ماننے لگ گئے۔ پھر ان میں بھی بدعات کا ظہور ہوا جیسا کہ ہر مذہب میں آخیر پر ہوا کرتا ہے۔ پس اس طرح سے نجران کی نصرانیت کی

بُنیاد پڑی تھی ۔

اصحٰب الاخدود کا واقعہ

جب نجران کی یہ حالت تھی تو ذونواس احسان کے بھائی بادشاہِ یمن نے لشکر لے کر اہلِ نجران پر چڑھائی کی اور یہودیت کی طرف بلایا اور اُنہیں اختیار دیا کہ یا یہودی ہو جاؤ یا قتل کو پسند کرو انہوں نے قتل پسند کیا پس اس نے ان کے لئے آگ کی ایک خندق کھدوائی اور اُن کو آگ میں جلایا۔ جو آگ سے بچے رہے ان کو تلوار سے قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ بیس ہزار آدمی اسی طرح سے ہلاک کئے گئے۔ اسی ذو نواس اور اس کے لشکر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل اتاری تھی :-

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

ترجمہ :- خندق والوں پر خدا کی مار جنہوں نے خندق میں آگ بھڑکائی اور اس پر بیٹھ کر مومنوں کا عذاب مشاہدہ کر رہے تھے اور مسلمانوں سے انتقام لینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اللہ عزیز حمید پر ایمان لے آئے تھے ۔ (بھلا یہ بھی کوئی وجہ انتقام ہو سکتی ہے)

ابن ثامر کا قتل

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ مقتول جن کو ذو نواس نے قتل کر دیا تھا ان میں عبد اللہ ابن ثامر ان کا سردار بھی شامل تھا۔ ابن اسحاق نے عبد اللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمر بن حزم سے روایت کی ہے کہ اہلِ نجران میں سے ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں نجران کی ویران زمینوں میں سے ایک خرابہ کو کھودا۔ اس کے نیچے سے عبد اللہ بن ثامر دفن کیا ہوا نکلا کہ اس کا ہاتھ اپنے سر کی ضرب پر رکھا ہوا تھا۔ وہ شخص بیان کرتا تھا کہ جب میں اُس کا ہاتھ وہاں سے ہٹاتا تھا تو خون جاری ہو جاتا تھا اور جب پھر اس کے ہاتھ کو اس جگہ پر رکھ دیتا تھا تو خون بند ہو جاتا تھا اور اُس کے ہاتھ میں ایک انگشتری تھی جس پر ربی اللہ لکھا ہوا تھا۔ اس شخص نے یہ ماجرا حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے حکم بھیجا کہ اس کو اس کے حال پر رہنے دو اور اس کو ویسا ہی دفن کر دو ۔

باب

اہلِ حبشہ کی یمن پر حکومت

شاہ روم کی امداد

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان مقتولوں میں سے جن کو ذونواس نے قتل کروایا تھا سبا کا رہنے والا ایک شخص دوس ذو ثعلبان نامی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا تھا اور ریت کا راستہ اختیار کر لیا۔ ذونواس کے آدمیوں نے اس کا تعاقب کیا تھا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ وہ بھاگ کر قیصر بادشاہ روم کی خدمت میں آیا اور ذونواس کے خلاف اس سے مدد کا طالب ہوا۔ قیصر روم نے کہا تمہارا علاقہ ہم سے بہت دور ہے۔ میں تمہارے واسطے حبشہ کے بادشاہ کو لکھتا ہوں۔ وہ تمہارے ہی مذہب (عیسائی) کا پیرو ہے اور وہ تمہارے ملک کے قریب ہے۔ اس پر قیصر روم نے حبشہ کے بادشاہ کو دوس کی مدد کے لیے ایک رقعہ لکھا اور اس میں دوس ذو ثعلبان کی حمایت و امداد کی تاکید کی تھی۔

دوس قیصر روم کا خط لے کر نجاشی کے پاس آیا۔ نجاشی نے ستر ہزار حبشی اس کے ساتھ کر دیئے اور ارباط نامی ایک شخص کو ان کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے لشکر میں ایک شخص تھا جس کا نام ابرہہ الاشرم تھا۔

ذونواس کی شکست و ہلاکت

غرض کہ ارباط لشکر حبشی کو ساتھ لے کر دریا کے راستہ سے یمن کے ساحل پر آ پہنچا اور دوس ذو ثعلبان بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس طرف سے ذونواس بھی قبیلہ حمیر کی فوج اور قبائل یمن کو ساتھ لے کر ارباط کے مقابلہ پر آ موجود ہوا۔ دونوں طرف سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ تقدیر نے ارباط کی یاوری کی اور ذونواس بھاگ نکلا اور اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور دریا کی گہرائی میں پہنچ کر لقمہ اجل ہو گیا۔ ارباط نے یمن میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کا خودمختار بادشاہ بن گیا اور چند سال تک بے کھٹکے یمن میں اپنی سلطنت کا ڈنکا بجاتا رہا۔

ارباط کا قتل

اس کے بعد ابرہہ الاشرم اور ارباط کے مابین منازعت و مخالفت ہو گئی۔ اس وجہ سے کچھ حبشی ابرہہ کی طرف ہو گئے اور کچھ ارباط کے طرفدار بن گئے۔ پھر مقابلہ کے

لئے میدانِ جنگ میں آئے۔ ابرہہ نے اریاط کو کہلا بھیجا کہ میں اس طرح سے فوجوں کا مقابلہ کروا کر انہیں ہلاک کرنا نہیں چاہتا۔ آؤ پہلے میں اور تُو میدانِ مقابلہ میں آئیں۔ جو شخص ہم میں سے اپنے مدِ مقابل کو زِک دے سکے تو ہارنے والے کی فوجیں جیتنے والے کے پاس چلی جائیں۔ اریاط نے بھی اس شرط کو منظور کر لیا۔

پس ابرہہ نے (یہ شخص پست قد بدصورت فربہ بدن تھا) اریاط پر (یہ شخص خوب صورت دراز قد متوسط البدن تھا) حملہ کرنا چاہا اور اپنے پیچھے اپنے ایک غلام عتودہ کو کھڑا کر لیا تاکہ وہ پیچھے سے اریاط کے حملے کو روکے۔ اریاط نے ابرہہ پر حربہ کا وار کیا اور چاہتا تھا کہ اُس کا سر اُڑا دے۔ لیکن حربہ صرف اس کے ابرو، ناک، آنکھ اور لب پر پڑا اور قتل ہونے سے بچ گیا۔ مگر عتودہ نے جو ابرہہ کے پیچھے کھڑا تھا اریاط کو قتل کر دیا اور بموجب معاہدہ کے اریاط کا لشکر ابرہہ کے زیرِ کمان آ گیا۔

ابرہہ کی حکومت

تمام حبشی جو یمن میں رہتے تھے ابرہہ کے ماتحت ہو گئے۔ جب اریاط کے قتل ہونے کی خبر نجاشی حاکم حبشہ کو پہنچی تو وہ بہت خفا ہوا اور ابرہہ کی اس حرکت پر بڑا ناراض ہوا کہ اُس نے اریاط کو قتل کرایا۔ پھر نجاشی نے قسم کھائی کہ میں اب ابرہہ کے شہروں کو پامال کروں گا اور اس کے سر کے بال کھینچوں گا۔ جب ابرہہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اُس نے اپنا سر منڈوا دیا اور یمن کی مٹی سے ایک تھیلی پُر کر کے نجاشی کے پاس بھیج دی اور لکھا کہ اے آقا نامدار اریاط بھی آپ کا غلام تھا اور بندہ بھی آپ کا بندہ ہے۔ ہمارا باہمی اختلاف ہو گیا تھا۔ بندہ اس کی نسبت انتظام و ضبط رعایا میں زیادہ قابلیت رکھتا تھا۔ وہ میرے مقابلہ کی تاب نہ لایا اور تقدیرِ الٰہی سے مقتول ہو گیا۔ میں نے آپ کی قسم کا ارادہ سُن کر اپنا سر منڈوا لیا ہے۔ اور اپنی زمین ملک یمن کی مٹی آپ کے پاس اس غرض سے بھیجی ہے کہ آپ اس کو اپنے پاؤں سے پامال کریں اور اس ملک کو اپنا ملک سمجھیں اور مجھے ایک وفادار تابعدار غلام تصور کریں۔ نجاشی یہ بات پڑھ کر خوش ہو گیا اور اس کو لکھ دیا کہ جب تک میرا کوئی حکم تمہارے پاس نہ پہنچے اس وقت تک یمن میں پڑے رہو۔

کلیسا کی بُنیاد

پھر ابرہہ نے صنعاء میں ایک قلعہ بنوایا اور اس میں ایک ایسا عالی شان کنیسہ (گرجا) بنوایا کہ اس کے زمانے میں روئے زمین پر کوئی گرجا اس کا ثانی نہیں تھا۔ پھر نجاشی کو لکھا کہ اے آقا نامدار میں نے آپ کی خاطر ایک ایسا گرجا بنوایا ہے کہ آپ سے

پہلے کسی بادشاہ نے نہیں بنوایا تھا۔ اور میرا ارادہ ہے کہ لوگوں کو حج مکّہ سے باز رکھ کر اس کی طرف متوجہ کیا جائے۔

جب ابرہہ کا یہ خط نجاشی کے پاس پہنچا اور اہلِ عرب جو نجاشی کی رعیت تھے ان کو یہ حال معلوم ہوا تو ایک شخص جو قبیلۂ فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبہ بن حرث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کی اولاد میں سے تھا بڑا خفا ہوا (اور یہ وہ خاندان ہے جو جاہلیت کے زمانہ میں حرام مہینوں کو اپنی مرضی کے مطابق ان میں سے ایک سال ایک مہینہ کو حرام سمجھتے اور ایک مہینہ حرام کو حلال سمجھ کر اس میں لڑائیاں لڑتے اور ایک سال اُس کو حرام بنا کر دوسرے کو حلال بنا لیتے جس کی نسبت قرآن میں آیت ذیل کے اندر اشارہ ہے :

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ الخ (۹ : ۳۷)

(ترجمہ): "نسئی (قمری مہینوں کی تاخیر، توڑ پھوڑ) تو کفر میں زیادتی ہی ہے کہ اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں۔ جنھوں نے (نعمات خداوندی کی) قدر نہیں کی کہ ایک سال اس (ماہ) کو حلال بنا لیتے ہیں اور ایک (دوسرے) سال اس (ماہ) کو حرام بنا دیتے ہیں کہ اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی صرف تعداد میں موافقت کر لیں (اور نتیجہ و مقصد یہ ہوتا ہے کہ) جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے اُسے حلال کر لیں"۔

اور جس شخص نے سب سے پہلے عرب میں یہ طریقہ ایجاد کیا تھا اس کا نام حذیفہ بن عبد بن فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبہ بن حرث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہے۔ اس کے بعد حذیفہ کا بیٹا عباد اس کام پر قائم ہوا۔ اس کے بعد عباد کا بیٹا قلع۔ اور قلع کے بعد اس کا بیٹا اُمیّہ اور اُمیّہ کے بعد اس کا بیٹا عوف اور عوف کے بعد اس کا بیٹا ابو ثمامہ جنادہ اس کام پر قائم رہا یہاں تک کہ اسلام کا زمانہ آ گیا اور زمانۂ اسلام میں جو لوگ حرام مہینوں میں تاخیر روا رکھتے تھے ان کا سردار بھی ابو ثمامہ بن عوف ہی تھا) اور غیرت کی تاب نہ لا کر اس گرجے میں جو ابرہہ نے تعمیر کرایا آ کر اس کے اندر پاخانہ کر دیا اور اپنے وطن کو بھاگ آیا۔ ابرہہ کو خبر ہوئی۔ دریافت کیا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ کسی ایسے شخص کا کام ہے جو اہلِ عرب میں سے بیت اللہ کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہو۔ اس سے ابرہہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور کہا بخدا اب میں بیت اللہ کو مسمار و منہدم کئے بغیر نہیں رہوں گا۔ یہ ٹھان کر اہلِ حبش کو جو اس کا لشکر تھا حکم دیا کہ بیت اللہ کی طرف چلنے کی تیاری کرو۔

باب ۷

بیتُ اللہ پر ابرہہ کی یورش

پیش قدمی

فوج روانہ ہوئی اور اُن کے ساتھ ایک مست ہاتھی بھی تھا جو معرکہ میں کام آیا کرتا تھا۔ اہلِ عرب کے کانوں میں بھی یہ آواز پڑی وہ اس خبر کے سننے سے گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ اگرچہ ہم اس کے سامنے تابِ مقاومت نہ لاسکیں۔ تاہم اس کو حتی المقدور روکنا اور مدافعت کرنا ہمارا فرض ہے۔ چنانچہ ایک شخص ذو نفر نامی جو اشرافِ یمن کی اولاد سے تھا۔ ابرہہ کے مقابلہ کے واسطے کھڑا ہوا۔ اور اہلِ عرب میں سے اُن کو بھی جو اُس کی امداد کے لئے تیار ہوئے اپنے ساتھ ملا لیا مگر شکست کھائی اور اسیر ہو کر ابرہہ کے سامنے لایا گیا۔ ابرہہ نے ذو نفر کے قتل کا حکم دیا۔ ذو نفر نے کہا اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کرو ممکن ہے کہ میری زندگی آپ کے حق میں بہ نسبت میری موت کے زیادہ مفید ہو۔

یہ بات ابرہہ کو پسند آئی اور اُسے قتل سے آزاد کر کے اپنے پاس قید رکھا۔ پھر وہاں سے آگے بڑھا۔ جب ارضِ خثعم میں پہنچا تو ایک شخص نفیل بن حبیب خثعم کے دو قبیلوں شہران و ناہس کو ساتھ لے کر اُس کے مقابلہ کو آیا۔ مگر اُس نے بھی شکستِ فاش کھائی اور اسیر ہو کر ابرہہ کے سامنے لایا گیا۔ جب ابرہہ نے اس کے قتل کا حکم صادر کیا تو کہا اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کرو۔ میں آپ کو عرب کی سرزمین تک پہنچانے کے لئے رہبر کا کام دوں گا اور یہ دونوں میرے قبیلے شہران اور ناہس آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ساتھ ہوں گے۔ ابرہہ نے معاف کر دیا اور اس کو ساتھ لے کر طائف تک آ پہنچا۔

یہاں مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف نے اپنے لوگوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر لوگوں نے کہا۔ ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ وہ سب ابرہہ کے پاس گئے اور کہا اے بادشاہ! ہم آپ کے غلام ہیں اور آپ کے خلاف نہیں۔ جس گھر کو آپ برباد کرنا چاہتے ہیں وہ یہ گھر نہیں ہے جو

طائف میں ہے وہ تو مکہ میں ہے (اہلِ طائف کا بھی ایک گھر تھا جس میں اللات رکھا ہوا تھا) اور ہم آپ کے ساتھ ایک شخص کر دیتے ہیں جو آپ کو اس کا نشان مکہ میں بتلا دے گا۔ یہ شرط قرار پا گئی اور اُنھوں نے ابو رغال کو اس کام کے واسطے ابرہہ کے ساتھ کر دیا۔ جب مقام مغمس پر پہنچے تو ابو رغال مر گیا اور عربیوں نے اس کی قبر پر پتھر برسائے۔ ابرہہ نے مغمس میں ڈیرے ڈال دیئے اور ایک حبشی آدمی کو جس کا نام اسود بن مفصود تھا۔ گھوڑے پر سوار کر کے مکہ میں بھیج دیا۔ وہ مکہ میں جا کر قریش وغیرہ قبائل عرب کے بہت سے اموال و اسباب کو تاراج کر لایا۔ اسی لوٹ میں عبدالمطلب بن ہاشم (جد رسول اللہ) کے دو سو اونٹ بھی تھے جو ان ایام میں قبیلہ قریش کے سردار تھے۔ اس بات پر قریش و کنانہ و ہذیل وغیرہ قبائل عرب نے ابرہہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر یہ خیال کر کے کہ ہم اس کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکیں گے اس ارادہ سے باز رہے۔

ابرہہ کی اہل مکہ سے گفتگو

ابرہہ نے حناطہ حمیری کو مکہ میں بھیجا اور کہا کہ مکہ میں جا کر وہاں کے سردار سے کہو کہ بادشاہ کہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے نہیں آیا۔ اُس کا ارادہ صرف خانہ کعبہ کو گرانا ہے۔ اگر تم اس کام میں اس کی مزاحمت نہ کرو تو وہ خونریزی نہیں کرے گا۔ اگر وہ اس بات کو مان جاوے تو اس کو میرے پاس لے آنا۔ پس جب حناطہ مکہ میں داخل ہوا تو کسی سے دریافت کیا کہ اس وقت یہاں کا شریف و سردار کون ہے؟ اُس نے بتلایا کہ عبدالمطلب بن ہاشم۔ اس کے پاس جا کر ابرہہ کی طرف سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ عبدالمطلب نے جواب میں کہا کہ ہم لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے اور نہ ہمیں اس کے مقابلہ کی طاقت ہے یہ خدا کا گھر ہے اور اُس کے خلیل ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہے۔ اگر خدا کو اپنے گھر کی حفاظت منظور ہو گی تو اس کو روک دے گا ورنہ چھوڑ دے گا۔ ہمارا اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں ہے حناطہ نے کہا کہ تم میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو۔ عبدالمطلب اس کے ساتھ ہو لئے اور اُن کے ساتھ اُن کے چند لڑکے بھی تھے۔

عبدالمطلب اور ذو نفر

جب عبدالمطلب لشکر میں آئے تو لشکر میں سے دریافت کیا کہ ذو نفر کہاں ہے؟ (یہ ذو نفر جو ابرہہ کے پاس قید تھا عبدالمطلب کا دوست تھا) ملاقات ہونے پر عبدالمطلب نے ذو نفر سے کہا اے دوست! اس مصیبت سے جو مجھ پر نازل ہوئی ہے رہائی پانے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے؟ کیا تم کچھ سفارش کر سکتے ہو؟

اُس نے کہا میں قیدی جس کو شام و سحر قتل کئے جانے کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔کیا سفارش کر سکتا ہوں؟ ہاں ہاتھی کا سائیس جس کا نام انیس ہے میرا دوست ہے اُس کے پاس میں آپ کو بھیج دیتا ہوں وہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے جا کر بڑے زور کی سفارش کر دے گا۔

پس وہ عبدالمطلب کو انیس کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ قریش کے سردار ہیں اور مکّہ کے چشمہ (زمزم) کے مالک ہیں۔غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ پہاڑوں کے جانوروں کی حفاظت کرتے ہیں۔بادشاہ ابرھہ نے اُن کے دو سو اُونٹ تاوان میں لے لئے ہیں۔ان کو بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور جہاں تک تم سے ہو سکے ان کی سفارش کرو۔انیس نے کہا بہت اچھا۔انیس نے جاکر بادشاہ سے کہا اے بادشاہ! عبدالمطلب شریف مکّہ و سردار قریش آپ کے دروازے پر کھڑا ہے اور آپ سے کچھ التجا کرنا چاہتا ہے۔

ابرھہ کی عبدالمطلب سے گفتگو

ابرھہ نے عبدالمطلب کو داخل ہونے کی اجازت دی۔جب ابرھہ نے اس کو دیکھا تو اُس کے دل پر اُن کا رُعب طاری ہُوا اور اُن کی تعظیم و تکریم کے واسطے دل سے مجبور ہُوا (کیونکہ عبدالمطلب نہایت خوب صورت و وجیہ آدمی تھے) اور اس واسطے نیچے بٹھلانا نہ چاہا۔چنانچہ وہ اپنے تخت سے نیچے اُتر کر عبدالمطلب کے ساتھ فرش پر بیٹھ گیا۔پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب سے اس کی درخواست دریافت کرے۔ترجمان نے عبدالمطلب سے دریافت کر کے بتلایا کہ یہ اپنے دو سو اُونٹ واپس کئے جانے کی التماس کرتے ہیں۔ابرھہ نے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب کو کہے کہ بادشاہ کہتا ہے کہ میں تمہاری اس درخواست سے بڑا حیران ہُوا ہوں۔تُو اپنے اونٹوں کو دیئے جانے کی خواہش کرتا ہے اور اپنے مذہبی گھر کے بارے میں (جو تیرا اور تیرے آباؤ اجداد کا دین ہے) کچھ کلام نہیں کرتا اور اس کے نہ گرائے جانے کی سفارش نہیں کرتا۔

عبدالمطلب نے کہا مجھے اس گھر سے کچھ واسطہ نہیں۔جو اس کا ربّ ہے خود اُس کی حفاظت کرے گا۔میں تو اُونٹوں کا مالک ہوں اس واسطے اُنھی کے واپس کئے جانے کی التجا کرتا ہوں۔ ابرھہ نے یہ معقول جواب سن کر اُن کے اُونٹ واپس دے دیئے۔عبدالمطلب نے مکّہ میں واپس آکر لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی اور مشورہ دیا کہ ہم میں ابرھہ کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔بہتر ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں اور پہاڑوں و گھاٹیوں کے غاروں میں جاکر چھپ جائیں۔پھر عبدالمطلب نے جاتے وقت چند قریش کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑا اور ابرھہ اور اُس کے

لشکر کے حق میں بددعا کی۔ پھر قریش کے ساتھ پہاڑوں میں جا کر محفوظ ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ ابرہہ مکہ کے ساتھ کیا کرتا ہے۔

اصحابِ فیل کا انجام

اُدھر سے ابرہہ نے صبح کے وقت مکہ پر چڑھائی کر دی اور اُس کے گرانے کے واسطے اس ہاتھی کو جو ساتھ لائے ہوئے تھے تیار کیا اس کا نام محمود تھا۔ جب ہاتھی مکہ کے گرانے کے لئے تیار کیا گیا تو نفیل نے (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) ہاتھی کا کان پکڑ لیا اور کہا اے محمود ! بیٹھ جا یا جہاں سے آیا ہے اُسی طرف سیدھا لوٹ جا کیونکہ تو بلد حرام میں ہے۔ یہ کہہ کر اُس کا کان چھوڑ دیا اور ہاتھی بیٹھ گیا اور خود نفیل بن حبیب مذکور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ ہاتھی کے وارثوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو انہوں نے ہاتھی کو مارا تاکہ کھڑا ہو جائے۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ پھر انہوں نے اُس کے اُٹھانے کے واسطے اُس کے سر پر کلہاڑی ماری مگر وہ نہ اُٹھا۔ پھر انہوں نے اُس کا منہ یمن کی طرف کر دیا۔ وہ اُٹھ کر دوڑنے لگا۔ پھر شام کی طرف متوجہ کیا اُدھر بھی چلنے لگا۔ پھر مشرق کی طرف اُس کا منہ پھیرا۔ اُدھر بھی ایسا ہی کام کیا۔ پھر مکہ کی طرف متوجہ کیا تو بیٹھ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے ابابیل جیسے جانور بھیجے جن کے پاس تین تین سنگریزے تھے ایک ایک تو اُن کی چونچوں میں اور دو دو اُن کے پنجوں میں جن کی مقدار چنے یا مسور کی سی تھی جس کو وہ سنگریزہ لگتا تھا ہلاک ہو جاتا تھا۔ اب خوف کے مارے بھاگنے لگے اور جس راستے سے آئے تھے اُس کی طرف دوڑنے لگے اور نفیل کو جو انہیں راستے سے لایا تھا تلاش کرنے لگے تاکہ اُن کو یمن کا راستہ بتلا دے مگر اب نفیل کہاں تھا۔ نفیل تو ان پہاڑوں پر ان کی درگت ہوتے ہوئے دیکھ کر کہہ رہا تھا ؎

این المفر والالٰه الطالب　　　　والاشرم المغلوب لیس الغالب

ترجمہ:۔ "اے بدکردارو اب کہاں بھاگتے ہو، خدا کی تلاش و قہر سے کہاں جا سکتے ہو۔ ابرہہ مغلوب ہو گیا اور اپنے خیال کے موافق غالب نہ رہا۔"

حاصل کلام یہ کہ ابرہہ کا لشکر گرتا پڑتا ذلیل و خوار ہوتا ہوا ہلاک ہو گیا اور ابرہہ کے جسم میں ایک بیماری نمودار ہوئی جس سے اُس کی پوریاں تک جھڑ گئیں۔ اس کو اسی حال میں اُٹھا کر صنعاء تک لے گئے۔ آخر اس کا سینہ پھٹ گیا اور صنعاء ہی میں مر گیا۔

ابن اسحاق یعقوب بن عتبہ کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ اسی سال عرب میں چیچک کی بیماری نمودار ہوئی اور اسی سال حرمل، حنظل اور آک کے درخت بہت پیدا ہوئے۔

باب ۸

اصحابِ فیل سے متعلق اشعارِ عرب

اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قریش پر اپنی نعمت کا اظہار کرتے ہوئے سُورۃ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ میں بیان کیا ہے اور اسی نعمت کے اظہار کے واسطے سُورۃ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ اتاری تھی۔ غرض ابن اسحاق کے قول کے مطابق جب ابرہہ ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہو گیا اور حبشہ غائب و خاسر ہو کر مکہ سے واپس چلے گئے تو اہلِ عرب کے دل میں قبیلہ قریش کی عظمت متمکن ہو گئی اور کہنے لگے کہ قریش اہلِ اللہ ہیں۔ اللہ نے ان کے دشمن کو ذلیل کیا ہے اور ان کے حق میں اشعار کہنے لگے جن سے وہ حالات معلوم ہوتے ہیں جو ابرہہ اور اس کے لشکر پر وارد ہوئے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن الزبعری بن عدی بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے اشعار حسب ذیل ہیں :۔ <u>اشعار الزبعری</u>

تَنَکَّلُوْا عَنْ بَطْنِ مَکَّۃَ اِنَّھَا	کَانَتْ قَدِیْمًا لَا یُرَامُ حَرِیْمُھَا
لَمْ تُخْلَقِ الشِّعْرٰی لَیَالِیَ حُرِّمَتْ	اِذْ لَا عَزِیْزَ مِنَ الْاَنَامِ یَرُوْمُھَا
سَائِلْ اَمِیْرَ الْجَیْشِ عَنْھَا مَا رَاٰی	وَلَسَوْفَ یُنْبِیْ الْجَاھِلِیْنَ عَلِیْمُھَا
سِتُّوْنَ اَلْفًا لَمْ یَؤُوْبُوْا اَرْضَھُمْ	بَلْ لَمْ یَعِشْ بَعْدَ الْاِیَابِ سَقِیْمُھَا
کَانَتْ بِھَا عَادٌ وَجُرْھُمُ قَبْلَھُمْ	وَاللّٰہُ مِنْ فَوْقِ الْعِبَادِ یُقِیْمُھَا

ترجمہ :۔ ”وہ مکہ سے ذلیل کر کے نکالے گئے کیونکہ قدیم الایام سے مکہ کی عزت کی جاتی ہے جن دنوں سے مکہ کی حرمت و عزت کی جاتی ہے اس وقت شعریٰ ستارہ بھی پیدا نہ ہوا تھا کیونکہ کوئی جابر سے جابر بھی مکہ کی بے عزتی کا ارادہ نہیں کر سکتا۔ لشکر کے امیر (ابرہہ) سے دریافت کر کہ اس نے مکہ میں کیا دیکھا۔ عنقریب جاننے والے نہ جاننے والوں کو خبر دیں گے۔ ساٹھ ہزار مخالف ہلاک ہو گئے اور اپنی زمین (یمن) کو نہ لوٹے بلکہ ان کا بیمار (ابرہہ) بھی لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا ان سے پہلے اس سرزمین (یمن) میں قبائل عاد و جرہم بھی ہو چکے ہیں اور اللہ ہمیشہ بندوں سے بڑھ کر مکہ کی حفاظت کر رہا ہے“

اور قیس بن الاسلت انصاری نے جس کا نام صیفی بھی ہے اور جس کا خاندان ابن ہشام کے قول کے مطابق صیفی بن اسلت بن جشم بن وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک بن اوس ہے، اسی مضمون کے متعلق اشعارِ ذیل کہے ہیں ؎

ومن صنعه يوم فيل الحبوش	إذ كلما بعثوه رَزَم
مَحاجنهم تحت أقرابه	وقد شرموا أنفه فانخرم
وقد جعلوا سوطه مغولاً	إذا يمّموه قفاه كُلِم
فولّى وأدبر أدراجه	وقد باء بالظلم من كان ثَمّ
فأرسل من فوقهم حاصباً	فلفّهم مثل لفّ القُزُم
تحضّ على الصبر أحبارهم	وقد ثأجوا كثؤاج الغنم

ترجمہ:- سرکش و مست ہاتھی کا واقعہ خدا کی حکمت پر دلالت کرتا ہے کہ جب وہ اصحاب فیل اس کو لڑائی کے واسطے آمادہ کرتے تھے تو وہ ہاتھی بھاگتا تھا۔ اپنی ڈھالیں اس کی پسلیوں میں مارتے تھے مگر وہ نہیں مانتا تھا اور ابرہہ کی ناک کاٹی گئی اور وہ نک کٹا ہو گیا۔ انہوں نے مضبوط کوڑے بنا کر ہاتھی کو مارا اور اس کی پیٹھ کو زخمی کر دیا مگر وہ نہ مانا۔ آخر وہ بھاگ گیا اور پیٹھ پھیر گیا اور جو اس کے ساتھی تھے ظالم ہو گئے۔ پھر اللہ نے ان ظالموں کی ہلاکت کے واسطے اوپر سے سنگریزے برسائے اور ان کو قیمہ کی طرح تہ و بالا کر دیا۔ ان کے پادری ان کو صبر کی ترغیب دیتے تھے اور وہ بکریوں کی طرح گرمائے ہوئے تھے۔"

اور اسی مضمون کے متعلق ابو قیس بن اسلت کے اشعار حسب ذیل ہیں ؎

فقوموا فصلّوا ربكم وتمسّحوا	بأركان هذا البيت بين الأخاشب
فعندكم منه بلاءٌ مصدّقٌ	غداة أبي يكسوم هادي الكتائب
كتيبته بالسهل تمشي ورَجْلُه	على القاذفات في رؤوس المناقب
فلما أتاكم نصر ذي العرش ردّهم	جنود المليك بين سافٍ وحاصب
فولّوا سراعاً هاربين ولم يؤب	إلى أهله ملجيش غير عصائب

ترجمہ:- اب اٹھو اور اپنے رب کی نماز ادا کرو اور اس عظمت و حشمت والے گھر کے ارکان کو چومو۔ کیونکہ تم پر اللہ کی بڑی نعمت ہے اس دن کی جبکہ تم نے ابو یکسوم پر (ابرہہ کی کنیت ہے) فتح پائی جس کے ساتھ بہت سے لشکر تھے۔ اس کے سوار تو ہموار زمین پر چلتے تھے اور

اس کے پیادے اُونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلتے تھے لیکن جب اللہ ذوالعرش کی مدد تمہارے پاس آئی تو اللہ کے لشکر (ابابیل) نے ان کو سنگ ریزوں سے ہلاک کر دیا۔ پس مخالف جلدی سے بھاگتے ہوئے پیٹھ پھیر گئے اور حبش کے لشکر میں سے کوئی شخص بغیر سر پر پٹی باندھے ہوئے اپنے گھر کی طرف واپس نہ ہوا"

اور طالب بن ابی طالب بن عبدالمطلب کے اشعار یہ ہیں :- ؎

الم تعلموا ما کان من حرب داحس   وَجَیْشِ ابی یکسوم اذ ملئوا الشّعبا

فَلَوْلا دفاع الله لا شیءٌ غَیْرُہٗ   لَاَصْبَحْتُمْ لا تمنعون لکم سربا

ترجمہ :- کیا تم نہیں جانتے کہ داحس کی لڑائی اور ابویکسوم (ابرہہ) کے لشکر کا کیا حال ہوا۔ جبکہ وہ پہاڑوں و گھاٹیوں میں پھیلا ہُوا تھا اگر اللہ اُن کو دفع نہ کرتا تو تم ان کے لشکر کو نہ روک سکتے"

ابن ہشام کہتا ہے کہ یہ دو بیت اس قصیدہ کے ہیں جو اس نے بدر کے دن کہا تھا وہ قصیدہ غزوۂ بدر کے ذکر میں اپنے مقام پر بیان کیا جائے گا۔ ابن اسحاق کے قول کے موافق اشعار ذیل ابوصلت بن ابوربیعۃ ثقفی کے ہیں جو اس نے فیل کے حالات اور دینِ ابراہیم کے متعلق کہتے ہیں ؎

اِنَّ اٰیَاتِ رَبِّنَا ثَاقِبَاتٌ   لَا یُمَارِیْ فِیْهِنَّ اِلَّا الْکَفُوْرُ

خَلَقَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ فَکُلٌّ   مُسْتَبِیْنٌ حِسَابُهٗ مَقْدُوْرُ

ثُمَّ یَجْلُو النَّهَارَ رَبٌّ کَرِیْمٌ   بِمَهَاةٍ شُعَاعُهَا مَنْشُوْرُ

حَبَسَ الْفِیْلَ بِالْمُغَمَّسِ حَتّٰی   ظَلَّ یَحْبُوْ کَاَنَّهٗ مَعْقُوْرُ

حَوْلَهٗ مِنْ مُلُوْكِ کِنْدَةَ اَبْطَالٌ   مَلَاوِیْثُ فِی الْحُرُوْبِ صُقُوْرُ

خَلَّفُوْهُ ثُمَّ ابْذَعَرُّوْا جَمِیْعًا   کُلُّهُمْ عَظْمُ سَاقِهٖ مَکْسُوْرُ

کُلُّ دِیْنٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ   اِلَّا دِیْنَ الْحَنِیْفَةِ بُوْرُ

(ترجمہ) "ہمارے رب کے دلائل واضح روشن ہیں۔ سوائے کافروں کے کوئی ان میں جھگڑا نہیں کرتا۔ اللہ نے رات دن پیدا کئے کہ ہر ایک اپنے حساب و اندازہ سے چل رہا ہے۔ پھر رب مہربان سورج کے ذریعے سے جس کی شعاعیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہیں دن کو روشن کرتا ہے۔ ابرہہ کے ہاتھی کو مغمس میں بند کر دیا کہ مکہ پر حملہ نہ کر سکا گویا کہ اس کے ہاتھ پاؤں ہی کاٹ دیئے گئے ہیں۔ اگرچہ اس کے گرد سلاطین کندہ کے بہادر آدمی تھے جو لڑائیوں میں باز کا سا کام دیتے تھے اور اس کو اشتعال دیتے تھے مگر جب ہاتھی نے نہ مانا تو ناچار انہوں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا اور آپ سب بھاگ گئے اور ہر ایک کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی۔ تمام مذاہب قیامت کے روز سوائے دین حنفیہ (مذہب توحید ابراہیمی) کے ہلاک و تباہ ہوں گے"

باب ۹

سیف بن ذی یزن

غرض واقعہ فیل کے بعد جب ابرہہ ہلاک ہو گیا تو اس کا بیٹا یکسوم بن ابرہہ حبش کا مالک ہوا۔ اور جب وہ بھی مر گیا تو اس کے بعد اس کا بھائی مسروق حبش میں سے یمن کا مالک ہوا۔

قیصرِ روم سے طلب امداد

پھر جب اہلِ یمن پر نہایت تکالیف و مصائب آنے لگیں اور اپنے ظالم حکام کے ہاتھ سے بہت تنگ آ گئے۔ تو ایک شخص جس کا نام سیف بن ذی یزن حمیری تھا۔ اور جس کی کنیت ابو مرّہ تھی اپنی قوم کی طرف سے بادشاہ روم کے پاس شکایت لے کر گیا اور کہا کہ ہم لوگ حبشیوں کے ہاتھ سے جو اس وقت ہمارے ملک یمن پر حکمران ہیں نہایت تنگ ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کو ہمارے ملک سے نکال دیں۔ اور روم میں سے کسی کو ہمارا بادشاہ مقرر فرما دیں۔ مگر بادشاہِ روم نے اس کی شکایت رفع نہ کی اور اس کام میں دست اندازی کی ہمت نہ پڑی۔

کسریٰ نوشیرواں سے طلب امداد

سیف بن ذی یزن محروم و مایوس ہو کر نعمان بن منذر عامل حیرہ کے پاس جو نوشیرواں کی طرف سے اس صوبہ کا حاکم تھا) چلا گیا اور سارا ماجرا اس کی خدمت میں پیش کیا۔ نعمان نے کہا میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں ہر سال کسریٰ نوشیرواں کے پاس جایا کرتا ہوں تم اس وقت میرے پاس ٹھہرو میں تمہیں ساتھ لے چلوں گا۔

کسریٰ کے دربار کی شان و شوکت

جب وہ دن آیا تو نعمان اس کو ساتھ لے کر کسریٰ کے دربار میں داخل ہوا۔ سیف مذکور نے اس سے پہلے کبھی نوشیرواں کے دربار کی شان و شوکت نہ دیکھی تھی تھرا گیا اور بدن پر رعب طاری ہو گیا کیونکہ نوشیرواں دربار کے روز اس مکان میں بیٹھا کرتا تھا جس میں اس کا تاج لٹکا رہتا تھا جس کی کیفیت یہ تھی کہ اس کا تاج بڑا بھاری تھا جس کو اس کا سر نہیں اٹھا سکتا تھا اور اس میں یاقوت و موتی، زبرجد، سونا، چاندی لگے ہوئے تھے اور وہ ایک سونے کی زنجیر سے اس مجلس کے

محراب میں لٹکا رہتا تھا اور کپڑوں سے ڈھکا رہتا تھا۔ جب کبھی دربار میں بیٹھتا تو اپنا سر اُس لٹکے ہوئے تاج میں داخل کر دیتا اور تاج سے کپڑے اٹھا لئے جاتے تو اس حالت میں جس شخص نے پہلے یہ کیفیت نہیں دیکھی ہوتی وہ مرعوب و مدہوش ہو جاتا۔

اسی طرح سیف مذکور بھی ہیبت طاری ہوئی اور اُس نے دروازے سے داخل ہوتے وقت سر جھکا لیا۔ جس پر نوشیروان کی زبان سے نکلا کہ یہ احمق باوجود اتنا اونچا دروازہ ہونے کے داخل ہوتے وقت سر جھکاتا ہے۔ جس کے جواب میں اُس نے کہا یہ آپ کی دہشت کی وجہ سے ہے۔ پھر عرض کی اے بادشاہ! ہمارے ملک پر پردیسیوں نے (جو ہمارے ملک کے نہیں ہیں) غلبہ پالیا ہے اور ہم اُن کے ظلم کے ہاتھ سے تنگ ہیں۔ نوشیرواں نے پوچھا کون سے پردیسی حبشی یا سندھی۔ جواب دیا کہ حبشیوں نے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک آپ کے زیر سایہ ہو۔ نوشیرواں نے کہا تیرے شہر تباہ ہو جاویں اور بے برکت ہو جاویں۔ میں ایران کا لشکر عرب کی زمین میں نہیں بھیجتا۔ مجھے کچھ حاجت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ اس یمنی کو دس ہزار درہم اور خلعت دے کر رخصت کر دو۔ سیف نے یہ مال لے کر لوگوں پر نثار کر دیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو حیران ہوا۔ اور کہا اس میں کوئی راز ہے اس کو میرے پاس بلاؤ۔ حاضر ہوا۔ بادشاہ نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ بادشاہ کے عطیئے کو تُو نے لوگوں پر نثار کر دیا۔ سیف نے کہا میں اس کو کیا کروں گا؟ جس زمین سے میں آیا ہوں اُس کے تمام پہاڑ سونا چاندی ہیں۔ بادشاہ کے دل میں لالچ پیدا ہو گیا۔ ارکانِ سلطنت داعیانِ مملکت کو بلا کر اس نے مشورہ لیا کہ اس شخص کے معاملے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟ ان میں سے ایک نے کہا۔ اے بادشاہ! آپ کے قید خانوں میں جو واجب القتل قیدی ہیں ان کو اس شخص کے ساتھ کر دو اگر وہ شکست کھا گئے اور مارے گئے تو اپنی سزا کو پہنچ گئے اور اگر کامیاب و فتح مند ہو گئے تو ملک آپ کا ہو جاوے گا۔

دہرز اور سیف بن ذی یزن

بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور اُن قیدیوں کو جو تعداد میں آٹھ سو تھے سیف کے ساتھ کر دیا اور ان ہی میں سے ایک شخص کو جس کا نام وہرز تھا اور ان میں بلحاظ عمر و حسب و نسب و علم و فضیلت کے بڑا تھا ان کا سردار مقرر کر دیا اور وہ آٹھ کشتیاں قیدیوں سے پُر کر کے سیف بن ذی یزن کے ہمراہ ہو لیا۔ دو کشتیاں ڈوب گئیں اور چھ کشتیاں ساحل عدن تک پہنچ گئیں۔

وہاں پہنچ کر سیف نے بھی اپنی قوم کے آدمیوں کو وہرز کی فوج کے ساتھ شامل کر دیا۔ اور کہا کہ اے وہرز! میرا پاؤں تیرے پاؤں کے ساتھ ہے (یعنی ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں) مرے تو دونوں فتح پاویں تو دونوں۔ وہرز نے کہا بے شک انصاف یہی ہے۔ جب وہرز و سیف کے آدمی میدانِ جنگ میں آ گئے تو ان کے مقابلے کے واسطے سروق بن ابرہہ یمن کا بادشاہ بھی باہر نکلا اور اپنے لشکر کو مقابلہ کے واسطے آراستہ کیا۔

پہلے وہرز نے اپنا بیٹا ان کی لڑائی آزمانے کے واسطے بھیجا۔ مگر وہ مارا گیا۔ اس بات سے وہرز کا جوش و خروش و غیظ و غضب زیادہ ہو گیا۔ پوچھا مجھے بتلاؤ کہ حبشیوں کا بادشاہ کون سا ہے تاکہ میں اس کا کام تمام کر دوں۔ کہا گیا ہے کہ وہ جو ہاتھی پر سوار ہے اور جس کے سر پر تاج رکھا ہوا ہے اور اس کی دو آنکھوں کے سامنے سرخ یاقوت لگا ہوا ہے۔ کہا تھوڑی دیر ٹھہرو۔ پھر پوچھا کہ اب کس حالت میں ہے؟ کہا گیا کہ اب گھوڑے پر سوار ہے کہا ابھی جانے دو۔ کچھ دیر کے بعد پھر پوچھا کہ اب کس حالت میں ہے؟ کہا گیا کہ اب خچر پر سوار ہو گیا ہے۔ کہا گدھی کا بچہ (خچر) اور اس کا مالک ذلیل ہو جاوے گا۔ یہ کہہ کر اپنے لشکر سے کہا۔ دیکھو میں اس پر تیر برساتا ہوں۔ اگر تم دیکھو کہ اس کا لشکر اپنی جگہ سے نہیں ہلا تو تم بھی اپنی جگہ پر قائم رہنا اور یہ سمجھنا کہ میں ابھی کامیاب نہیں ہوا اور اگر دیکھو کہ اس کے آدمی اپنی جگہ سے اکھڑ گئے ہیں تو جان لینا کہ میں کامیاب ہو گیا۔ اس حالت میں ان پر یک لخت حملہ کر دینا۔ یہ کہہ کر اپنی کمان پر چلّا چڑھایا اور ایسا تاک کر نشانہ لگایا کہ تیر اس کی آنکھوں کے یاقوت سے گزر کر اس کی گدی سے پار ہو گیا اور وہ اپنی خچر سے سرنگوں ہو کر گرا اور اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا اس حالت میں ایرانیوں نے حملہ کر دیا۔ کچھ حبشی بھاگ گئے کچھ قتل کئے گئے اور وہرز فتحیاب ہو کر صنعاء میں آیا۔ جب اس کے دروازے میں داخل ہونے لگا تو حکم دیا کہ میرے جھنڈے کو ٹیڑھا کر کے دروازے سے نہ گزارنا۔ دروازہ گرا دو اور جھنڈا سیدھا لے جاؤ۔

غرض وہرز سیف مذکور کے ساتھ بڑے جاہ و جلال کے ساتھ صنعاء میں داخل ہوا اور ملک یمن پر قابض ہو گیا اور وہ اور اس کے ماتحت جو ایران سے اس کے ساتھ آئے تھے یمن میں اقامت کر کے حکومت کرنے لگے۔ اس وقت جبکہ وہرز نے سروق بن ابرہہ کو قتل کر کے ملک یمن پر قبضہ کیا۔ حبشیوں کو ملک یمن پر حکومت کرتے ہوئے بہتر سال گذر گئے تھے اور اس عرصہ میں حبشیوں کی طرف چار شخصوں (ارياط، ابرہہ، یکسوم، مسروق) نے ملک یمن پر حکومت کی۔

باب ۱۰

یمن پر ایرانیوں کی حکومت

یمن کے ایرانی حاکم

اس کے بعد جب ملک یمن حبشیوں کے ہاتھ سے نکل کر ایرانیوں کے قبضہ میں آیا تو کچھ مدت تک وہرز حکومت کرتا رہا۔ پھر جب وہرز کا انتقال ہو گیا تو نوشیرواں نے وہرز کے بیٹے مرزبان کو یمن کا حاکم مقرر کر دیا اور مرزبان کے بعد اس کے بیٹے تینجان کو وہاں کا امیر بنا دیا۔ تینجان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے کو مقرر کر دیا۔ پھر اس کو معزول کر کے ایک شخص باذان کو یمن کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہی باذان یمن کا بادشاہ تھا۔

زہری کا قول ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ کی شہرت کسریٰ کے کان تک بھی پہنچی تو نوشیرواں نے یمن کے حاکم باذان کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلۂ قریش کے ایک شخص نے مکہ میں نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے توبہ کے خواستگار بنو۔ اگر وہ اپنے دعویٰ سے باز آجائے تو بہتر، ورنہ اس کا سر میرے پاس بھیج دو۔

جب باذان کے پاس نوشیرواں کا یہ خط پہنچا تو اُس نے وہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے جواب میں لکھا کہ "اللہ تعالےٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ نوشیرواں فلاں مہینے فلاں روز قتل کیا جائے گا۔

جب باذان کے پاس یہ جواب پہنچا تو اُس نے وہ جواب نوشیرواں کے پاس نہ بھیجا اور انتظار کرنے لگے کہ اگر یہ نبی ہو گا تو اُس کا قول صحیح ہو گا ورنہ پھر دیکھا جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے نوشیرواں کو اسی روز قتل کرا دیا جس کا وعدہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ نوشیرواں اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھ سے قتل کیا گیا تھا۔

باذان کا قبولِ اسلام

زہری کہتے ہیں کہ جب باذان کو نوشیرواں کے قتل کی خبر پہنچی تو اسلام لے آیا اور بہت سے ایرانی بھی اُس کے ساتھ اسلام لانے میں شریک ہوئے اور پھر انھوں نے ایک قاصد اپنی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج کر اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی اور دریافت کیا کہ اب ہم کس کی طرف منسوب ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم مجھ سے ہو اور میری طرف منسوب ہو۔ اور تم میرے اہل بیت ہو۔ اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے حق میں کہا تھا:

سلمان مِنا اھل البیت "سلمان ہمارے اہلبیت سے ہے۔"

یہاں تک تومین کی کیفیت بیان ہوئی۔ اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ عرب میں بت پرستی کی بنیاد کیونکر پڑی۔ اس کے واسطے نزار بن معد کی اولاد کا حال قابلِ ذکر ہے۔

○

باب ۱۱

عربوں میں بُت پرستی

نزار بن معد کی اولاد

ابن اسحاق ؒ کے قول کے مطابق نزار بن معد کے تین بیٹے تھے ۔ مضرؒ بن نزار ۔ ربیعہؒ بن نزار انمارؒ بن نزار ۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ ایک اور لڑکا بھی تھا جس کا نام ایاد بن نزار تھا ۔ پس مضر اور ایاد کی والدہ کا نام سودۃ بنت عک بن عدنان تھا اور ربیعۃ اور انمار کی ماں کا نام شقیقہ بنت عک بن عدنان تھا ۔

مضر کی اولاد

مضر کے دو بیٹے ہوئے الیاسؒ بن مضر و عیلان بن مضر اور ان کی والدہ قبیلہ جرہم سے تھی ۔ پھر الیاس کے تین بیٹے ہوئے مدرکہؒ ۔ طابخہؒ ۔ قمعہؒ ۔ ان کی والدہ کا نام خندف تھا جو یمن کی رہنے والی تھی ۔ اور ابن ہشام کے قول کے بموجب خندف بنت عمران بن حلف بن قضاعہ ہے

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مدرکہ کا اصلی نام عامر تھا اور طابخہ کا اصلی نام عمرو تھا ۔ مدرکہ اور طابخہ کہے جانے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک روز عامر و عمرو اپنے اونٹوں کو چرا رہے تھے ۔ اس حالت میں انھوں نے ایک شکار کیا اور اس کو پکانے بیٹھ گئے تو کسی دشمن نے اونٹوں پر حملہ کر دیا ۔ یہ دیکھ کر عامر نے عمرو سے کہا ۔ کیا تو اونٹوں کو بچا کر لاتا ہے ؟ یا شکار کو پکاتا ہے ؟ عمرو نے کہا میں شکار بھونتا ہوں ۔

پس عامر جاکر اونٹوں کو بچا لایا ۔ جب شام کے وقت باپ کے پاس آکر وہ قصہ بیان کیا تو اُس نے عامر کو کہہ دیا کہ تُو مدرکہ (پکڑنے والا) ہے اور عمرو کو کہا تو طابخہ (پکانے والا) ہے ۔ اس وقت سے ان کا نام مدرکہ اور طابخہ پڑ گیا ۔

الیاس کے تیسرے بیٹے قمعہ سے ایک لڑکا لحیؔ پیدا ہوا ۔ اور لحیؔ سے عمرو اور عمرو سے خزاعہ پیدا ہوا ۔ اور عمرو سے عرب میں بُت پرستی کی بنیاد پڑی ۔

عمرو بن لحیّ کا قصّہ اور بُتوں کا ذکر

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ اس کی انتڑیاں آگ میں گھسیٹی جاتی تھیں۔ ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ محمد بن ابراہیم بن الحرث التیمی روایت کرتے تھے کہ ابو صالح السمان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثم بن جون خزاعی سے کہہ رہے تھے اے اکثم! میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا ہے کہ اُس کی انتڑیاں آگ میں گھسیٹی جاتی تھیں۔ میں اس میں اور تجھ میں نہایت مشابہت جسمانی دیکھتا ہوں۔ اکثم نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کی مشابہت مجھے نقصان پہنچائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں تُو مومن ہے اور وہ کافر تھا۔ وہ، وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے اسمٰعیل کے دین کو تبدیل کیا اور بُتوں کو نصب کیا اور بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حامی کی حمایت کی۔

عمرو بن لحی کا سفرِ شام

ابن ہشام کہتے ہیں کہ بعض اہلِ علم سے روایت ہے کہ عمرو بن لحی مکہ سے کسی ضرورت کے واسطے شام کو گیا۔ جب بلقاء کی زمین میں ایک مقام "ماٰب" پر پہنچا تو وہاں کے باشندوں کو جو عمالیق کہلاتے تھے، بُتوں کی پرستش کرتے پایا (یہ عمالیق، عملاق یا عملیق کی اولاد ہیں جو لاوذ بن سام بن نوح کی اولاد سے تھا) عمرو نے ان سے پوچھا یہ کیسے بُت ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو؟ انھوں نے کہا یہ ایسے بُت ہیں کہ جب ہم اُن سے بارش کی درخواست کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے اور جب ان سے مدد مانگتے ہیں تو مدد دیتے ہیں۔ عمرو نے کہا کیا آپ ان میں سے ایک بُت مجھے نہیں دے سکتے کہ میں اس کو عرب میں لے جاؤں تاکہ وہاں کے لوگ ان کی عبادت کریں۔ انھوں نے اس کو ایک بُت دیدیا جس کا نام ہبل تھا۔ اس نے اس کو مکہ میں لاکر نصب کر دیا۔ اور لوگوں کو اُس کی عبادت اور تعظیم کا حکم دیا۔

عربوں میں پتھروں کی پرستش

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب شروع میں مکہ میں بنی اسمٰعیل کے درمیان پتھروں کی عبادت شروع ہوئی تو ان کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی شخص سفر میں جاتا تو پتھر کو اپنے ساتھ لے جاتا اور اس کو اپنی قضاءِ حاجات کا وسیلہ خیال کرتا اور جہاں جاکر قیام کرتا وہاں اس کو نصب کر دیتا اور اُس کے گرد طواف کرتا

اور اس کی تعظیم و تکریم کرتا لیکن رفتہ رفتہ جب ان کو پتھروں کے اٹھانے سے تکلیف محسوس ہونے لگی تو ان کو ساتھ لے جانا چھوڑ دیا۔ وہ جہاں جاتے وہاں کسی خوب صورت پتھر کو لے کر اس کے گرد طواف وغیرہ کی رسوم ادا کر لیتے۔

عربوں کی گمراہی

اس حال پر کئی نسلیں گزر گئیں یہاں تک کہ اخیر نسلوں کا اسی بت پرستی پر پورا اعتقاد ہو گیا اور ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے اصلی دین کو بھول گئے۔ ہاں چند باتیں ابراہیمی مناسک کی جیسے تعظیم بیت اللہ، طواف خانہ کعبہ، حج، عمرہ، عرفہ میں کھڑے ہونا، مزدلفہ میں ٹھہرنا، قربانی، حج وغیرہ کا احرام باندھنا۔ ان میں باقی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قبیلہ کنانہ و قریش احرام کے وقت کہا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكٌ هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ

"یا الٰہی ہم بدل و جان تیری خدمت میں حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک تیرا شریک ہے۔ جس کا تو مالک ہے اور ان چیزوں کا بھی تو ہی مالک ہے جن کا وہ مالک ہے۔"

گویا خدا کی توحید کا اظہار بھی کرتے تھے پھر اپنے بتوں کو بھی اس میں داخل کرتے تھے اور اس کی ملکیت بھی خدا کے قبضہ میں سمجھتے تھے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ -

"یعنی اللہ کو مانتے بھی ہیں اور پھر اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔"

قوم نوح کے بت

قوم نوح بھی بت پرستی کیا کرتی تھی جس کی خبر خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت ذیل میں دی ہے:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ (۷۱: ۲۳-۲۴)

"وہ کہتے ہیں کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑو اور نہ ود و سواع و یغوث و یعوق و نسر کو ترک کرو۔"

اور وہ لوگ جو ان پانچ بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔

باب ۱۲

عربوں کے بُت اور بُت خانے

سواع اور ودّ عربوں میں سے ایک قبیلۂ ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا جو مقام رہاط میں سواع کی عبادت کیا کرتا اور کلب بن وبرۃ بن قضاعۃ مقام دومۃ الجندل میں ودّ کی پرستش کیا کرتا تھا۔ یہ وہی ودّ ہے جس کی مذمت میں کعب بن مالک انصاری نے شعر ذیل کہا ہوا ہے ؎

وَنَنْسِى اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَوَدًّا ۔۔۔ وَنَسْلُبُهَا الْقَلَائِدَ وَالشُّنُوفَا

"ہم لات و عزیٰ و ودّ کو چھوڑ دیتے ہیں اور اُن کے قلادے اور ہار چھین لیتے ہیں "

ابن ہشام کہتے ہیں کہ یہ کلب، کلب بن وبرۃ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعۃ ہے۔

یغوث و یعوق قبیلہ انعم بن طیؔ اور اہل جرش مقام جرش میں یغوث کی عبادت کیا کرتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ طی، طیؔ بن ادد بن مالک بن مذحج بن ادد ہے اور قبیلۂ خیوان نے جو ہمدان کی اولاد سے ہے، ارضِ ہمدان میں یعوق کو معبود بنایا ہوا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ ہمدان کا نام اوسلہ بن مالک بن زید بن ربیعۃ بن اوسلہ بن الخیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اوسلہ بن زید بن اوسلہ بن الخیار ہے۔

نسر اور عمّ انس ذوالکلاع یا ذوالکراع بن حمیر نے ارضِ حمیر میں نسر کو معبود بنایا ہوا تھا اور قبیلہ خولان کا ایک اور بُت تھا جس کا نام عمِ انس تھا۔ وہ لوگ اس بُت کے لئے اپنے مویشیوں اور کھیتوں سے حصّہ نکالا کرتے تھے اور ساتھ ہی خدا کا حصّہ بھی مقرر کیا کرتے تھے۔ اگر کبھی عمِ انس کے حصّہ میں کمی آ جاتی تو خدا کے حصّے سے نکال کر اس کو پورا کر دیتے اور اگر خدا کے حصّے میں کمی واقع ہو جاتی تو عم و انس کے حصّے سے کم نہ کرتے تھے۔ انہی کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (۶ : ۱۳۶)

ترجمہ :- اُنھوں نے اپنے کھیتوں اور مویشیوں میں جن کو اللہ پیدا کرتا ہے اپنے شرکا (بتوں) کے واسطے حصہ مقرر کر رکھا ہے۔ پس اپنے خیال کے موافق کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کے واسطے ہے اور یہ حصہ ہمارے بُتوں کا ہے۔ پس جو حصہ ان کے شرکا کا ہوتا ہے وہ تو خدا کی طرف نہیں پہنچ سکتا اور جو حصہ اللہ کا ہوتا وہ ان کے بتوں کو پہنچ جاتا۔ یہ حکم اور یہ خیال اُن کا نہایت ہی بُرا ہے۔

سعد نامی بُت

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ملکان بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کی اولاد کا ایک بُت تھا جس کا نام سعد تھا وہ ایک لمبا جیسا پتھر تھا جو اُن کے ایک جنگل میں رکھا رہتا تھا۔ ایک دفعہ ملکان کی اولاد سے ایک شخص اپنے بیمار اُونٹ کو اس بت سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس لے لایا۔ اُونٹ نے جب بُت کو دیکھا تو بھاگ گیا۔ اس سے وہ ملکانی بت پر بڑا خفا ہوا اور ایک پتھر اُس پر دے مارا اور کہا اسے بے برکت تُو نے میرا اُونٹ بھگا دیا۔ پھر اُونٹ کی تلاش میں نکلا۔ جب اُس کو پا لیا تو اشعار ذیل بت کی مذمت میں کہے

اَتَيْنَا اِلٰى سَعْدٍ لِيَجْمَعَ شَمْلَنَا ۔۔۔ فَشَتَّتَنَا سَعْدٌ فَلَا نَحْنُ مِنْ سَعْدِ

وَهَلْ سَعْدٌ اِلَّا صَخْرَةٌ بِتَنُوفَةٍ ۔۔۔ مِنَ الْاَرْضِ لَا يَدْعُو لِغَيٍّ وَّلَا رُشْدِ

ترجمہ :- ہم سعد کے پاس آئے کہ ہمارے بکھرے ہوئے دوستوں کو جمع کر دے گا۔ اس کم بخت نے تو اور بھی تفریق کر دی۔ پس ہمارا سعد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آخر سعد زمین کے جنگل کا ایک پتھر ہی ہے جس میں ہدایت و گمراہی کی طاقت نہیں ہے۔

قبیلہ دوس کا بُت

قبیلہ دوس میں عمرو بن حممۃ الدوسی کا ایک بُت تھا جس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا۔ یہ دوس بن عدنان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحرث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نضر بن الاسد بن الغوث ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ دوس بن عبداللہ بن زہران بن الاسد بن الغوث ہے۔

قریش کا بُت ہبل

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ قریش کا ایک بُت تھا جس کا نام ہبل تھا جو انہوں نے کعبہ کے درمیان ایک کنوئیں پر نصب کیا ہوا تھا۔ اس کا حال بھی اپنے موقع پر آئے گا۔

اساف اور نائلہ

نیز چاہ زمزم پر قریش اساف و نائلہ کی عبادت کرتے تھے اور اُس کے سامنے قربانیاں کرتے تھے۔ اساف (مرد) اور نائلہ (عورت) قبیلہ جرہم کے ایک مرد اور عورت کا نام ہے۔ اساف کے باپ کا نام بغی ہے اور نائلہ دیک کی بیٹی ہے۔ ان دونوں سے خانہ کعبہ میں بدفعلی صادر ہوئی جس کی پاداش میں اللہ نے اُن کو پتھر بنا دیا۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مجھے عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے عمرو بن عبدالرحمان بن سعد بن زرارۃ سے روایت کی ہے کہ زرارۃ نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا تھا کہ فرماتی تھیں کہ ہم سنتی رہی ہیں اساف اور نائلہ قبیلے جرہم کے ایک مرد اور عورت کا نام تھا جنہوں نے کعبہ میں بدکاری کی تھی اور اللہ نے اُن کو پتھر بنا دیا تھا۔

عربوں کا طریق بُت پرستی

ابن اسحاق کا قول ہے کہ عرب میں ہر ایک قبیلے نے اپنے اپنے گھروں میں بُت رکھے ہوئے تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا تو سواری کے وقت اپنے گھر کے بت کو ہاتھ لگاتا تھا اور یہ کام سب سے اخیر ہوتا تھا پھر جب اپنے سفر سے واپس آتا تھا تو سب سے پہلے اس کو مسح کرتا تھا۔ یہ حالت اُس وقت تک رہی جب کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید کا منادی کرنے والا بنا کر مبعوث کیا اور قریش کہنے لگے:

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ؕ

یعنی اس پیغمبر نے بہت سے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے تو یہ تو عجیب بات ہے۔"

بتوں کے گھر

اہلِ عرب نے خانہ کعبہ کے ساتھ بتوں کے گھر بنائے ہوئے تھے جن کی وہ خانہ کعبہ کی طرح تعظیم کرتے تھے اور ان پر مجاور اور دربان مقرر کئے ہوئے تھے اور ان کے سامنے ہدیئے پیش کرتے تھے اور خانہ کعبہ کی طرح ان کا طواف کرتے تھے اور اُن کے سامنے قربانیاں کرتے تھے۔ باوجود ان کے کعبے کی فضیلت اُن سے زیادہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ خانہ کعبہ ابراہیم خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے اور اس کی مسجد ہے۔

عزیٰ، لات و منات

قریش اور بنی کنانہ کا ایک بُت تھا جس کا نام عزیٰ تھا اور اس کے مجاور اور دربان شیبان بن سلیم کی اولاد تھی جو بنی ہاشم کی سخت مخالف تھی اور خاص کر کے ابوطالب کے۔ یہ سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان ہے۔ قبیلہ ثقیف کا ایک بت تھا جو طائف میں رکھا ہوا تھا جس کا نام لات تھا اور اُس کے مجاور اور دربان

معقلب ابن ثقیف کی اولاد تھی اور قبیلے اوس اور خزرج کا ایک بُت تھا جس کو منات کہتے تھے۔ یہ بُت دریا کے کنارے پر مدینہ میں رکھا ہوا تھا۔ یہ وہی بُت ہے جس کے گرانے کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو بقولِ بعض حضرت علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔

ذوالخلصہ نامی بت

قبیلہ دوس و خشعم و بجیلہ کا ایک بُت تھا جس کو ذوالخلصہ کہتے ہیں۔ یہ وہی بُت ہے جس کو گرانے کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ بعض اہلِ علم نے مجھ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بُت کے گرانے کے لئے حضرت علی ابن ابو طالب رضی کو بھیجا تھا جنہوں نے اس کو گرایا اور اس میں سے دو تلواریں پائیں جن میں سے ایک کا نام رسوب تھا اور دوسری کا نام مخذم تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ دونوں تلواریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بخش دیں۔ پس وہی دو تلواریں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تھیں۔

ارضا نامی بُت خانہ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ قبیلہ حمیر اور سارے اہلِ یمن کا ایک بُت تھا جس کا نام رئام تھا اور قبیلہ ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کی اولاد کا ایک بُت خانہ تھا جس کا نام رضا تھا۔ یہ وہی رضا ہے جس کی مذمت میں مستوغر بن ربیعۃ بن کعب بن سعد نے شعر کہے ہیں جبکہ اس کو زمانۂ اسلام نے گرا دیا تھا ؎

وَلَقَدْ شَدَدْتُ عَلٰی رَضَاءٍ شَدَّۃً ... فَتَرَکْتُھَا قَفْرًا بِقَاعٍ اَسْحَمَا

(میں نے رضاء (بُت خانہ) پر سخت حملہ کیا اور اس کو میدان میں ننگا کر دیا)

کہتے ہیں کہ اس مستوغر کی عمر تین سو تیس سال تھی اور قبیلہ مضر میں سب سے طویل العمر تھا۔ طویل العمری سے تنگ آکر کہتا ہے ؎

وَلَقَدْ سَئِمْتُ مِنَ الْحَیَاۃِ وَطُوْلِھَا ... وَعُمِّرْتُ مِنْ عَدَدِ السِّنِیْنَ مِئِیْنَا

مِائَۃٌ حَدَتْھَا بَعْدَھَا مِائَتَانِ لِیْ ... وَازْدَدْتُ مِنْ عَدَدِ شُھُوْرٍ سِنِیْنَا

ھَلْ مَا بَقِیْ اِلَّا کَمَا قَدْ فَاتَنَا ... یَوْمٌ یَمُرُّ وَلَیْلَۃٌ تَحْدُوْنَا

ترجمہ: "میں زندگی کی درازی سے تنگ آگیا ہوں اور میری عمر کئی سو سال کی ہوگئی ہے تین سو تیس سال گزر گئے ہیں۔ اب تو افسوس باقی رہ گیا ہے اور رات و دن گزرتے جاتے ہیں۔"

ذوالکعبات نامی بُت

ابن اسحاق کہتے ہیں قبیلہ بکو د تغلب اولاد وائل وایاد کے لئے سنداد میں ایک بُت تھا جس کا نام ذوالکعبات تھا۔ جس کے حق میں اعشٰی بن قیس بن ثعلبہ نے شعرِ ذیل کہا ہوا ہے ؎

اھل الخورنق والسدیر و بارقٍ
وَالبَیتِ ذی الشُرفاتِ من مستداد

اور ابو محرز خلف الاحمر نے اس بیت کو یوں لکھا ہے :- ؎

اھل الخورنق والسدیرِ و بارقٌ
وَالبیتِ ذی الشُرَفاتِ مِنَ سَنداد

ترجمہ :- " وہ خورنق - وسدیر - و بارق اور اس برکت والے بُت خانے کے اہل ہیں جو سنداد میں واقع ہے "۔

باب ۱۳

عربوں کی بعض رسومات

سائبہ اور بحیرہ

مشرکین کا قاعدہ تھا کہ جو اُونٹنی دس مادہ بچے پے در پے جن لیتی تھی اور ان کے درمیان کوئی نر بچہ پیدا نہ ہوتا تھا تو اُس کو آزاد کر دیتے تھے پھر اُس پر نہ تو سواری کرتے تھے اور نہ اس کے بال کترتے تھے اور اُس کا دُودھ بھی سوائے مہمان کے کسی کو نہیں پلاتے تھے۔ ایسی اُونٹنی کو سائبہ کہا کرتے تھے۔ اگر یہ اُونٹنی اس حالت میں کوئی مادہ جنتی تو اس بچے کا کان چیر کر اس کو بھی ماں کے ساتھ چھوڑ دیتے اور اس پر بھی نہ سواری کرتے نہ اُس کے بال کترتے اور نہ اس کا دُودھ سوائے مہمان کے کسی کو پلاتے۔ اس کا نام بحیرہ ہوتا تھا۔

وصیلہ

اور جب کوئی بکری پانچ حمل میں دس مادہ بچے متواتر جنتی تھی تو اس کو وصیلہ کہتے تھے (یعنی اپنے کمال کو پہنچ گئی) اس کے بعد اگر وہ کوئی بچہ جنتی تھی تو اس کو صرف ان کے مرد کھا سکتے تھے نہ کہ عورتیں۔ عورتوں کے واسطے اس کا گوشت حرام خیال کیا جاتا تھا مگر مُردہ گوشت میں مرد و عورت مساوی خیال کئے جاتے تھے۔

حام

نیز اُن کا دستور تھا کہ جب کسی فحل (سانڈ) سے دس مادہ بچے متواتر جنوائے جاتے تو اُس کو آزاد کر دیتے اور اس پر سواری کرنا اور اس کے بالوں کو کاٹنا حرام خیال کرتے اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھاتے۔ ایسے سانڈ کو عرب حام کہتے تھے۔

دوسری روایت

کہتے ہیں کہ اہلِ عرب، بحیرہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کا کان چیر ڈالتے تھے اور اس پر سواری نہ کرتے تھے نہ اُس کے بال کترتے تھے اور اس کا دُودھ یا تو کوئی مہمان پی سکتا تھا یا صدقہ کر دیا جاتا تھا یا اُن کے معبودوں کے واسطے چھوڑا جاتا تھا۔ سائبہ کی یہ حقیقت تھی کہ جب کوئی ان میں سے بیمار ہو جاتا یا کسی مصیبت میں مُبتلا ہوتا تو وہ نذر مانتا کہ اگر وہ اس مصیبت سے رہا ہو جائے تو اونٹنی کو آزاد کر دے گا۔ پھر جب اُس کی مراد پوری ہو جاتی تو اپنے معبود کے نام پر کوئی اُونٹنی یا اونٹ آزاد کر دیتا اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ

اُٹھاتا۔ اور وصیلہ اس کو کہتے تھے کہ اگر کوئی بکری کا ایک حمل میں دو بچے جنتی اور ان میں ایک مادہ ہوتا اور دوسرا نر، تو مادہ کو اپنے معبود کے واسطے رکھ دیتے اور نر کو اپنے واسطے مگر اس کو بھی آزاد کر دیتے اور اس سے کچھ فائدہ نہ اُٹھاتے تھے۔

قرآن پاک کے ارشادات

جب اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو ان باتوں کو آیاتِ علیا نازل کرنے سے معطل کر دیا اور فرمایا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۖ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

"ترجمہ: بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام سے فائدہ اٹھانا خدا نے تو حرام نہیں کیا۔ ہاں کافر لوگ اللہ پر افتراء باندھتے ہیں اور اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۔"

نیز فرمایا:۔

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۚ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ اِنَّهُمْ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۔ (۶ : ۱۳۹)

ترجمہ:۔ اور کہا مشرکوں نے کہ ان چارپایوں کے پیٹ میں جو بچہ ہے یہ ہمارے مردوں کے واسطے مخصوص حلال ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے (اگر زندہ بچہ پیدا ہو) اور اگر مُردہ پیدا ہو تو پس وہ سب مرد و عورت اس میں شریک ہوتے۔ عنقریب ان کے اس بیان کی خدا ان کو سزا دے گا بیشک وہ حکمت والا علم والا ہے۔"

نیز فرمایا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ (۱۰ : ۵۹)

ترجمہ:۔ اے رسول! ان سے کہہ کہ مجھ کو بتلاؤ خدا نے جو رزق تم پر نازل کیا ہے پھر تم نے اس میں سے بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام کر لیا ہے کیا خدا نے تم کو اس حلال و حرام بنانے کا حکم دیا ہے یا تم خدا پر افترا پردازی کرتے ہو۔"

نیز فرمایا ہے:۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ
حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ
وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ
اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ (۶ : ۱۴۳-۱۴۴)

ترجمہ :۔ "اللہ تعالیٰ نے چوپاؤں میں آٹھ فرد یعنی چار جوڑے کئے ہیں دو بھیڑ سے ایک نر اور ایک مادہ پیدا کیا اور دو بکری سے ایک نر اور ایک مادہ پیدا کیا۔ اے رسول کہہ کہ ان میں سے خدا نے نروں کو حرام کیا ہے یا ماداؤں کو یا اُس بچّہ کو جو ماداؤں کے پیٹ میں ہے مجھ کو علم کے ساتھ جواب دو اگر تم سچے ہو۔ اور دو کو اُونٹ سے پیدا کیا اور دو کو گائے سے یعنی ایک نر اور ایک مادہ۔ اے رسول کہہ کہ آیا خدا نے ان میں سے نروں کو حرام کیا ہے یا ماداؤں کو یا اُس بچہ کو جو ماداؤں کے پیٹ میں ہے آیا تم اس وقت موجود تھے جب خدا نے ان کے حرام کرنے کی بابت تم کو وصیت کی پس اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ افترا پردازی کرے تاکہ لوگوں کو جہالت کے ساتھ راہِ حق سے گمراہ کرے بیشک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ہے"

باب ۱۴

نسب کا باقی بیان

قبیلہ خزاعہ ابن ہشام کہتے ہیں کہ قبیلہ خزاعہ اپنے آپ کو بنو عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن اسد بن غوث کی اولاد سے بتلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہماری ماں کا نام خندف تھا اور بعض اہلِ علم یہ کہتے ہیں کہ خزاعہ بنو حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد سے ہیں۔ خزاعہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ لوگ عمرو بن عامر کی اولاد سے جدا ہو گئے جبکہ یہ یمن سے شام کی طرف آ رہے تھے اور مرّالظہران ہی میں ٹھہر گئے تھے اور عمرو بن عامر کی اولاد کے ساتھ شام نہیں گئے تھے۔

مدرکہ و خزیمہ کی اولاد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مدرکہ بن الیاس کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ خزیمہ بن مدرکہ و ہذیل بن مدرکہ اور ان کی والدہ قبیلہ قضاعہ کی ایک عورت تھی۔

پھر خزیمہ بن مدرکہ کے چار بیٹے پیدا ہوئے۔ کنانہ بن خزیمہ اور اسد بن خزیمہ اور اسدۃ بن خزیمہ اور ہون بن خزیمہ۔ اور کنانہ کی ماں عوانہ بنت سعد بن قیس بن عیلان بن مضر تھی۔ ابن ہشام فرماتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہون بن خزیمہ نہیں بلکہ ہون بن خزیمہ۔

کنانہ کی اولاد ابن اسحاق کا قول ہے کہ پھر کنانہ بن خزیمہ کے چار اولادیں ہوئیں۔ نضر بن کنانہ اور مالک بن کنانہ اور عبد مناۃ بن کنانہ اور ملکان بن کنانہ۔ نضر بن کنانہ کی ماں تویرہ بنت مُر بن اُد بن طابخہ بن الیاس بن مضر تھی اور باقی فرزند ایک دوسری عورت سے تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں نضر اور مالک اور ملکان کی ماں برہ بنت مُر تھی اور عبد مناۃ کی ماں ہالہ بنت سُوید بن غطریف ازد شنوءہ سے تھی اور شنوءہ عبداللہ بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نضر ابن الاسد بن الغوث کا نام ہے اور یہ نام ان کا اس سبب سے رکھا گیا تھا کہ شنان عداوت کو کہتے ہیں اور ان کی آپس میں عداوت تھی۔

قریش کی ابتداء ابن ہشام کہتے ہیں نضر ہی قریش ہیں اور جو لوگ ان کی اولاد سے ہوئے وہ قریشی کہلاتے ہیں اور جو ان کی اولاد سے نہیں ہیں وہ قریشی نہیں کہلاتے۔ اور بعض

کہتے ہیں کہ فہر بن مالک قریش ہیں اور جو اُن کی اولاد سے ہیں وہ قریشی ہیں اور جو اُن کی اولاد سے نہیں ہیں وہ قریشی نہیں کہلاتے۔ قریش کو قریش اس سبب سے کہتے ہیں کہ قریش تقرش سے ماخوذ ہے اور تقرش کے معنی کسب اور تجارت کے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں تقرش کے معنے جمع ہونے کے ہیں۔ چونکہ قریش متفرق ہونے کے بعد مجتمع ہوئے تھے اسی سبب سے قریش کہلانے لگے۔

نضر کی اولاد پھر نضر بن کنانہ سے دو شخص پیدا ہوئے مالکؒ بن نضر اور یخلدؒ بن نضر۔ مالک کی والدہ عاتکہ بن عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی اور یہ میں نہیں جانتا کہ یخلد کی بھی ماں یہی تھی یا اور کوئی تھی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پھر مالک بن نضر کے ہاں فہر بن مالک پیدا ہوئے۔ ان کی ماں جندلہ بنت حرث بن مضاض الجرہمی تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ مضاض اکبر نہیں ہے۔

فہر کی اولاد ابن اسحاق کا قول ہے کہ پھر فہر بن مالک کے چار بیٹے ہوئے۔ غالبؒ بن فہر اور محاربؒ بن فہر اور حرثؒ بن فہر اور اسدؒ بن فہر اور ماں اُن کی لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ جندلہ بنت فہر بیٹے یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم اس کی ماں لیلیٰ بنت سعد تھی۔

غالب کی اولاد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر غالب بن فہر کے دو بیٹے پیدا ہوئے لوی بن غالب اور تیم بن غالب اور ان دونوں کی ماں سلمیٰ بنت عمرالخزاعی تھی اور تیم بن غالب کی اولاد کو بنو الادرم کہتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن غالب کی ماں سلمیٰ بنت کعب بن عمرالخزاعی تھی اور یہی سلمیٰ لوی اور تیم غالب کے دونوں بیٹوں کی ماں ہے۔

لوی کی اولاد ابن اسحاق کہتے ہیں پھر لوی بن غالب کے چار اولادیں ہوئیں۔ کعبؒ بن لوی اور عامرؒ بن لوی اور عوفؒ بن لوی اور سامہ بن لوی۔ چنانچہ کعب اور عامر اور سامہ کی ماں تو ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر قبیلہ قضاعہ میں سے تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حرث بھی لوی کا ایک بیٹا ہے جس کی اولاد کو بنی جشم بن حرث کہتے ہیں اور یہ لوگ قبیلہ ربیعہ کی شاخ ہزان میں مشہور ہیں۔

سعد بن لوی اور سعد بھی لوی کا ایک بیٹا ہے اس کی پرورش کرنے والی عورت کا نام بنانہ تھا اسی کے نام پر اس کی اولاد بنی بنانہ کہلاتی ہے۔ قبیلہ ربیعہ کی شاخ بنی شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہیں۔ اور یہ بنانہ قبیلہ بنی قین بن جسر بن شیع اللہ یا سیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن ثعلبہ بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ میں سے تھی۔ بعض کہتے

ہند بنت نمر بن قاسط ربیعہ میں سے تھی اور بعض کہتے ہیں ناجیہ بنت جرم بن ربان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھی۔ اور لوی بن غالب کا ایک بیٹا خزیمہ بھی تھا جس کی نسل سے بنی عائذہ [illegible] کہلاتی ہے اور حضنہ [illegible] یمن کی ایک قوم ہے اور یہ [illegible] خزیمہ بن لوی کی ماں [illegible] ہے اور لوی کے سب بیٹوں کی ماں سوائے عامر بن لوی کے ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر ہے اور عامر بن لوی کی ماں مخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لیلیٰ بنت شیبان بن محارب بن فہر ہے۔

سامہ بن لوی کا قصہ

ابن اسحاق کہتے ہیں سامہ بن لوی عمان چلے گئے تھے اور وہیں [illegible] تھے لوگ کہتے ہیں کہ عامر بن لوی نے سامہ کو نکال دیا تھا کیونکہ ان کے آپس میں جھگڑا ہوا تھا اور سامہ نے عامر کی آنکھ پھوڑ دی تھی اور پھر عامر کے خوف سے عمان کو چلا گیا تھا [illegible] بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سامہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر جا رہا تھا کہ اونٹنی ایک درخت [illegible] ایک سانپ نے اس کے [illegible] [illegible] سامہ نے دیکھا کہ اب میں مرتا ہوں تو چند اشعار کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے ؎

رُبَّ کَاسٍ ھَرَقْتَ یَا ابْنَ لُؤَیٍّ   حَذَرَ الْمَوْتِ لَمْ تَکُنْ مُھْرَاقَہْ

(ترجمہ) "اے لوی کے بیٹے تو نے موت کے خوف سے بہت سے پیالے ایسے انڈیل دیئے جن کا تو انڈیلنے والا نہ تھا۔"

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ سامہ کی اولاد میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سامہ بن لوی کی اولاد سے اپنے ہونا بیان کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] بعض اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ! شاید آپ نے اس کا یہ قول سنا ہو گا ؎

رُبَّ کَاسٍ ھَرَقْتَ یَا ابْنَ لُؤَیٍّ   حَذَرَ الْمَوْتِ لَمْ تَکُنْ مُھْرَاقَہْ

آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

عوف بن لوی کا قصہ

ابن اسحاق کہتے ہیں عوف بن لوی قریش کے چند لوگوں کے ساتھ سفر کو چلے یہاں تک کہ جب غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان کی زمین میں پہنچے تو منزل پر پہنچنے میں ان کو دیر ہو گئی اور ان کے ساتھی ان سے پہلے پہنچ گئے اور

پہلے ہی وہاں سے اُن کو چھوڑ کر آگے چل دیئے اور ان کو ثعلبہ بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ایث بن غطفان اور عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ایث بن غطفان نے روک لیا اور ان کو بھائی بنا لیا۔ اور وہیں اُن کی شادی کر دی جس سے ان کی اولاد اس ملک میں پھیلی اور جب کہ عوف کے ساتھی عوف کو اس جنگل میں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس وقت ثعلبہ نے عوف سے مخاطب ہوتے ہُوئے یہ شعر کہا ؎

اِحبس عَلَيَّ ابنَ لُوَيٍّ جَمَلَكْ ۔ تَرَكَكَ الْقَوْمُ وَلَا مَتْرَكَ لَكْ

ترجمہ :"اے لوی کے بیٹے! میرے ہاں اپنے اونٹ کو ٹھہرا دے۔ تیرے ساتھی تو تجھ کو چھوڑ گئے مگر تیرا چھٹکارا نہیں ہے"۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر یا محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حُصین نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا اگر میں عرب میں سے کسی قبیلہ سے ہونے کا دعویٰ کرتا یا ان کو اپنے ساتھ ملانے کا تو بنی مرّہ بن عوف کا دعوےٰ کرتا کیونکہ ہم اُن میں اشباہ[1] کو جانتے ہیں اور اس کے ساتھ ہم اس شخص کا ٹھکانہ بھی جانتے ہیں جہاں وہ واقع ہوا یعنی عوف بن لوئی کا۔

مرّہ کا نسب ابن اسحاق کہتے ہیں کہ غطفان تک کا نسب اس کا اس طرح ہے مرّہ بن عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ایث بن غطفان۔ اور جب ان لوگوں کے سامنے یہ نسب ذکر کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ نسب ہم کو بہت پیارا ہے اور ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے ایسے شخص نے یہ روایت بیان کی ہے جس کو میں جھوٹا نہیں کہہ سکتا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بنی مُرّہ میں سے چند لوگوں سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اپنے نسب کی طرف رجوع کر لو۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ قبیلہ غطفان میں اشراف اور سردار تھے جن میں سے چند لوگوں کے یہ نام ہیں :۔

ہرم بن سنان بن ابی حارثہ اور خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ اور حرث بن عوف اور حصین بن حمام اور ہاشم بن حرملہ جس کی تعریف میں عامر شاعر نے یہ بیتیں کہی ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے کہ ہاشم نے عامر سے کہا کہ میری شان میں کوئی عمدہ بیت کہو۔ عامر نے یہ بیت کہے ؎

---

[1] ہم مثل اور ہم نظیر ۱۲

أَحْيَا أَبَاهُ هَاشِمُ بنُ حَرْمَلَةَ يَوْمَ الهَبَاءَاتِ وَيَوْمَ اليَعْمَلَةِ

ترجمہ "بخششوں کے دن اور برگزیدگی کے دن ہاشم بن حرملہ نے اپنے باپ کا نام زندہ کیا ہے"۔

ہاشم اس بیت سے خوش نہ ہوا۔ تب یہ عامر نے دوسرا بیت کہا

تَرَى المُلُوكَ عِنْدَهُ مُغَرْبَلَهْ يَقْتُلُ ذَا الذَّنْبِ وَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهْ

ترجمہ۔ تم بادشاہوں کو اس کے سامنے ذلیل پاؤ گے وہ گناہ گار اور بے گناہ دونوں کو قتل کرتا ہے"۔

یہ بیت ہاشم کو بہت اچھے معلوم ہوئے اور عامر کو اس پر اس نے بہت کچھ انعام دیا۔

بسل کی وضاحت

ابن اسحاق کہتے ہیں قبیلہ غطفان اور قیس میں بہت لوگ مشہور گزرے ہیں اور انہی کے اندر بسل کا طریقہ تھا۔ یعنی آٹھ مہینے سال بھر میں حرام کے شمار کرتے تھے اور عرب کے تمام شہروں میں امن کے ساتھ سیر و سفر کرتے تھے اور تمام عرب ان کی اس عادت سے واقف ہو کر ان کو کچھ نہ کہتے تھے نہ کسی سے کچھ خوف کرتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں زہیر ایک شخص ہے جو مزینہ بن اُد بن طابخہ بن الیاس بن مضر سے اور بعض کہتے ہیں کہ زہیر بن ابی سلمیٰ غطفان سے ہے اور بعض کے نزدیک غطفان کا حلیف ہے۔

کعب اور مرہ کی اولاد

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر کعب بن لوئی کے تین بیٹے ہوئے مرہ بن کعب اور عدی بن کعب اور ہُصیص بن کعب اور ان کی ماں کا نام وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن نضر ہے۔ پھر مرہ بن کعب کے تین بیٹے ہوئے۔ کلاب بن مرہ اور تیم بن مرہ اور یقظہ بن مرہ۔ کلاب بن مرہ کی ماں تو ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن حارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہے اور یقظہ کی ماں بارقیہ ایک عورت تھی یمن کی قبیلہ بنی سعد کی شاخ بارق میں سے اور کہا جاتا ہے کہ یہی عورت تیم کی بھی ماں تھی اور تیم ہند بنت سریر کلاب کی ماں کا نام ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں بارق وہ لوگ کہلاتے ہیں جو عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امرؤ القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الاسد بن غوث کی اولاد ہیں اور یہ قبیلہ شنوءہ میں سے تھے اور بارق ان کو اس سبب سے کہتے ہیں کہ یہ برق کے پیرو تھے۔

کلاب کی اولاد

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر کلاب بن مرہ کے دو بیٹے پیدا ہوئے قصی بن کلاب اور زہرہ بن کلاب اور ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل یمن کے قبیلہ خثعم سے تھی اور یہ لوگ بنی دیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے حلیف تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خثعم کو خثعمۃ الاسد اور خثعمۃ الازد بھی کہتے ہیں اور خثعمہ بن یشکر بن

مبشر بن مبشر بن دہمان بن نصر بن زہران بن حارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن اسد بن الغوث ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ خثعم بن یشکر بن مبشر بن صعب بن نصر بن زہران بن اسد بن غوث ہے۔ اور ان کو بھی جدرہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ عامر بن عمرو بن خزیمہ بن خثعم نے حارث بن مضاض جرہمی کی بیٹی سے شادی کی تھی اور جرہم کے لوگ کعبہ کے خادم تھے۔ پس عامر نے ان کے واسطے کعبہ کی ایک دیوار بنائی۔ اس دن سے ان کو لوگ جادر یعنی دیوار بنانے والا کہنے لگے۔ اور ان کی اولاد جدرہ کہلاتی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کلاب کی بیٹی سعد اور سعید کی ماں سجہ جو سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی کے دونوں بیٹے ہیں اور ان کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل ہے۔

قصی بن کلاب کی اولاد

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر قصی بن کلاب کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ عبد مناف بن قصی اور عبدالدار بن قصی اور عبدالعزی بن قصی اور عبد بن قصی اور تخمر بنت قصی اور برہ بنت قصی اور ان سب کی ماں حبی بنت حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی ہے۔

عبد مناف کی اولاد

ابن ہشام کہتے ہیں پھر عبد مناف کے چار اولادیں ہوئیں۔ ہاشم بن عبد مناف، عبد شمس بن عبد مناف، مطلب بن عبد مناف اور ان تینوں کی ماں عاتکہ بنت مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ ہے اور چوتھا لڑکا نوفل بن عبد مناف ہے اور اس کی ماں واقدہ بنت عمرو مازنیہ ہے اور مازن بن منصور بن عکرمہ ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں اسی نسب کے ساتھ اس کو عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن حارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ نے حلیف کیا ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو عمرو اور تماضر اور قلابہ اور حیہ اور ریطہ اور ام الاخثم اور ام سفیان یہ سب عبد مناف کی اولاد تھیں۔ چنانچہ ابو عمرو اور ریطہ کی ماں تو ثقیف کی ایک عورت تھی اور باقی تمام لڑکیوں کی ماں عاتکہ بنت مرہ بن ہلال تھی۔ اور یہی ہاشم بن عبد مناف کی بھی ماں تھی اور اس کی ماں صفیہ بنت حوزہ بن مرہ بن سلول بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھی اور اس صفیہ کی ماں عائذہ بنت سعد [illegible] کی بیٹی تھی۔

اولاد ہاشم بن عبد عبد مناف

ابن ہشام کہتے ہیں پھر ہاشم بن عبد مناف کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ عبدالمطلب ابن ہاشم اور اسدؓ بن ہاشم اور ابا صیفی بن ہاشم اور نضلہ بن ہاشم اور شفاؓ اور خالدہؓ اور ضعیفہ اور رقیہؓ اور حیتہ ہے۔

پس عبدالمطلب اور حیتہ کی ماں تو سلمیٰ بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہے اور نجار کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزاج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر ہے اور اس کی ماں عمیرہ بنت صخر بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن نجار ہے۔ اور عمیرہ کی ماں کا نام سلمیٰ ہے بنت عبدالاشہل نجاریہ اور اسد بن ہاشم کی ماں فیلہ ہے بنت عامر بن مالک خزاعی اور ابی صیفی اور حیتہ کی ماں ہند ہے۔ بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجیہ اور فضلہ اور شفا کی ماں قضاعہ میں سے ایک عورت تھی اور خالدہ اور ضعیفہ کی ماں واقدہ بنت ابی عدی المازنیہ تھی۔

اولاد عبدالمطلب بن ہاشم

ابن ہشام کہتے ہیں پھر عبدالمطلب بن ہاشم کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں ہوئیں۔ حضرت عباسؓ، حمزہؓ، عبداللہ و ابو طالب جن کا نام عبد مناف تھا اور زبیر اور حرثؓ اور حجلؓ اور مقومؓ اور ضرارؓ اور ابولہبؓ جس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور صفیہؓ اور اُم حکیم البیضاؓ اور عاتکہؓ اور امیمہؓ اور اروی اور برہؓ یہ بیٹیاں تھیں۔

پس عباس اور ضرار کی ماں نتیلہ بنت خباب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید بن مناة بن عامر بن سعد بن خزاج بن تیم اللات بن غر بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار اور بعض اس طرح کہتے ہیں۔ اقصیٰ بن دعمی بن جدیلہ اور حمزہ اور مقوم اور حجل جن کا کثرت خیر اور تونگری کے سبب سے عیداق لقب تھا اور صفیہ کی ماں ہالہ تھی بنت اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

اور عبداللہ اور ابو طالب اور زبیر اور صفیہ کے سوا سب لڑکیوں کی ماں فاطمہ تھی بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر اور فاطمہ کی ماں کا نام صخرہ ہے۔ بنت عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب اور صخرہ کی ماں کا نام تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب ہے اور حرث بن عبدالمطلب کی ماں سمراء تھی بنت جندب بن جحیر بن رئاب بن حبیب بن سواءة بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ اور ابولہب کی ماں لبنیٰ بنت ہاجر بن عبد مناف بن ضاطر بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی تھی۔

عبداللہ بن عبدالمطلب

ابن ہشام کہتے ہیں پھر عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں حضرت فخر دو عالم محمد مصطفےٰ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

والدۂ ماجدہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضرت آمنہ خاتون ہیں بنت وہاب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب۔

اور حضرت آمنہ کی والدۂ ماجدہ کا نام برّہ تھا بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب اور برّہ کی ماں اُمّ حبیب تھیں۔ بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب۔ اور اُمّ حبیب کی ماں برّہ بنت عوف اور عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کُل اولادِ آدم میں از روئے نسب اور حسب کے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے نہایت اشرف اور بزرگ تھے۔

باب ۱۵

قبیلۂ جُرہم اور بیتُ اللہ کی تولیت

زمزم راوی کہتا ہے کہ ہم سے ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے بیان کیا اور کہا ہم سے بیان کیا ہے زیاد بن عبداللہ بکائی نے، اُس نے محمد بن اسحاق مطلبی سے کہا کہ ایک روز عبدالمطلب بن ہاشم حُجرہ میں سوتے تھے کہ یکایک وہ اُٹھ کر آئے اور چاہ زمزم جو اس سے پہلے قوم جُرہم نے مکّہ سے سفر کرتے وقت دفن کر دیا تھا اُس کے برآمد کرنے کا حکم دیا۔ یہ کنواں حضرت اسماعیل علیہ السّلام کا لا فرزند ہے اور اسی میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانی پلایا تھا جس وقت کہ آپ بچپن میں پیاسے ہوئے تھے اور آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ ہاتھ میں چھاگل لئے ہوئے صفا و پہاڑ پر کھڑی ہوئی تھیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واسطے خدا سے دعا کر رہی تھیں۔ آخر جب کہیں آپ کو پانی نہ ملا تب آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آئیں۔ دیکھا تو آپ اپنے رخساروں کے نیچے سے پانی پی رہے ہیں۔ یعنی جبرائیل علیہ السّلام نے حکم الٰہی سے حضرت اسمٰعیلؑ کی ایڑی کو زمین پر مارا تھا جس کے سبب سے زمین میں سے چشمہ بہہ نکلا اور حضرت ہاجرہ نے بہت سے درندوں کی آوازیں سنیں۔ جن سے اُن کے دل میں خوف پیدا ہُوا اور وہ اسماعیلؑ کے پاس دوڑ کر آئیں اور دیکھا کہ آپ اسی پانی سے کھیل رہے ہیں۔ پس حضرت ہاجرہ نے چاروں طرف سے مٹی سمیٹ کر اُس کو ایک گڑھا سا بنایا تاکہ پانی بہہ کر اور کہیں نہ جا سکے۔

قبیلہ جُرہم اور اس کے واقعات ابن ہشام کہتے ہیں جُرہم کا واقعہ اور آبِ زمزم کو اُن کا دفن کرنا اور مکّہ شریف سے چلے جانا اور اُن کے بعد مکّہ کا والی کون شخص ہُوا یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب نے زمزم کو نکالا ہم کو اس طرح پہنچا ہے۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی وفات ہوئی تو اُن کے بعد اُن کے فرزند نابت بن اسماعیل کعبہ کے متولی ہوگئے۔ پھر اُن کے بعد مضاض بن عمرو جُرہمی مکّہ کے متولی ہُوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ نابت بن اسماعیل کی اولاد کا نانا مضاض بن عمرو جرہمی تھا اور جرہم اور قطوراء یمن سے آکر مکہ میں آباد ہوئے تھے اور یہ دونوں چچا زاد بھائی تھے۔ جرہم کا سردار مضاض بن عمرو تھا اور قطوراء کا سردار سمیدع تھا اور جب یہ یمن سے نکلے تو اپنے بادشاہ کو چھوڑ کر نکلے تھے۔ جب مکہ میں پہنچے تو ایک سرسبز اور شاداب جگہ دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے۔ جرہم نے تو مقام قعیقعان میں جو مکہ کی اوپر کی جانب ہے نزول کیا اور سمیدع نے مقام قطوراء میں جو مکہ کے نیچی جانب ہے منزل کی۔ پھر جو شخص اوپر سے نیچے آتا اُس سے سمیدع عُشر لیتا اور جو نیچے سے اوپر جاتا اُس سے مضاض عُشر لیتا تھا اور آپس میں اُن کی اس قدر عداوت تھی کہ ایک دوسرے سے ملاقات نہ کرتے تھے۔ نہ مضاض سمیدع سے نہ سمیدع مضاض سے۔ پھر اسی عداوت کے باعث ان میں جنگ واقع ہوئی اور بنو اسماعیل بھی اُس جنگ میں مضاض ہی کے شریک تھے۔ ادھر سے مضاض اپنے تیر اندازوں اور شمشیر بازوں کو لے کر چلا اور اُدھر سے سمیدع اپنی فوج پلٹن کو لے کر آیا۔ یہاں تک کہ مقام فاضح میں اُن کا مقابلہ اور سخت مقاتلہ ہوا۔ سمیدع بے چارہ کام آیا اور مضاض کی فتح ہوئی اور دونوں قوموں میں صلح ہو کر سب نے مضاض کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ مضاض نے جس وقت مکہ کی سلطنت ہاتھ میں لی، ایک عالی شان جلسہ کیا اور اونٹوں کی قربانیاں کر کے تمام اہلِ مکہ کی دعوت کی۔ یہ جنگ جو مضاض اور سمیدع کے درمیان واقع ہوئی مورخین کے نزدیک مکہ میں یہ پہلا فساد تھا۔

اولاد اسمٰعیلؑ اور جرہم

پھر اولاد اسمٰعیل کو اللہ تعالیٰ نے مکہ میں اس قدر پھیلایا اور اُن کے ماموؤں بنی جرہم میں جو مکہ کے متولی اور حاکم تھے اور اس بارے میں بنی اسمٰعیل ان سے کچھ جھگڑا نہ کرتے تھے محض ان کی قرابت داری اور بندگی اور کعبہ کی عظمت اور حرمت کے خیال سے تاکہ وہاں جنگ و جدال اور قتل و قتال نہ ہو۔ پھر جب مکہ میں اولاد اسمٰعیل کی گنجائش نہ رہی تب یہ اور شہروں میں منتشر ہوئے اور جس قوم سے جا کر لڑے ان کے دین کی برکت سے خدا نے انہی کو ان پر غالب کیا۔ پھر جرہم نے کعبہ میں ظلم کرنا شروع کیا۔ بہت سی ناجائز باتوں کو جائز کر لیا اور جو مسافر آتا اُس پر ظلم کرتے اور خاص خانہ کعبہ کے واسطے جو نذر نیاز آتی خود اس کو اپنے کام میں لے آتے۔

بنی کنانہ اور بنی خزیمہ

بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ اور غبشان نے جو خزاعہ میں سے تھے جرہم کی یہ کارروائیاں دیکھیں سب اُن سے جنگ کے واسطے تیار ہو گئے

اور اُن کو پیغامِ جنگ دے کر اس قدر اُن سے لڑے کہ آخر اُن کو بھاگنا ہی پڑا اور بنو بکر اور غبشان نے ان پر غالب ہو کر اِن کو وہاں سے خارج کر دیا۔ زمانۂ جاہلیت میں مکّہ کے اندر یہ تاثیر تھی کہ کوئی ظالم وہاں نہ ٹھہر سکتا تھا۔ جو شخص اُس میں ظلم شروع کرتا اسی کو مکہ اپنے اندر سے نکال دیتا۔ چنانچہ اسی سبب سے اس کا نام ناسہ ہو گیا تھا اور جو بادشاہ اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا فوراً ہلاک ہو جاتا۔

بکہ کی وجہ تسمیہ کہتے ہیں کہ بکہ اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ جب ظالم اس میں ظلم کرتے ہیں تو اُن کی گردنیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو ابو عبیدہ نے خبر دی ہے کہ بکہ مکّہ کے میدان کا نام ہے اور بکہ اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ لوگوں کا اس میں اژدہام اور مجمع ہوتا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن حرب بن مغاض جرہمی اور اُس کے ساتھیوں نے چلتے وقت حجرِ اسود اور کعبہ کے پردے چاہِ زمزم میں ڈال کر اُس کو بند کر دیا اور یمن کی طرف مکہ شریف کی مفارقت اور جدائی کا بہت بڑا داغ اپنے سینہ پر لے گئے۔

اشعار عمرو بن حرث چنانچہ عمرو بن حرث بن مضاض[1] نے اس واقعہ کا ایک دردناک مرثیہ کہا ہے جس کے چند شعر ہم پیش کرتے ہیں ؎

وَقَائِلَةٍ وَالدَّمْعُ سَكْبٌ مُبَادِرُ وَقَدْ شَرِقَتْ بِالدَّمْعِ مِنْهَا الْمَحَاجِرُ

ترجمہ:- دوپہر کا وقت ہے اور آنسو تیزی کے ساتھ رواں ہیں اور آنسوؤں ہی کی کثرت سے آنکھوں کے حلقے روشن ہو گئے ہیں۔

كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَجُونِ إِلَى الصَّفَا أَنِيسٌ وَلَمْ يَسْمُرْ بِمَكَّةَ سَامِرُ

ترجمہ:- گویا کہ حجون سے صفا تک کا درمیان سنسان پڑا ہے نہ وہاں کوئی مونس ہے نہ مکہ میں کوئی بات کرنے والا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن حرث نے اور اشعار میں بھی بنی بکر اور غبشان کا ذکر کیا ہے جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

كُنَّا أُنَاسًا كَمَا كُنْتُمْ فَغَيَّرَنَا دَهْرٌ فَأَنْتُمْ كَمَا كُنَّا تَكُونُونَا

ترجمہ:- ہم بھی کبھی ایسے ہی آدمی تھے جیسے کہ تم ہو زمانہ کی گردش نے ہماری حالت ابتر کر دی۔ پس ایک روز تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ گے جیسے کہ ہم ہو گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ بعض واقفانِ فنِ شعر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ یہ اشعار سب سے پہلے عرب میں کہے گئے ہیں اور اُن کا کہنے والا معلوم نہیں کہ کون شخص ہے؟ یمن کے اندر ایک پتھر پر لکھے ہوئے پائے گئے تھے۔

---

[1] یہ مضاض چھوٹا مضاض ہے بڑا مضاض نہیں ہے۔ ۱۲

باب ۱۶

تولیت کعبہ اور مختلف افراد

خزاعہ اور تولیت کعبہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جرہم کے جلاوطن کرنے کے بعد بنی غبشان جو قبیلہ خزاعہ میں سے تھے کعبہ کے متولی ہوئے ۔ عمرو بن حرث غبشانی اِن کا سردار تھا اور قریش ان دنوں میں بنی کنانہ وغیرہ اپنی قوموں کے اندر متفرق رہتے تھے۔ کعبہ کی تولیت خزاعہ کے اندر یکے بعد دیگرے چلی آتی تھی یہاں تک کہ اُن کا آخری جانشین حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی ہُوا۔

قصیّ اور تولیت بیت اللہ ابن اسحاق کہتے ہیں قصیّ بن کلاب نے اس کی بیٹی حبّی سے اپنا پیغام دیا، اُس نے بخوشی خاطر ان سے شادی کر دی چنانچہ قصیّ کے ہاں اس بیوی سے یہ چار فرزند پیدا ہوئے، عبدالدار، عبد مناف، عبد العزیٰ اور عبد۔ پھر جب قصیّ کے مال و اولاد نے ترقی کی اور قوم کے اندر بھی ان کو عزت اور شرف حاصل ہُوا اور حلیل اُن کے خسر نے وفات پائی تب انھوں نے دیکھا کہ مجھ سے زیادہ کعبہ کی تولیت کا اور کوئی مستحق نہیں ہے نہ بنی بکر نہ خزاعہ کیونکہ قریش خاص حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں تب قصیّ نے بنی کنانہ اور قریش سے اس بارے میں گفتگو کی کہ بنی خزاعہ اور بنی بکر کو مکہ سے خارج کیا جائے، بنی کنانہ اور قریش اس بات پر متفق ہو گئے۔

ایک روایت یہ ہے کہ بنی عذرہ میں سے ایک شخص ربیعہ بن حرام نامی مکہ میں آیا اور اُس نے فاطمہ بنت سعد بن سیل سے نکاح کیا اور فاطمہ کے اس وقت دو بیٹے ایک زہرہ ہوشیار اور دوسرا قصیّ شیر خوار موجود تھے اور اِن دونوں کو بھی ربیعہ بن حرام اپنے ساتھ اپنے ملک لے گیا پھر فاطمہ یعنی قصیّ کی ماں کے ہاں اس نئے خاوند یعنی ربیعہ بن حرام سے رزاح پیدا ہُوا۔ اس کے بعد جب قصیّ سِن تمیز کو پہنچا تب مکہ میں آ کر اُس نے بود و باش اختیار کی اور اپنی قوم یعنی بنی کنانہ اور قریش کو اپنی اُس دلی آرزو یعنی تولیت خانہ کعبہ کی طرف بُلایا جسے سب نے قبول کیا۔

پھر اُس نے اپنی ماں شریک بھائی رزاح کو اپنی مدد کے واسطے بلایا۔ وہ اپنے کل بھائیوں

حیس بن ربیعہ اور محمود بن ربیعہ اور جلہمہ بن ربیعہ کو جو فاطمہ کے سوا دوسری ماں سے تھے لے کر گئیں آموجود ہُوا اور بنی قضاعہ میں سے جو لوگ حج کرنے آئے تھے وہ سب بھی قصی کی امداد کے لئے تیار ہو گئے اور قبیلہ خزاعہ، کے لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید حلیل بن حبشیہ نے تولیت کعبہ کی اپنے داماد قصی کو وصیت کر دی ہے اور کہا ہے کہ تم اس کے زیادہ مستحق ہو تم ہی متولی رہو۔ یہ روایت ہم نے ان لوگوں کے علاوہ اور کسی سے نہیں سُنی۔ واللہ اعلم کون سی روایت درست ہے۔

غوث بن مُر اور حج کی اجازت

غوث بن مُر بن اُد بن طابخہ بن الیاس بن مُضر عرفہ کے بعد لوگوں کو حج کی اجازت دیتے تھے پھر ان کے بعد ان کے بیٹے اس کام پر متعین ہوئے اور ان کو اور ان کے بیٹے کو صوفہ کہتے تھے اور غوث بن مُر کی اس کام پر متعین ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ ان کی والدہ قبیلہ جُرہم میں سے ایک عورت تھیں اُن کی اولاد نہ ہوتی تھی۔ اللہ تعالےٰ سے انہوں نے یہ نذر کی کہ اگر میرے بیٹا پیدا ہوگا تو میں کعبہ پر چھوڑ دوں گی تاکہ وہ کعبہ ہی کی خدمت کیا کرے۔ چنانچہ غوث اُن کے ہاں پیدا ہُوا اور اپنے ماموؤں کے ساتھ کعبہ کی خدمت کرنے لگا۔ پھر اس کے بعد اُس کی اولاد اس کام پر متعین رہی۔ یہاں تک کہ ان کی تولیت کا اختتام ہُوا۔

رمی جمار کی اجازت

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ قبیلہ صوفہ کے لوگ منیٰ سے لوگوں کو جمروں پر کنکریاں مارنے لے جایا کرتے تھے اور جب تک صوفہ میں سے ایک شخص کنکری مارنی شروع نہ کرتا تھا کوئی آدمی کنکریاں نہ مارتا تھا۔ اور اہلِ ضرورت جن کو جلدی ہوتی تھی اُسی شخص کے پاس آکر کہا کرتے تھے کہ چلئے آپ کنکریاں مار دیجئے تاکہ ہم بھی فارغ ہو جائیں۔ وہ شخص جواب دیتا تھا میں تمہاری درخواست آفتاب ڈھلنے سے پہلے منظور نہیں کر سکتا۔ وہ اصرار کرتے مگر یہ شخص اُن کے اصرار کو کچھ اہمیت نہ دیتا تھا۔ یہاں تک کہ جب آفتاب غروب ہو جاتا تو کنکریاں مارتا اور سب لوگ بھی اس کے ساتھ فارغ ہوتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب لوگ رمی جمار سے فراغ حاصل کر چکتے اور منیٰ سے رخصت ہوتے تو صوفہ کے لوگ مقام عقبہ پر آکر سب کو روک لیتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے پہلے قبیلہ صوفہ کو گزر جانے دو۔ چنانچہ جب یہ قبیلہ تمام و کمال سب سے پہلے آگے گزر جاتا تو اُس وقت سب کو گزرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ جب تک قبیلہ صوفہ میں یہ خدمت رہی ان کا یہی طریقہ رہا۔

پھر ان کے بعد بنی زید بن منات بن تیم ان سے اس خدمت کے وارث ہوئے اور بنی سعد میں سے بھی یہ خدمت خاص آلِ صفوان بن حرث بن شجنہ میں تھی۔

صفوان کا سلسلۂ نسب

ابن ہشام کہتے ہیں صفوان کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔ صفوان بن خباب بن شجنہ بن عطارد بن عوف بن کعب بن سعد بن زید بن منات بن تیم۔

ابن اسحاق کہتے ہیں صفوان وہی شخص ہے جو حجاج کو عرفہ سے لے کر حج کے واسطے جایا کرتا تھا۔ چنانچہ ان میں سے وہ آخری شخص ہے جس کے سامنے اسلام کا ظہور ہوا۔ ابو سیارہ عمیلہ بن اعزل تھا یہ اپنی مادہ خر پر سوار ہو کر لوگوں کو مزدلفہ سے لے کر چلتا تھا۔

عامر بن ظرب اور اُس کا فیصلہ

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی عدوان ہی میں سے ایک شخص عامر بن ظرب بن عمرو بن عباد بن یشکر بن عدوان عدوانی تھا۔ اہلِ عرب اس کو نہایت منصف اور ذی عقل و عادل سمجھتے تھے۔ جو مقدمہ مشکل اور لاینحل ہوتا تھا اس کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور اس کا فیصلہ ان میں مسلمہ سمجھا جاتا تھا چنانچہ ایک دفعہ ایک مخنث کے حصہ میراث کے متعلق جھگڑا واقع ہوا کہ آیا اس کو مرد سمجھا جائے یا عورتوں میں شمار کیا جائے؟ عامر بن ظرب اس مقدمہ میں بہت متفکر ہوا اور اُس نے کہا اے اہلِ عرب! یہ عجیب و غریب مقدمہ تم ایسا لائے ہو کہ جو فکر و تردد مجھ کو اس میں واقع ہوا ہے کسی مقدمہ میں نہیں ہوا۔ مجھ کو مہلت دو میں سوچ سمجھ کر تمہارا فیصلہ کروں گا۔ عرب اس کے پاس سے چلے آئے اور یہ رات کو اس مقدمہ کے تردد میں اس قدر معروف تھا کہ کسی پہلو میں اُس کو نیند نہ آتی تھی۔

راوی کہتا ہے اس کی ایک لونڈی بکریاں چرایا کرتی تھی اور اُس کی یہ عادت تھی کہ چرنے کے واسطے جب بکریوں کو لے جاتی تو سب چرواہوں سے پیچھے لے جاتی تھی اور جب چرا کر لاتی تھی تو سب سے پیچھے لایا کرتی تھی۔ چنانچہ اسی عادت سے عامر ہمیشہ اُس کو سخت و سست کہا کرتا تھا۔ اس شب میں جو اس لونڈی نے عامر کو ایسا مضطرب الحال دیکھا کہ اُس کو نیند نہیں آتی تھی تو وہ اُس کے پاس آئی اور عرض کی کیا وجہ ہے کہ آج جناب کو نیند نہیں آتی۔ ایسا کیا تردد ہے مجھ کو اس سے مطلع فرمائیے۔

عامر نے کہا تجھ کو کیا بتلاؤں تیرے بتلانے کی بات نہیں ہے۔ اُس نے پھر عرض کیا اور

نہایت مُعبر ہوئی۔

عامر نے اپنے دل میں کہا اگر میں اس کو بتلادوں تو کیا حرج ہے؟ شاید اس سے کوئی بات ایسی سُننے میں آئے جو میرے لئے مفید مطلب ہو۔ یہی سوچ کر کہا تجھ سے کیا کہوں، عرب کے چند لوگ میرے پاس مخنث کی میراث کا مقدمہ لائے ہیں کہ اس مخنث کو مرد قرار دیا جائے یا کہ عورت ؟ پس اسی حیرانی میں ہوں کہ کیا کروں ؟ کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

لونڈی نے کہا سبحان اللہ! یہ فیصلہ ایسا کیا مشکل ہے جس میں آپ اس قدر متردد ہیں مجھ سے اس کی تشریح استماع فرمائیے صبح کو آپ اُس مخنث کو اپنے دار القضاء میں حاضر کرائیے اور اس سے پیشاب کراکر ملاحظہ کیجئے کہ وہ مرد کے مقام سے پیشاب کرتا ہے یا عورت کے؟ اگر اس نے مرد کے مقام سے پیشاب کیا تو اُس کے مرد ہونے کا حکم دیجئے۔ اور اگر عورت کے مقام سے پیشاب کیا تب اُس کو عورت تصوّر فرمائیے۔

عامر لونڈی کے اس کلام سے نہایت خوش ہوا اور اس کو بہت شاباش کہی اور صُبح کو اسی کے مطابق یہی فیصلہ کیا۔

○

باب ۱۷

تولیتِ کعبہ پر قریش کا غلبہ

بنی صوفہ کی شکست

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب یہ سال آیا یعنے جس میں یہ واقعہ ہونے والا تھا تو بنی صوفہ اپنے دستور کے موافق اپنے کار وخدمت میں معروف تھے کہ قصیّ بن کلاب نے معہ اپنے قریش وغیرہ ہمراہیان کے اُن کے پاس آکر اُن کی مزاحمت کی اور کہا ان امور تولیت کے ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ بنی صوفہ اُن سے جنگ و مقابلہ کے ساتھ آمادہ ہوئے اور فریقین سے بہت آدمی مقتول ہوئے۔ آخر بنی صوفہ کو شکست ہوئی اور قصیّ بن کلاب کو غلبہ نصیب ہُوا۔ بنی صوفہ کا تمام مالِ غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔

بنی خزاعہ و بنی بکر سے جنگ

پھر اس کے بعد بنی بکر اور خزاعہ کو یہ خیال ہُوا کہ قصیّ بن کلاب ہم سے بھی ہماری خدمتیں چھین لے گا۔ جیسے کہ بنی صوفہ سے اُن کی خدمت چھین لی۔ چنانچہ اسی اندیشہ سے وہ بھی ان سے برسرِجنگ آمادہ ہوئے اور جنگ وجدال اور قتل و قتال کے بعد ان کو صلح کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس بات کے متلاشی ہوئے کہ عرب کا کوئی معتبر آدمی ان کی قصیّ بن کلاب سے صلح کرا دے اور کوئی تصفیہ ہو جائے۔ چنانچہ بعد تلاشِ بسیار یعمُر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ کو انہوں نے حاکم یعنی پنچ مقرر کیا اور اس پنچ نے یہ فیصلہ کیا کہ قصیّ بن کلاب کعبہ کی تولیت کا بنی خزاعہ سے زیادہ مستحق ہے اور جس قدر لوگ بنی خزاعہ اور بنی بکر کے قصیّ بن کلاب اور اُس کے لشکر نے قتل کئے ہیں۔ اُن کے عوض بہا کے یہ دین دار نہیں ہیں اور نہ اُن کے قتل کی اُن سے باز پرس ہے اور جس قدر لوگ قریش اور بنی کنانہ اور قضاعہ میں سے بنی بکر اور بنی خزاعہ نے قتل کئے ہیں ان کا خون بہا ان کے ذمے واجب الادا ہے اور قصیّ بن کلاب کے واسطے خانہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت خالی کر دی جائے۔ اس کی بابت کسی کو اُن سے پرخاش نہ کرنی چاہیئے۔

قصی کا مکہ پر غلبہ

ابن اسحاق کہتے ہیں پس جب قصی بن کلاب بیت اللہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت پر مسلط ہوا اُس نے تمام اطراف سے اپنی قوم کو بلا کر مکہ میں آباد کیا اور اہلِ مکہ کو جن چیزوں کے کہ وہ مالک تھے ان کا مالک رکھا اور جو خدمتیں اُن کے سپرد تھیں اُن پر اُن کو قائم رہنے دیا۔ چنانچہ بنی صفوان وعدوان ونساۃ ومرہ بن عوف جس کار وخدمت پر تھیں تھے اسی پر قائم رہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ قصی بن کلاب ان لوگوں کے ان کی خدمتوں پر قائم رہنے کو دین ہی میں شامل سمجھتا تھا اور اس کے نزدیک ان لوگوں کا ان کی خدمات سے معزول کرنا جائز نہ تھا یہاں تک کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب امور کو نیست ونابود کر دیا۔
قصی بن کلاب بنی کعب بن لوئی میں سے پہلا شخص ہے جس کو حکومت نصیب ہوئی اور اس کی تمام قوم نے اُس کی اطاعت کی اور خانہ کعبہ کی کل خدمات مثل سقایت وحجابت ورفادت وندوت اور لواء وغیرہ اِس کے تصرف میں آئیں اور اس نے مکہ کی بلند جانب میں اپنی سکونت اختیار کی اور اپنی قوم کے واسطے مکہ کے چار حصے کر دیئے اور ہر قبیلہ کے واسطے اس میں سکونت اختیار کرنے کی اجازت دی۔
پھر لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ قریش اپنے گھروں میں حرم کے درخت قطع کرنے سے ڈرتے تھے۔ قصی نے جب یہ سُنا تو خود اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کا درخت کاٹ ڈالا۔ اور قریش نے بھی اس کی اس بات کو سُن کر مبارک سمجھا اور اس کی تقلید کرنے لگے۔ پھر تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ قریش کے اندر ہر ایک شادی وبیاہ کی تقریب اور کوئی قصہ قضیہ یا لڑائی جھگڑا اپنے یا بیگانوں سے ایسا نہ ہوتا تھا جو قصی بن کلاب کے بغیر مشورہ ہوتا ہو۔ اور جب کسی جنگ کا موقع ہوتا تو قصی بن کلاب اپنے ہاتھ سے اُن کو جھنڈا بنا کر دیتا تھا اور یہ بھی ایک قاعدہ تھا کہ قریش کی جب کوئی لڑکی بالغ ہوتی تو اس کو قصی بن کلاب کے مکان میں لا کر اُس کی پہلی اوڑھنی پھاڑ ڈالتے تھے اور نئی اوڑھنی پہنا کر اُس کے گھر لے جاتے تھے۔
خلاصہ یہ کہ قصی بن کلاب کے اقوال وافعال ان کی حیات میں اور ممات کے بعد اُن کی قوم کے اندر مثل قوانینِ مذہب کے جاری تھے اور نہایت خوشی کے ساتھ اُن کی پیروی کی جاتی تھی۔ قصی بن کلاب نے ایک عالی شان مکان اپنا دار الندوہ بنایا تھا اور اس کا دروازہ خانہ کعبہ کی طرف رکھا تھا۔ اسی مکان میں تمام قریش کے امور کا فیصلہ ہوتا تھا۔
ابن اسحاق کہتے تھے مجھ سے عبدالملک بن راشد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں

نے سائب بن جناب صاحب مقصورہ سے سُنا ہے بیان کرتے تھے کہ انھوں نے ایک شخص سے سُنا ہے جس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے جس زمانہ میں کہ آپ خلیفہ تھے کہ آپ نے قصیٰ بن کلاب کے کل حالات یعنے اس کا اپنی قوم کو جمع کرنا اور خزاعہ اور بنی بکر کو مکّہ اور خانہ کعبہ کی تولیت سے خارج کرنا بیان فرمایا اور حاضرین میں سے آپ کے اس بیان کا کسی نے رد یا انکار نہیں کیا۔

رُزاح کی اپنے وطن واپسی

ابن اسحاق کہتے ہیں جب قصیٰ بن کلاب ان کل امور سے فارغ ہو گیا تب اس کا ماں شریک بھائی رُزاح بن ربیعہ اپنی قوم کے ساتھ اپنے ملک کی طرف رخصت ہو گیا اور وہاں بہ فراغت زندگانی بسر کرنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد میں برکت عنایت فرمائی۔ چنانچہ قبیلہ بنی عذرہ اب انھی کی اولاد میں سے موجود ہے۔ اور جب رُزاح بن ربیعہ اپنے وطن میں آکر سکونت پذیر ہوا تو اس کے اور بنی نہد بن زید اور بنی حوتکہ بن اسلم کے درمیان میں جو بنی قضاعہ میں سے دو قبیلے تھے کچھ رنجش ہو گئی۔ رزاح بن ربیعہ نے ان دونوں قبیلوں کو ایسا خوف زدہ کیا اور دھمکایا کہ یہ دونوں قبیلے وہاں سے شہر بدر ہو کر یمن میں جا بسے۔ چنانچہ اب بھی وہ یمن میں موجود ہیں۔

قصیٰ کا جانشین

ابن اسحاق کہتے ہیں جب قصیٰ بن کلاب کا زمانہ پیرانہ سالی کا آیا اور اُن کے اعضاء کمزور ہو گئے تب انھوں نے اپنے فرزند عبدالدار سے کہا۔ اے میرے فرزند! میں تجھ کو قوم کا سردار کرتا ہوں۔ بغیر تیرے دروازہ کھولے کوئی شخص کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا اور تو ہی قریش سے کے واسطے ہر ایک جنگ کے لئے جھنڈا تیار کرے گا اور مکّہ کا ہر ایک شخص تیرے ہی پانی پلانے سے زمزم کا پانی پیئے گا اور حاجیوں میں سے ہر ایک شخص تیرا ہی کھانا کھائے گا اور قریش کوئی کام بغیر تیرے مشورہ کے نہ کریں گے ہر ایک فیصلہ تیرے ہی مکان میں ہُوا کرے گا۔ اور پھر قصیٰ بن کلاب نے بیت اللہ کی کل خدمتیں یعنی حجابت اور لواء اور سقایت اور رفادت سب اپنے اس فرزند عبدالدار کے سپرد کر دیں۔

(راوی کہتا ہے) رفادت کا یہ دستور تھا کہ قصیٰ بن کلاب نے کل قریش پر ایک رقم بطور سالانہ خراج کے مقرر کی تھی اور ایام حج میں اُس رقم کو وصول کر کے اُس سے کھانا پکا کر بے خرچ حاجیوں کو کھلایا جاتا تھا اور جب اس رسم کی قصیٰ بن کلاب نے ابتداء کی ہے اس وقت تمام قریش کو جمع کر کے کہا اے معشر قریش تم خدا کے پڑوسی اور اس کے اہلِ بیت اور اہلِ حرم ہو اور حاجی لوگ خدا کے مہمان ہیں اور اس کے مکان کی زیارت کرنے والے ہیں اور یہ مہمان اس بات کے

زیادہ حقدار ہیں کہ تم ان سے بخاطر و مدارات پیش آؤ۔ تم کو لازم ہے کہ ان کی ایام حج میں دعوت و مہمانی کرو۔ جب تک وہ تمہارے پاس سے رخصت نہ ہو جائیں۔ قریش نے اس حکم کو بسر و چشم قبول کیا اور ہر شخص اپنے اپنے گھر سے اس کارِ خیر کے واسطے اپنی حیثیت کے موافق لاکر جمع کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک رقمِ کثیر اکٹھی ہو جاتی تھی۔ پھر قصی بن کلاب کے انتظام سے اس کا کھانا پک کر اُن ایام میں جبکہ حاجی مِنیٰ میں مقیم ہوتے ہیں اُن کو تقسیم کیا جاتا تھا۔ پھر یہی رسم قصی بن کلاب کے بعد ظہورِ اسلام تک جاری رہی اور اسلام میں بھی یہ طریقہ قائم رہا۔ چنانچہ آج تک موجود ہے اور سلطان کی طرف سے جو ہر سال کھانا مساکین کو تقسیم کیا جاتا ہے یہ اُسی قدیم رسم کے موافق ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ واقعہ یعنی قصی بن کلاب کا اپنے فرزند عبدالدار سے یہ گفتگو کرنا مجھ سے حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہم نے بیان فرمایا ہے۔ کہتے ہیں جب یہ واقعہ مَیں نے آپ سے سُنا ہے آپ اس وقت اس کو بنی عبدالدار کے ایک شخص سے نقل فرما رہے تھے۔ اور اُس شخص کا نام نُبیہ بن وہب بن عامر بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی بن کلاب تھا اور حضرت حسن نے فرمایا کہ قصی بن کلاب نے اپنی حیات ہی میں اپنی قوم کے کل اختیارات جو اُن کے ہاتھ میں تھے انہوں نے اپنے فرزند عبدالدار کے سپرد کر دیئے تھے۔ اور قصی بن کلاب وہ شخص تھے کہ جو کام یہ کرتے تھے ان کی کوئی مخالفت نہ کرتا تھا اور نہ ان کا کوئی حکم رد کیا جاتا تھا۔

باب ۱۸

قصیّ کی وفات اور قریش کا اختلاف

بنی عبد مناف اور بنی عبدالدار کا اختلاف ابن اسحاق کہتے ہیں قصیّ بن کلاب کی وفات کے بعد ایک عرصہ تک ان کی اولاد میں بلا نزاع خانہ کعبہ کی کل خدمتیں رہیں اور مکہ کی جو زمینیں انہوں نے اپنی قوم میں تقسیم کی تھیں اُس پر وہ قابض و متصرف رہے اور اُن کی خرید و فروخت بھی کرتے تھے۔ پھر بنی عبد مناف میں سے ہاشم اور مطلب اور نوفل نے اس بات پر اتفاق کیا کہ بنی عبدالدار سے کل خدمتیں چھین لینی چاہئیں جو کہ قصیّ بن کلاب نے اپنے فرزند عبدالدار کے سپرد کی تھیں اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ ہم اپنے چچا زادوں یعنے بنی عبدالدار سے افضل اور اشرف ہیں۔ چنانچہ اسی وقت سے قریش میں تفرقہ پڑا۔ کچھ لوگ بنی عبد مناف کے ساتھ ہو کر ان کو اشرف اور بزرگ اور مستحق خدمات کہتے تھے۔ اور کچھ لوگ بنی عبدالدار کو اس خدمت کے واسطے مناسب سمجھتے تھے۔ کیونکہ قصیّ بن کلاب نے خود عبدالدار کو اس کام کے واسطے منتخب کیا تھا۔

دونوں قبیلوں کے سردار بنی عبد مناف میں اُس وقت سرگروہ عبدشمس بن عبد مناف تھا کیونکہ یہی شخص اُن میں زیادہ عمر رسیدہ تھا اور بنی عبدالدار کا سرگروہ عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار تھا اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیّ اور بنی زُہرہ بن کلاب اور بنی تیم بن مرہ بن کعب اور بنی حرث بن فہر بن مالک بن نضر بنی عبد مناف کے ساتھ تھے اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی عدی بن کعب بنی عبدالدار کے ساتھ تھے اور عامر بن لوئی اور محارب بن فہر فریقین میں سے کسی کے ساتھ نہ تھے۔ یہ دونوں سے جدا ہو گئے تھے۔

حلیفوں کے معاہدے بنی عبدالدار کے جس قدر ساتھی تھے انہوں نے اُن کی امداد اور اعانت پر قسم کھائی اور بنی عبد مناف کے جس قدر ساتھی تھے

انھوں نے ان کی یاری پر قسم کھائی اور عہد کیا کہ اپنے ساتھیوں کی مدد ترک نہ کریں گے۔ بنی عبد مناف نے ایک بڑا ظرف عطر سے بھر کر اپنے حامیوں کے سامنے پیش کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عبد مناف کی کسی عورت نے وہ ظرف بھیجا تھا۔

بہر حال وہ ظرف سب حامیوں اور مددگاروں کے سامنے لاکر مسجد الحرام میں کعبہ شریف کے پاس رکھا گیا اور سب نے اُس میں اپنے ہاتھ تر کر کے وہ خوشبو لگائی اور عہد کیا اور پھر اس عہد کی پختگی کے واسطے خانہ کعبہ پر ہاتھ رکھے اور اُس دن سے عداوت کی بُنیاد ان قبائل میں قائم ہو گئی اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو بُرا کہنے لگا۔ چنانچہ بنی عبد مناف بنی سہم کی عیب جوئی کرتے تھے اور بنی اسد بنی عبدالدار کو بُرا بھلا کہتے تھے۔

صلح کی شرائط

پھر جب یہ سب قبائل جنگ و جدال کے واسطے تیار ہو گئے تو یکایک اُن میں صُلح کی آواز پیدا ہوئی اور یہ بات قرار پائی کہ سقایت اور رفادت بنی عبدالدار بنی عبد مناف کو پھیر دیں اور حجابت اور لواء اور ندوہ بنی عبدالدار ہی میں بدستور قائم رہے۔ بنی عبدالدار نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور فریقین راضی ہو گئے۔ اور جن لوگوں نے امداد پر قسمیں کھائی تھیں وہ اپنی قسموں پر ثابت قدم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور حضرت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا:

مَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةً ۔

یعنی زمانۂ جاہلیت کی (اتفاق اور امداد پر) جو قسمیں تھیں اسلام نے ان کو مزید پختہ اور مضبوط کر دیا ہے۔

حلف الفضول

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحاق سے حلف فضول کی نسبت روایت کی ہے۔ کہا ہے کہ قریش کے سب قبائل عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ بن کعب بن لوئی کے مکان میں جمع ہوئے۔ کیونکہ ان کو وہ اپنے میں شریف اور بزرگ عمر رسیدہ سمجھتے تھے اور سب نے بالاتفاق اس بات پر قسم کھائی کہ شہر مکہ میں ہم جس مظلوم کو دیکھیں گے خواہ وہ مکہ کا باشندہ ہو یا مسافر ہو اُس کے ساتھ ہو کر ظالم سے اُس کا معاوضہ لیں گے اس قسم کا انھوں نے حلف فضول نام رکھا تھا۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے محمد بن مہاجر بن قنفذ تیمی نے بیان کیا ہے کہ انھوں نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف

زہری سے سُنا۔ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اس (حلف فضول کے) وقت عبداللہ بن جدعان کے مکان میں موجود تھا اور یہ عہد مجھ کو سُرخ اونٹوں سے زیادہ پیارا تھا۔ اور اگر اسلام میں بھی کوئی (ایسے عہد کی طرف) بلائے تو میں قبول کرنے کو موجود ہوں۔

نزاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ولید

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یزید بن عبداللہ بن اُسامہ بن الہاد لیثی نے بیان کیا ہے کہ اُن سے محمد بن ابراہیم بن حرث تیمی نے بیان کیا کہ حضرت جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے درمیان ذی مروہ کے اندر کچھ مالی تنازعہ تھا اور ولید اُن ایام میں اپنے چچا معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا اور اس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے حصہ میں سے کچھ کم کر لیا تھا۔ پس امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یا تو تُو مجھ کو میرا حصہ پورا پورا دیدے ورنہ میں اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں لوں گا اور مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر حلف فضول کو پکاروں گا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ولید کے پاس اُس وقت موجود تھے جبکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ کلام فرمایا۔ وہ بھی کہنے لگے کہ اگر انہوں نے حلف فضول کو پکارا تو میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑوں گا یہاں تک کہ یا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کا حصہ پورا لے گا اور یا ہم دونوں شہید ہوں گے۔

(راوی کہتا ہے) جب یہ خبر مسور بن مخرمہ کو پہنچی تو انہوں نے بھی یہی کلام کہا جو عبداللہ بن زبیر نے کہا تھا اور عبدالرحمٰن بن عثمان بن عبیداللہ تیمی نے بھی اس واقعہ کو سن کر یہی کہا۔ جب یہ سب خبریں ولید بن عتبہ نے سُنیں اور عام افروختگی کا اندیشہ کیا۔ اور اُسی وقت اُس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا پورا حصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کو اپنے سے خوشنود اور راضی کر لیا۔

محمد بن جبیر کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یزید بن عبداللہ بن اُسامہ بن الہاد لیثی نے محمد بن ابراہیم بن حرث تیمی سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف آئے اور عبدالملک بن مروان کے پاس تشریف لے گئے اور یہ اُس وقت کا ذکر ہے جبکہ عبداللہ بن زبیر رضی شہید ہو چکے تھے اور لوگوں نے عبدالملک پر اجماع کیا تھا۔

پس جب محمد بن جبیر عبدالملک کے پاس گئے تو عبدالملک نے ان سے کہا کہ اے ابا سعید

محمد بن جبیر کی کنیت ہے) کیا ہم اور تم یعنی بنی عبد شمس اور بنی عبد مناف اور بنی نوفل بن عبد مناف حلف فضول میں شریک نہ تھے۔ محمد بن جبیر نے کہا تم ہی زیادہ واقف ہو۔ بیان کرو کہ تھے یا نہ تھے ؟

عبدالملک نے کہا تم ہی بتلاؤ اے ابا سعید اور سچ سچ کہو۔ انہوں نے کہا حق تو یہ ہے کہ اے عبدالملک میں اور تو دونوں اُس قسم یعنی حلف فضول سے باہر نکل گئے۔ عبدالملک نے کہا بے شک سچ کہتے ہو حق یوں ہی ہے۔

ہاشم اور مطلب کی بیت اللہ کی خدمات

ابن اسحاق کہتے ہیں پس رفادت اور سقایت ہاشم بن عبد مناف کی تولیت میں آئی اور اس کا سبب یہ تھا کہ عبدالشمس اکثر سفر میں رہتے تھے اور مکہ میں ان کا قیام بہت کم ہوتا تھا اور زیادہ سفر کی ضرورت اُن کو اس سبب سے تھی کہ تنگ دست اور کثیر العیال تھے اور ان کے بھائی ہاشم ذی مقدرت تھے اُن کو چنداں ضرورت سفر کی نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ اُن کا یہ دستور تھا کہ جب حج کا موسم آتا تو یہ قریش میں اس طرح وعظ کہتے :

"اے معشر قریش! تم خدا کے پڑوسی اور اُس کے اہل بیت ہو اور تمہارے پاس ان ایام میں خدا کے زیارت کرنے والے اور اُس کے مکان کے حاجی آتے ہیں وہ خدا کے مہمان ہیں اور اسی سبب سے وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کا اکرام کیا جائے۔ پس تم کو لازم ہے کہ جو کچھ تم اُن کی مہمانی کے واسطے ان ایام میں کھانا وغیرہ مہیا کر سکتے ہو کرو۔ قسم ہے خدا کی اگر میرے پاس اس قدر مال ہوتا جو اُن کی دعوت و مہمانی کو کفایت کرتا تو میں ہرگز تم لوگوں کو اس کی تکلیف نہ دیتا"۔

قریش ان کے اس وعظ سے متاثر ہو کر ــــ ان میں سے ہر شخص اپنی مقدرت کے موافق لا کر ان کے پاس جمع کراتا اور یہ اُس مالِ فراہم شدہ کو حاجیوں کی مہمانی میں خرچ کرتے تھے۔

لوگوں کے قول کے موافق ہاشم ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قریش کے واسطے دو رحلتیں[1] مقرر کیں۔ ایک رحلۃ الشتاء اور ایک رحلۃ الصیف۔ اور انہوں ہی نے سب سے

---

[1] یعنی جاڑے اور گرمی کا سفر جس کا بیان سورۂ لِاِیلٰفِ قریش میں ہے۔ ۱۲

پہلے حاجیوں کو ثرید کھانا کھلایا ہے۔ ان کا اصل نام عمر تھا ہاشم ان کو اس سبب سے کہنے لگے کہ یہ مکہ میں اپنی قوم کو خوب روٹیاں کھلاتے تھے۔

ہاشم کا انتقال ابن اسحاق کہتے ہیں ہاشم کا انتقال مقام غزہ میں زمین شام کے اندر جبکہ یہ تجارت کے واسطے گئے ہوئے تھے واقع ہوا۔ اور ان کے بعد سقایت اور افادت مطلب بن عبد مناف کو تفویض ہوئی۔ یہ عبد الشمس اور ہاشم سے چھوٹے بھائی تھے۔ قریش ان کے جود و کرم کے سبب سے ان کو فیض کہتے تھے اور یہ ساری قوم میں شریف اور بزرگ مانے جاتے تھے۔ ہاشم نے مدینہ میں آکر سلمیٰ بنت عمرو سے شادی کی تھی۔ اور یہ عورت قبیلہ بنی النجار میں سے تھی اور ہاشم سے پہلے اس عورت کے خاوند کا نام احیحہ بن جلاج بن جرلش تھا۔

۱؎ شوربا میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر کھانا ثرید کہلاتا ہے اور عرب میں اس کا بہت رواج ہے۔ ۱۲

باب ۱۹

عبدالمطلب اور اُن کا زمانہ

ولادت ابن ہشام کہتے ہیں جریش کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ جریش بن جحمی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔ اور سلمیٰ کے ہاں اُحیحہ سے ایک لڑکا عمرو بن اُحیحہ نامی بھی پیدا ہوا تھا اور یہ عورت ایسی تھی کہ اپنے شرف اور بزرگی کے ناز پر کسی مرد کو خاطر میں نہ لاتی تھی اور جب کسی سے شادی کرتی تھی تو اس شرط پر کہ جب اس کو منظور ہو گا اس مرد سے علیحدگی اختیار کرے گی اور ہر کام میں خود مختار ہو گی۔ پھر ہاشم سے بھی اُس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اُس نے شیبہ[۱] رکھا اور ہاشم ایک عرصہ تک وہاں رہ کر بیوی اور بیٹے کو چھوڑ کر مکہ چلے آئے۔ اور پھر مقام غزہ زمین یمن میں ان کا وصال ہوا۔

شیبہ جب اپنی ماں سلمیٰ کے پاس ہوشیار ہوئے تو اُن کے چچا مطلب ان کے لینے کو مدینہ آئے۔ سلمیٰ نے اپنے فرزند کے بھیجنے سے انکار کیا۔ مطلب نے کہا جب تک تم میرے بھتیجے کو میرے ساتھ روانہ نہ کرو گی میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ ہم لوگ اپنی قوم میں نہایت عزت دار اور با آبرو ہیں اور اپنی قوم اور شہر کے کل انتظامات ہم ہی کو کرنے پڑتے ہیں۔ یہ ہمارا فرزند یہاں غیر قوم میں مسافر ان رہتا ہے۔ اس کا اپنی قوم میں رہنا اس کے واسطے بہتر و انسب ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں اس قبیل سے کیں اور پھر شیبہ سے کہا کہ تجھ کو میرے ساتھ چلنے میں کیا انکار ہے؟ شیبہ نے عرض کیا کہ میں ہر طرح سے آپ کا مطیع فرمان ہوں۔ مگر والدہ صاحبہ کی اجازت بھی ضرور میں مقدم سمجھتا ہوں۔ آخر سلمیٰ نے اپنے فرزند شیبہ کو مطلب کے ساتھ جانے کی اجازت دی اور مطلب اپنے ساتھ اُونٹ پر شیبہ کو سوار کر کے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جس وقت یہ مکہ میں

---

[۱] شیبہ اُن کا نام اس سبب سے رکھا تھا کہ اُن کے سر میں پیدائشی چند سفید بال تھے اور بالوں کی سفیدی کو عربی میں شیب کہتے ہیں۔ شیبہ کی کنیت ان کے بڑے بیٹے کے نام پر ابوالحرث تھی۔ ۱۲

داخل ہوئے اور لوگوں نے شیبہ کو ان کے پس پشت سوار دیکھا تو کہنے لگے کہ عبدالمطلب نے غلام خرید لیا ہے اور اُس کو اپنے ساتھ لائے ہیں۔

جب مطلب نے یہ گفتگو سُنی تو فرمایا تم کو خرابی ہو تم نہیں جانتے کہ یہ میرا بھتیجا شیبہ ہے اس کو مَیں اس کی ماں کے پاس سے لایا ہوں۔ یہ میرا غلام نہیں ہے۔ مگر اُس روز سے عام طور پر شیبہ کا نام عبدالمطلب ہی مشہور ہو گیا۔

عبدمناف کا اصل نام مغیرہ تھا اور ان کی اولاد میں سے پہلا وہ شخص جو سفر میں فوت ہوا ہاشم ہے جس نے مقام غزہ ملک شام میں انتقال کیا۔ پھر عبدالشمس مکہ میں راہی ملکِ بقا ہوا اور پھر مطلب نے مقام ردمان زمین یمن میں وصال پایا۔ پھر نوفل موضع سلمان زمین عراق میں عالم جاودانی کو رخصت ہوا۔

عبدالمطلب کی تولیت

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر مطلب کے بعد عبدالمطلب بن ہاشم سقایت اور افادت کے متولی ہوئے اور مثل اپنے بزرگان کے کل خدمات کو بوجوہ احسن انجام کو پہنچایا اور ساری قوم میں وہ عزت و شرف حاصل کیا جو ان کے بزرگان میں سے کسی کو حاصل نہ ہوا تھا۔ کل قوم اُن کی مطیع اور محب تھی اور ان کی تعظیم و تکریم اپنی سعادت سمجھتی تھی۔

زمزم کی کھدائی

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ قبیلۂ جرہم کے لوگ مکہ سے کوچ کرنے کے وقت چاہ زمزم کو مٹی سے پُر کر کے زمین سے برابر کر گئے تھے۔

پہلی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں عبدالمطلب کا یہ پہلا کام تھا کہ انہوں نے چاہ زمزم کو کھود کر نکالا جیسا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب مصری نے سند کے ساتھ حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے عبدالمطلب کہتے ہیں مَیں سوتا تھا کہ خواب میں مجھ سے ایک شخص نے کہا طیبہ کو کھودو۔ مَیں نے کہا طیبہ کیا چیز ہے؟ وہ شخص بغیر جواب دیئے چلا گیا۔ پھر دوسرے روز جب مَیں سویا پھر وہ شخص حاضر ہوا اور کہا مضنونہ کو کھود۔ مَیں نے کہا مضنونہ کیا ہے؟ وہ شخص پھر غائب ہو گیا۔ پھر اس کے دوسرے روز میرے خواب میں آیا اور کہا زمزم کو کھودو۔ مَیں نے کہا زمزم کیا ہے؟ اُس نے کہا بہت پانی نکلے گا اور تم کو زیادہ مشقت اُس کے کھودنے میں نہ ہو گی۔ وہ اس جگہ ہے جہاں لوگ قربانیاں کرتے ہیں اور وہاں چیونٹیوں کی ایک بستی ہے اور تم صبح کو ایک کوا وہاں چونچ سے زمین کریدتا ہوا دیکھو گے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اس غیبی شخص نے ان کو زمزم کا پورا پتہ اور نشان بتا دیا تو صبح ہوتے ہی یہ کدال (پھاوڑا) لے کر وہاں پہنچے اور اپنے فرزند حرث کو بھی ساتھ لیا۔ اس وقت سوا حرث کے اور کوئی لڑکا ان کے ہاں نہ ہوا تھا اور دونوں باپ بیٹوں نے کھودنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ قلیل عرصہ میں یہ تہہ تک پہنچ گئے۔ اور پانی کی آمد نمودار ہوئی۔

عبدالمطلب نے اس کو دیکھ کر تکبیر کہی جو قریش اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے سمجھا کہ عبدالمطلب اپنے مطلب پر کامیاب ہوئے۔ کہنے لگے اے عبدالمطلب یہ ہمارے باپ اسماعیل کا کنواں ہے اور اس میں ہمارا بھی حق ہے تم ہم کو اپنے ساتھ شریک کرو۔ عبدالمطلب نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ خاص میرے واسطے ہے تمہارا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے۔

قریش کا جھگڑا

قریش نے کہا جب تک تم ہم کو حصہ نہ دو گے ہم تم کو نہ چھوڑیں گے بلکہ تم سے جھگڑیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا اچھا تم کوئی ثالث مقرر کرو جو ہمارا اور تمہارا فیصلہ کر دے۔ انہوں نے کہا ہم فلاں کاہنہ عورت کو جو سرحد ملک شام میں رہتی ہے ثالث مقرر کرتے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا مجھ کو منظور ہے۔ اُس کے پاس چلو۔

فریقین کا سفر

چنانچہ عبدالمطلب اور قریش کے ہر قبیلہ میں سے ایک ایک دو دو آدمی سوار ہو کر اُس کاہنہ کی طرف روانہ ہوئے (راوی کہتا ہے) اُس کاہنہ کے راستہ میں جنگل اور پہاڑ اور غار بہت تھے اور راستہ نہایت مخدوش تھا۔ جب یہ قافلہ اُس جنگل میں پہنچا پانی اُن کے پاس ختم ہو گیا اور پیاس کے مارے اُن کی جان پر بن گئی۔ جن لوگوں کے پاس پانی تھا اُن سے مانگا۔ انہوں نے دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہا ہم تم کو پانی پلا کر پیاسے مریں یہ کیا عقلمندی ہے۔ عبدالمطلب نے جب قوم کی یہ حالت دیکھی۔ کہا اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا ہم تمہاری رائے کے مطیع ہیں۔ جو تم حکم کرو۔ عبدالمطلب نے فرمایا۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم سب کے سب اپنے اپنے واسطے ایک گڑھا کھودو۔ جہاں تک تم میں قوت ہے اس کو صرف کر دو۔ پھر جو شخص پیاس کے مارے مر جائے اُس کو اُس کے گڑھے میں دبا دو۔ یہاں تک کہ آخر میں ایک شخص رہ جائے گا جس کو کوئی دبانے والا نہ ہو گا۔

پس ایک شخص کی لاش کا ضائع ہونا سارے قافلہ کے ضائع ہونے سے بہتر ہے۔ سب نے کہا بہت بہتر۔ اور ہر ایک شخص اپنے واسطے قبر کھودنے میں مصروف ہوا۔ یہاں تک کہ جب اس کام سے بھی فارغ ہو گئے تب بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے۔ عبدالمطلب نے فرمایا اس طرح بیٹھے رہنا

تو خود اپنے ہاتھوں سے اپنی جان کو موت میں گھانا ہے۔ اِدھر اُدھر پھر کر دیکھو شاید کہیں سے اللہ تعالیٰ پانی پہنچا دے۔ اُٹھو کھڑے ہو سب لوگ کھڑے ہو گئے اور جو قریش ان کے ساتھ تھے وہ دیکھ رہے تھے کہ اب یہ کیا کرتے ہیں کہ اتنے میں عبدالمطلب اپنی اُونٹنی پر آ کر سوار ہوئے۔ اُونٹنی جس وقت کھڑی ہوئی اُس کے پاؤں کے نیچے سے ایک چشمہ نہایت شیریں اور عمدہ پانی کا ظاہر ہُوا۔ عبدالمطلب نے اس کو دیکھ کر تکبیر کہی۔ سب ساتھی بھی ان کے تکبیر کہنے لگے اور اُتر کر ان سب نے پانی پیا اور اپنی ساری مشکیں بھر لیں۔ پھر اور جو قریش کے قبائل ان کے ساتھ تھے جنہوں نے ان کو پانی نہ پلایا تھا اُن کو بھی انہوں نے بلا کر پانی پلایا اور ان کی مشکیں بھروا دیں۔ قریش کہنے لگے اے عبدالمطلب بس ہمارا تمہارا فیصلہ ہو گیا۔ قسم ہے خدا کی اب ہم تم سے زمزم کے متعلق ہرگز مخاصمت نہ کریں گے۔ بے شک جس خدا نے تم کو اس ویران جنگل میں یہ چشمہ عنایت کیا اُسی نے تم کو زمزم بھی عنایت کیا ہے۔ پس وہ تم ہی کو مبارک رہے اور پھر سب کے سب وہیں سے واپس چلے آئے اُس کاہنہ کے پاس نہ گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے زمزم کا واقعہ مجھ کو اسی طرح پہنچا ہے۔

دوسری روایت اور ایک اور شخص سے میں نے سُنا ہے کہ وہ اس طرح بیان کرتا تھا کہ جب عبدالمطلب کو خواب میں زمزم کے کھودنے کا حکم ہُوا تو انہوں نے قریش پر یہ حکم ظاہر کیا۔ قریش نے کہا کیا تم کو وہ مقام بتلایا گیا ہے جہاں زمزم ہے۔ عبدالمطلب نے کہا یہ تو نہیں بتلایا گیا۔ انہوں نے کہا پس تم پھر خواب میں انتظار کرو۔ یہ خواب تمہارا رحمانی ہے تو ضرور پھر تم کو اس کا حکم ہو گا اور وہ مقام بھی بتلایا جائے گا اور اگر شیطانی ہے تو اب دکھائی نہ دے گا۔ چنانچہ جب عبدالمطلب سوئے تو پھر اُن کو بشارت ہوئی۔ کہ اے عبدالمطلب تم زمزم کو کھودو۔ اُس کے کھودنے میں تم شرمندہ نہ ہو گے وہ تمہارے بزرگ باپ کی میراث ہے اور تم وہ پانی حاجیوں کو پلاؤ گے۔

عبدالمطلب نے اس ہاتفِ غیب سے کہا زمزم کا کون سا مقام ہے جہاں میں کھودوں؟ اُس نے کہا دونوں بُتوں کے درمیان میں جس جگہ چیونٹیوں کا بِل ہے اور کل اُس جگہ ایک کوا ٹھونگیں مارتا ہو گا۔ عبدالمطلب اس بشارت کے سُنتے ہی صبح کو کُدال کو لے کر اپنے فرزند حرث کے ساتھ اس مقام پر آئے دیکھا تو واقعی وہاں ایک کوا ٹھونگیں مار رہا تھا اور چیونٹیوں کا بل بھی تھا اور یہ جگہ اساف اور نائلہ دو بُتوں کے درمیان میں تھی جن کی قریش پرستش کیا کرتے تھے اور اُن کے آگے

سجدہ میں گرتے تھے۔ عبدالمطلب کے فرزند حرث نے کھدائی شروع کی۔ قریش مزاحم ہوئے اور کہا ہم تم کو اپنے دونوں بتوں کے درمیان میں کھودنے نہ دیں گے۔ یہاں ہم قربانیاں کرتے ہیں عبدالمطلب نے اپنے فرزند سے کہا تم کدال مجھ کو دو میں کھودتا ہوں۔ اور میں ہرگز ان کی تہدید و تخویف سے اپنے کام کو نہ روکوں گا۔ جیسا کہ مجھ کو عالمِ بالا سے حکم ہو چکا ہے۔

قریش نے جب عبدالمطلب کی یہ سرگرمی دیکھی تو خاموش ہو گئے اور جان لیا کہ یہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں گے۔ عبدالمطلب کو کھودتے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ پانی نمودار ہوا اور عبدالمطلب نے تکبیر کہی اور جان لیا کہ بے شک یہ بشارت میری سچی تھی اور سونے کے دو بُت اور بہت سی تلواریں اور زرہیں جو قبیلۂ جُرہم کے لوگ اس کنوئیں میں ڈال کر اس کو بند کر گئے تھے۔ یہ سب چیزیں عبدالمطلب کو دستیاب ہوئیں۔

جھگڑے کا فیصلہ

اب ان چیزوں کو دیکھ کر قریش کہنے لگے کہ اے عبدالمطلب اس میں ہمارا بھی حصّہ ہے۔ عبدالمطلب نے کہا ہرگز نہیں۔ تمہارا کچھ نہیں ہے مگر میں ایک انصاف کی بات کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دو پیالے میں کعبہ کی طرف سے رکھتا ہوں اور دو اپنی طرف سے اور دو تمہاری طرف سے۔ پھر ہم اُن پر قرعہ ڈالتے ہیں جس کا قرعہ نکل آئے یہ مال اُسی کا ہے۔ سب قریش اس پر راضی ہو گئے اور عبدالمطلب نے کعبہ کی طرف سے دو زرد پیالے اور اپنی طرف سے دو سیاہ پیالے اور قریش کی طرف سے دو سفید پیالے ہُبل بُت کے پاس رکھے۔ یہ بُت زمانۂ جاہلیت میں سب سے بڑا بُت سمجھا جاتا تھا اور خاص خانہ کعبہ کے اندر رہتا تھا اور اسی بُت کو ابوسفیان بن حرب نے جنگِ اُحد میں اس طرح پکارا تھا اُعلُ ھُبَل یعنی اے ہُبل اپنا دین غالب کر۔

غرضیکہ قرعہ ڈالنے والا قرعہ اندازی میں مصروف ہوا۔ اور عبدالمطلب ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔ پس سونے کی دونوں ہرنوں پر تو کعبہ کا قرعہ نکلا اور تلواروں اور زرہوں پر عبدالمطلب کا قرعہ برآمد ہوا۔ اور قریش کے واسطے کسی چیز پر قرعہ نہ نکلا اور عبدالمطلب نے وہ سونا کعبہ کے دروازے پر لگوا دیا۔ کہتے ہیں کعبہ پر سب سے پہلے یہی سونا لگا ہے۔ اور عبدالمطلب زمزم کا پانی تمام حاجیوں کو پلانے لگے۔

مکہ مکرمہ کے کنوئیں

ابن ہشام کہتے ہیں قریش نے زمزم کے نکلنے سے پہلے بہت سے کنوئیں کھود لئے تھے۔ چنانچہ ہم سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ عبدشمس بن عبدمناف نے مکہ کی بلند جانب میں بیضا کے قریب جہاں محمد بن یوسف کا مکان

ہے ایک کنواں طوی نامی کھودا تھا اور ہاشم بن عبد مناف نے بھی مستنذر خطم الخندمہ کے پاس شعب ابی طالب کے مُنہ پر ایک کنواں کھودا تھا اور کہتے ہیں کہ اس کنوئیں کو انہوں نے لوگوں کے واسطے عام کر دیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے بھی ایک کنواں سجلہ نامی کھودا تھا جس میں سے لوگ اب بھی پانی بھرتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کنواں مطعم بن عدی نے اسد بن ہاشم سے خریدا تھا اور بنی ہاشم یہ کہتے ہیں کہ اسد نے یہ کنواں مطعم کو بخش دیا تھا۔ کیونکہ جب زمزم نکل آیا تو پھر ان کو اور کنوؤں کی ضرورت نہ رہی تھی۔

ایک کنواں امیہ بن عبد شمس نے اپنے واسطے خفر نامی کھودا تھا۔ اور بنی اسد نے بھی ایک کنواں کھودا تھا جو بیر بنی اسد کہلاتا ہے اور بنی عبد الدار نے جو کنواں کھودا اُس کا نام اُم جراد ہے اور بنو جمع کے کنوئیں کو سنبلہ کہتے ہیں اور یہی خلف بن وہب کا کنواں ہے اور بنی سہم نے اپنے کنوئیں کا غمر نام رکھا جس کو بیر بنی سہم کہتے ہیں۔

اور بہت سے پرانے کنوئیں ٹوٹے پھوٹے مکہ کے باہر بھی پڑے ہوئے تھے۔ مُرّہ بن کعب اور کلاب بن مُرّہ سے پہلے زمانہ کے جن میں سے قریش کے پہلے بزرگان پانی پیا کرتے تھے۔ چنانچہ منجملہ اُن کے ایک کنواں زمزم تھا اس کو مُرّہ بن کعب بن لوئی نے بنایا تھا اور ایک کنواں بنی کلاب بن مُرّہ کا غم غم نامی تھا۔

سب کنوؤں پر زمزم کی فضیلت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب سے زمزم برآمد ہوا سب کنوئیں اس کے آگے گرد ہو گئے۔ جن سے پہلے حاجی لوگ پانی پیتے تھے۔ سب اسی کی طرف رجوع ہوئے۔ کیونکہ یہ مسجد الحرام کے اندر واقع ہے اور سب کنوؤں پر اس کی فضیلت ظاہر ہے۔ کیونکہ یہ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام کا کنواں ہے اور اس کنوئیں کے دستیاب ہونے سے بنی عبد مناف تمام قریش پر فخر کرنے لگے۔

باب ۲۰

عبدالمطلب کی نذر

فرزند کی نذر

ابن اسحاق کہتے ہیں لوگوں کا بیان ہے کہ عبدالمطلب سے جب قریش نے زمزم کے متعلق جھگڑا کیا ہے تو انہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے ہاں دس لڑکے ہوئے اور وہ جوان بھی ہوئے تو میں اُن سے ایک کو خاص اللہ کے واسطے کعبہ کے پاس ذبح کروں گا۔ چنانچہ جب اُن کے ہاں دس بیٹے پیدا ہو کر جوان ہوئے تو انہوں نے اپنی نذر کا ان سے ذکر کیا اور یہ بھی جان لیا کہ یہ لڑکے ان کو منع کریں گے۔ مگر اُن سب نے اطاعت ظاہر کی اور کہا ہم موجود ہیں جس طرح آپ چاہیں کریں۔ انہوں نے کہا تم سب کو لازم ہے کہ ایک ایک تیر قرعہ کا لے لو اور اس میں اپنا اپنا نام لکھ دو۔ پھر میرے پاس لے آؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ عبدالمطلب ان کو لے کر کعبہ کے اندر ہُبل کے پاس آئے۔ ہُبل کعبہ کے اندر اُس تہ خانہ پر رکھا ہُوا تھا جس میں کعبہ کی نذر نیاز ڈالی جاتی تھی۔ اور ہُبل کے پاس سات تیر رکھے تھے جن میں سے ایک خون بہا کے متعلق تھا کہ اس کو کون اپنے ذمہ میں لے۔

تیروں کا دستور

عرب میں جب اس قسم کا تنازعہ ہوتا تو اِن قُرعوں کو ڈال کر دیکھتے جس کے نام پر وہ خوں بہا والا قرعہ نکلتا اُسی کے ذمہ میں خوں بہا کیا جاتا اور ایک تیر پر نعم لکھا تھا۔ یعنی یہ کام اچھا ہے اس کو کرو اور ایک پر لا لکھا تھا یعنی نہ کرو جب کسی کام میں متردد ہوتے تو قرعہ ڈالتے۔ اگر نعم کا قرعہ نکلتا اس کو کرتے اور اگر لا کا قرعہ نکلتا اُس کو نہ کرتے اور ایک تیر پر مِنکُمْ اور ایک پر مُلصَقٌ اور ایک پر مِنْ غَیرِکُمْ لکھا تھا یعنی جب کسی شخص کے نسب میں شک ہوتا اور اس بات کے معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی کہ یہ شخص ہمارے قبیلہ سے ہے یا نہیں؟ تو ان قُرعوں سے معلوم کرتے اگر مِنکُمْ کا قرعہ نکلتا تو سمجھتے کہ یہ ہمارے قبیلہ کا ہے اور نہ اگر مِنْ غَیرِکُمْ کا قرعہ نکلتا تو سمجھتے کہ ہم میں سے نہیں ہے اور اگر مُلصَق کا قرعہ نکلتا تو

اُس کو اسی حالت پر رہنے دیتے اور اپنے نسب میں شریک نہ کرتے اور نکاح یا منگنی وغیرہ کے واسطے بھی قرعہ ڈالتے تھے۔ جیسا قرعہ نکلتا اُس کے موافق عمل کرتے اور اس قرعہ اندازی کا یہ طریقہ تھا کہ جو شخص حاجت مند ہوتا وہ سَو درہم اور اونٹ لاکر اُس قرعہ انداز کو جو ہُبل کا خادمِ خاص تھا کی نذر کرتا اور اس شخص کو جس کے متعلق دریافت کرنا ہوتا تھا بُت کے آگے کرکے سب بعجز و نیاز مندی عرض کرتے تھے کہ اے ہمارے معبود! یہ فلاں بن فلاں حاضر ہے اور ہم نے اس کے ساتھ ایسا ارادہ کیا ہے۔ تو حق کو ظاہر کر دے۔ پھر قرعہ انداز سے کہتے کہ قرعہ ڈال۔ وہ قرعہ ڈالتا اور جیسا قرعہ نکلتا اس کے موافق عمل کرتے۔

چنانچہ عبدالمطلب بھی اپنے سب فرزندوں کو لے کر ہُبل کے سامنے حاضر ہوئے اور قرعہ انداز سے کہا۔ میرے ان فرزندوں کے لئے قرعہ ڈالو اور اپنی نذر کا حال بھی اس سے بیان کیا اور عبدالمطلب کے فرزندوں میں حضرت عبداللہ سب سے چھوٹے تھے اور یہ عبداللہ اور زبیر اور ابو طالب فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے بطن سے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عائذ بن عمران بن مخزوم ہے۔

عبداللہ کا نام نکلنا

ابن اسحاق کہتے ہیں لوگوں کے قول کے موافق عبداللہ سے عبدالمطلب کو اپنے سب فرزندوں سے زیادہ محبت تھی۔ اور جس وقت قرعہ انداز قرعہ اندازی میں مشغول ہوا۔ عبدالمطلب ہُبل کے پاس دُعا میں مصروف ہوئے۔ پس قدرتِ خداوندی سے قرعہ حضرت عبداللہ ہی کے نام پر نکلا۔ عبدالمطلب اپنے ہاتھ میں چھری لے کر عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اساف اور نائلہ دونوں بتوں کے پاس ذبح کرنے کے واسطے لائے۔ قریش چاروں طرف سے ان کے پاس آکر جمع ہوئے اور کہا اے عبدالمطلب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ کہا میں اس کو ذبح کرتا ہوں۔ قریش نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر تم ایسا فعل ایجاد کرو گے تو اور لوگ بھی اپنے بیٹوں کو لاکر ذبح کیا کریں گے۔ پھر نوع انسان کی بقاء دشوار ہو گی اور مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ نے کہا اور عبداللہ ان کے بھانجے تھے۔ قسم ہے خدا کی اے عبدالمطلب تم ہرگز اس کو ذبح نہیں کر سکتے اور اگر اس کا فدیہ ہمارے مالوں سے لینا ممکن ہو تو ہم دینے کو موجود ہیں۔

کاہنہ سے سوال

اور قریش اور عبدالمطلب کے فرزندوں نے کہا کہ تم ہرگز عبداللہ کو ذبح نہ کرو۔ بلکہ تم مدینہ میں جا کر فلاں کاہنہ عورت سے اس مسئلے کو دریافت کرو۔

اور جو کچھ وہ جواب دے اُس کے موافق عمل کرو۔ اگر وہ کہے کہ اپنے فرزند کو ذبح کر دو تو شوق سے ذبح کرو اور اگر وہ کہے کہ ذبح نہ کرو تو مت ذبح کرو۔

چنانچہ عبدالمطلب اور چند لوگ اُن کے ساتھ سوار ہو کر مدینہ میں آئے۔ یہاں معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے۔ تب یہ لوگ خیبر میں اس کے پاس گئے۔ اُس نے کہا مجھ کو آج تو مہلت دو۔ کل میرا مؤکل میرے پاس آئے گا میں اس سے دریافت کر کے تم کو جواب دوں گی۔ چنانچہ دوسرے روز اُس نے اِن لوگوں سے کہا کہ مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ تم لوگ دس اونٹ اور عبداللہ کو لے کر ہبل کے پاس جاؤ اور ان دونوں چیزوں کو قرعہ ڈالو۔ اگر قرعہ اونٹوں پر نکلے تو ان کو ذبح کرو اور عبداللہ کی جان بخشی کرو۔ اور اگر عبداللہ پر نکلے تو دس اونٹ اور بڑھا دو اور اسی طرح کرتے جاؤ یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلے۔ پس جان لینا کہ اب ہمارا پروردگار اس فدیہ سے راضی ہو گیا۔ یہ لوگ کاہنہ کے اس فتویٰ کو سن کر مکہ میں آئے اور دس اونٹ معہ عبداللہ کے لے کر ہبل کے پاس پہنچے اور قرعہ ڈالا اور وہ قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ دس اونٹ انہوں نے اور بڑھائے اب بیس اونٹ ہو گئے۔ پھر قرعہ ڈالا وہ قرعہ بھی عبداللہ کے نام نکلا۔ دس اونٹ انہوں نے اور بڑھائے۔ یہاں تک کہ اسی طرح سے سَو اونٹوں پر نوبت پہنچی۔ پھر جو انہوں نے قرعہ ڈالا تو وہ اونٹوں کے نام نکلا۔ سب لوگ خوش ہوئے اور کہا اب ہمارا پروردگار اس مقدار فدیہ سے راضی ہو گیا۔ عبدالمطلب نے کہا میں ہنوز متردد ہوں میری ابھی تشفی نہیں ہوئی ہے پھر قرعہ ڈالو۔ پھر قرعہ ڈالا تب بھی اونٹوں کے نام نکلا۔ غرض کہ تین بار ایسا ہی کیا گیا اور ہر بار قرعہ میں اونٹ برآمد ہوئے۔ تب ان کو ذبح کر کے چھوڑ دیا گیا جس کا جی چاہے اُن کا گوشت لے جائے۔ ابن ہشام کہتے ہیں انسان یا درندہ کسی کو اُن کے گوشت کھانے کی ممانعت نہیں تھی۔

عورت کی پیش کش

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر عبدالمطلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا رہے تھے کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر میں سے ایک عورت جو ورقہ بن نوفل کی بہن تھی، کعبہ کے پاس بیٹھی تھی اُس نے حضرت عبداللہ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر ان سے کہا کہ اے عبداللہ کہاں جاتے ہو؟ فرمایا اپنے والد کے ساتھ جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا جس قدر اونٹ تمہاری طرف سے ذبح کئے گئے ہیں اسی قدر میں تمہاری نذر کرتی ہوں مجھ سے شادی کر لو۔ عبداللہ نے فرمایا میں اپنے والد کا مطیع فرمان ہوں اُن کی منشاء کے خلاف نہیں کر سکتا۔

حضرت آمنہ سے شادی

عبدالمطلب عبداللہ کو لے کر وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کے پاس آئے اور یہ وہب اُن دنوں میں بنی زہرہ کے سردار اور نسب و شرف میں بڑے بزرگ مانے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی جگر پارہ حضرت آمنہ کی شادی حضرت عبداللہ سے کر دی اور قریش کی سب عورتوں میں حضرت آمنہ خاتون نسب اور فضیلت میں افضل تھیں۔ والدہ اُن کی برہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن کلاب تھیں اور برہ کی والدہ یعنی حضرت آمنہ کی نانی اُم حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب تھیں۔ اور ام حبیب کی والدہ برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر تھیں۔

بقول لوگوں کے جب حضرت عبداللہ حضرت آمنہ خاتون سے منعقد ہوئے اور اُن کو اپنے گھر میں لاکر اُن سے ہم خلوت ہوئے۔ حضرت آمنہ خاتون کو حضور پرنور سرور دو عالم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حمل مبارک ہوا۔ اور حضرت عبداللہ پھر اُس عورت کے پاس تشریف لائے جس نے آپ سے شادی کرنے کو کہا تھا وہ عورت خاموش بیٹھی رہی۔ اور آج اُس نے کچھ نہ کہا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ تو آج مجھ سے وہ باتیں نہیں کہتی جو کل کہتی تھی اُس نے کہا کل جو نور کرامت ظہور تمہاری پیشانی میں جلوہ گر تھا آج نہیں ہے۔ لہٰذا اب میری آپ سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس عورت نے اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گئے تھے اور آسمانی کتابوں کی تلاوت کیا کرتے تھے سُنا تھا کہ اس اُمت میں ایک نبی ہونیوالا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے میرے والد اسحاق بن یسار نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ کی ایک اور بیوی بھی حضرت آمنہ کے ساتھ تھیں، ایک روز حضرت عبداللہ مٹی کا کچھ کام کر کے آئے تھے اور کچھ مٹی آپ کے جسم پر لگی ہوئی تھی۔ پس آپ نے اُس بیوی کو اپنے پاس بلایا۔ اس نے مٹی کو دیکھ کر آنے میں دیر کی۔ حضرت عبداللہ وہاں سے نکل کر غسل کرنے چلے گئے اور نہا دھو کر جب آئے تو اُس عورت نے آپ کو بلایا۔ آپ نے اس کے پاس جانے سے انکار کیا اور حضرت آمنہ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت آمنہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل ہوا۔ پھر حضرت عبداللہ اس عورت کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے قربت کو کہا۔ اس نے انکار کیا اور کہا اُس وقت جو تم میرے پاس آئے تھے تو میں نے تمہاری پیشانی میں ایک نورانی ٹیکا دیکھا تھا مگر اُس وقت تم میرے پاس نہ آئے اور آمنہ کے پاس چلے گئے وہ نعمت آمنہ خاتون کو حاصل ہوئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں لوگوں کا بیان ہے کہ وہ عورت بیان کرتی تھی کہ جب عبداللہ میرے پاس آئے ہیں تو اُن کی پیشانی میں ایک نورانی ٹیکا میں نے ایسا دیکھا تھا جیسے گھوڑے کی پیشانی میں سفید بالوں کا ہوتا ہے اُسی کی امید سے میں نے عبداللہ کو بلایا تھا کہ شاید وہ نور مجھ کو حاصل ہو جائے مگر آمنہ اس کو لے گئیں۔

چنانچہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ماں اور باپ دونوں کی طرف سے نسب میں اشرف اور افضل تھے۔ واللہ اعلم لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت آمنہ خاتون حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو آپ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس خواب میں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا اے آمنہ تم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جو سردارِ عالم ہیں۔ جب وہ زمین پر قدم رنجہ فرمائیں۔ پس تم یہ الفاظ کہنا۔

اُعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ

یعنے میں اس مولودِ مسعود کو ذاتِ واحد کی پناہ میں دیتی ہوں تاکہ ہر حاسد کے شر سے محفوظ رہے"

اور ان کا نام محمّد رکھنا۔ حضرت آمنہ خاتون نے ایامِ حمل میں دیکھا کہ اُن کے اندر سے ایک نور نکلا جس کی روشنی میں ان کو شام اور بصرہ کے محل دکھائی دیئے۔ پھر حضرت آمنہ کے حمل ہی کی حالت میں حضرت عبداللہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کو سفرِ شام کا اتفاق ہوا اور اُسی سفر میں حضورؐ کی ولادت باسعادت سے پہلے وفات پائی۔

باب ۲۱

ولادت باسعادت حضرت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ ولادت محمد بن اسحاق مطلبی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز بارہویں ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ جس سال کہ اصحاب فیل نے مکّہ پر لشکرکشی کی تھی۔

ابن اسحاق یہ بھی کہتے ہیں کہ مجھ سے مطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے اپنے باپ عبداللہ سے اُس نے اپنے باپ قیس بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم عام فیل میں پیدا ہوئے ہیں۔ پس ہم دونوں ایک سال کی پیدائش ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور مجھ کو سند کے ساتھ حسانؓ بن ثابت سے روایت پہنچی کہتے ہیں۔ میں سات یا آٹھ سال کا بچہ تھا ایسا کہ جو کچھ میں سُنتا مجھ کو یاد رہتا تھا۔ پس میں نے سُنا کہ ایک یہودی مدینہ کے ایک بلند ٹیلے پر چڑھا ہوا غل مچا رہا ہے یا معشر یہود یا معشر یہود یہاں تک کہ جب یہودی اُس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا خرابی ہو تجھ کو۔ کیا ہوا کیوں چیختا ہے؟ اُس نے کہا آج کی رات وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کے طلوع کے ساتھ احمدؐ کی ولادت واقع ہونے والی تھی۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں میں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ثابت سے پوچھا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے ہیں تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی؟ کہا ساٹھ برس اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اس وقت ترپن سال تھی۔ پس اس حساب سے حسانؓ بن ثابت کی عمر آپؐ کی ولادت شریف کے وقت سات برس کی تھی۔

عبدالمطلب کی دُعا ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپؐ کی والدہ ماجدہ نے عبدالمطلب کے پاس خبر بھیجی کہ تمہارے ہاں پوتا ہوا ہے آکر اُس کے دیدار سے اپنی آنکھیں روشن کرو۔ چنانچہ عبدالمطلب آئے اور انہوں نے دیکھا تو

خوش ہوئے اور حضرت آمنہ نے ایام حمل میں جو واقعات دیکھے تھے اور نام رکھنے کے متعلق جو حکم ان کو ہوا تھا بیان کیا۔ عبدالمطلب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر خانہ کعبہ میں آئے اور جناب باری میں دعا کی اور اس نعمت کا شکریہ ادا کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ شریفہ کو عنایت کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دودھ پلانے والیوں کی جستجو کی۔

رضاعت

ابن ہشام کہتے ہیں المراضع حالانکہ قرآن شریف میں موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں وارد ہے وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پس بنی سعد بن بکر میں سے ایک عورت حلیمہ سعدیہ نامی اس مبارک خدمت پر مقرر ہوئی۔ حلیمہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ حلیمہ بنت ابی ذویب عبداللہ بن حرث بن شجنہ بن جابر بن رزام بن ناصرہ بن نصیبہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان ہے۔ اور حلیمہ کے خاوند جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی باپ ہیں ان کا نام حرث ہے اور سلسلۂ نسب ان کا اس طرح ہے۔ حرث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ بن ملان بن ناصرہ بن نصیبہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے ہلال بن ناصرہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بہن بھائی

ابن اسحاق کہتے ہیں اور حضور کی رضاعی بہن بھائی یہ ہیں۔ عبداللہ بن حرث، انیسہ بنت حرث اور خذامہ بنت حرث اس کا نام شیمہ ہے اور اسی نام سے یہ اپنی قوم میں پکاری جاتی تھی۔ یہ سب اولاد میں آنحضرت کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ کی تھیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیما بھی اپنی والدہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرتی تھیں کیونکہ حضور انہی کے ہاں رہتے تھے۔

حلیمہ کا بیان

ابن اسحاق سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہ اپنے شہر سے ایک چھوٹا سا بچہ لے کر جس کو وہ دودھ پلاتی تھیں اپنے خاوند کے ساتھ بنی سعد کی چند عورتوں کے ہمراہ اس تلاش میں نکلی تھیں کہ کہیں سے کوئی بچہ دودھ پلانے کے واسطے حاصل ہو اور وہ سال خشک سالی کا تھا سب لوگ باران رحمت کے منتظر تھے۔ حلیمہ کہتی ہیں میں اپنی مادہ خر پر سوار ہوئی۔ وہ بھی بھوک پیاس سے اس قدر کمزور تھی کہ ایک قدم راہ طے نہ کر سکتی تھی۔ اور میرے پستانوں میں دودھ بھی بالکل خشک ہو گیا تھا کہ میرا بچہ بھوک کے مارے سونے نہ دیتا تھا۔ اور ہمارے ساتھ جو دودھ دینے والا جانور تھا اس کے بھی دودھ نہ رہا تھا کہ اس کا دودھ ہی بچہ

کو پلاتی۔ غرضیکہ بہ ہزار خرابی مکہ میں پہنچی اور میرے ساتھ کی جس قدر عورتیں تھیں وہ سب مجھ سے پہلے ہی جا کر بچوں کو لے آئیں۔ مگر حضور رسولِ خدا کو کسی عورت نے قبول نہ کیا۔ کیونکہ اُن کو معلوم ہُوا تھا کہ آپ یتیم ہیں اور یتیم کے سبب سے کچھ یافت کی امید نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ بچّہ کا باپ مُرضعہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ ماں یاد ادا زیادہ بہتر سلوک نہیں کرتے۔ اسی سبب سے کسی عورت نے حضورؐ کو اپنی رضاعت میں نہیں لیا تھا۔ حلیمہ کہتی ہیں مَیں بھی اسی خیال سے حضورؐ کو چھوڑ آئی تھی مگر رات کو مَیں نے اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے صبح کو ہمارا قافلہ جانے والا ہے اور میرے ہاتھ کوئی بچہ نہیں آیا صرف ایک وہ یتیم بچہ باقی ہے تم کہو تو میں اسی کو لے آؤں تا کہ بغیر بچہ کے نہ رہوں جس کے سبب سے مجھ کو اپنے ہمراہیوں میں ایک قسم کی شرمندگی ہے۔ میرے خاوند نے کہا ضرور جاؤ اور اُس دُرِّ یتیم کو لے آؤ۔ مجھ کو اُمید ہے کہ اُس کے ضرور قدوم میمنت لزوم سے ہمارے گھر میں روشنی اور برکات ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ اقدس کی برکات

حلیمہ کہتی ہیں اُسی وقت مَیں گئی اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر آئی۔ جس وقت مَیں نے آپ کو اپنی گود میں لٹایا ہے اُسی وقت میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ اور آپ کا بھائی بھی آپؐ کی برکت سے ہی شکم سیر ہُوا اور دونوں نے بعافیت تمام آرام فرمایا اور ہمارا جو دودھ دینے والا جانور تھا اُس نے بھی اس قدر دودھ دیا کہ ہم دونوں میاں بیوی نے خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا اور خیر و عافیت کے ساتھ ہم نے رات گزاری۔

صبح کو جب مَیں چلنے کے واسطے اپنی مادۂ خر پر سوار ہُوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مَیں نے اپنی گود میں لیا تو اس مادۂ خر کو اس قدر تیز رو پایا کہ تمام قافلہ سے آگے آگے جاتی تھی۔ میری ہمراہی عورتیں یہ حالت دیکھ کر کہنے لگیں اے حلیمہ! کیا یہ تیری وہ مادۂ خر نہیں۔ ہے جو پہلے تھی۔ مَیں نے کہا وہی ہے۔ وہ کہنے لگیں اب تو یہ بہت تیز ہو گئی۔

حلیمہ کہتی ہیں غرضیکہ اسی برکت اور فرحت کے ساتھ ہم اپنے وطن پہنچے اور باوجود خشک سالی کہ جنگل میں ایک گھاس کا پتہ نہ تھا حضورؐ کی برکتِ قدم سے ہماری بکریاں جنگل سے پیٹ بھر کے آتی تھیں اور خوب دودھ دیتی تھیں۔ حالانکہ اور ہماری ساری قوم کی بکریاں بھُوکی جنگل سے آتیں اور ایک قطرہ دودھ کا نہ دیتی تھیں۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم بھی اپنی

بکریاں وہیں کیوں نہیں چراتے جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ مگر پھر بھی اُن کی بکریاں بھوکی اور میری پیٹ بھری آتیں۔ غرضیکہ ہم نے اسی طرح کی برکتیں خدا کی طرف سے بہت سی مشاہدہ کیں۔ یہاں تک کہ دو سال پورے ہوئے اور حضورؐ کا دودھ بڑھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نشوونما ایسا تھا کہ کوئی بچہ آپ کی برابری نہ کر سکتا تھا۔ جب آپؐ دو سال کے ہوتے ہیں تو ایک ہوشیار لڑکے کے جیسے تھے۔

حضرت حلیمہ کی خواہش حلیمہ کہتی ہیں میں حضورؐ کو لے کر آپؐ کی والدہ شریفہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کو دیکھ کر مجھ کو یہی عرض تھی کہ آپ میرے ہی پاس رہیں۔ چنانچہ اسی واسطے میں نے آپؐ کی والدہ سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے فرزند کو میرے ہی پاس رہنے کی اجازت دیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ مجھ کو مکہ کی آب وہوا سے ان کے واسطے اندیشہ ہے۔ جب یہ خوب اُستوار ہو جائیں گے اُس وقت اندیشہ نہ رہے گا۔ اور میں نے اس قدر بضد ہو کر اُن سے یہ سوال کیا کہ آخر انھوں نے اجازت دیدی اور میں حضورؐ کو اپنے ساتھ لے آئی۔

شقِ صدر کا واقعہ پس قسم ہے خدا کی مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لائے ہوئے چند ہی ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ ایک روز آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے گھر کے پیچھے بکریوں کے چرانے میں مشغول تھے کہ آپؐ کا بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے بھائی یعنی حضورؐ کو دو آدمی سفید کپڑے والے لے گئے ہیں اور ان کو لٹا کر اُن کا سینہ چاک کر دیا ہے۔

حلیمہ کہتی ہیں یہ خبر سُن کر میں اور میرے خاوند ہم دونوں دوڑتے ہوئے گئے اور وہاں جا کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے پایا اور چہرہ پر آپؐ کے آثارِ خوف پائے جاتے تھے میں نے پوچھا اے فرزند کیا ہوا؟ اور میں نے آپ کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور آپؐ کے باپ نے بھی آپؐ کو اپنے سینہ سے لگایا۔ آپؐ نے فرمایا دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آئے اور مجھ کو لِٹا کر انھوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اس میں کچھ ڈھونڈنے لگے۔ مجھ کو نہیں معلوم کہ میرے سینہ میں وہ کیا ڈھونڈتے تھے۔

حلیمہ کہتی ہیں پس میں آپ کو مکان میں لائی اور میرے خاوند نے مجھ سے کہا اے حلیمہ! اس بچے کو اس کے گھر پہنچا دینا مناسب ہے۔ کیونکہ اس کے یہاں رہنے سے ہم کو اندیشہ ہے کہ کسی

قسم کی خرابی اس کو نہ پہنچے ورنہ ہم کو جوابدہی کرنی ہو گی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ واپسی

حلیمہ کہتی ہیں۔ پس حضورؐ کو لے کر آپ کی والدہ شریفہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے فرمایا اے حلیمہ تم کیسے آئیں ؟ حالانکہ تم اس بچہ کو اپنے پاس رکھنے پر حریص کرتی تھیں۔ میں نے کہا ہاں یہ تو سچ ہے مگر میں اب اپنا حق ادا کر چکی اور زمانہ کے حوادث سے اندیشناک ہو کر اس فرزند کو یہاں لائی ہوں۔ چنانچہ بصحت و سلامت آپ کی امانت آپ کو پہنچا دی جیسا کہ آپ چاہتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا سچ سچ کہو کیا معاملہ ہے ؟ کہ تم اس بچے کو واپس لے آئیں۔ اور اس قدر بضد ہوئیں کہ آخر مجھ کو سارا واقعہ بیان کرنا پڑا۔ جب میں بیان کر چکی تو فرمایا کہ کیا تم کو اس بچہ پر شیطان کا خوف ہوا۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا یہ خوف تمہارا لاحاصل ہے۔ قسم ہے خدا کی! اس بچہ پر شیطان کا کچھ اختیار نہیں ہے اور یہ میرا فرزند شان والا ہے۔ میں تم سے وہ حالات بیان کرتی ہوں جو اس کے حمل میں مجھ کو درپیش ہوئے۔ میں نے عرض کیا فرمایئے۔ فرمانے لگیں کہ جب مجھ کو اس فرزند کا حمل ہوا ہے تو میرے اندر سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں مجھ کو شہر بصریٰ کے محل دکھائی دیئے اور یہ حمل نہایت خفیف اور ہلکا تھا اور کوئی مشقت مجھ کو نہ معلوم ہوتی تھی اور جس وقت یہ فرزند پیدا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھ زمین پر رکھے اور آسمان کی طرف سر بلند کیا۔ اے حلیمہ! اس کو یہاں چھوڑ دو اور تم بخوشی اپنے وطن کو جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

ابن اسحاق سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ چند صحابہ نے حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کچھ اپنا حال آپ ہم سے بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا میں بیان کرتا ہوں (سنو!) میں اپنے پدر بزرگوار حضرت ابراہیمؑ کی دعوت اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اور جب میری والدہ کو میرا حمل ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ اُن کے اندر سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں اُن کو ملک شام کے محل نظر آئے اور قبیلہ بنی سعد بن بکر کی ایک عورت کو مجھے دودھ پلانے کے واسطے سپرد کیا۔ پس ایک روز کا ذکر ہے کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ اپنے گھروں کی پشت پر بکریاں چرا رہا تھا کہ یکایک دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا لے کر آئے اور مجھ کو پکڑ کر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور میرے دل کو نکال کر شگاف دیا اور اس میں سے ایک سیاہ ٹکڑا نکال کر پھینک دیا۔ پھر میرے سینے اور دل کو اس برف سے دھویا۔ یہاں تک کہ خوب پاک کر دیا۔ پھر اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کی اُمت کے دس آدمیوں کے ساتھ ان کو وزن کرو۔ چنانچہ اُن کے ساتھ

محمد کو وزن کیا میں اُن پر غالب ہُوا۔ پھر کہا کہ سَو آدمیوں کے ساتھ ان کو وزن کرو۔ پس اُن پر بھی میں غالب ہُوا۔ پھر کہا ہزار آدمیوں کے ساتھ ان کو وزن کرو۔ پس اُن پر بھی میں غالب ہُوا۔ اُس شخص نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ساری اُمّت کے ساتھ ان کو وزن کرو گے جب بھی یہ اُن پر غالب ہوں گے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے جنھوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے بھی چرائی ہیں؟ فرمایا۔ ہاں میں نے بھی چرائی ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب میں زیادہ فصیح اور قرشی ہوں اور بنی سعد بن بکر میں میں نے دودھ پیا ہے۔

گمشدگی اور واپسی

ابن اسحاق کہتے ہیں واللہ اعلم لوگوں کا بیان ہے کہ جب حلیمہ سعدیہ حضورؐ کو لے کر مکّہ میں آئی ہیں تو مکّہ کے اندر انھوں نے حضورؐ کو گم کر دیا۔ ہر چند تلاش کیا مگر حضورؐ نہ ملے۔ تب وہ عبدالمطلب کے پاس آئیں اور کہا میں محمدؐ کو لے کر آئی تھی۔ جب میں مکّہ کے اوپر کے محلّہ میں پہنچی تو وہاں محمّد گم ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلب کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر دُعا کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ حضورؐ کو ورقہ بن نوفل اور قریش کے ایک اور شخص نے پایا اور یہ دونوں حضورؐ کو لیکر عبدالمطلب کے پاس آئے اور کہا یہ تمہارا فرزند ہے؟ عبدالمطلب نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے کندھے پر بٹھایا اور کعبہ کا طواف کرنے لگے اور حضور اکرمؐ کے واسطے دعا کی۔ پھر آپؐ کو آپؐ کی والدہ کے پاس روانہ کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے بعض اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ حلیمہ کے، حضورؐ کو جب کہ وہ دُودھ چھڑانے کے بعد آپؐ کو لے آئی تھیں، واپس کرنے کا یہ سبب تھا کہ حبشہ کے چند نصاریٰ نے حضورؐ کو حلیمہ کے ساتھ دیکھ کر کہا کہ اس لڑکے کو ہم اپنے شہر میں لے جاتے ہیں کیونکہ یہ لڑکا صاحب ظہور معلوم ہوتا ہے۔ پس اُس شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ اسی اندیشہ سے حلیمہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آپؐ کی والدہ کے پاس پہنچا گئیں۔

باب ۲۲

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ اور دادا کی وفات

والدۂ ماجدہ کا انتقال

ابن اسحاق کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ اور دادا کے ساتھ حفظ و حمایتِ خداوندی میں پرورش پا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کا نہایت عمدہ نشوونما فرما رہا تھا۔ اُس بزرگی کے سبب جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخصوص کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ جب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم چھ سال کے ہوئے آپ کی والدہ فرخندہ حضرت آمنہ نے رحلت فرمائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو سند کے ساتھ یہ روایت پہنچی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا حضرت آمنہ نے وفات پائی ہے حضورؐ چھ سال کے تھے اور حضور اکرم کی والدہ مقام ابوا میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان میں ہے اپنے کنبہ میں بنی نجار کے پاس تشریف لے گئی تھیں۔ جب وہاں سے مکہ کو واپس ہوئیں تو راستہ میں انتقال فرمایا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو نجاریہ تھیں۔ پس اس کنبہ کا جو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے جن سے حضرت آمنہ ملنے گئی تھیں وہ حضور رسولِ خدا کا کنبہ تھا۔

دادا کی پرورش

ابن اسحاق کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے پاس رہتے تھے اور حضرت عبدالمطلب کے واسطے خانہ کعبہ کے سایہ میں مسند بچھائی جاتی تھی جس پر حضرت عبدالمطلب کے سوا اور کوئی بہ سبب بے ادبی کے نہ بیٹھ سکتا تھا اور عبدالمطلب کے فرزند اُس مسند کے گرد بیٹھا کرتے تھے۔ مگر جب حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو اسی مسند پر جلوہ افروز ہوتے۔ آپؐ کے چچا آپؐ کو اُس پر بیٹھنے سے مانع ہوتے حضرت عبدالمطلب اُن سے فرماتے کہ میرے اس فرزند کو منع نہ کیا کرو۔ کیونکہ یہ فرزند ہونہار اور صاحبِ شان ہے۔ پھر حضورؐ کو خود اپنے پاس بٹھاتے اور آپؐ کی پُشت مبارک پر اپنا دستِ شفقت پھیرا کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات کو دیکھ کر خوش و خرم ہوتے۔

دادا کی رحلت

جب حضور رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم آٹھ سال کے ہوئے تو حضرت عبدالمطلب آپؐ کے دادا نے وفات پائی اور یہ واقعہ عام الفیل کے آٹھویں سال کا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب عبدالمطلب نے وفات پائی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم آٹھ سال کے تھے۔ اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب عبدالمطلب کی وفات کا وقت آیا اور انھوں نے سمجھ لیا کہ یہ وقت میرا آخری ہے تب انھوں نے اپنی سب بیٹیوں کو جو چھ عدد تیں تھیں جمع کیں جن کے نام یہ ہیں۔ صفیہ، بَرّہ، عاتکہ، اُم حکیم، البیضاء، امیمہ اور اُروی۔ ان سب سے کہا کہ تم مجھ پر ماتم کرو تاکہ میں سُنوں کہ تم کیا کہہ کر روتی ہو۔ پس صفیہ بنت عبدالمطلب نے ایک مرثیہ کہا اور اُس کو پڑھ کر رونے لگیں۔ اسی طرح سب بیٹیوں نے اُن کے مرثیے کہے اور خوب روئیں۔ ان مرثیوں کو ہم نے خوفِ طوالت سے ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے محمد بن سعید بن مسیب نے بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب نے ان مرثیوں کو سُن کر سر کے اشارہ سے اُن کو خاموش کیا اور کہا کہ ہاں اسی طرح مجھ کو رونا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بہت لوگوں نے عبدالمطلب کی وفات حسرتِ آیات پر مرثیے کہے ہیں اور ان میں ان کے فضائل و مناقب کا ذکر کیا ہے۔

زمزم پر حضرت عباسؓ کا اختیار

جب حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو آبِ زمزم پلانے کی خدمت اُن کے بعد اُن کے فرزند حضرت عباسؓ کے تصرف میں آئی اور ظہورِ اسلام تک انہی کے پاس رہی۔ پھر ظہورِ اسلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عباسؓ ہی کو اس خدمت پر مامور رکھا۔ چنانچہ اُن کی اولاد آج تک اس خدمت پر قابض ہے۔ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے دادا کی وفات کے بعد اپنے حقیقی چچا حضرت ابوطالب کے پاس رہنے لگے۔

ابوطالب کی سرپرستی

کہتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے ابوطالب کو حضورؐ کی پرورش کے متعلق وصیت کی تھی۔ کیونکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والد ماجد حضرت عبداللہ اور ابوطالب ایک ماں سے تھے جن کا نام بی بی فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عائذ بن عمران بن مخزوم ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو سند کے ساتھ یہ روایت پہنچی ہے کہ بنی لہب میں سے ایک شخص مکہ میں آیا (ابن ہشام کہتے ہیں بنی لہب ازدشنوءۃ کے قبیلہ سے ہیں) یہ شخص علم قیافہ جانتا تھا۔ قریش کے لوگ اپنے اپنے بچوں کو لے کر اُس شخص کے پاس آئے تاکہ اُن بچوں کے آئندہ حالات اس سے دریافت کریں۔ ابو طالب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اُس کے پاس گئے۔ اس قیافہ شناس نے حضورؐ کو ایک نظر دیکھا پھر کسی کام میں مصروف ہو گیا۔ جب اُس سے فارغ ہُوا تو کہا وہ لڑکا کہاں ہے جس کو میں نے ابھی دیکھا اُس کو مجھ کو جلد دکھاؤ۔ وہ لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہے اور ضرور اس کی شان ظاہر ہو گی۔ ابو طالب نے جب اس کا اس قدر اشتیاق دیکھا تو حضورؐ کو اُس سے پوشیدہ کر دیا۔ اور اس قیافہ شناس نے ہر چند اصرار کیا مگر ابو طالب نے حضورؐ کو اُس کو نہ دکھلایا اور اپنے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر وہاں سے چلے آئے۔

بُحَیرا کا قصہ

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ابو طالب کو سفرِ شام کا اتفاق ہُوا اور اُس کی تیاری کر کے چلنے کو آمادہ ہُوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُن کے ساتھ چلنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ ابو طالب چونکہ حضورؐ سے اپنے فرزندوں سے بھی زیادہ محبت رکھتے تھے۔ آپ کے اس اشتیاق سے نرم دل ہو گئے اور کہنے لگے قسم ہے خدا کی میں اس کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ نہ یہ میرے فراق کی طاقت رکھتا ہے نہ میں اس کو کبھی چھوڑ سکتا ہوں۔ پس ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ان کا قافلہ شہر بصریٰ میں جو سرحدِ شام پر واقع ہے پہنچا تو وہاں ایک راہب بُحَیرا نام اپنے صومعہ میں رہا کرتا تھا۔ یہ راہب علمِ نصرانیت کا پُورا واقف تھا اور اس صومعہ میں سات راہب پُشت بہ پُشت گزر چکے تھے جن کا علم یکے بعد دیگرے اس راہب کو پہنچا تھا۔

جب یہ قافلہ اس سال اس راہب کے صومعہ کے قریب جا کر اُترا حالانکہ پہلے بھی قافلے اس کے قریب جا کر اُترتے تھے مگر یہ راہب کسی سے مخاطب نہ ہوتا تھا۔ اب جو یہ قافلہ اُس کے قریب ٹھہرا اُس نے اس کی پُر تکلف کھانے کی مہمانی کی۔ لوگ کہتے ہیں اس مہمانی کا باعث یہ تھا کہ بحیرا راہب نے جب اپنے صومعہ میں سے اس قافلہ کو دیکھا تو اُس کی نظر حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی اور اُس نے دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا آپؐ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ پھر جب لوگ اُترے اور حضورؐ ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز ہوئے تو اُس نے دیکھا کہ وہ ابر سایہ افگن آپ کے سرِ مبارک پر مثل چھتری کے قائم ہو گیا اور درخت کی سب ٹہنیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر

سایہ کرنے کے واسطے مائل ہوگئیں ۔

بحیرا کی دعوت

راہب یہ ماجرا دیکھتے ہی اپنے صومعہ سے باہر نکلا اور کھانا پکا کر اہلِ قافلہ کی دعوت کی اور کہلا بھیجا کہ اے قریش کے گروہ! میں چاہتا ہوں کہ تمہارے سب چھوٹے بڑے آزاد اور غلام سب میری دعوت میں شریک ہوں کوئی باقی نہ رہے۔ قافلہ کے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا اے راہب آج تم ایسا کام کرتے ہو جو ہم نے تم کو کبھی کرتے نہیں دیکھا۔ حالانکہ ہم تمہارے پاس سے بارہا گزرے ہیں مگر کبھی تم نے دعوت تو کیسی ہم سے بات تک بھی نہیں کی۔ بحیرا نے کہا تیرا کہنا سچ ہے۔ میری ایسی ہی عادت ہے مگر تم لوگ مہمان ہو میرا جی چاہا کہ میں آج تمہاری اپنے ماحضر سے کچھ مدارات کروں اور قدرے نان جو تیار کر کے تمہارے سامنے پیش کروں۔ سب نے قبول کیا اور راہب کے صومعہ میں اکٹھے ہوئے مگر حضور سرورِ عالم بہ سبب کم عمری کے قافلہ میں اپنے اسباب کے پاس ہی رہ گئے تھے ۔

بحیرا کا اشتیاق

راہب نے جب سب لوگوں میں بغور نظر کی اور اس نورِ نظر یعنی حضرت سید البشر کو نہ دیکھا کہا اے قریش میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ دیکھو تم میں سے کوئی باقی نہ رہے۔ چھوٹے بڑے سب تکلیف کرنا۔ قریش نے کہا اے راہب ہم تمہارے حسب الارشاد سب کے سب موجود ہیں کوئی باقی نہیں رہا صرف ایک بچہ جو بہت نو عمر ہے اس کو قافلہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ راہب نے کہا یہ تم نے غلطی کی ایسا نہ چاہیئے تھا اس کو بھی بلاؤ تاکہ وہ بھی شریک طعام ہو ۔

پس قریش میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا بہت بری بات ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے فرزند ہمارے ساتھ شریکِ دعوت نہ ہوں۔ پس وہ شخص جا کر حضورؐ کو اپنے ساتھ لے آیا اور کھانے میں شریک کیا (راوی کہتا ہے) بحیرہ حضورؐ کو بار بار دیکھتا تھا اور آپؐ کے بعض اعضاء جسم کو بغور ملاحظہ کرتا تھا اور ان علامات کے مطابق پاتا تھا جو اس کے پاس لکھی ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ جب لوگ کھانے پینے سے فارغ ہوئے اور چلنے لگے تو بحیرا نے حضورؐ سے عرض کیا کہ اے صاحبزادے میں تم سے بواسطہ لات و عزیٰ کے ایک بات دریافت کرتا ہوں۔ تم مجھ کو اس کا جواب دو۔ اور یہ واسطہ بحیرا نے اس واسطے دیا تھا کہ وہ قریش سے اسی طرح کی گفتگو کیا کرتے تھے اور لات و عزیٰ کے واسطے دیتے تھے ۔

کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گفتگو سن کر فرمایا مجھ کو لات اور عزیٰ کا واسطہ نہ دو

کیونکہ اس سے زیادہ دشمنی کی چیز میرے لئے کوئی نہیں ہے۔ راہب نے عرض کیا میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم میرے سوال کا جواب دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا دریافت کر کیا دریافت کرتا ہے۔ اُس نے آپؐ کی عادات کے مطابق آپؐ سے سوال کرنے شروع کئے اور آپؐ اُس کو جواب دیتے تھے اور راہب اُس کو ان صفات سے جو اُس کے پاس لکھی ہوئی تھیں کے مطابق کرتا تھا۔ یہاں تک کہ پھر اُس نے خاتم نبوت کی زیارت کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان میں مثل ایک گھنڈی کے تھی۔

بحیرا کی پیشین گوئی ابن اسحاق کہتے ہیں جب وہ راہب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار فرحت آثار سے اپنی تشفی خاطر کر چکا تو آپؐ کے چچا ابو طالب کی طرف متوجہ ہوا اور کہا یہ صاحب زادے آپ کے کون ہیں۔ ابو طالب نے فرمایا میرے فرزند ہیں۔ راہب نے کہا ان فرزند کے والد زندہ نہیں ہو سکتے۔ ابو طالب نے کہا در اصل یہ میرے بھائی کے فرزند ہیں۔ راہب نے کہا ان کے والد کیا ہوئے؟ ابو طالب نے جواب دیا۔ جب یہ فرزند حمل ہی میں تھے کہ ان کے والد وصال کر گئے۔ راہب نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ اب تم کو لازم ہے کہ ان صاحبزادہ کو لے کر گھر واپس جاؤ اور یہودیوں سے ان کی حفاظت رکھو۔ تاکہ وہ کوئی برائی اُن کے ساتھ نہ کر سکیں۔ کیونکہ اگر وہ بھی اسی طرح ان کو پہچان لیں گے جیسے کہ میں نے پہچان لیا تو ان کی عداوت پر مستعد ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ تمہارے ان بھتیجے کا ظہور ہونے والا ہے۔ پس تم جلد ان کو اپنے گھر واپس لے جاؤ۔ پس ابو طالب حضورؐ کو بہت جلد مکہ پہنچا گئے۔

لوگ کہتے ہیں کہ زُرَیرا اور تمّاما اور دُرَیسا کہ یہ بھی اہلِ کتاب میں سے تھے، انہوں نے بھی اسی سفر میں ابو طالب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پہچان لیا تھا اور آپؐ کے ساتھ بدی کے ارادہ پر مستعد ہو گئے تھے مگر بحیرا نے ان کو وعظ و نصیحت کے ساتھ سمجھایا اور ان کی کتاب میں جو حضورؐ کی شان و صفات لکھی تھی وہ دکھائی۔ اور کہا کہ اگر تم بدی کرو گے تو تمہاری بدی کچھ کارگر نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ ان تینوں نے بحیرا راہب کی تصدیق کی اور اُس ارادہ سے باز آئے۔

باب ۲۳

عہدِ بلوغت

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہوئے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک شر و فساد سے آپ کی حفاظت کرتا تھا اور جاہلیت کی ہر ایک ناپاکی سے آپ کو پاک اور مطہر رکھتا تھا۔ کیونکہ اُس نے آپ کو سیدِ رُسل ہادیٔ سُبل بنانا تھا۔ چنانچہ جب آپ بالغ ہوئے تو نہایت بامروت، صاحبِ اخلاق، رحیم و کریم، راست گو امین باحلم ہوئے اور فحش وغیرہ اخلاقِ ذمیمہ سے جو شرافتِ انسانی کے واسطے نہایت ضرر رساں ہیں بہت دور تھے اور تمام اوصافِ حمیدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر جمع فرمائے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اکثر حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُن واقعات کا ذکر فرمایا کرتے تھے جو بچپن کے زمانہ میں آپ کو پیش آئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر فرمایا کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور سب بچے کھیل کے واسطے پتھر اُٹھا رہے تھے جیسا کہ بچوں کا قاعدہ ہے اور اُنہوں نے اپنے تہبند کھول کر کندھوں پر رکھ لئے تھے تاکہ اُن پر پتھر ڈھوڈھو کر لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے بھی چاہا کہ میں بھی اپنا تہبند اپنے کندھوں پر رکھ کر پتھر اُٹھاؤں کہ غیب سے ایک ایسا طمانچہ میرے لگا جس سے مجھ کو نہایت صدمہ پہنچا اور غیب سے آواز آئی کہ اپنے تہبند کو مضبوط باندھو۔ پس میں نے اُس کو مضبوط باندھ لیا اور گردن پر پتھر اٹھانے لگا۔ حالانکہ میرے سب ساتھی اسی طرح پتھر اُٹھا رہے تھے اور اُن سب میں فقط ایک میں ہی تہبند باندھے ہُوئے تھا۔

حربِ فجار ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چودہ یا پندرہ سال کی ہُوئی جیسا کہ مجھ کو سند کے ساتھ پہنچا ہے تو حربِ فجار کا واقعہ پیش آیا۔ یہ جنگ قریش اور اُن کے اقربا بنی کنانہ کی بنی قیس بن غیلان سے ہوئی تھی اور وجہ اس جنگ کی یہ ہوئی کہ عروۃ الرحال بن عتبہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن نے لطیمہ کو نعمان بن منذر کے واسطے پناہ دی تھی۔ براض بن قیس بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے

ایک شخص نے کہا کہ کیا تُو اس کو بنی کنانہ کے مقابلہ میں پناہ دیتا ہے۔ عروہ نے کہا ہاں بنی کنانہ کیا میں ساری ہی خلقت کے مقابلہ میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ براض بن قیس اُس وقت تو خاموش ہو رہا اور موقع کی تلاش میں رہا۔ چنانچہ ایک روز عروہ وہاں سے نکل کر مقام تیمن ذی کلال میں آیا۔ براض نے وہاں اس کو غافل پاکر اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔ اسی سبب سے اس کا نام فجار رکھا گیا۔ کیونکہ اس نے شہرِ حرام میں قتل کا ارتکاب کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ خبر قریش کو پہنچی کہ براض نے عروہ کو قتل کر دیا ہے۔ قریش کے سب لوگ اُس وقت بازارِ عکاظ میں جمع تھے سب کے سب اس خبر کو سنتے ہی روانہ ہوئے اور ہوازن کے لوگ اس وقت تک بے خبر تھے۔ بعد میں اُن کو خبر ہوئی وہ بھی روانہ ہوئے اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے اُن کو آلیا۔ آخر دونوں قبیلوں میں سخت جنگ واقع ہوئی۔ یہاں تک کہ جب رات ہوگئی قریش حرم میں داخل ہوگئے۔ ہوازن بھی اُن سے دست کش رہے۔ پھر اس کے چند ہی روز کے بعد پھر جنگ ہوگئی۔ قریش اور کنانہ میں ہر قبیلہ کے اوپر ایک ایک سردار تھا۔ ایسے ہی بنی قیس میں بھی ہر قبیلہ پر سردار تھے۔ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچاؤں سے اُن کے دشمنوں کی تیروں کی پناہ کیا کرتا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ جنگ ہوئی ہے حضورؐ کی عمر شریف بیسؐ سال کی تھی اور اس جنگ کا نام حرب فجار اسی سبب سے ہُوا کہ ان دونوں فریقوں بنی کنانہ اور بنی قیس بن غیلان نے حرام مہینوں میں جنگ کی اور اس جنگ میں قریش اور کنانہ کا سردار حرب بن اُمیّہ بن عبد شمس تھا شروع دن میں بنو قیس کا غلبہ تھا۔ مگر دوپہر کے وقت بنی کنانہ کی فتح ہوئی۔

ابن ہشام کہتے ہیں اگرچہ یہ قصہ نہایت طویل ہے مگر چونکہ میرا مقصود سیرتِ نبویہ کا بیان کرنا ہے اس سبب سے میں نے اس کو مختصر نقل کیا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ سے نکاح

ابنِ ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس سال کی ہوئی تو خدیجہ بنت خویلد سے آپؐ نے عقد فرمایا اور خدیجہؓ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب۔ یہ سلسلہ مجھ سے بہت سے اہلِ علم نے ابی عمرو مدنی کی روایت سے نقل کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خدیجہ بنت خویلد ایک تاجرہ عورت تھیں صاحبِ شرف اور مالدار۔ اپنا

مال لوگوں کو دے کر اُن سے تجارت کراتی تھیں اور اُن کا حصّہ اُس کے منافع میں مقرر کر دیتی تھیں اور قریش کے سب لوگوں کا پیشہ تجارت تھا۔

تجارت اور شام کا سفر

جب خدیجہ کو رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صدق گفتار اور حسن کردار اور امانت داری اور حُسنِ اخلاق کی خبر معلوم ہُوئی تو انہوں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپؐ اُن کا مال لے کر ملکِ شام میں تجارت کے واسطے جائیں اور اُن کے غلام مَیسرہ کو بھی اپنے ہمراہ رکھیں اور آپؐ کے واسطے وہ حصّہ مقرر کیا جو اور لوگوں کے حصّوں سے بہت زیادہ تھا۔

حضور رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس بات کو قبول کیا اور ملکِ شام کی طرف مع میسرہ غلام کے روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب آپ سرحدِ شام میں داخل ہُوئے تو ایک روز آپؐ ایک درخت کے سایہ میں ایک راہب کے صومعہ کے قریب جلوہ افروز تھے کہ اُس راہب نے مَیسرہ غلام سے پوچھا یہ کون شخص ہیں جو اس درخت کے نیچے تشریف رکھتے ہیں۔ مَیسرہ نے کہا۔ یہ قبیلہ قریش کے ایک شخص ہیں اور اہلِ حرم میں سے ہیں۔ راہب نے کہا اس درخت کے نیچے پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں بیٹھتا۔ پس حضور جو اسبابِ تجارت مکّہ سے لائے تھے اُس کو آپؐ نے فروخت کیا اور جس قسم کا مال خریدنا تھا اُس کو خرید کر واپس مکّہ تشریف لائے۔ اُس مال کو خدیجہ نے یہاں فروخت کیا۔ اور اس مال میں دوگن فائدہ ہُوا۔

کہتے ہیں اس سفر میں مَیسرہ نے دیکھا کہ جس وقت سخت گرمی ہوتی تھی دو فرشتے اپنے پروں سے حضورؐ پر سایہ کرتے تھے۔ اور مَیسرہ نے یہ سب حال اور راہب کی گفتگو خدیجہ سے نقل کی۔ خدیجہ چُونکہ ایک نہایت ذی عقل، شریف اور شرافت پسند، پاک نفس اور پاک طینت عورت تھیں اس لئے ان واقعات کو سُن کر اس بات کی متمنّی ہوئیں کہ حضور ان کو اپنی زوجیت میں قبول کریں اور اُنہوں نے اس پیرایہ میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیغام بھیجا کہ اے میرے چچازاد چُونکہ تم مجھ سے قرابتِ قومی رکھتے ہو اور امانت و صدق اور اخلاقِ حسنہ کے ساتھ موصوف ہو۔ لہٰذا مجھ کو تمہارے اندر رغبت ہے اور حضرت خدیجہ قریش کی سب عورتوں میں شریف اور بزرگ اور ساری قوم سے زیادہ مالدار تھیں اور ہر ایک شخص اُن سے شادی کرنے پر حریص تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نسب

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن مُعیص بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر تھیں اور فاطمہ کی والدہ

ہالہ بنت عبد مناف بن حرث بن عمرو بن منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر تھیں اور ہالہ کی ماں قلابہ بنت ہالہ بنت سعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر تھیں۔

جب یہ پیغام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ پس حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب آپؐ کو ساتھ لے کر حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد کے پاس آئے اور آپؐ کی طرف سے پیغام دیا۔ انھوں نے قبول کر کے شادی کر دی۔

ابن ہشام کہتے ہیں ان کا مہر بیس اونٹ تھا اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ تھیں جب تک یہ زندہ رہیں حضورؐ نے اور شادی نہیں کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

ابن اسحاق کہتے ہیں سوائے صاحبزادہ ابراہیم کے حضورؐ کی تمام اولادیں ان ہی سے ہوئیں۔ چنانچہ ان سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک قاسم جن کے ساتھ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ دوسرے طیب، تیسرے طاہر اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہ علیہن السلام۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے قاسم تھے۔ اُن سے چھوٹے طاہر اور صاحبزادیوں میں سب سے بڑی رقیہ، اُن سے چھوٹی زینب، اُن سے چھوٹی اُم کلثوم۔ اُن سے چھوٹی فاطمہ تھیں رضی اللہ عنہن اجمعین۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں صاحبزادے زمانۂ جاہلیت میں انتقال فرما گئے تھے مگر صاحبزادیاں سب زندہ تھیں اور اسلام کا زمانہ اُنھوں نے پایا تھا اور حضورؐ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ تھیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے ابن لہیعہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؓ (حضورؐ کے صاحبزادے) کی والدہ ماریہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم تھیں۔

مقوقس بادشاہِ مصر نے اُن کو بطورِ ہدیہ کے حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔

ورقہ بن نوفل اور اُن کے اشعار

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت خدیجہؓ نے وہ واقعات جو اپنے غلام مَیسَرہ سے سُنے تھے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کئے انھوں نے نصرانیت اختیار کی تھی اور آسمانی کتابوں کا بخوبی علم حاصل کیا تھا۔ خدیجہ کو جواب دیا کہ اگر یہ باتیں حق ہیں تو اے خدیجہ! محمدؐ ضرور اس اُمت کے نبی ہیں اور مَیں جانتا ہوں کہ ضرور اس اُمت میں نبی ہونیوالے ہیں اور یہی زمانہ اُسکے ظہور کا ہے۔ مگر دیکھیئے کس وقت ظہور ہوتا ہے۔ مَیں اُس نبی کا اشد انتظار رکھتا ہوں۔

اس شوق کی حالت میں ورقہ نے ایک قصیدہ کہا ہے جس کے چند شعر یہ ہیں ؎

وَوَصْفٍ مِنْ خَدِيجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ　　فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِي يَا خَدِيجَا

ترجمہ:۔ "اے خدیجہ تم سے بار بار نبی کے اوصاف سُن کر مجھ کو اُن کے ظہور کا سخت انتظار ہے۔"

بِبَطْنِ المكتين عَلَى رَجَائِي　　حَدِيثَكِ أَنْ أَرىٰ مِنْهُ خُرُوجَا

ترجمہ:۔ "مجھ کو امید ہے کہ مکّہ یا طائف سے تیرے قول کے موافق میں ضرور اُن نبی کا خروج دیکھوں گا۔"

بِمَا خَبَّرْتِنَا مِنْ قَوْلِ قَسٍّ　　مِنَ الرُّهْبَانِ أَكْرَهُ أَنْ يَعُوجَا

ترجمہ:۔ "گوشہ نشین عالم کے قول کی جو تو نے ہم کو خبر دی ہے۔ مَیں بُرا سمجھتا ہوں کہ اس میں دیر یا غلطی ہو۔"

بِأَنَّ مُحَمَّدًا سَيَسُودُ فِينَا　　وَيَخْصِمُ مَنْ يَكُونُ لَهُ حَجِيجَا

ترجمہ:۔ "وہ خبر یہ ہے کہ محمدؐ عنقریب ہم میں سردار ہوں گے۔ اور جو اُن سے مقابلہ کرے گا اس کو مغلوب کریں گے۔"

وَيَظْهَرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءُ نُورٍ　　يُقِيمُ بِهِ الْبَرِيَّةَ أَنْ تَمُوجَا

ترجمہ:۔ "اور تمام شہروں میں نور کی روشنی ظاہر ہو گی اور خلقت اُس نور کے ساتھ حق اور راستی کرے گی۔"

فَيَلْقَى مَنْ يُحَارِبُهُ خَسَارًا　　وَيَلْقَى مَنْ يُسَالِمُهُ فُلُوجَا

ترجمہ:۔ "جو شخص اُن سے بمقابلہ پیش آئے گا وہ نقصان پائے گا اور جو اُن سے بدرستی و صلح پیش آئے گا وہ آسائش حاصل کرے گا۔"

فَيَا لَيْتِي إِذَا مَا كَانَ ذَاكُمْ　　شَهِدْتُ وَكُنْتُ أَكْثَرَهُمْ وُلُوجَا

ترجمہ:۔ "پس کاش اس واقعہ کے وقت مَیں موجود ہوں اور مَیں سب سے زیادہ اُن کی پیروی

میں داخل ہوں۔"

وَلُوْجًا فِی الَّذِیْ کَرِہَتْ قُرَیْشٌ ‌ ‌ ‌ ‌ وَلَوْ عَجَّتْ بِمَکَّتِہَا عَجِیْجًا

ترجمہ:۔ میں اس دین میں داخل ہوں جس کو قریش بُرا سمجھیں گے۔ اگرچہ قریش کے مکہ میں اس سے شوروغل برپا ہو۔"

فَإِنْ یَبْقَوْا وَ أَبْقَ یَکُنْ أُمُوْرٌ ‌ ‌ ‌ ‌ یُضَجُّ الْکَافِرُوْنَ لَہَا ضَجِیْجًا

ترجمہ:۔ پس اگر یہ قریش باقی رہے اور میں بھی باقی رہا تو ایسی باتیں پیدا ہوں گی جن سے کافر بہت غل مچادیں گے۔"

وَإِنْ أَہْلِکْ فَکُلُّ فَتًی سَیَلْقٰی ‌ ‌ ‌ ‌ مِنَ الْأَقْدَارِ مُتْلِفَۃً خُرُوْجًا

ترجمہ:۔ اور اگر میں مر گیا تو جو شخص کہ جوان ہے عنقریب وہ تھوڑا زمانہ گزرنے کے بعد اُن کا خروج دیکھے گا۔"

باب ۲۴

خانہ کعبہ کی تعمیرِ نو

قریش کا ارادۂ تعمیر

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عمر شریف پینتیس ۳۵ سال کی ہوئی قریش نے خانہ کعبہ کی نئے سرے سے تیاری کا ارادہ کیا اور یہ خیال کیا کہ اس کو مسقف کر دیں۔ مگر اس کے منہدم کرنے سے خائف تھے اور کسی کو یہ جُرأت نہ ہوتی تھی کہ اُس کو گرانا شروع کرے۔ کعبہ کی قدیمی دیواریں قدِ آدم سے کچھ زیادہ تھیں۔ اب قریش کا یہ ارادہ ہُوا کہ ان کو بلند کر کے مسقف کر دیں اور سبب اس کا یہ تھا کہ کچھ لوگ خانہ کعبہ کا خزانہ جو اس کے اندر ایک تہہ خانہ میں رہتا تھا چُرا کر لے گئے تھے اور اُس کی چند چیزیں ایک شخص دُوَیک نامی کے پاس دیکھی گئی تھی۔ یہ شخص بنی ملیح بن عمرو کا (جو قبیلہ خزاعہ میں سے ہیں) غلام تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں قریش نے اس غلام کا اس چوری کی علت میں ہاتھ کاٹا اور قریش یہ کہتے تھے کہ چوروں نے یہ مال چُرا کر دُوَیک کے پاس رکھا ہے اور انہی دنوں میں ساحلِ جدہ پر ایک کشتی سمندر میں سے برآمد ہوئی تھی جو کسی رُومی سوداگر کی ڈوب گئی تھی۔ اس کشتی کی لکڑیوں کو قریش نے خانہ کعبہ کی چھت پر تعمیر کے واسطے رکھ چھوڑا تھا اور ایک قبطی شخص بھی مکّہ میں رہتا تھا جو بڑھئی کے کام سے خوب واقف تھا اور اُس نے اقرار کیا تھا کہ اس چھت کو میں تیار کر دوں گا۔

اب ایک عجیب واقعہ یہ ہُوا کہ خانہ کعبہ کے اُس تہ خانہ میں جو نذر و نیاز کے واسطے بنایا گیا تھا ایک سانپ رہتا تھا۔ اور اکثر اوقات وہ سانپ تہ خانہ سے نکل کر کعبہ کی دیواروں پر پھرا کرتا تھا۔ سب لوگ اُس سے خوف کرتے تھے اور کوئی کعبہ کے قریب نہ جاتا تھا۔ ایک روز یہ سانپ نکلا اور حسبِ دستور دیواروں پر پھرنے لگا۔ اللہ تعالےٰ نے ایک پرندے کو بھیجا اور وہ اُس سانپ کو پکڑ کر اُڑ گیا۔ قریش یہ واقعہ دیکھ کر کہنے لگے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اس ارادہ سے راضی ہے جو اس نے اس مُوذی کے دفع ہونے کا یہ غیبی سبب پیدا

کیا اور ہمارے پاس سامان بھی سب موجود ہے اور ایک عمدہ کاریگر بھی بنانے کے واسطے تیار ہے۔ پس سب کے سب کعبہ کے بنانے پر مستعد ہوئے اور ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کھڑا ہوا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عائذ بن عمران بن مخزوم ہے اور اُس نے کعبہ کی دیوار میں سے منہدم کرنے کے واسطے ایک پتھر نکالا۔ وہ پتھر اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر پھر اپنی جگہ پر جا لگا۔ اس نے قریش کو خطاب کر کے کہا کہ اے قریش! تعمیرِ کعبہ میں تم کو ان باتوں کا لحاظ ضروری ہے کہ تم اپنا حلال کا پیسہ اس میں خرچ کرو۔ کسی قسم کا مال حرام یا سُود یا ظلم کا پیسہ نہ لگاؤ۔ بعض لوگ اس کلام کو ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ابو وہب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح مکی نے بیان کیا کہ عبداللہ بن صفوان بن اُمیّہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہُصیص بن کعب بن لوئی نے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو کے ایک فرزند کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ کسی نے کہا یہ جعدہ کا فرزند ہے۔ عبداللہ بن صفوان نے کہا اس کا دادا یعنی ابو وہب وہ شخص تھا جس نے کعبہ کے منہدم کرنے کے وقت ایک پتھر اٹھایا تھا اور وہ پتھر اُس کے ہاتھ سے اُچھل کر پھر اپنی جگہ پر نصب ہو گیا۔ تب اُس وقت ابو وہب نے کہا کہ اے قریش! تم کو لازم ہے کہ کعبہ کے بنانے میں پاک مال جو تمہاری حلال کمائی کا ہو خرچ کرو۔ حرام کاری یا سود یا ظلم اور غصب کا مال خرچ نہ ہو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو وہب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ماموں تھے اور نہایت شریف اور بزرگ تھے۔ شعراءِ عرب نے ان کی تعریف و توصیف میں قصائد لکھے ہیں۔

تقسیمِ کار قریش نے آپس میں اپنے اپنے الگ کعبہ کے حصے کر لئے تھے۔ چنانچہ دروازہ کی سمت بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کے حصہ میں آئی تھی اور رکن اسود یعنی رکن یمانی تک بنی مخزوم اور چند قبائل کے حصہ میں تھی اور کعبہ کی پُشت بنی جمح اور بنی سہم کے حصہ میں تھی اور یہ دونوں عمرو بن ہُصیص بن کعب بن لوئی کے بیٹے تھے اور حجر کی طرف بنی عبدالدار بن قصی اور بنی اسد بن عزیٰ بن قصی اور بن عدی اور بن کعب بن لوئی کے حصہ میں تھی یہی سمت حطیم کی ہے۔

انہدام کی ابتداء مگر باوجود ان سب تیاریوں اور سامانوں کے کعبہ کے منہدم کرنے سے یہ لوگ نہایت خائف تھے اور کسی کو پیش قدمی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آخر ولید بن مغیرہ نے کہا کہ میں منہدم کرنے میں پیش دستی کرتا ہوں۔ پس یہ کدال لے کر آگے بڑھا اور پہلے اُس نے کعبہ کے اُوپر جا کر دُعا کی کہ اے اللہ ہمارا ارادہ بہتر ہے اور خیر کا ہے۔ پھر دونوں رُکنوں کی طرف سے کعبہ کو منہدم کرنا شروع کیا اور سب لوگ بیٹھے تماشا دیکھا کئے۔ کسی نے اُس دن اُس کے ساتھ شرکت نہ کی اور رات بھی ان لوگوں نے اسی انتظار میں گزار دی کہ دیکھیں ولید بن مغیرہ کا کیا حال ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہُوا تو ہم کعبہ کو اُس کی قدیم حالت پر رہنے دیں گے اور اگر وہ صحیح وسالم رہا تو پھر ہم اپنی حسبِ منشاء اُس کو تیار کریں گے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی اور ولید بن مغیرہ کو بصحت وسلامت پایا تو سب سمجھ گئے کہ خدا ہمارے اس فعل سے راضی ہے اور سب نے بالاتفاق کعبہ کو منہدم کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ جب یہ اساسِ ابراہیمؑ تک پہنچا تو وہاں اُن کو چند پتھر سبز رنگ کے دستیاب ہُوئے جو باہم جُڑے ہوئے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے ایک راوی نے بیان کیا ہے کہ قریش میں سے ایک شخص نے جب اپنی کدال اساسِ ابراہیم کے دو پتھروں کو اُڑا کر اُن کو نکالنا چاہا تو اُس کے صدمہ سے تمام شہرِ مکّہ متزلزل ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر قریش نے اُسی حد تک انہدام کو موقوف کر دیا۔

قدیم روایات کی دستیابی ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو یہ بھی روایت پہنچی ہے کہ قریش کو رُکن کے پاس کعبہ کی دیوار میں سے ایک کتاب ملی تھی جس میں بخطِ سریانی کچھ لکھا تھا اُن سے پڑھا نہ گیا کہ کیا لکھا تھا۔ آخر ایک یہودی سے پڑھوایا تو معلوم ہُوا کہ اس میں یہ عبارت مکتوب تھی :

"میں خدا ہوں مکّہ میرا ہے میں نے اس کو اُس روز پیدا کیا تھا جس روز آسمان و زمین پیدا کئے اور چاند و سورج بنائے اور ہمیشہ کے واسطے سات فرشتوں کو متعین کیا جو اس پر سایۂ افگن رہتے ہیں اور یہ زائل نہ ہو گا جب تک کہ اُس کے دونوں پہاڑ قائم ہیں۔ پانی اور دودھ میں اس کے باشندوں کے لئے برکت ہے۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں لیث بن ابی سلیم کا قول ہے کہ بعثتِ نبویؐ سے چالیس سال پہلے لوگوں کو کعبہ میں ایک پتھر ملا تھا جس پر کندہ تھا کہ جو نیکی کرے گا اس سے لوگ رشک کریں گے اور جو بُرائی کرائے گا اس کو ندامت حاصل ہو گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم بُرائیوں کے مرتکب ہو کر اچھا بدلہ دیئے جاؤ

کیونکہ کیکر کے درخت سے انگور حاصل نہیں ہوتے۔

حجرِ اسود پر تکرار ابن اسحاق کہتے ہیں جب قریش کعبہ کے انہدام سے فارغ ہوئے تب انہوں نے تعمیر کے واسطے ہر ایک قبیلہ نے جُدا جُدا پتھر جمع کرنے شروع کئے اور بنانے میں مشغول ہوئے۔ جب یہ تعمیر مقام رُکن تک پہنچی تو ہر ایک قبیلہ نے یہ چاہا کہ اس کو ہم پورا کریں۔ اور یہاں تک اس معاملہ نے طول کھینچا کہ سب باہم قتل و قتال پر آمادہ ہو گئے اور بنو عبدالدار نے خون سے ایک پیالہ بھر کر رکھا اور اُن کے سب ساتھیوں نے اُس خون میں ہاتھ ڈبوئے اور جنگ پر عہد کیا یعنے ہم جان دے دیں گے مگر پیچھے نہ ہٹیں گے۔ غرضیکہ اسی قضیئے میں چار یا پانچ راتیں گزر گئیں اور کسی طرح معاملہ طے نہ ہُوا۔ آخر سب قریش مسجدِ حرام میں جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ کیا کرنا چاہیئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور فیصلہ ایک معتبر راوی کا بیان ہے کہ ان ایام میں قریش کے اندر سب سے زیادہ عمر رسیدہ ابو اُمیّہ بن مُغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اس نے کہا اے قریش! تم یہ کام کرو کہ اب جو شخص دروازہ میں سے مسجد میں آئے اس کو حَکَم بناؤ اور جو وہ فیصلہ کرے اُس کو قبول کر لو۔ سب قریش کو یہ بات پسند آئی اور دروازہ کی طرف منتظر ہو کر بیٹھے کہ جو شخص آئے ہم اُس کو حَکَم بنائیں۔ اُس وقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سب لوگ آپؐ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے بے شک یہ شخص امین ہیں ان کا فیصلہ جو کچھ یہ کریں گے ہم خوشی منظور کرتے ہیں۔ جب حضورؐ اُن کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم نے آپؐ کو حَکَم بنایا ہے۔ آپ ہمارا فیصلہ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس ایک کپڑا لاؤ۔ لوگ فوراً ایک کپڑا لائے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اُس کپڑے میں رکن یعنی حجرِ اسود کو رکھا اور فرمایا تم سب لوگ ہر قبیلہ کے اس کپڑے کو پکڑ لو اور اس کو اُٹھا کر دیوار کے پاس لاؤ۔ جب وہ لے آئے تو آپؐ نے بدستِ خود اسکو اُٹھا کر دیوار پر رکھدیا۔ پھر اس کے اوپر سے تعمیر جاری ہو گئی۔ نزولِ وحی سے پہلے قریش آپؐ کو امین کہا کرتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خانہ کعبہ اٹھارہ ہاتھ تھا اور قباطی کپڑے کا غلاف اُس پر چڑھتا تھا۔ پھر بُرد کا غلاف چڑھنے لگا اور سب سے پہلے دیباج کا غلاف کعبہ پر حجاج بن یوسف نے چڑھایا ہے۔

○

باب ۲۵

حُمس کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو نہیں معلوم کہ قریش نے عام الفیل سے پہلے یا اُس کے بعد ایک بدعت نکالی تھی اور اُس کا نام حمس رکھا تھا اور اُس کو رواج دیا تھا اور اس کا باعث یہ تھا کہ ان کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہُوا کہ ہم لوگ اولادِ ابراہیم اور اہلِ حرمت اور بیت اللہ کے متولّی اور اُس کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے برابر عرب میں کسی کو فضیلت نہیں ہے اور جو حق اور مرتبہ ہم کو حاصل ہے اس میں کوئی ہماری برابری نہیں کر سکتا ہے۔ چنانچہ آپس میں اُنہوں نے صلاح کی اور کہا کہ تم کو لازم ہے کہ جیسی تم تعظیم مقاماتِ حرم کی کرتے ہو ایسی تعظیم حل[1] میں سے کسی مقام کی نہ کیا کرو۔ اگر تم حل کے مقامات کی بھی تعظیم کرو گے تو عرب کہیں گے کہ جب اور جگہوں کی تعظیم کی جاتی ہے تو پھر حرم کی کیا خصوصیت ہے۔

چند شعائرِ ابراہیمی کا ترک

چنانچہ اسی قسم کے خیالات پیدا کر کے قریش نے عرفات کا وقوف اور وہاں سے اِفاضہ ترک کر دیا حالانکہ یہ لوگ اس بات کو جانتے اور اقرار کرتے تھے کہ عرفات کا وقوف بھی مشاعرِ حج میں داخل ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے مگر پھر بھی اُس کو ترک کر دیا۔ اور عرب سے کہتے تھے کہ تم جا کر عرفات میں وقوف کرو۔ مگر ہم لوگ چونکہ اہلِ حرم ہیں ہم کو وہاں جانا زیبا نہیں ہے ہم حُمس ہیں اور حُمس اہلِ حرم کو کہتے ہیں۔ پھر اور عرب کے واسطے بھی جو یہاں پیدا ہوئے حِل کے رہنے والے یا حرم کے رہنے والے اُنہوں نے یہی قاعدہ مقرر کیا جو اُن کے واسطے حلال ہوتا۔ اُن کے واسطے بھی حلال ہوتا اور جو اُن کے واسطے حرام ہوتا اُن کے واسطے بھی حرام ہوتا اور بنی کنانہ اور خزاعہ بھی اس کام میں ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ نحوی نے مجھ سے بیان کیا کہ بنی عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن

---

[1] حرم کے باہر کی تمام جگہ حل کہلاتی ہے ۱۲

ہوازن بھی اس میں شریک تھے۔

دیگر بدعتوں کی ایجاد

ابن اسحاق کہتے ہیں اس کے بعد قریش نے اور بہت سی بدعتیں ایجا[د] کیں منجملہ اُن کے ایک یہ تھی کہ حالتِ احرام میں کوئی شخص پنیر ا[ور] گھی نہ کھائے اور نہ کمبل کے خیمہ میں رہے اور نہ سایہ میں بیٹھے۔ مگر چمڑے کے خیمہ میں فقط آرا[م] لے جب تک حالتِ احرام میں رہے اور جو کھانا کہ حِل سے اپنے ساتھ حرم میں لائے اس کو نہ کھا[ئے] اور نہ حِل کے کپڑے کے ساتھ کعبہ کا طواف کرے جب تک کہ حرم میں کپڑا خرید کر نہ پہنے اور اگر کسی کو [میسر] نہ ہو تو وہ برہنہ ہو کر طواف کرے اور کوئی مرد یا عورت حِل کے کپڑوں میں طواف کر بھی لے تو اُ[س کو] لازم ہے کہ طواف کے بعد ہی فوراً وہ کپڑے اُتار کر ڈال دے اور پھر کوئی شخص اُن کو نہ پہنے۔ غرضیک[ہ] جب قوانین قریش نے تمام عرب میں جاری کر دیئے اور عرب نے ان پر عملدرآمد شروع کر دیا مرد برہنہ طواف کرتے تھے اور عورتیں ایک کپڑا اوڑھے رہتی تھیں اسی طرح حج ہوتا۔

قرآن کریم کے ارشادات

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فر[مایا] اور جب آپ کا دین محکم ہوا اور حج کے احکام مقرر ہوئے تو یہ حکمِ الٰہی نازل ہوا:

ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

یعنی اے قریش تم بھی اُدھر ہی سے چلو جدھر سے کہ لوگ چلتے ہیں اور خدا سے مغفرت مانگو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

یعنی عرفات میں جا کر وقوف کرو اور وہاں سے لوگوں کے ساتھ روانہ ہو۔ اور باقی بدعتوں کے متعلق جو قریش نے ایجاد کی تھیں۔ مثلاً حِل کا کھانا حرم میں نہ کھائے اور برہنہ ہو کر طواف کرے وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: (اے بنی آدم ہر ایک نماز (یا عبادت) کے وقت اپنی زینت سے آراستہ ہو اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک خداوند تعالیٰ فضول خرچوں کو دوست نہیں

[illegible] کہو کہ کس نے اس زینت کو حرام کیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا ہے اور رزق کی عمدہ چیزیں۔ کہہ دو وہ زینت مومنوں کے واسطے زندگانی دُنیا میں اور خصوصاً قیامت کے روز ہے اور اسی طرح ہم آیات کو تفصیلاً اُن لوگوں کے واسطے بیان کرتے ہیں جو اہلِ علم ہیں"۔

پس اللہ تعالیٰ نے حمس اور قریش کی ساری بدعتوں کو نیست و نابود کر دیا اور حضورؐ کو مبعوث کرکے اسلام کے ساتھ اصلی قوانین جاری فرمائے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو جبیر بن مطعم سے سند کے ساتھ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت ہونے سے پہلے لوگوں کے ساتھ عرفات میں اونٹ پر وقوف کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو توفیق تھی۔

باب ۲۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارتیں

جنّات کی بندش

ابن اسحاق کہتے ہیں حضورؐ کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود و نصاریٰ کے علماء اور عرب کے کاہن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں بیان کیا کرتے تھے کیونکہ حضورؐ کا زمانۂ ظہور قریب تھا۔ یہود و نصاریٰ کے علماء تو اپنی کتابوں سے حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور زمانۂ ظہور اور انبیاء کے عہد جو انہوں نے اپنی اُمتوں سے حضورؐ پر اسلام لانے کی بابت لیا تھا بیان کرتے تھے اور عرب کے کاہن اپنے شیاطین سے خبریں سُنتے تھے اور شیاطین آسمان کے قریب جا کر ملائکہ کی گفتگو سُن کر اُس میں سے کچھ اُڑا لاتے تھے اور اپنے دوست کاہنوں کو مطلع کرتے تھے اور وہ عام لوگوں کو اس سے مطلع کرتے تھے اور اس زمانے میں شیاطین کے واسطے آسمان سے خبر لانے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی اور نہ عرب کے لوگ علم کہانت میں کوئی برائی سمجھتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور شیاطین خبروں کے سُننے سے روکے گئے۔ جب کوئی جِن آسمان کی طرف جاتا فوراً شہاب سے اُس کی خبر لی جاتی۔ یہاں تک کہ پھر جنّات میں یہ طاقت نہ رہی کہ کسی بات کو عالمِ بالا سے معلوم کر سکیں۔ تب اُنہوں نے سوچا کہ ضرور کوئی ایسا واقعہ رونما ہُوا ہے جس کے سبب سے ہم روکے گئے ہیں۔

ارشاداتِ قرآن کریم

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی ہے کہ جب قرآن شریف نازل ہُوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو پڑھا اور جنّات نے سُنا تو وہ سمجھ گئے اور اُنہوں نے پہچان لیا کہ یہ اسی کا سبب ہے جو عالمِ بالا کی خبروں سے ہماری بندش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا
عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ط وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ط وَّاَنَّهٗ
تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ط

وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ
وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ
رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ

ترجمہ:۔ "کہدو کہ اے رسول کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن سُنا اور پھر انھوں نے اپنی قوم سے کہا ہم نے عجیب قرآن سُنا ہے جو ہدایت کی راہ دکھلاتا ہے۔ پس ہم اُس کے ساتھ ایمان لے آئے اور اب ہرگز ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور بے شک ہمارے رب کا مرتبہ بڑا بلند ہے۔ اُس نے بیوی یا بیٹا، بیٹی کسی کو نہیں بنایا اور بیشک ہمارے احمق جاہل خدا کی نسبت سخت باتیں کہتے تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ جن یا انسان کوئی خدا پر جھوٹ نہیں بول سکتا اور بعض انسانوں کے لوگ جنات سے پناہ ڈھونڈا کرتے تھے جس سے انھوں نے جناتوں کو اور بھی سرکش کر دیا تھا"

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جنات کا قول نقل فرمایا۔

وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ
شِهَابًا رَّصَدًا ۙ (٧٢ : ٩)

ترجمہ:۔ "اور بے شک ہم آسمانوں کے پاس سُننے کے واسطے بیٹھ جاتے تھے۔ پس اب جو کوئی جن سُننا چاہتا ہے تو اپنے واسطے ایک شہاب منتظر پاتا ہے"

پس جب جنات نے قرآن شریف سُنا اور سمجھے کہ اسی وجہ سے آسمانی خبریں بند ہوئی ہیں تاکہ ...ی سے مشابہ ہو کر لوگوں کو شُبہ میں نہ ڈال دیں۔ پس جنات ایمان لے آئے اور قرآن شریف کی ...ہوں نے تصدیق کی پھر اپنی قوم یعنی اور جنات کے پاس گئے اور کہا۔

یاقومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ یھدی
الی الحق والی طریق مستقیم۔

"یعنی اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سُنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق اور حق اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے"

جنات کا قول جو اس آیت میں ہے کہ بعض انسان جنوں سے پناہ مانگا کرتے تھے اس کی کیفیت ...ہے کہ عرب میں سے جب کوئی شخص سفر کو جاتا اور رات کو اُس کا جنگل میں رہنا ہوتا تو وہ یہ الفاظ ...لیتا تھا کہ میں اس جنگل کے جنات سے اس رات میں پناہ مانگتا ہوں تاکہ ہر ایک شر سے وہ مجھکو محفوظ رکھے

شہابِ ثاقب

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو سند کے ساتھ روایت پہنچی ہے کہ سب سے پہلے لوگ شہاب کو دیکھ کر گھبرائے وہ بنی ثقیف میں سے تھے۔ یہ لوگ عمرو بن امیہ کے پاس جو ان ہی میں سے ایک ہوشیار و چالاک شخص تھا جمع ہوئے اور اس سے پوچھا کہ تم نے بھی ستارہ کا ٹوٹنا دیکھا؟ اس نے کہا ہاں میں نے دیکھا ہے مگر اب تم یہ دیکھو کہ اگر وہ ستارے ٹوٹتے ہیں جو ثوابت ہیں جن سے مسافر خشکی و تری میں راستہ چلتے ہیں اور ستارے ہیں۔ اگر یہ ٹوٹنے والے ثوابت ہیں تب تو جان لو کہ قیامت اور خرابِ عالم کا وقت آگیا اور اگر اور ستارے ہیں تب یہ کوئی بات اللہ نے اس مخلوق کے واسطے پیدا کی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن عباس اور انصار کے چند لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ تم شہاب کی نسبت کیا کہتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم یہ کہتے تھے کہ یا تو کوئی بادشاہ پیدا ہوا ہے یا کوئی بادشاہ مرا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں کوئی کام کرتا ہے تو حاملانِ عرش اس کو سن کر تسبیح پڑھتے ہیں۔ ان کی تسبیح سن کر نیچے کے آسمان کے فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں۔ غرضیکہ اسی طرح سے تسبیح خوانی کا سلسلہ آسمانِ دنیا تک پہنچتا ہے پھر اس کے بعد فرشتے باہم پوچھتے ہیں کہ تم نے کس بات پر تسبیح پڑھی۔ وہ کہتے ہیں ہم نے اوپر کے فرشتوں کی تسبیح سن کر تسبیح پڑھی ہے۔

پس وہ ان سے تسبیح خوانی کا سبب دریافت کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ حاملانِ عرش تک پہنچتا ہے۔ وہ کہتے ہیں خداوند تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں فلاں حکم جاری کیا ہے اسی سبب سے ہم نے یہ تسبیح پڑھی ہے۔ پھر یہ جواب آسمانِ دنیا تک منتقل ہو جاتا ہے اور آسمانِ دنیا کے نیچے شیاطین چھپے گھات لگے رہتے ہیں وہ فرشتوں کی ان باتوں کو جو کچھ ان کو سنائی دیتی ہیں اچک کر لاتے تھے اور اپنے کاہنوں سے بیان کرتے تھے وہ اس کو بڑھا کر اور ایک کی سو بنا کر لوگوں میں مشتہر کرتے ہیں۔ اسی سبب سے کوئی حکم ان کا صحیح اور کوئی غلط ہوتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو اس خبر رسانی سے روک دیا ہے اور یہ شہاب ان کے واسطے مقرر کئے ہیں۔ لہٰذا کہانت منقطع ہوگئی اور اب کہانت نہیں رہی۔

قبیلۂ بنی سہم کی کاہنہ

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے بعض اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ قبیلۂ بنی سہم میں ایک عورت تھی علمِ کہانت سے خوب واقف اور اس کا نام

غیطلہ تھا۔ اس کے ایک شیطان جن نے اس سے آکر کہا۔ ادعہ ما امر یوم عقر و نحر۔ میں زخمی کرنے اور نحر کاٹنے کے دن کو جانتا ہوں۔" قریش نے جب یہ جملہ سُنا حیران ہوئے کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ پھر دوسری رات اس کے جن نے آکر کہا۔ شعوب ما شعوب تصرع فیہ کعب بجنوب[۱]۔ جب یہ جملہ قریش نے سُنا تو حیران ہوئے کہ آیا اس کا کیا مطلب ہے؟ دیکھنا چاہیئے کہ ان کا کیا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد بدر اور اُحد کے واقعات ہوئے۔ تب قریش سمجھے کہ ان جملوں کا یہ مطلب تھا اور یہ خبر اس شیطان نے کاہنہ کو پہنچائی تھی۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ غیطلہ کاہنہ بنی مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھی اور بھائی اس کا مدلج بن مرہ تھا اور غیطلہ کو ام الغاطل بھی کہتے ہیں۔

ن کا کاہن

ابن اسحاق کہتے ہیں یمن میں ایک قبیلہ بنی جنب نام ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں اس کے اندر ایک زبردست کاہن تھا۔ جب حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ کی خبر تمام عرب میں منتشر ہو گئی تو اس قبیلہ کے لوگ اس کاہن کے پاس گئے اور جس پہاڑ پر اس کا قیام تھا اس کے نیچے جمع ہوئے اور اس کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہم کو اس نبی کی بابت بتائیے کہ کیا اپنے دعویٰ میں سچے ہیں یا نہیں؟ وہ کاہن اپنے پہاڑ سے نیچے آکر اور اپنی کمان سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا اور بہت دیر تک آسمان کی طرف سکوت کی حالت میں دیکھتا رہا۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اے قوم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو بزرگی دی ہے اور برگزیدہ کیا اور اُن کے قلب کو نور سے بھر دیا ہے اور تمہارے اندر ان کا رہنا تھوڑے دنوں تک ہے۔ یہ کہہ کر وہ کاہن جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا۔

حضرت عمرؓ اور کاہن

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز مسجد نبوی میں لوگوں کے درمیان تشریف رکھتے تھے کہ ایک عرب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی صورت دیکھتے ہی فرمایا۔ یہ شخص زمانۂ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے آپ کو سلام کیا پھر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے اسلام قبول کیا ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں اے امیر المومنین میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تم زمانۂ جاہلیت میں کہانت کرتے تھے۔ اس نے عرض کیا یا امیر المومنین! سبحان اللہ آپ نے میرے آتے ہی ایسی بات کہی کہ

---

[۱] وہ کیا درے ہوں گے جن میں کعب پہلوؤں کے بل پچھڑ جائیں گے۔

میں خیال کرتا ہوں ایسی بات آپ نے جب سے آپ خلیفہ ہوئے ہیں اپنی رعایا میں سے کسی سے نہ فرمائی ہو گی۔ آپ نے فرمایا اے شخص ہم زمانۂ جاہلیت میں نہایت ذلیل حالت میں تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور اُن کے آگے سر جھکاتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم کو بزرگی دی اور سرفراز فرمایا۔ اُس شخص نے عرض کیا ہاں اے امیر المؤمنین! بیشک میں جاہلیت کے زمانہ میں کاہن تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھ کو بتلاؤ کہ تمہارے جن نے اسلام اور حضورؐ کی نسبت کیا خبر دی۔ اُس نے عرض کیا۔ اسلام کے ظاہر ہونے سے تقریباً ایک ماہ پیشتر میرا جن میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا۔ اے شخص اَلَمْ تَرَ اِلَی الْجِنِّ وَ اِبْلَاسِہَا وَ اِیَاسِہَا مِنْ دِیْنِہَا وَ لُحُوْقِہَا بِالْقِلَاصِ وَ اَحْلَاسِہَا۔ یعنی کیا تُو نے جنّوں کے رنج و ملال اور اپنے دین سے اُن کی مایوسی و نا امیدی اور اُن کی سفر کی تیاری پر غور نہیں کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ کلام سجع ہے شعر نہیں ہے۔ عبداللہ بن کعب کہتے ہیں پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیان کیا کہ خدا کی قسم ایک روز میں قریش کے چند آدمیوں کے ہمراہ ایک بُت کے پاس بیٹھا تھا اور ایک شخص نے اُس بُت کے نام کا بچھڑا ذبح کیا تھا ہم اُس کی تقسیم کے منتظر تھے کہ یکایک میں نے اُس بُت کے جوف میں سے ایک ایسی بلند آواز سُنی کہ کبھی نہ سُنی تھی اور وہ یہ کلام کہتا تھا۔

یَا ذَرِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ یَصِیْحُ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔

اور یہ واقعہ ظہورِ اسلام سے تقریباً ایک مہینہ پہلے کا ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ کلام اس طرح بھی منقول ہے۔ رَجُلٌ یَصِیْحُ بِلِسَانٍ فَصِیْحٍ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ یعنی ایک شخص فصیح زبان سے پکار کر کہتا ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ وہ خبریں ہیں جو عرب کے کاہنوں سے ہم کو پہنچی ہیں۔

○

باب ۲۷

عُلماءِ یہود کی روایتیں

بعثتِ نبویؐ پر یہودیوں کا اعتقاد

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ ہماری قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ہمارے اسلام لانے کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو اللہ تعالےٰ نے ہم پر اپنی رحمت اور ہدایت کی جو ہم کو اسلام کی توفیق عنایت فرمائی اور دوسری بات یہ کہ ہمارے پڑوس میں یہود رہتے تھے وہ اہلِ کتاب تھے اور ہم مشرک لوگ بت پرست تھے جو علم اُن کے پاس تھا وہ ہمارے پاس نہ تھا اور ہمارے اُن کے درمیان ہمیشہ جنگ وجدل رہتی تھی۔ جب اُن کو ہم سے کوئی شکست پہنچتی تو وہ ہم سے کہا کرتے تھے کہ اب ایک نبی کے مبعوث ہونے کا زمانہ قریب ہے۔ ان کے مبعوث ہوتے ہی ہم اُن کے ساتھ مل کر تم کو عاد اور ارم قوموں کی طرح قتل کر دیں گے۔ ہم یہودیوں کی یہ باتیں اکثر سنا کرتے تھے یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پس ہم نے آپ کی دعوت قبول کی جب کہ آپ نے ہم کو خدا کی طرف بلایا اور ان باتوں کو پہچان گئے جن کا یہودی ہم سے وعدہ کرتے تھے۔ چنانچہ اسلام کے اختیار کرنے میں یہودیوں سے ہم نے سبقت کی اور ایمان لے آئے اور اُنھوں نے کفر کیا چنانچہ ہمارے اور اُن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

ارشادِ ربانی

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۸۹﴾ ۲ع۱

"یعنی جب ان (یہودیوں) کے پاس خدا کی کتاب آئی اور خدا نے اپنا رسول بھیجا جو اُن کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے حالانکہ پہلے یہ اس کے وسیلہ سے دُعاءِ فتح کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ فتح کے طالب تھے پس جب وہ ان کے پاس آیا اور اُنھوں نے اس کو پہچان لیا اُس کے ساتھ یہ کافر ہو گئے۔ پس لعنت ہے خدا کی کافروں پر۔"

حضرت سلمہ رضؓ کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو حضرت سلمہ رضؓ بن سلامہ بن وقش سے روایت پہنچی ہے اور یہ بدری صحابی تھے، فرماتے ہیں۔ ہمارے یعنی بنی عبدالاشہل کے پڑوس

میں ایک یہودی رہتا تھا اور میں اُن ایام میں اپنی قوم کے اندر سب سے زیادہ نوعمر تھا۔ ایک چادر اوڑھے ہُوئے اپنے لوگوں کے درمیان بیٹھا تھا۔ اُس یہودی نے آ کر قیامت اور بعث اور حساب اور میزان اور جنت و دوزخ کا ذکر شروع کیا اور دوزخ اُن لوگوں کے واسطے ہے جو مشرک ہیں اور بُت پرستی کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ مرنے کے بعد زندہ ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا تُو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ لوگ مر کر پھر زندہ ہوں گے اور اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے۔ اُس یہودی نے کہا ہاں میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں۔ لوگوں نے کہا تجھ کو خرابی ہو اس کی نشانی کیا ہے؟ اُس نے کہا اُن شہروں کی طرف سے ایک نبی مبعوث ہوں گے اور اپنے ہاتھ سے مکّہ اور یمن کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے کہا وہ نبی کب مبعوث ہوں گے؟ اُس یہودی نے میری طرف دیکھ کر کہا اگر اس بچے کی عمر نے وفا کی تو یہ اُن نبی کو پالے گا۔

سلمہ کہتے ہیں خدا کی قسم تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت رسولِ خدا کا ظہور ہُوا اور اُس وقت تک وہ یہودی ہمارے اندر زندہ تھا۔ پس ہم لوگ تو ایمان لے آئے اور وہ یہودی بُغض و حسد اور سرکشی کے سبب سے ایمان نہ لایا۔ ہم نے اُس سے کہا تجھ کو خرابی ہو تُو ایمان کیوں نہیں لاتا حالانکہ تُو ہی تو ہم سے حضورؐ کا بیان کیا کرتا تھا۔ پھر اب کیا آفت تیرے سر پر نازل ہوئی کہ ایمان نہیں لاتا۔ اُس نے کہا یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا میں ذکر کرتا تھا۔

ثعلبہ، اسید، اسد اور دیگر حضرات کا قبولِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں عاصم بن عمر ابن قتادہ بنی قریظہ کے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا تم کو معلوم ہے کہ ثعلبہ بن سعید اور اُسید بن سعید اور اسد بن عبید جو بنی ہدل بنی قریظہ کے بھائیوں میں سے جاہلیت میں اُن کے ساتھی اور پھر اسلام میں اُن کے سردار تھے۔ ان کے اسلام لانے کی کیا وجہ ہوئی؟ عاصم کہتے ہیں میں نے اُن سے کہا مجھ کو نہیں معلوم۔ شیخ نے کہا شام کے یہودیوں میں سے ایک شخص جس کا نام ابن ہیبان تھا اسلام کے ظہور سے چند سال پیشتر ہمارے پاس آیا اور ہمارے اندر ٹھہرا۔ پس قسم ہے خدا کی ہم نے کوئی شخص اُس سے بہتر عبادت گذار نہ دیکھا اور وہ یہودی ہمارے ہاں ٹھہرا رہا۔ چنانچہ ایک دفعہ امساکِ باراں ہُوا۔ ہم نے اُس سے کہا اے ابن ہیبان تم چل کر ہمارے واسطے بارش کی دُعا کرو۔ اُس نے کہا میں ہرگز نہ جاؤں گا جب تک کہ تم کچھ صدقہ نہ نکالو گے۔ ہم نے کہا کس قدر صدقہ چاہیئے؟ اُس نے کہا چار سیر کھجوریں یا جَو لے لو۔ کہتے ہیں ہم نے وہ صدقہ لیا اور اُس کے ساتھ دُعا

کے واسطے چلے۔ یہاں تک کہ وہ شہر کے باہر ایک میدان میں آیا وہاں اُس نے دُعا کی اور ہنوز وہ اپنی جگہ سے اُٹھنے نہ پایا تھا کہ ابر نمودار ہُوا اور بارش شروع ہوئی۔ اسی طرح کئی بار موقعہ ہُوا۔ پھر جب وہ بیمار ہُوا اور اُس نے سمجھا کہ اب زندگانی آخر ہے تو ہمارے لوگوں کو جمع کیا اور کہا اے گروہِ یہود! بتاؤ کس چیز نے مجھ کو نعمتوں اور اچھی پیداوار کے ملک سے اس خشک زمین میں پہنچایا۔ ہم نے کہا تم ہی جانو ہمیں کیا خبر ہے؟ اُس نے کہا میں اس جگہ ایک نبی کے مبعوث ہونے کی خاطر آیا تھا جس کا زمانۂ ظہور عنقریب ہے اور میں امید کرتا تھا کہ وہ مبعوث ہوں تو میں اُن کی پیروی کروں۔ پس اے یہودیو تم کو لازم ہے کہ تم سب سے پہلے اُن کی اطاعت کرنا کیونکہ اُن کو حکم ہوگا کہ جو اُن کی اطاعت نہ کرے گا اُس کو قتل کر کے وہ اُس کی اولاد کو لونڈی اور غلام بنائیں گے۔ پس تم بلاعذر و حجت اُن پر اسلام لے آنا۔

شیخ کہتے ہیں چنانچہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہُوئے اور بنی قریظہ کا آپ نے محاصرہ کیا تو ان جوانوں نے جنہوں نے ابن ہیبان یہودی کی نصیحت سن کر یاد رکھی تھی اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی قریظہ بے شک یہ وہی نبی ہیں جن پر ایمان لانے کے واسطے تم سے ابن ہیبان نے عہد لیا تھا۔ قوم نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو یہ وہی نبی ہیں اور ان میں وہ سب صفتیں موجود ہیں جو اُس نے بیان کی تھیں۔ پھر سب بنی قریظہ اسلام لے آئے اور اپنے جان و مال کو غازیانِ اسلام کی دست و بُرد سے محفوظ رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ وہ خبریں ہیں جو علماءِ یہود سے ہم کو پہنچی ہیں۔

باب ۲۸

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانیکا واقعہ

ابتدائی حالات

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو عبداللہ بن عباس سے یہ روایت سند کے ساتھ پہنچی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت سلمان نے اپنا واقعہ اس طرح نقل فرمایا کہ میں ملک فارس کے شہر اصفہان کے اضلاع میں سے ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں جس کا نام حی ہے میرا باپ اس گاؤں کا دہقان تھا اور سب چیزوں سے زیادہ مجھ کو محبوب رکھتا تھا اور یہاں تک اس کو مجھ سے محبت تھی کہ کبھی مجھ کو گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا تھا۔ لڑکیوں کی طرح بند رکھتا تھا اور مجھ کو اپنے مذہب آتش پرستی سے اس قدر محبت تھی کہ میں کبھی آگ کو بجھنے نہ دیتا تھا ہمیشہ روشن رکھتا تھا۔ میرے باپ کی بہت بڑی جاگیر تھی اور وہ وہاں ایک مکان کے بنانے میں مصروف تھے مجھ سے ایک روز کہنے لگا کہ اے فرزند! میں تو آج اس تعمیر کے کام میں مشغول ہوں تم فلاں کام کو ہو آؤ مگر جلد آنا ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے تو میں پریشان ہو جاؤں گا اور ضروری کام بھی نہ کر سکوں گا۔ سلیمان کہتے ہیں میں والد کے حسب الحکم اس کام کو روانہ ہوا۔

طلب حق اور عیسائیت کی طرف رجحان

راستہ میں نصرانیوں کا ایک گرجا تھا اور اس میں وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں ان کی آواز سن کر اس گرجا میں گیا اور نماز کا تماشہ دیکھنے لگا۔ مگر چونکہ ہمیشہ گھر میں بند رہتا تھا ہر ایک بات سے ناواقف تھا ان کی نماز کا طریقہ مجھ کو بہت پسند آیا اور خیال کیا کہ یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اور دل میں کہا کہ بیشک یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے اور میرا تمام دن اسی گرجا میں گزر گیا۔ جس کام کو میرے والد نے بھیجا تھا وہ کام بھی رہ گیا۔ پھر میں نے اس گرجا کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ مذہب میں کہاں حاصل کروں؟ انہوں نے کہا ملک شام میں۔ میں یہ دریافت کر کے اپنے والد کے پاس آیا۔ انہوں نے میری تلاش میں بہت سے آدمی بھیج دیئے تھے اور نہایت حیران و پریشان بیٹھے تھے۔ جب میں آیا تو مجھ سے پوچھا کہ کہاں رہ گیا تھا؟ میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا

کہ جلد آ نا۔ مَیں نے کہا کہ ابا جان مَیں ایک گرجا کے پاس سے گزرا وہاں مَیں نے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اُن کی نماز مجھ کو بہت پسند آئی اور غروب آفتاب تک مَیں اُن کا تماشہ دیکھتا رہا۔ والد نے فرمایا اے فرزند ہمارا دین اُس دین سے بہتر ہے۔ مَیں نے کہا ہرگز نہیں وہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ سلمان کہتے ہیں میرے والد کو اُس دن سے میرے بارے میں اندیشہ بڑھ گیا اور انہوں نے میرے پَیر میں ایک زنجیر باندھ کے گھر میں قید کر دیا۔

شام کا سفر

مَیں نے اُس گرجا کے نصاریٰ کے پاس پیغام بھیجا کہ جب تمہارے پاس ملک شام سے سوداگروں کا قافلہ آئے تو مجھ کو خبر دینا۔ پس جب قافلہ آیا انہوں نے مجھ کو خبر کی۔ مَیں نے کہلا بھیجا کہ جب یہ قافلہ واپس شام کو کوچ کرے تو مجھ سے کہلا بھیجنا۔ مَیں اُس کے ساتھ ہو لوں گا۔ جس روز وہ قافلہ روانہ ہونے والا تھا اُنہوں نے مجھ کو اطلاع بھیجی۔ مَیں اس زنجیر کو پاؤں سے نکال کر اُن میں جا ملا اور قافلہ کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہُوا۔

حضرت سلمانؓ اور اسقف

یہاں تک کہ جب ہم ملک شام میں پہنچے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا عالم تمہارے مذہب کا کون ہے؟ انہوں نے کہا فلاں اسقف اُس کنیسہ یعنی گرجا میں رہتا ہے۔ مَیں اس اسقف کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں رہ کر دین کی تعلیم حاصل کروں۔ اُس نے قبول کیا اور مَیں اُس کے ساتھ رہنے لگا۔

سلمان کہتے ہیں یہ اسقف نیک شخص نہ تھا لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم کرتا تھا اور جب اس کے پاس مال صدقہ جمع ہو کر آتا تو اُس کو مساکین پر خرچ نہ کرتا سب اپنے پاس جمع کرتا تھا یہاں تک کہ اُس کے پاس سات مٹکے روپوں اور اشرفیوں سے بھرے ہُوئے جمع تھے۔ اس کی اس بات سے مجھ کو سخت نفرت تھی۔ یہاں تک کہ جب وہ مر گیا اور سب نصاریٰ اُس کے دفن کے واسطے جمع ہوئے۔ مَیں نے اُن سے کہا یہ تمہارا اسقف نہایت بد باطن تھا تم کو صدقہ کا حکم کرتا تھا اور جب تم اس کو صدقہ دیتے تھے تو مساکین پر خرچ نہ کرتا تھا۔ انہوں نے کہا تجھ کو کیوں کر معلوم ہُوا۔ مَیں نے کہا مَیں تم کو اس کا خزانہ بتاتا ہوں۔ انہوں نے کہا بتلا۔ مَیں نے ان کو وہ جگہ بتلائی۔ انہوں نے کھود کر وہ ساتوں مٹکے نکالے جو روپوں اور اشرفیوں سے بھرے ہُوئے تھے۔ سلمان کہتے ہیں جب نصاریٰ نے یہ واقعہ دیکھا کہنے لگے۔ ہم ایسے ناپاک کو ہرگز دفن نہ کریں گے اور پھر انہوں نے اُس کی لاش کو دار پر کھینچ کر لٹکا دیا اور خوب اس پر پتھر مارے۔

حضرت سلمانؓ اور عابد

بعد میں ایک اور شخص کو لا کر اُس کا جانشین بنایا۔ یہ شخص نہایت عابد و زاہد اور متقی تھا۔ رات دن عبادت اور نماز میں مصروف رہتا تھا۔ سلمان کہتے ہیں مجھ کو اس شخص سے بہت محبت ہوئی اور اُس کے ساتھ میں نے رہنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس شخص کا بھی وقت آخر ہُوا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اب تمہارا تو آخری وقت ہے میرے واسطے کیا وصیت کرتے ہو کہ میں اب کس کے پاس رہوں۔ اُس نے کہا اے فرزند جو لوگ تھے وہ انتقال کر گئے اور اب جو لوگ ہیں اُنہوں نے دین کو پلٹ دیا ہے اور پہلے طریقے بہت سے ترک کر دیئے ہیں۔ میرا دوست صرف ایک شخص موصل میں ہے۔ وہ بھی وہی طریقہ رکھتا ہے جو میرا ہے تم اُس کے پاس چلے جاؤ۔

موصل میں قیام

چنانچہ جب یہ مر گیا تو میں موصل میں اُس شخص کے پاس گیا اور سارا قصہ بیان کیا کہ فلاں شخص کے حسبِ وصیت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس نے کہا بشوق تم میرے پاس رہو۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا اور اُس کو بھی میں نے نہایت نیک شخص پایا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں اس کا وقت بھی آخر ہُوا۔ میں نے اُس سے کہا اے شخص میں فلاں شخص کی حسبِ وصیت تمہارے پاس آیا تھا اور اب تم بھی رخصت ہوتے ہو پس میرے واسطے تم نے کیا تجویز کیا ہے؟ کہ اب میں کہاں جاؤں۔ اس نے کہا اے سلمان خدا کی قسم ہے میں اس حالت کے موافق کہ جس پر میں قائم ہوں سوا ایک شخص کے اور کسی کو نہیں پاتا وہ شہر نصیبین میں ہے تم اُس کے پاس چلے جانا۔

نصیبین میں قیام

چنانچہ میں اس کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ بیان کر کے وہاں رہنے لگا۔ اور اُس کو بھی میں نے نیک شخص پایا۔ مگر چند ہی روز کے بعد اُس کی عمر نے بھی وفا نہ کی اور قریب المرگ ہُوا۔ میں نے اس سے بھی عرض کیا کہ جناب آپ تو تشریف لے جاتے ہیں مگر مجھ کو کس کے پاس چھوڑتے ہیں۔ اُس نے کہا اے سلمان بجز ایک شخص کے جو روم کے شہر عموریہ میں رہتا ہے اور کسی کو میں لائق نہیں جانتا۔ پس تم اُس کے پاس چلے جاؤ وہ اسی طریقہ کا آدمی ہے جس کے کہ ہم لوگ تھے سلمان کہتے ہیں۔

عموریہ میں قیام

میں اس کے مرنے کے بعد عموریہ میں پہنچا اور اُس سے مل کر سارا واقعہ بیان کیا۔ اُس نے کہا تم باشوق میرے پاس رہو۔ میں رہنے لگا اور ان ایام میں میں نے کچھ کما کر گائیں اور بکریاں بھی جمع کر لی تھیں اور تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ یہ شخص سفرِ آخرت

کے سامان میں مشغول ہوا۔ میں نے کہا جناب میرے واسطے کیا حکم ہے ؟ میں فلاں فلاں لوگوں کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اب آپ کس کے پاس روانہ کرتے ہیں۔ اُس نے کہا اے فرزند! قسم ہے خدا کی اب میں کوئی شخص اس طریقہ کا نہیں جانتا جس پر کہ ہم لوگ تھے جس کے پاس جانے کا میں تجھ کو حکم کروں۔ مگر اب ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔ دینِ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ مبعوث ہوں گے۔ زمین عرب سے ان کا خروج ہو گا اور ایک ایسے شہر کی طرف ہجرت کریں گے جو دو حرّوں یعنی گرم میدانوں کے درمیان میں ہو گا اور کھجور کے درخت ہوں گے اور ظاہر علامات رکھتے ہوں گے ہدیہ کو قبول کر کے نوش فرماتے ہوں گے اور صدقہ کو نہ کھاتے ہوں گے اور اُن کے دونوں شانوں کے درمیان میں مہر نبوت ہو گی۔ پس اے سلمان اگر تجھ سے ہو سکے تو وہاں چلا جا۔ سلمانؓ کہتے ہیں پھر وہ شخص مر گیا اور اُس کے بعد ایک عرصہ تک میں عموریہ میں رہا۔

عرب کا سفر اور مدینہ منورہ

پھر اہلِ عرب میں سے بنی کلب کا ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ میں نے اُن سے کہا کہ میں اپنی یہ گائیں اور بکریاں تم کو دیتا ہوں بشرطیکہ تم مجھ کو یہاں سے عرب میں لے چلو۔ انہوں نے قبول کیا اور میں اُن کے ساتھ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ جب یہ قافلہ وادی القریٰ میں پہنچا تو اُن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا اور ایک یہودی کے ہاتھ مجھ کو غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ میں اُس کے پاس رہنے لگا اور وہاں کھجوروں کو دیکھ کر مجھ کو خیال ہوا کہ ضرور وہ شہر یہی ہے جس کا مجھ سے میرے اس دوست نے ذکر کیا تھا۔ مگر یہ بات دل میں پختہ نہ ہوتی تھی۔ پھر اُس یہودی کے پاس مدینہ سے بنی قریظہ کا ایک شخص جو اُس کا چچازاد بھائی تھا آیا اور مجھ کو اس سے خرید کر مدینہ میں لے آیا۔ مدینہ کو دیکھتے ہی مجھ کو یقین ہو گیا کہ بے شک یہ وہی شہر ہے جس کا میرے دوست نے ذکر کیا تھا۔ پس میں مدینہ میں رہنے لگا۔ اور حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے اور جب تک خدا کو منظور ہوا وہاں رہے مجھ کو اس کی مطلق خبر نہ تھی۔

ایک روز میں اپنے اُسی آقا یہودی کے کام میں مصروف تھا یعنی کھجور پر چڑھ کر کھجوریں توڑ رہا تھا اور میرا آقا بھی میرے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُس کے ایک چچازاد بھائی نے آ کر کہا کہ اے فلاں خدا بنی قیلہ کو غارت کرے ایک شخص کے پاس گھیرے ہوئے ہیں جو مکہ سے اُن کے ہاں آیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ نبی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں قیلہ کا نسب اس طرح ہے قیلہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ جو اوس اور خزرج کی ماں تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سلمان نے فرمایا جب میں نے یہ خبر سنی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور کپکپی طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ مجھ کو خیال ہُوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا۔ اپنی یہ حالت دیکھ کر میں بہ ہزار دقّت کھجور پر سے نیچے اُترا اور اس آنے والے سے پوچھا کہ یہ تم نے کیا واقعہ بیان کیا۔ میرے اس دریافت کرنے سے میرے آقا کو سخت غصّہ آیا اور ایک زور سے میرے طمانچہ مار کر کہا تجھے ان باتوں سے کیا کام جا اپنا کام کر۔ کہتے ہیں میں نے اُس سے کہا کہ مجھے اور تو کچھ غرض نہیں صرف ایک بات پوچھتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری

سلمان کہتے ہیں میں نے اپنے پاس کچھ جمع کر رکھا تھا اُس میں سے کچھ کھانے کی چیز لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور آپؐ اس وقت قبا میں تشریف رکھتے تھے اور عرض کیا مجھ کو معلوم ہُوا ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے غریب اصحاب ہیں اس واسطے میں یہ صدقہ لایا ہوں کیونکہ میں نے دوسروں کے مقابلہ میں آپ لوگوں کو اس کا زیادہ مستحق خیال کیا۔

کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اپنے صحابہ کے آگے کر دیا اور فرمایا تم لوگ کھاؤ اور اپنا ہاتھ روک لیا اور نوش نہ فرمایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک نشانی تو صحیح ہوئی پھر میں وہاں سے چلا آیا اور پھر کچھ جمع کرنا شروع کیا اور پھر حضورؐ کی خدمت میں اس کو لے کر حاضر ہُوا اور عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپ صدقہ کی چیز نوش نہیں فرماتے ہیں۔ لہٰذا میں یہ خاص آپ کے واسطے بطور ہدیہ کے لایا ہوں۔ آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا اور اپنے اصحاب کو بھی شریک ہونے کا حکم کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب یہ دو نشانیاں ہوئیں۔ پھر میں نے ایک روز مقام بقیع غرقد[1] میں دیکھا کہ آپ ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر آپ کی پشت کی طرف آیا تاکہ مہر نبوّت کو دیکھوں۔ آپ مجھ کو پیچھے آتے دیکھ کر سمجھ گئے کہ میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں جس کا مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ پس آپؐ نے اپنی پشت سے چادر ہٹا دی جس کے سبب سے میں نے مُہر نبوّت کو دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ یہ وہی ہے۔ چنانچہ میں اُس پر جُھک گیا اور اس کو بوسہ دے کر رونے لگا۔ حضورؐ نے

---

[1] مدینہ منورہ کا قبرستان۔ (مرتّب)

نے مجھ سے فرمایا سامنے آؤ۔ میں سامنے حاضر ہُوا اور بیٹھ گیا۔ پھر اپنا سارا قصّہ اوّل سے آخر تک بیان کیا۔ جس طرح کہ اے ابن عباس اس وقت تمہارے سامنے بیان کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اس قصّہ کو سُن کر بہت خوش ہُوئے۔

غلامی سے نجات

اس غلامی کے سبب میں غزوۂ بدر اور اُحد میں شریک نہ ہو سکا۔ پھر حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان تم اپنے آقا سے مکاتبہ کر لو چنانچہ میں نے اُس سے کھجور کے تین سو درخت لگانے اور چالیس اَوقیہ سونے پر کتابت کر لی اور حضورؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ پس لوگ کھجوروں کے پودے لانے لگے۔ کوئی تیس پودے لایا کوئی بیس پودے لایا۔ کوئی دس لایا کوئی پانچ لایا یہاں تک کہ تین سو پودے پُورے ہو گئے۔ پھر حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان تم جا کر اُن کے واسطے گڑھے کھودو۔ اور جب تیار ہو جائیں تو مجھ کو خبر کرنا میں اپنے ہاتھ سے ان کو لگاؤں گا۔

سلمان کہتے ہیں میں نے جا کر گڑھے کھودنے شروع کیے اور لوگ بھی میری امداد میں شریک ہو گئے۔ تھوڑے عرصہ میں گڑھے تیار کر کے ہم نے حضورؐ کو خبر کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس جگہ تشریف لائے اور ہم نے آپ کو پودے دینے شروع کئے اور آپؐ لگانے لگے یہاں تک کہ سب حضورؐ نے بدستِ خود لگائے اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے اُن میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہُوا۔ پس اب میں کھجوروں کو تو ادا کر چکا صرف چالیس اوقیہ میرے ذمّہ رہ گئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مُرغ کے بیضہ کے برابر کسی کان سے سونا ہدیہ میں آیا۔ آپؐ نے فرمایا فارسی مکاتب کہاں ہے میں بُلایا گیا جب حاضر ہُوا تو فرمایا یہ سونا لے جا اور اپنا مال کتابت اس سے ادا کر دے۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! اس میں تو وہ پُورا ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ فرمایا تُو جا کر اس کو وزن تو کر خدا پورا کر دے گا۔ سلمان کہتے ہیں میں اُس کو لے کر گیا اور وزن جو کیا تو واللہ پورے چالیس اوقیہ تھا۔ میں نے اس یہودی کو اُس میں سے دیدیئے اور پھر میں حضور کے ساتھ خندق کی جنگ میں بحالتِ آزادی شریک ہُوا اور کوئی جہاد میرا حضورؐ کے ساتھ فوت نہیں ہُوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت سلمانؓ سے مجھ کو ایک یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ جب میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ سونا اس قدر کہاں ہے جو ادا کیا جائے۔ حضورؐ نے اس ڈلی کو لے کر اپنی زبان مبارک سے لگایا اور پھر فرمایا کہ اے سلمان اس کو لے اور اُس کے چالیس اوقیہ پُورے کر دے۔ چنانچہ میں نے

لے کر اُس یہودی کے چالیس اَوقیہ پورے دیدیئے۔

ایک اور روایت ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو عمر بن عبدالعزیز بن مروان سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب حضرت سلمانؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا واقعہ نقل کیا تو یہ بھی کہا کہ عموریہ کے راہب نے اُن سے یہ بھی کہا تھا کہ تم ملک شام میں فلاں جگہ جاؤ وہاں ایک راہب ہے اور وہ سال بھر میں ایک غَیضہ[1] سے نکل کر دوسرے غیضہ میں جاتا ہے۔ تمام لوگ اپنے بیماروں کو لے کر اس کے منتظر رہتے ہیں جس کے واسطے وہ دُعا کرتا ہے فوراً وہ بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ اُس سے تم اس دین کی بابت سوال کرو جس کی تم کو تلاش ہے وہ بتلادے گا۔

سلمان کہتے ہیں مَیں وہاں سے چلا اور حسبِ نشان دہی اُس راہب کے اُس شہر میں آیا۔ پس مَیں نے دیکھا کہ لوگ بیماروں کو لئے ہوئے جمع تھے۔ یہاں تک کہ رات کے وقت وہ راہب ایک غیضہ سے نکل کر دوسرے میں جانے لگا۔ لوگوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مجھ کو اس تک پہنچنے بھی نہ دیا۔ جس مریض کے واسطے اُس نے دُعا کی فوراً وہ اچھا ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ راہب غیضہ کے دروازہ پر پہنچا اور چاہتا تھا کہ اندر داخل ہو کہ مَیں نے جاکر اُس کا بازو پکڑ لیا۔ اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا۔ مَیں نے کہا اے شخص خدا تجھ پر رحم کرے مجھ کو دینِ ابراہیم اور ملّتِ حنیف کی خبر دیجئے۔ اُس نے کہا تُو نے آج مجھ سے ایسی بات دریافت کی ہے جو کسی نے اب تک نہ دریافت کی تھی۔ مگر یہ تو سُن لے کہ اب ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے وہ نبی اہلِ حرم میں سے ہوں گے۔ اور تجھ کو یہ دین تعلیم کریں گے۔ پھر وہ راہب اپنے غیضہ میں داخل ہو گیا۔

سلمانؓ سے حضورؐ نے یہ واقعہ سُن کر فرمایا اے سلمان اگر تم نے یہ واقعہ سچ بیان کیا ہے تو بے شک تم نے عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام سے ملاقات کی۔

○

---

[1] غیضہ، بیشہ اور جنگل کو کہتے ہیں۔ ۱۲

باب ۲۹

ورقہ بن نوفل، عبید اللہ بن جحش، عثمان بن حرث اور زید بن عمرو

ترک بت پرستی

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش سال بھر میں ایک روز ایک بُت کے پاس عید کیا کرتے تھے۔ سب قریش اُس کے پاس جمع ہو کر قربانیاں اور طواف کیا کرتے تھے اور بے حد تعظیم و تکریم اور اعتکاف بجالاتے تھے۔ پس اس مجمع میں چار آدمیوں نے باہم مشورہ کیا اور کہا کہ ہم چاروں کو لازم ہے کہ سلسلہ دوستی آپس میں مستحکم کریں اور اپنے راز کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ سب نے اسی رائے پر عہد کیا اور وہ چاروں آدمی یہ تھے۔ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی اور عبیداللہ بن جحش بن راب بن یعمر بن صبرہ بن مُرّہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اور عبیداللہ کی ماں امیمہ بنت عبدالمطلب تھی اور عثمان بن حویرث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ اور زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی۔

ان چاروں شخصوں نے باہم عہد کیا کہ ہم اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قوم بالکل گمراہ ہے اور دینِ ابراہیم کو بھول کر خطا میں پڑگئی ہے ایسے پتھروں کی پرستش کرتی ہے جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ کچھ نفع یا ضرر پہنچاتے ہیں۔ پس ہم کو لازم ہے کہ ملک در ملک پھر کر مذہبِ ابراہیم اور دینِ حنیف کی تلاش کریں۔ یہ رائے ان میں قرار پاگئی اور اس پر انہوں نے عملدرآمد شروع کر دیا۔

ورقہ بن نوفل

چنانچہ ورقہ بن نوفل نے نصرانیت اختیار کی اور اہلِ کتاب سے آسمانی کتابوں کا علم حاصل کیا۔

عبیداللہ بن جحش

عبیداللہ بن جحش اُسی شک کی حالت میں رہا۔ یہاں تک کہ اسلام ظاہر ہوا اور وہ اور مسلمانوں کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مع اپنی بیوی اُم حبیبہ

بنت ابی سفیان کے حبشہ گیا وہاں جاکر مرتد ہو گیا اور نصرانیت اختیار کی اور اسی حالت پر وہ مر گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ حبشہ میں جب یہ عبیداللہ بن جحش نصرانی ہونے کے بعد صحابۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا وہ اس سے فرماتے کہ ہم تو بینا ہو گئے۔ اور تم ہنوز بینائی کی تلاش ہی میں ہو۔ ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن جحش کے مرنے کے بعد حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے محمد بن علی بن حسین علیہم السلام نے بیان کیا ہے کہ حضورؐ نے اس شادی کے پیغام کے واسطے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا تھا۔ نجاشی نے اُم حبیبہ کا حضورؐ سے نکاح کر کے چار سو دینار مہر مقرر کئے۔ حضرت محمد بن علی فرماتے ہیں کہ تم جو عبدالملک بن مروان کو دیکھتے ہو کہ چار سو دینار کا مہر مقرر کرتا ہے اُس کی یہی وجہ ہے اور اس نکاح میں ام حبیبہ کے وکیل خالد بن سعید بن عاص تھے جنہوں نے ان کو حضورؐ کے نکاح میں دیا۔

عثمان بن حویرث

ابن اسحاق کہتے ہیں ان چار میں تیسرا شخص عثمان بن حویرث قیصر رُوم کے پاس جاکر نصرانی ہو گیا اور اُس کے مقربوں میں داخل ہُوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں عثمان بن حویرث کا قیصر روم سے ملنے کا واقعہ چونکہ سیرت نبویہ سے تعلق نہیں رکھتا اس لئے میں نے اس کو ترک کر دیا۔

زید بن عمرو

ابن اسحاق کہتے ہیں چوتھا شخص یعنی زید بن عمرو بن نفیل یہودی یا نصرانی کچھ نہیں ہُوا اور اپنی قوم کے مذہب سے بھی جدا ہو گیا۔ بتوں اور اُن کی قربانیوں اور خون اور مُردار کے قریب نہ جاتا تھا اور موؤدہ[1] کے قتل سے بھی منع کرتا تھا اور کہتا تھا میں اپنے باپ ابراہیم کے مذہب پر ہوں اور اپنی قوم کی بدعات کے عیب بیان کرتا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو بڑھاپے کی حالت میں دیکھا ہے کعبہ سے پشت لگائے بیٹھے رہتے تھے اور قریش سے کہتے تھے اے قریش کے گروہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں زید بن عمرو کی جان ہے، سوا میرے تم میں سے کوئی ابراہیم علیہ السلام کے

---

[1] عرب میں دستور تھا کہ بعض جاہل اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے اس لڑکی کو موؤدہ کہتے ہیں۔ ۱۲

دین پر نہیں ہے۔ پھر کہتے اے اللہ اگر مجھ کو معلوم ہو کہ میں کس طرح سے تیری عبادت کروں تو میں اس کو بجا لاؤں۔ مگر افسوس کہ میں تیری عبادت کا طریقہ نہیں جانتا۔ پھر اپنے ہاتھ آگے رکھ کر ہتھیلیوں پر سجدہ کرتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل کے فرزند سعیدؓ بن زید اور عمرؓ بن خطاب نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور آپ زید بن عمرو بن نفیل کے واسطے دعا مغفرت کیجئے۔ فرمایا ہاں وہ تنہا قبر سے اٹھایا جائے گا۔

اشعار زید بن عمرو

زید بن عمرو بن نفیل نے اپنی قوم کا دین ترک کرنے اور اُن کی تکالیف کے سہنے کو نظم کیا ہے جس کے چند شعر ہم نقل کرتے ہیں

أَرَبًّا وَاحِدًا أَمْ أَلْفَ رَبٍّ　　أَدِينُ إِذَا تُقُسِّمَتِ الْأُمُورُ

ترجمہ: آیا ایک پروردگار کو مانوں یا ہزاروں کو جبکہ دین کے امور لوگوں میں تقسیم ہو گئے۔

عَزَلْتُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى جَمِيعًا　　كَذَٰلِكَ يَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُورُ

ترجمہ: لات اور عزیٰ وغیرہ سب بتوں کو میں نے چھوڑ دیا ہے۔ ایسا ہی ہوشیار صابر شخص کرتا ہے۔

فَلَا عُزَّى أَدِينُ وَلَا ابْنَتَيْهَا　　وَلَا صَنَمَيْ بَنِي عَمْرٍو أَزُورُ

ترجمہ: نہ میں عزیٰ کا دین رکھتا ہوں اور نہ اس کے دونوں بیٹیوں کا اور نہ بنی عمرو کے دونوں بتوں کی زیارت کرتا ہوں۔

وَلَا غَنْمًا أَدِينُ وَكَانَ رَبًّا　　لَنَا فِي الدَّهْرِ إِذْ حِلْمِي يَسِيرُ

ترجمہ: اور نہ غنم بت پر میرا اعتقاد ہے حالانکہ وہ اُس زمانے میں میرا رب تھا جبکہ میری عقل تھوڑی تھی۔

وَلَكِنْ أَعْبُدُ الرَّحْمَٰنَ رَبِّي　　لِيَغْفِرَ ذَنْبِيَ الرَّبُّ الْغَفُورُ

ترجمہ: ولیکن میں تو اپنے پروردگار رحمٰن کی پرستش کرتا ہوں تاکہ میرا پروردگار بخشندہ میرے گناہ بخش دے۔

فَتَقْوَى اللَّهِ رَبِّكُمْ احْفَظُوهَا　　مَتَى مَا تَحْفَظُوهَا لَا تَبُورُوا

ترجمہ: پس اے لوگو! تم اپنے پروردگار کی جو اللہ ہے پرہیزگاری اور خوف کو لازم پکڑو۔ جب تک تم اس پرہیزگاری کی حفاظت کرو گے ہلاک اور برباد نہ ہو گے۔

تَرَى الْأَبْرَارَ دَارُهُمُ جِنَانٌ　　وَلِلْكُفَّارِ حَامِيَةٌ سَعِيرٌ

ترجمہ: تو نیک لوگوں کا گھر جنت کو دیکھے گا اور کفار کے واسطے بھڑکتی ہوئی دوزخ کو۔

وَخِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ وَإِنْ يَمُوتُوا　　يُلَاقُوا مَا تَضِيقُ بِهِ الصُّدُورُ

ترجمہ: زندگانی میں بھی کافروں کے واسطے ذلت ہے اور جب مرینگے تو ایسی مصیبت میں گرفتار ہونگے جس سے دم گھٹ کر سینہ میں پھول جائیگا۔

اور یہ بھی زید بن عمرو بن نفیل ہی کا کلام ہے

إِلَى اللهِ أُهْدِي مِدْحَتِي وَثَنَائِيَا وَقَوْلًا رَصِينًا لَا يَنِي الدَّهْرَ بَاقِيَا

ترجمہ: خدا ہی کی جناب میں مَیں اپنی مدح وثناء کا تحفہ بھیجتا ہوں اور قول محکم واستوار جو ہمیشہ زمانے میں باقی رہنے والا ہے۔"

إِلَى الْمَلِكِ الْأَعْلَى الَّذِي لَيْسَ فَوْقَهُ إِلٰهٌ وَلَا رَبٌّ يَكُونُ مُدَانِيَا

ترجمہ: اُس بادشاہ برتر کی جناب میں جس سے اوپر کوئی معبود نہیں ہے اور نہ اُس کے سے رُتبے والا کوئی اور رب ہے۔"

أَلَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِيَّاكَ وَالرَّدَى فَإِنَّكَ لَا تُخْفِي مِنَ اللهِ خَافِيَا

ترجمہ: اے انسان تُو اپنے تئیں بُرے کاموں سے بچا کیونکہ تُو کسی بات کو خدا سے پوشیدہ نہیں کر سکتا ہے۔"

وَإِيَّاكَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللهِ غَيْرَهُ فَإِنَّ سَبِيلَ الرُّشْدِ أَصْبَحَ بَادِيَا

ترجمہ: اور خبردار خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجو کیونکہ ہدایت کا راستہ صاف اور روشن ہو گیا ہے۔"

حَنَانَيْكَ إِنَّ الْجِنَّ كَانَتْ رَجَاءَهُمْ وَأَنْتَ إِلٰهِي رَبَّنَا وَرَجَائِيَا

ترجمہ: بے شک جنّاتوں سے لوگ اپنی آرزوئیں کرتے ہیں اور تُو اے اللہ میرا رب ہے اور تجھ ہی سے میری آرزو ہے۔"

رَضِيتُ بِكَ اللّٰهُمَّ رَبًّا فَلَنْ أَرَى أَدِينُ إِلٰهًا غَيْرَكَ اللهُ ثَانِيَا

ترجمہ: تیرے ساتھ اے میرے اللہ مَیں راضی ہوں پس مَیں نہیں دیکھتا ہوں تیرے سوا کوئی دوسرا معبود جس کا دین اختیار کروں۔"

وَأَنْتَ الَّذِي مِنْ فَضْلِ مَنٍّ وَرَحْمَةٍ بَعَثْتَ إِلَى مُوسَى رَسُولًا مُنَادِيَا

ترجمہ: اور تو وہ ذات پاک ہے کہ تُو نے اپنے فضل کی بخشش ورحمت سے موسیٰ کی طرف اپنا پیغامبر جبرائیل کو بھیجا جس نے موسیٰ کو ندا کی۔"

فَقُلْتَ لَهُ اذْهَبْ وَهَارُونَ فَادْعُوَا إِلَى اللهِ فِرْعَوْنَ الَّذِي كَانَ طَاغِيَا

ترجمہ: پھر تُو نے موسیٰ کو حکم کیا تو اور ہارون دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور خدا کی طرف اُس کو بلاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔"

وَقُولَا لَهُ أَأَنْتَ سَوَّيْتَ هٰذِهِ بِلَا وَتَدٍ حَتَّى اطْمَأَنَّتْ كَمَا هِيَا

ترجمہ: اور تم اُس سے کہو کہ کیا تُو نے اس زمین کو بغیر کسی میخ کے ایسا صاف بچھا دیا ہے کہ یہ اِس طرح ثابت ہے ہلتی تک نہیں۔"

وَقُوْلَا لَهٗ اَاَنْتَ رَفَعْتَ هٰذِهٖ   بِلَا عَمَدٍ اَرْفِقْ اِذًا بِكَ بَانِیَا

ترجمہ : اور اس سے کہو کہ کیا تُو نے ان آسمانوں کو اس طرح بغیر ستون کے بلند کر دیا ہے تُو تو بڑا بنانے والا ہے اگر تُو نے ایسی ایسی چیزیں بنائی ہیں۔"

وَقُوْلَا لَهٗ اَاَنْتَ سَوَّیْتَ وَسْطَهَا   مُنِیْرًا اِذَا مَاجَنَّهُ اللَّیْلُ هَادِیَا

ترجمہ : اور کہو کہ کیا تُو نے ہی آسمان کے بیچ میں چاند بنایا ہے جب اندھیری رات ہوتی ہے تو وہ لوگوں کو راستہ دکھاتا ہے۔"

وَقُوْلَا لَهٗ مَنْ یُّرْسِلُ الشَّمْسَ غُدْوَةً   فَیُصْبِحُ مَامَسَّتْ مِنَ الْاَرْضِ ضَاحِیَا

ترجمہ : اور اس سے کہو کون ہے جو صبح کے وقت سورج کو بھیجتا ہے کہ زمین پر جہاں تک اُس کی روشنی پہنچتی ہے روشن ہو جاتی ہے۔"

وَقُوْلَا لَهٗ مَنْ یُّنْبِتُ الْحَبَّ فِی الثَّرٰی   فَیُصْبِحُ مِنْهُ الْبَقْلُ یَهْتَزُّ رَابِیَا

ترجمہ : اور اس سے کہو کون ہے جو دانہ کو زمین میں اُگاتا ہے کہ پھر اس سے ساگ وغیرہ ابھرا لہلہانے لگتا ہے۔"

وَیُخْرِجُ مِنْهُ حَبَّهٗ فِیْ رُءُوْسِهٖ   وَفِیْ ذَاكَ اٰیَاتٌ لِّمَنْ كَانَ وَاعِیَا

ترجمہ : اور پھر اُس میں سے اس کے سروں میں دانے نکلتے ہیں اور ان چیزوں کی اُس شخص کے واسطے نشانیاں ہیں جو اُن کو دل سے سمجھ کر یاد رکھے۔

وَاَنْتَ بِفَضْلٍ مِّنْكَ نَجَّیْتَ یُوْنُسًا   وَقَدْ بَاتَ فِیْ اَضْعَافِ حُوْتٍ لَیَالِیَا

ترجمہ : اور تُو نے ہی اے پروردگار اپنے فضل سے یونس کو نجات دی جو کتنی راتیں مچھلی کے پیٹ میں رہا۔"

وَاِنِّیْ وَلَوْ سَبَّحْتُ بِاسْمِكَ رَبَّنَا   لَاُكْثِرُ اِلَّا مَاغَفَرْتَ خَطَائِیَا

ترجمہ : اور میں اے پروردگار اگرچہ کثرت کے ساتھ تیرے نام کی تسبیح پڑھتا ہوں مگر تم ہی میری خطاؤں کو بخش فرمائیو۔"

فَرَبَّ الْعِبَادِ اَلْقِ سَیْبًا وَّرَحْمَةً   عَلَیَّ وَبَارِكْ فِیْ بَنِیَّ وَمَالِیَا

ترجمہ : پس اے پروردگار! بندوں کے! اپنی عنایت اور رحمت مجھ پر نازل کر اور میری اولاد اور مال میں برکت فرما۔"

زید بن عمرو کی تکالیف ابن اسحاق کہتے ہیں زید بن عمرو بن نفیل نے مکہ سے دین ابراہیم کی تلاش اور جستجو کے واسطے سفر کرنے کا قصد کیا اور اس کے سامان میں مصروف ہوئے۔ صفیہ بنت حضرمی ان کی بیوی نے خطاب بن نفیل سے جو اُن کے چچا تھے اس ارادہ کو ان کے ظاہر کیا انہوں نے سفر سے ان کو روک دیا۔ چنانچہ جب یہ سفر کا

ارادہ کرتے ان کی بیوی خطاب سے کہہ دیتی۔ کیونکہ خطاب نے اس کو کہہ دیا تھا کہ جب تیرا خاوند سفر کا قصد کرے مجھ کو خبر کر دیجیو میں اُس کو جانے نہ دوں گا۔ چنانچہ اسی سبب سے زید بن عمرو بن نفیل سفر سے معذور رہے اور اپنی بیوی صفیہ بنت حضرمی کی شان میں بھی انہوں نے چند اشعار کہے ہیں جس میں اُس کے سفر سے باز رکھنے کا ذکر کیا ہے۔ ہم نے ان کو خوفِ طوالت سے ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں صفیہ حضرمی کی بیٹی ہے اور حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد احد الصدف ہے اور صدف کا نام عمرو بن مالک احد اسکون بن اشرس بن کندی بن ادد بن زید بن کہلان بن سبا ہے اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے مرتع بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو زید بن عمرو بن نفیل کے بعض گھر والوں سے خبر پہنچی کہ جب زید خانہ کعبہ میں جاتے تھے تو کعبہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہوئے کہتے تھے:

لَبَّیْکَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَّرِقًّا عُذْتُ بِمَا عَاذَ بِهٖ اِبْرَاهِیْمُ۔

ترجمہ: اے پروردگار تیرا بندہ اور غلام بن کر حاضر ہوا ہوں بے شک تو حق ہے ان کلمات کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں جن کے ساتھ ابراہیم نے پناہ مانگی ہے۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں زید بن عمرو بن نفیل نے یہ اشعار بھی کہے ہیں ؎

وَاَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِمَنْ اَسْلَمَتْ   لَهُ الْاَرْضُ تَحْمِلُ صَخْرًا ثِقَالًا

ترجمہ: اور میں نے بھی اپنا چہرہ اُسی کے سامنے جھکایا جس کے سامنے زمین جھکی ہوئی ہے اور اُسی کے حکم سے بڑے بڑے پہاڑوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔"

دَحَاهَا فَلَمَّا رَاٰهَا اسْتَوَتْ   عَلَی الْمَاءِ اَرْسٰی عَلَیْهَا الْجِبَالَا

ترجمہ: جب اُس نے زمین کو پانی پر بچھا کر دیکھا کہ یہ قائم ہو گئی، پہاڑوں کی میخیں اس کے اوپر ٹھونک دیں۔"

وَاَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِمَنْ اَسْلَمَتْ   لَهُ الْمُزْنُ تَحْمِلُ عَذْبًا زُلَالًا

ترجمہ: اور اسی کے سامنے اپنا مُنہ جھکایا ہے جس کے واسطے ابر اسلام لایا ہے جو ٹھنڈے اور میٹھے پانی کو اپنے اوپر اٹھائے رہتا ہے۔"

اِذَا هِیَ سِیْقَتْ اِلٰی بَلْدَةٍ   اَطَاعَتْ فَصَبَّتْ عَلَیْهَا السِّجَالَا

ترجمہ: جب وہ ابر کسی شہر کی طرف ہنکایا جاتا ہے تو خدا کا حکم مانتا ہے اور اُس شہر پر خوب مینہ برساتا ہے۔"

خطاب کے مظالم خطاب نے زید کو بہت تکلیفیں پہنچائی تھیں مکّہ سے اُن کو نکال دیا تھا اور یہ مکّہ کے مقابل مقام حرا میں مقیم ہو گئے تھے۔ وہاں بھی خطاب نے چند جوانانِ قریش کو ان پر متعین کر دیا تھا تاکہ شہر کے اندر نہ آنے پائیں اور کوئی شخص اُن کی باتیں سُن کر اُن کی پیروی نہ کرے۔ پس زید کبھی موقعہ پاکر اُن سے پوشیدہ مکّہ میں چلے آتے تھے اور خطاب کو خبر ہوتے ہی وہ ان کو نکلوا دیتا تھا۔ پھر آخر کار زید بن عمرو بن نفیل نے دینِ ابراہیم کی تلاش میں سفر کیا اور راہبوں اور حبراروں سے دریافت کرتے ہوئے موصل اور جزیرہ کی سیر کی۔ پھر وہاں سے ملک شام کا گشت لگایا۔ یہاں تک کہ ملک البقاء کے شہر میلنعہ میں ایک راہب سے ملاقات کی۔ یہ راہب بقول نصرانیوں کے اُن کے مذہب کا ایک زبردست عالم تھا۔ زید نے اُس سے دینِ ابراہیم کا سوال کیا۔ اُس نے کہا اے زید اس زمانہ میں تجھ کو اس دین کا بتلانے والا کوئی فرد بشر نہ ملے گا۔ مگر تو یہ بات جان لے کہ اب ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب پہنچا ہے اور وہ نبی اُس شہر میں ہوں گے جہاں سے تو آیا ہے۔ دینِ ابراہیم اور ملّتِ حنیف کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ یہی ان کا زمانہ ظہور ہے۔

مسافرت کی موت (راوی کہتا ہے) اگرچہ ملک شام میں دونوں مذہب تھے یہود کا بھی اور نصاریٰ کا بھی مگر زید کو کوئی مذہب ان میں سے پسند نہ آیا اور اس راہب سے اس خوش خبری کے سُنتے ہی یہ وہاں سے مکّہ کو واپس روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب یہ بنی لخم کے شہر میں پہنچے انہوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ورقہ بن نوفل نے ان کا یہ مرثیہ کہا ہے :

مرثیہ

رَشَدْتَ وَاَنْعَمْتَ ابْنَ عَمْرٍو وَاِنَّمَا ... تَجَنَّبْتَ تَنُّوْرًا مِنَ النَّارِ حَامِيَا

ترجمہ :- اے عمرو کے بیٹے تُو نے ہدایت پائی اور بہت اچھا رہا کہ دوزخ کے دہکتے ہوئے تنور سے بچ گیا۔

بِدِیْنِكَ رَبًّا لَیْسَ رَبٌّ كَمِثْلِهٖ ... وَتَرْكِكَ اَوْثَانَ الطَّوَاغِیْ كَمَا هِیَ

ترجمہ :- اس سبب سے کہ تُو نے اُس پروردگار کا دین اختیار کیا جس کی مثل کوئی رب نہیں ہے اور گمراہ کرنے والے بُتوں کو تُو نے چھوڑ دیا۔

فَاَدْرَكْتَ الدِّیْنَ الَّذِیْ قَدْ طَلَبْتَهٗ ... وَلَمْ تَكُ عَنْ تَوْحِیْدِ رَبِّكَ سَاهِیَا

ترجمہ :- اور اس دین کو تُو نے پا لیا جس کو تُو تلاش کرتا تھا اور تُو اپنے رب کی توحید کو فراموش کرنیوالا نہ تھا۔

فَاَصْبَحْتَ فِیْ دَارٍ كَرِیْمٍ مَقَامُهَا ... تُعَلَّلُ فِیْهَا بِالْكَرَامَةِ لَاهِیَا

ترجمہ :- پس تو جنت کے بزرگ مقام میں پہنچ گیا اور اس میں عیش و عشرت کے ساتھ رہتا ہے۔

تَدۡرِیۡ خَلِیۡلَ اللّٰہِ فِیۡہَا وَ لَمۡ تَکُنۡ   مِنَ النَّاسِ جَبَّارًا اِلَی النَّارِ ھَادِیَا

ترجمہ :۔ اس میں تو خلیل اللہ سے ملاقات کرتا ہے اور تو دنیا میں ظالم اور لوگوں کو گمراہ کرنیوالا نہ تھا ''

انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے انجیل کے اندر اہلِ انجیل کے لئے حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفت بیان فرمائی جو خدا کی طرف سے آپ پر نازل ہوئی جو یحنسؔ[1] حواری نے عیسیٰ علیہ السلام کے عہد سے انجیل میں لکھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جس نے مجھ سے بغض کیا اُس نے خدا سے بغض کیا۔ اور اگر میں اُن لوگوں کے سامنے ایسے کام نہ کرتا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کئے۔ پس ان کی خطا نہ ہوتی مگر آج سے یہ اترا گئے ہیں اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ یہ مجھ پر غالب ہو گئے ہیں اور خدا پر بھی۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ وہ کلمہ پورا ہو گا جو ناموس میں ہے کہ انہوں نے مجھ سے ناحق بغض کیا بے شک منحمنا آئیں گے۔ یہ وہ شخص ہیں جن کو خدا تمہارے پاس اپنے نزدیک سے بھیجے گا۔ وہ میرے اوپر گواہ ہیں اور تم بھی مجھ پر گواہ ہو۔ کیونکہ تم قدیم سے اس بات میں میرے شریک ہو اور میں نے یہ بات تم سے اس واسطے کہہ دی ہے کہ تم ان میں شک نہ کرو۔ منحمنا سریانی میں محمدؐ کو کہتے ہیں اور رومی زبان میں برقلیطس کہتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تسلیما کثیرا

○

---

[1] مراد ہیں یوحنا حواری جن کی انجیل معروف ہے (مترجم)

باب ۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت

میثاق النبیین محمد بن اسحاق کہتے ہیں جب حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت للعالمین اور تمام لوگوں کے واسطے بشارت دینے والا بنا کر مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے ہر نبی سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے اور مخالفوں کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرنے کا عہد لے لیا تھا اور نیز یہ بھی اُن رسولوں سے عہد لیا تھا کہ اپنی اُمتوں سے ان باتوں پر عہد لے لیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ اس کی خبر حضورؐ کو دیتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

ترجمہ: "اور جبکہ خدا نے نبیوں سے عہد لیا کہ ہم جو تم کو کتاب اور حکمت دیتے ہیں پھر تمہارے پاس رسول آئے، تصدیق کرنے والا اُس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے تم اُس کے ساتھ ایمان لانا اور اُس کی ضرور مدد کرنا (پھر اُن سے) فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا۔ اور اس میرے عہد کو قبول کر لیا۔ سب پیغمبروں نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا پس تم اپنے اس عہد پر گواہ ہو جاؤ اور مَیں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔"

غرض اللہ تعالیٰ نے سب رسولوں سے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے اور مخالفوں کے مقابلے میں آپ کی امداد کرنے پر عہد کر لیا۔ اور اُن سب رسولوں نے یہی عہد اپنی اُمتوں سے بھی لیا جو یہ دونوں اہلِ کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ ہیں۔

سچے خوابوں کی ابتداء ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

سب سے پہلے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سچّے خواب دکھائی دینے شروع ہوئے تھے اور جو خواب آپ دیکھتے تھے وہ صُبح کی سپیدی کی طرح ظاہر ہوتا تھا اور خلوت اللہ تعالٰے نے آپ کی پسند خاطر کر دی تھی۔ چنانچہ آپؐ کو اس سے بہتر کچھ نہ معلوم ہوتا تھا کہ تنہا بیٹھے رہیں۔

شجر و حجر کا سلام

ابن اسحاق کو سند کے ساتھ یہ روایت پہنچی ہے کہ حضورؐ کے ساتھ جب اللہ تعالٰے نے اپنی کرامت اور اظہارِ نبوت کا ارادہ کیا تو آپؐ کی یہ حالت تھی کہ جس وقت آپ قضاءِ حاجت کے واسطے شہر مکّہ کے باہر جنگل اور پہاڑ کی گھاٹیوں میں آبادی سے دُور تشریف لے جاتے تو جس شجر و حجر کے پاس سے آپ کا گزر ہوتا وہ آپ سے کہتا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ آپ اِدھر اُدھر دیکھتے بجز شجر و حجر کے کچھ معلوم نہ ہوتا۔ چنانچہ اسی طرح آپ سُنتے اور دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس جبرئیل علیہ السّلام کو وحی کے ساتھ نازل فرمایا اور آپ اُس وقت غارِ حرا میں تھے اور رمضان کا مہینہ تھا۔

وحی کی ابتداء

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن زبیر نے عبید بن عمیر بن قتادہ لیثی سے کہا اے عبید ہم سے بیان فرمائیے کہ حضور کے پاس وحی کی ابتداء کیونکر ہوئی۔ جب کہ جبرئیل آپ کے پاس تشریف لائے ہیں (راوی کہتے ہیں) میں اُس وقت موجود تھا جب عبید نے یہ واقعہ عبداللہ بن زبیر اور لوگوں کے سامنے نقل کیا ہے۔ کہنے لگے کہ حضورؐ ہر سال میں ایک مہینہ غارِ حرا کے اندر خلوت کے واسطے تشریف لے جاتے تھے اور جو مسکین آپؐ کے پاس آتا اُس کو کھانا کھلاتے تھے اور جب مہینہ پورا کر کے شہر میں آتے تو سب سے پہلے خانہ کعبہ کے سات طواف کرتے یا جس قدر خدا کو منظور ہوتے پھر اپنے گھر میں تشریف لے جاتے یہاں تک کہ جب یہ مہینہ آیا جس میں خداوند تعالےٰ کو آپؐ کو نبی بنانا اور بندوں پر احسان کرنا منظور تھا۔ یہ مہینہ رمضان کا تھا۔ حضورؐ مع اپنے اہلِ خانہ کے غارِ حرا میں تشریف لے گئے جیسے کہ ہمیشہ تشریف لے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس میں آپؐ رسول ہوئے تو آپؐ فرماتے ہیں میں سو رہا تھا کہ میرے پاس جبرائیل آئے اور ریشم کے کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک کتاب اُن کے پاس تھی مجھ سے کہا پڑھ! مَیں نے کہا کیا پڑھوں؟ جبرائیل نے مُجھ کو بھینچا۔ یہاں تک کہ مَیں سمجھا دم نکل جائے گا۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ۔ مَیں نے کہا کیا پڑھوں؟ اور مَیں یہ اس واسطے کہتا تھا کہ تاکہ پھر یہ میرے ساتھ وہی کریں جو پہلی بار کیا ہے۔ تب انہوں نے کہا پڑھ: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ

الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔

"یعنی پڑھ اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے انسان کو منجمد خون سے، پڑھ اور تیرا رب وہ شان والا ہے جس نے قلم کے ساتھ سکھلایا۔ سکھلائیں انسان کو وہ باتیں جو نہ جانتا تھا۔"

حضورؐ فرماتے ہیں میں نے اس کو پڑھا اور جبرائیلؑ میرے پاس سے چلے گئے اور میری آنکھ کھل گئی پس گویا کہ یہ آیت میرے دل پر لکھی ہوئی تھی۔ فرماتے ہیں پس میں اُٹھ کر چلا یہاں تک کہ جب بیچ پہاڑ کے پہنچا تو آسمان سے مجھ کو ایک آواز آئی کہ اے محمدؐ تم خدا کے رسول ہو اور میں جبرائیل ہوں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے اوپر سر کیا تو دیکھا کہ جبرائیل ایک انسان کی صورت میں آسمان و زمین کے درمیان معلق کھڑے ہوئے ہیں اور مجھ سے کہا اے محمدؐ! آپؐ خدا کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ فرماتے ہیں جب میں اپنی نگاہ ادھر ادھر پھراتا تھا ان کو اپنے پیشِ نظر دیکھتا تھا اور اسی حالت میں میں کھڑا تھا نہ آگے بڑھتا تھا نہ پیچھے ہٹتا تھا۔ یہاں تک کہ خدیجہؓ نے میری تلاش میں آدمی بھیجے۔ اور وہ مکّہ کی بلندی پر مجھ کو ڈھونڈھ کر واپس بھی آ گئے اور میں وہیں کھڑا تھا۔ پھر آخر جبرائیل میرے سامنے سے چلے گئے اور میں خدیجہ کے پاس آیا اور اُن کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا۔

انھوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ کہاں تھے؟ قسم ہے خدا کی میں نے آپ کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ یہاں تک کہ وہ مکّہ سے ہو کر واپس بھی آ گئے۔ حضورؐ فرماتے ہیں میں نے سارا حال اُن سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا اے میرے چچا کے فرزند تم کو خوشخبری ہو قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہ کی جان ہے بے شک مجھ کو امید ہے کہ تم اس اُمّت کے رسول ہو۔

ورقہ بن نوفل کی بشارت

پھر وہ چادر اوڑھ کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس گئیں۔ ورقہ نصرانی ہو گئے تھے اور آسمانی کتابوں کے عالم تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سُننے اور دیکھنے کا سارا واقعہ بیان کیا۔ ورقہ نے اس کو سُن کر کہا قدوس قدوس۔ اے خدیجہ اگر تو یہ مجھ سے سچ کہتی ہے تو بے شک یہ وہی ناموسِ اکبر ہے جو موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا تھا اور بے شک وہ اس امت کے نبی ہیں تو جا کر اُن سے کہہ کہ ثابت قدم رہیں۔

خدیجہؓ نے یہی آکر حضورؐ سے کہہ دیا۔ جب حضورؐ غار میں اپنے ایام پورے کر چکے تو حسبِ دستور خانہ کعبہ میں آپ نے جا کر طواف کیا۔ وہیں آپؐ سے ورقہ بن نوفل بھی ملے اور عرض کیا کہ اے میرے بھائی کے فرزند مجھ کو آپؐ سنائیے کہ آپؐ نے کیا دیکھا اور کیا سُنا۔ آپؐ نے سارا واقعہ

اپنا اُن سے نقل فرمایا۔ اُنھوں نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک تم اُس اُمت کے نبی ہو اور تمہارے پاس وہی ناموسِ اکبر آیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا اور بے شک تم کو لوگ جھٹلائیں گے اور تکلیف پہنچائیں گے اور تم سے لڑیں گے۔ اور تم کو نکالدیں گے۔ اور اگر میں اُس روز تک زندہ رہا تو ضرور خدا کے دین کی مدد کروں گا۔ پھر ورقہ نے حضورؐ کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور حضورؐ وہاں سے اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جبرائیل کے آنے کی مجھ کو بھی خبر کر سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ انھوں نے کہا اگر اب آئیں تو مجھ سے بھی فرمایئے گا۔ چنانچہ جب جبرائیلؑ آئے تو حضورؐ نے فرمایا اے خدیجہ یہ جبرائیل میرے پاس آئے ہیں۔ خدیجہؓ نے کہا آپ کھڑے ہو کر میری بائیں ران پر بیٹھ جائیے۔ چنانچہ آپؐ اُن کی ران پر بیٹھ گئے۔ انھوں نے کہا اب بھی جبرائیلؑ آپؐ کو دکھائی دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ انھوں نے کہا اچھا میری دائیں ران پر بیٹھ جائیے۔ چنانچہ حضورؐ ان کی دائیں ران پر بیٹھ گئے۔ اُنھوں نے کہا اب بھی جبرائیل ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ہیں۔ انھوں نے کہا اچھا آپ میرے زانوؤں پر تشریف رکھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ انھوں نے کہا اب بھی دکھائی دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اُنھوں نے پھر اپنی اوڑھنی سر پر سے اُتاری اور برہنہ سر ہو کر کہا۔ کیا اب بھی جبرائیل دکھائی دیتے ہیں۔ فرمایا۔ نہیں اب نہیں دکھائی دیتے۔ خدیجہ نے عرض کیا آپ کو خوشخبری ہو کہ بے شک یہ فرشتہ[۱] ہے شیطان نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضورؐ کو اپنی اوڑھنی کے اندر داخل کر کے پوچھا تھا کہ اب بھی جبرائیل دکھائی دیتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں پھر خدیجہؓ نے کہا بے شک یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے۔

نزولِ قرآن کریم

ابن اسحاق کہتے ہیں قرآن شریف کے نازل ہونے کی ابتداء رمضان شریف میں ہوئی۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ط (۲ : ۱۸۵)

---

[۱] کیونکہ اگر یہ شیطان ہوتا تو شرم کر کے چلا نہ جاتا۔ ۱۲ منہ

"رمضان کا وہ (مبارک) مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہُوا ہدایت کرنے والا لوگوں کے واسطے اور ظاہر آیتیں ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کی۔"

نیز فرماتا ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (۹۷ : ۱-۵)

ترجمہ "بے شک ہم نے نازل کیا ہے قرآن کو شب قدر میں اور تم کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ فرشتے اور جبرئیل اُس میں اپنے رب کی اجازت سے زمین پر اُترتے ہیں۔ وہ سلامتی کی رات ہے اور وہ طلوع فجر تک ہے۔"

اور فرماتا ہے:

حٰمٓ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ (۴۴ : ۱-۵)

"قسم ہے کتاب روشن کی بے شک ہم نے نازل کیا ہے اُس قرآن کو مبارک رات میں جو شب قدر ہے بیشک ہم ہیں اس کے ساتھ اپنے عذاب سے خوف دلانے والے۔ اس رات میں تمام سال کے ہر قسم کے کام فرشتوں پر جُدا جُدا بانٹے جاتے ہیں جن کا حکم ہوتا ہے ہمارے پاس سے بے شک ہم ہیں اے محمدؐ تم کو رسول بنانے والے۔"

اور فرماتا ہے:-

إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۝

"اگر تم ایمان لائے ہو خدا پر اور اُس پر جو ہم نے نازل کی اپنے بندہ پر دن فرقان کے، یعنی بدر کی جنگ کے روز جو دن تھا حق اور باطل کے جُدا ہونے کا جس دن کہ دو گروہ یعنے مسلمان اور مشرکین آپس میں لڑے۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر بن علی بن حسین علیہم السلام نے بیان کیا ہے کہ بدر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مشرکوں سے جنگ جمعہ کے روز صبح کے وقت سترہ شوال کو ہوئی۔

رسول اللہ کی ثابت قدمی

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آنی شروع ہوگئی اور آپ نے ایمان اور تصدیق کے ساتھ اُس کے بوجھ کو اُٹھایا۔ بندوں کے راضی یا ناراض ہونے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ نبوت کا بوجھ ایسا ہے جس کی ماسوا اہلِ قوت اور اولوالعزم رسولوں کے دوسرا شخص اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ احکاماتِ الٰہی کے پہنچانے میں رسولوں کو بندوں کی طرف سے بہت سی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں (راوی کہتے ہیں) چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حکمِ الٰہی لوگوں کو پہنچانے لگے اور تکذیب اور خلاف کی تکلیفیں آپ لوگوں کی سہتے تھے۔ مگر خدیجہ آپ پر صدقِ دل سے ایمان لے آئی تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ وہ ایسی باتیں کرتی تھیں جن سے آپ کے دل سے حزن و ملال دفع ہو جاتا تھا اور سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہ ہی تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایک موتی کے محل کی بشارت دوں جس میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو ایک معتبر شخص سے روایت پہنچی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خدیجہ کو اُن کے پروردگار کی طرف سے سلام فرمائیے۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے خدیجہ! جبرائیل خدا کی طرف سے تم کو سلام کہتے ہیں۔ خدیجہ نے کہا اللہ سلام ہے اور اسی سے سلام ہے اور جبرائیل پر بھی سلام ہو۔

وقوف وحی اور والضحیٰ کا نزول

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضورؐ سے وحی چند روز تک موقوف رہی اور یہ وحی کا موقوف حضورؐ کو بہت گراں گزرا۔ تب اللہ تعالیٰ نے سورۂ والضحیٰ نازل فرمائی جس میں قسم کھا کر ارشاد کیا ہے کہ تمہارے رب نے تم کو چھوڑا نہیں ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :

وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ
مِنَ الْاُوْلٰی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا
فَاٰوٰی وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی فَاَمَّا
الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ

ترجمہ: قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑے (آگے جواب قسم ہے) کہ آپؐ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ (آپ سے) دشمنی کی۔ اور آخرت آپ کے لئے دُنیا سے بدرجہا بہتر ہے (پس وہاں آپ کو اس سے زیادہ نعمتیں ملیں گی) اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) عطا کرے گا سو آپ خوش ہو جائیں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر (آپ کو) ٹھکانہ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا۔ سو (آپ کو شریعت کا رستہ) بتلا دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادار پایا سو مالدار بنا دیا تو آپ (اس کے شکریہ میں) یتیم پر سختی نہ کیجئے اور سائل کو مت جھڑکئے اور اپنے رب کے انعامات (مذکورہ) کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔" (۹۳ : ۱-۱۱)

راوی کہتا ہے چنانچہ حضور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جو اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنے بندوں پر کی ہیں ذکر فرمانے لگے اور جس پر آپؐ کو اطمینان ہوتا پوشیدہ طور سے اُس کو کلماتِ حق سمجھاتے پھر آپؐ پر نماز فرض ہوئی اور آپؐ نے اس کا پڑھنا شروع کیا۔

باب ۳۱

مختلف حضرات کا قبولِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہتی ہیں پہلے پہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حضر میں ان کی چار رکعتیں کر دیں اور سفر میں وہی دو قائم رکھیں۔

حضرت جبرائیلؑ کی تعلیم نماز

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے بعض اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ جب پہلے پہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی ہے تو اس طرح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ کی بلند جانب میں تھے۔ وہاں آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور ایک پتھر پر اپنی ایڑی ماری۔ اُسی وقت اُس میں سے ایک چشمہ ظاہر ہُوا۔ جبرائیلؑ نے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چشمہ سے وضو کیا۔ پہلے جبرائیلؑ نے وضو کر کے حضورؐ کو دکھایا۔ پھر حضورؐ نے وضو کیا پھر جبرائیلؑ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے ساتھ شریک ہُوئے۔ پھر نماز پڑھ کر جبرائیلؑ چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اُن کو وضو کر کے بتایا۔ چنانچہ انہوں نے بھی اسی طرح وضو کیا۔ پھر حضورؐ نے ان کو اس طرح نماز پڑھائی جس طرح کہ جبرائیلؑ نے آپؐ کو پڑھائی تھی اور انہوں نے اسی طرح حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی تو جبرائیل آپؐ کے پاس آئے اور زوالِ آفتاب کے بعد آپؐ کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا تو عصر کی نماز پڑھائی اور زوالِ آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی پھر شفق غائب ہونے کے بعد عشاء کی نماز پڑھائی اور طلوعِ فجر کے بعد ہی صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر دوسرے روز ظہر کی نماز آپ کو اُس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا اور عصر کی نماز اُس وقت پڑھائی جب دو مثل ہُوا۔ اور مغرب کی نماز اسی وقت پڑھائی جس وقت لعززِ گذشت

پڑھائی تھی۔ اور عشاء کی نماز اُس وقت پڑھائی جب رات کی ایک تہائی گزر چکی تھی اور صبح کی نماز اُس وقت پڑھائی جب خوب روشنی ظاہر ہو گئی تھی۔ اور کہا اے محمدؐ! نماز کا وقت ان اوقات کے درمیان میں رہے جن میں تم نے آج اور کل نماز پڑھی ہے۔

حضرت علیؓ ابن ابی طالب

ابن اسحاق کہتے ہیں پہلا مرد جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے اور آپ کی عمر شریف اُس وقت دس سال کی تھی اور حضرت علیؓ پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی یہ نعمت تھی کہ آپ نے ظہورِ اسلام سے پہلے خاص رسول کریمؐ کی گود میں پرورش پائی تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ پر خدا کی رحمت اور برکت اس طرح ہوئی کہ ایک دفعہ قریش سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور ابو طالب کثیر العیال شخص تھے۔ پس حضورؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا اور عباس بنی ہاشم میں خوش حال تھے کہ تمہارے بھائی ابو طالب عیالدار آدمی ہیں اور تم اس تنگی کے وقت کو دیکھ رہے ہو۔ چلو ہم تم چلیں اور اُن کے عیال کا بار اُن پر سے ہلکا کریں۔ ان کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا تم اپنی پرورش میں لے لو اور ایک میں لے لیتا ہوں اس نے قبول کیا اور حضورؐ اور وہ دونوں مل کر ابو طالب کے پاس گئے اور کہا ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ تمہارے عیال کا بار تم پر سے ہلکا کریں۔ یہاں تک کہ یہ تنگی کا زمانہ جاتا رہے۔ ابو طالب نے کہا عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو۔ باقی جس کو تمہارا جی چاہے لے جاؤ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو لے لیا اور حضرت عباس نے جعفر کو لے لیا۔ اسی سبب سے حضرت علیؓ اس روز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور حضرت علیؓ آپؐ کے ساتھ ایمان لائے اور آپؐ کی تصدیق کی۔ اور جعفر حضرت عباسؓ ہی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اسلام لائے اور ان سے جُدا ہوئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے بعض اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی ابن ابی طالب آپؐ کے ساتھ نماز کے واسطے مکہ کے پہاڑ کی کسی گھاٹی میں جا کر لوگوں سے پوشیدہ نماز پڑھتے اور ایک عرصہ تک اسی طرح کرتے رہے۔ پھر ابو طالب کو اس بات کی اطلاع ہو گئی اور انہوں نے دونوں کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے میرے بھتیجے! یہ کیا دین ہے جو تو نے اختیار کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اے چچا! یہ دین خدا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ہے (یا اور اسی طریقہ سے حضورؐ نے اُن کو سمجھایا) مجھ کو خدا نے اس دین کے ساتھ رسول بنا کر بندوں کی طرف بھیجا ہے

اور اے چچا تم اس بات کے زیادہ مستحق ہو کہ میں تمہارے واسطے نصیحت کو خرچ کروں اور تم کو ہدایت کی طرف بلاؤں اور تم اس کے قبول کرنے اور میری امداد میں شریک ہونے کے حق دار ہو۔ ابوطالب نے کہا اے بھتیجے میں اپنے باپ دادا کے دین کو ترک نہیں کرسکتا۔ مگر جب تک میں زندہ ہوں تم کو کوئی بُرائی بھی دشمنوں سے نہیں پہنچ سکتی۔

کہتے ہیں کہ ابوطالب نے اپنے فرزند حضرت علیؓ سے سوال کیا تھا کہ تُو نے یہ کیا دین اختیار کیا ہے تو اُنہوں نے کہا کہ اے ابا جان میں خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور رسول کے ساتھ جو خدا کی کتاب آئی ہے اُس کی میں نے تصدیق کی ہے اور میں اُن کے ساتھ خدا کی نماز پڑھتا ہوں اور ان کا مطیع ہو گیا ہوں۔ ابوطالب نے کہا کہ بے شک یہ تجھ کو بھلائی کی طرف بلاتے ہیں اور تُو ان کے ساتھ رہ۔

زید بن حارثہ

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر زید بن حارثہ بن شرجیل بن کعب بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس کلبی حضورؐ کے آزاد غلام اسلام آئے اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جو حضرت علیؓ کے بعد مشرف باسلام ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔

ابن ہشام کہتے ہیں زیدؓ[1] بن حارثہ بن شرجیل بن کعب بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔

حکیم بن حزام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے جب ملک شام سے آئے تو بہت سے غلام لائے تھے جن میں زید بن حارثہ بھی تھے، حضرت خدیجہؓ ان سے ملنے گئیں تو انہوں نے کہا کہ پھوپھی جان آپ کو جو غلام ان میں سے پسند ہو لے لیجئے۔ حضرت خدیجہؓ نے زید کو پسند کیا اور اپنے ساتھ لے آئیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن سے شادی ہوئی تو آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے زید کو لے لیا تھا اور آزاد کر دیا تھا۔ یہ واقعہ نزولِ وحی سے پہلے کا ہے اور زید کے باپ حارثہ نے جب زید کو گم کیا تو بہت غمگین ہوئے اور بے انتہا رنج وقلق میں رہے۔ پھر جب زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے تو اُن کے باپ ان کے پاس آئے اور ان کو لے جانا چاہا۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا۔ اگر تمہارا جی چاہے تو میرے پاس رہو اور اگر تمہارا جی چاہے اپنے باپ کے ساتھ چلے

---

[1] ورنہ پہلے زید بن محمدؐ کہلاتے تھے۔ ١٢

جاؤں گا زیدؓ نے کہا میں تو حضورؐ کی ہی خدمت میں رہوں گا چنانچہ زیدؓ حضورؐ ہی کی خدمت میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث کیا اور زیدؓ اسلام لائے اور نماز میں آپؐ کے ساتھ شریک ہوئے اور جب یہ آیت نازل ہوئی: اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ (بیٹوں کو باپوں کے نام سے پکارو) تو زیدؓ نے کہا کہ میں زیدؓ بن حارثہ ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ ابن ابی قحافہ

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ابوبکر بن ابی قحافہ اسلام لائے۔ نام آپ کا عتیق ہے اور آپ کے والد کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن برہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوبکر کا نام عبداللہ ہے اور عتیق آپ کی آزادی اور خوبصورتی کے سبب سے آپ کا لقب ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت ابوبکرؓ اسلام لائے تو انہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور لوگوں کو خدا اور رسول کی طرف بلانا شروع کیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ ایسے شخص تھے کہ آپ کی نرمی اور خوش کلامی اور حسنِ اخلاق کے سبب تمام قوم آپ سے محبت رکھتی تھی اور قریش کے نسب سے ساری قوم میں زیادہ واقف تھے اور بھلائی برائی کے کل حالات جانتے تھے اور تجارت کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ اسلام

آپ کے علم اور خوش اخلاقی کے سبب آپ کی قوم کے بہت سے لوگوں کی آپ کے پاس نشست و برخاست رہتی تھی جن دوستوں اور ہم نشینوں پر آپ کو اعتماد تھا اُن کو آپ نے راہِ راست کی طرف بلانا شروع کیا راوی کہتا ہے مجھ کو جو روایات پہنچی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی دعوت سے حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب اسلام لائے اور زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن حرث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی اور عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن حرث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور سعد بن ابی وقاص (ابی وقاص کا نام مالک ہے) بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

یہ سب لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رہنمائی سے اسلام لائے اور نماز پڑھی اور حضرت صدیقؓ ان کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو میں نے اسلام کی طرف بلایا اس کو ابتداء میں تردد ہوا۔ سوا ابوبکر بن ابی قحافہ کے جس وقت میں نے ان سے اسلام کا ذکر کیا اُن کو کچھ تردد نہ ہوا اور فوراً قبول کر لیا۔

دیگر حضرات کا قبولِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ آٹھوں شخص جو سب سے پہلے اسلام لائے تھے اور حضورؐ اور احکام الٰہی کی انہوں نے تصدیق کی نماز پڑھنے

لگے۔ پھر ان کے بعد ابو عبیدہ اسلام لائے ان کا نام یہ ہے۔ ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اُہیب بن غلبہ بن حرث بن فہر۔ اور ابو سلمہ بھی ایمان لائے۔ ان کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی ہے۔ اور ارقم بن ابی ارقم بھی اسلام لائے۔

ابو ارقم کا نام عبد مناف بن اسد ہے اور اسد کی کنیت ابو جندب ہے بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی۔ اور ان کے دونوں بھائی قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون بھی اسلام لائے۔

اور عبیدہ بن حرث بن مطلب بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بھی مشرف باسلام ہوئے۔ اور سعد بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ ابن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی۔ اور ان کی بیوی فاطمہ بنت خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی۔ حضرت عمر بن خطاب کی بہن۔ یہ دونوں میاں بیوی یعنی سعید بن زید اور ان کی بیوی فاطمہ بنت خطاب اسلام لائے۔ اور اسماء بنت ابی بکر اور عائشہ بنت ابی بکر جو بہت ہی چھوٹی سی تھیں اسلام لائیں۔ اور خباب بن ارت جو بنی زہرہ کے حلیف تھے یہ بھی اسلام لائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خباب بن ارت بنی تمیم میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ خزاعہ میں سے تھے۔

عمیر، عبداللہ بن مسعود، مسعود بن انصاری

ابن اسحاق کہتے ہیں سعد بن ابی وقاص کے بھائی عمیر بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود بن حرث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بنی زہرہ کے حلیف بھی شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور مسعود بن قاری یعنی مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن حمالہ بن غالب بن محلم بن عائذہ بن سبیع بن الہون بن خزیمہ قارہ سے مشرف باسلام ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں قارہ لقب ہے تیر اندازی کا اور یہ لوگ تیر انداز تھے۔

سلیط، خنیس وغیرہ

ابن اسحاق کہتے ہیں اور سلیط بن عمرو بن عبدالشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر۔ اور عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور ان کی بیوی اسماء بنت سلامہ بنت مخربہ تمیمیہ بھی [illegible] مشرف باسلام ہوئیں۔ اور خنیس بن حذافہ بن قیس

بن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہُصیص بن کعب بن لوئی۔ اور عامر بن ربیعہ بن عنز بن وائل آلِ خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ کے حلیف بھی اسلام لائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عنز بن وائل بکر بن وائل کے بھائی ہیں قبیلہ ربیعہ بن نزار سے۔

عبداللہ بن جحش، جعفر، اولاد حارث

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن جحش بن اباب بن یعمر بن صبرہ بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اور ان کے بھائی ابو احمد بن جحش دونوں اسلام لائے اور یہ دونوں بنی اُمیہ بن عبد شمس کے حلیف تھے اور جعفر بن ابی طالب اور ان کی بیوی اسماء بنت عُمیس بن نعمان بن کعب بن مالک بن قحافہ قبیلہ خشعم سے اسلام لائے اور حاطب بن الحرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہُصیص بن کعب بن لوئی۔ اور ان کی بیوی فاطمہ بنت مجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر اور ان کے بھائی خطاب بن حرث اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار یہ چاروں شخص مرد و عورت مشرف باسلام ہوئے اور معمر بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی اور سائب بن عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب اور مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد بن حرث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی اور ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی۔ اور نحام جن کا نام نعیم بن عبداللہ بن اُسید ہے۔ بنی عدی بن کعب بن لوئی کے بھائی یہ بھی مشرف باسلام ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ نعیم بن عبداللہ بن اُسید بن عبداللہ بن عوف بن عُبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی ہیں اور نحام ان کا نام اس سبب سے ہو گیا کہ حضورؐ نے فرمایا تھا میں نے اس کی نحم جنت میں سنی ہے۔ نحم کے معنی آواز اور خوبی کے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن فہیرہ حضرت صدیق اکبر کے آزاد غلام بھی اسلام لائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن فہیرہ کو حضرت ابوبکرؓ نے بنی اسد سے خرید اتھا۔

خالد، حاطب، ابوحذیفہ، واقد

ابن اسحاق کہتے ہیں اور خالد بن سعید بن عاص بن اُمیّہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوئی اور ان کی بیوی اُمینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن خشمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو بنی خزاعہ میں سے اسلام لائے۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کے نزدیک ان کی بیوی کا

نام امیمہ بنت خلف ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر۔ اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ جن کا نام مہشم ہے۔ ابن ہشام کے قول کے موافق بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بنی عدی بن کعب کے حلیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں قبیلہ باہلہ کے لوگ ان کو لاکر خطاب بن نفیل کے ہاتھ فروخت کر گئے تھے اور انہوں نے ان کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اس وقت سے یہ واقد بن عبداللہ کہلانے لگے یہ قول ابو عمرو مدنی کا ہے۔

خالد، عامر، عاقل، ایاس، عمار، صہیب

ابن اسحاق کہتے ہیں اور خالد اور عامر اور عاقل اور ایاس چاروں بھائی بکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ کے فرزند بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ سے جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے اسلام لائے اور عمار بن یاسر بنی مخزوم بن یقظہ کے حلیف بھی اسلام لائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عمار بن یاسر عنسی قبیلہ مذحج سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور صہیب بن سنان نمر قاسط میں سے ایک شخص بنی تیم بن مرہ کے حلیف بھی مشرف باسلام ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں نمر بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار ہے اور کہا جاتا ہے کہ افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے صہیب عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے آزاد غلام تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ رومی تھے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ نمر بن قاسط سے ہیں اُن کا بیان ہے کہ یہ زمانۂ روم میں قیدی تھے وہاں سے خرید ے گئے۔ اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ صہیب سابق روم ہے۔

باب ۳۲

اعلانیہ دعوتِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں اس کے بعد کثرت سے مرد اور عورتیں اسلام میں داخل ہوئے اور تمام شہر مکہ میں اسلام کا ذکر پھیلا اور ہر جگہ اس کے چرچے ہونے لگے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ اعلانیہ نبوت کی دعوت کریں اور لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلائیں۔ مجھ کو جو روایات پہنچی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام کے اخفاء کا زمانہ حضورؐ کی شروع بعثت سے تین سال تک رہا۔ اس کے بعد حضورؐ کو اعلان کا حکم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ (۱۵ : ۹۴)

یعنی اے رسول آپ کو حکم کیا گیا ہے اُس کے ساتھ آپ حق اور باطل کا فرق بیان کیجئے اور مشرکوں کی تکذیب کی کچھ پرواہ مت کیجئے "

نیز فرمایا :

وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقُلْ إِنِّيْ أَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۔ (۱۵ : ۸۹)

"اور اپنے اقرباء کو (خصوصاً) عذابِ الٰہی سے ڈراتے رہو اور جو مومن آپ کے پیرو ہو گئے ہیں اُن کے ساتھ نرمی کیجئے اور (سب سے) کہہ دیجئے کہ میں (عذابِ الٰہی سے) ڈرانے والا ہوں "

ابن اسحاق کہتے ہیں اصحاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قاعدہ تھا کہ اپنی قوم اور قبیلہ سے پوشیدہ پہاڑوں کی گھاٹیوں میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ پس ایک روز کا ذکر ہے کہ سعد بن ابی وقاص چند صحابہ کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ یکایک چند مشرکوں نے ان کو دیکھ لیا اور اُن کو اِن کی نماز پڑھنی نہایت ناگوار گزری اور ان کو بہت بُرا بھلا کہا اور لڑنے کو تیار ہو گئے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک مشرک کا سر پھوڑ ڈالا۔ یہ پہلا خون تھا جو اسلام میں بہایا گیا ۔

مشرکین کی مخالفت

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو جو روایات پہنچی ہیں اُن سے معلوم ہُوا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کا اعلان کیا مشرک آپ کے کچھ مزاحم نہیں ہوئے جب تک کہ آپ نے اُن کے معبودوں کو بُرا نہیں کہا اور جب آپ نے برا کہنا شروع کیا جب سے وہ نہایت خفا ہوئے اور حضور کی دشمنی پر اتفاق کیا اور مسلمان اس وقت نہایت قلیل اور پوشیدہ تھے اور ابو طالب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد و حمایت پر کمر باندھی اور حضور باستقلالِ تمام اپنے کام پر قائم ہوئے۔ جب قریش نے یہ دیکھا کہ حضور اُن کے بُتوں کی عیب جوئی اور اُن کے بے وجود ٹھہرانے سے باز نہیں آتے اور ابو طالب آپ کو منع نہیں کرتے ہیں تو انہوں نے اشرافِ قریش میں سے چند لوگ ابو طالب کے پاس بھیجے جن کے نام یہ ہیں عُتبہ اور شیبہ دونوں بیٹے ربیعہ کے بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب۔ ابو سفیان بن حرب بن امیہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو سفیان کا نام صخر ہے ابو البختری عاص بن ہاشم اور اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن کلاب اور ابو جہل بن ہشام جس کا نام عمرو ہے اور پہلے اس کی کنیت ابو الحکم تھی بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور نُبَیہ اور مُنبہ دونوں بیٹے حجاج بن عامر بن حذلفیہ بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہُصیص بن کعب بن لوئی کے۔ اور عاص بن وائل۔

ابن ہشام کہتے ہیں عاص بن وائل بن ہشام بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہُصیص بن کعب بن لوئی ہے۔

قریش کا وفد

ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بہت لوگ تھے یہ سب ابو طالب کے پاس آئے اور کہا اے ابو طالب یا تو تم اپنے بھتیجے یعنی حضور کو منع کرو کہ وہ ہمارے بُتوں کو بُرا نہ کہے اور ہمارے باپ دادا کو جاہل اور گمراہ نہ بتائے ورنہ ہم کو اجازت دو کہ ہم خود اس سے سمجھ لیں۔ کیونکہ اس کی مخالفت میں تم بھی ہمارے شریک ہو۔ یعنی تم بھی ہماری طرح ہی مسلمان نہیں ہوئے ہو۔ پس تم ہمارے اور اس کے درمیان میں دخل نہ دینا۔ ابو طالب نے ان لوگوں کو نہایت شائستگی کے ساتھ جوابات دے کر اور خوش کر کے رخصت کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سے اپنے دین کا اعلان کرتے رہے اور قریش کی حضور سے آتشِ عداوت ساعت بساعت بڑھتی گئی اور یہاں تک کہ پھر وہ دوبارہ ابو طالب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اے ابو طالب تم

ایک شریف اور عمر رسیدہ شخص ہو اور ہم تم کو ذی عزت خیال کرتے ہیں۔ ہم نے تم سے درخواست کی کہ تم اپنے بھتیجے کو منع کرو۔ تم نے منع نہ کیا قسم ہے خدا کی ہم ان باتوں پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بتوں اور بزرگوں کو سخت باتیں کہی جائیں۔ یا تو تم اس بات کو دور کرو ورنہ ہم تم سے کہے دیتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے ایک فریق ضرور ہلاک ہو گا۔ یہ کہہ کر وہ لوگ چلے آئے۔ ابوطالب کو اپنی قوم کی عداوت اور علیحدگی نہایت شاق گزری اور انہی وجوہات سے نہ وہ بخوشی خاطر حضورؐ پر اسلام لاسکے اور نہ آپؐ کی مدد سے ہاتھ اٹھا سکے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب اور استقامت

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب قریش نے ابوطالب سے یہ شکایت کی ابوطالب نے حضورؐ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اے میرے بھتیجے تمہاری قوم نے میرے پاس آکر تمہاری شکایتوں کا دفتر کھولا۔ پس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اپنی اور میری جان کے ہلاک کرنے کی بات نہ کرو اور ایسے کام کی مجھ کو تکلیف نہ دو جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہے (راوی کہتا ہے) پس حضورؐ نے یہ خیال کیا کہ اب میرا چچا میری مدد نہیں کر سکتا اور ان کو جواب دیا کہ اے میرے چچا۔ اگر یہ لوگ میرے دائیں طرف سورج اور بائیں طرف چاند بھی لاکر رکھ دیں تب بھی اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہاں تک کہ خدا اس کو پورا کر دے یا میں خود اس میں ہلاک ہو جاؤں (راوی کہتا ہے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو نکل آئے۔ ابوطالب نے آپؐ کو آواز دی کہ اے بھتیجے ادھر آؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے۔ کہا دیکھو جو تمہارا جی چاہے کہو میں ہرگز تم کو نہ چھوڑوں گا۔ اور سب سے سمجھ لوں گا۔

عمارہ بن ولید کی پیشکش

ابن اسحاق کہتے ہیں جب قریش کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق نہیں چھوڑتے اور ان کی حمایت پر آمادہ ہیں تب وہ عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو اپنے ساتھ لے کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے ابوطالب یہ عمارہ بن مغیرہ نوجوان صاحب جمال لڑکا ہے اس کو تم اپنا فرزند بنالو اور اس کے مالک مختار تم ہی ہو اور اپنے بھتیجے کو ہمیں دے دو تاکہ ہم اسے قتل کرکے اپنے دین کی مخالفت کا بدلہ لیں۔ ابوطالب نے کہا یہ تم مجھ کو برا مشورہ دیتے ہو کہ میں اپنے فرزند کو تمہارے ہاتھوں سے ہلاک کرادوں اور تمہارے لڑکے کو تمہارے واسطے پرورش کروں۔ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف جو قریش میں سے ایک شخص تھا کہنے لگا۔ اے ابوطالب تمہاری قوم تو یہ چاہتی ہے کہ تم سے انصاف کر۔

اور اُس بات سے قوم باز نہ رہے گی جس کو تُم بُرا سمجھتے ہو۔ پس مَیں خیال کرتا ہوں کہ تم قوم کی کوئی بات قبول نہ کرو گے۔ ابو طالب نے کہا قوم یہ چاہتی ہے کہ میرے ساتھ انصاف کرے اور واللہ تو میرے مقابلہ میں قوم کی امداد اور میری مخالفت پر تیار ہُوا ہے پس جو کچھ تجھ سے ہو سکے اُس میں کمی نہ کر اور جو جی چاہے کر۔

راوی کہتا ہے پھر قریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر نہایت سخت ہو گئے اور جس گروہ میں سے جو چند لوگ مُسلمان ہُوئے تھے اُن کو سخت تکلیفیں پہنچانے لگے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابو طالب کے سبب سے اُن کی گستاخیوں سے محفوظ رکھا۔ پھر جب ابو طالب نے قریش کی یہ حرکتیں دیکھیں تو اُن کو اس بات کی طرف بُلایا کہ گویا یہ اُن سے متفق ہیں اور حضورؐ کو تبلیغ سے منع کریں گے۔ سب قریش اس بات پر اُن کے ساتھ متفق ہو گئے اور ان کی رائے کے شریک ہوئے سوا ایک ابولہب ملعون و ناپاک کے کہ وہ ان سے متفق نہ ہُوا اور اپنی شرارت باطنی اور قساوت قلبی کے آگے کسی کو اُس نے موجود نہ سمجھا۔ پس جب ابو طالب نے دیکھ لیا کہ قوم مجھ سے متفق ہو گئی چند اشعار اُن کی تعریف میں پڑھ کر اُن کو سُنائے اور اُسی کے ضمن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور تعریف و توصیف بھی بیان کی تاکہ قوم کی رائے پورے طور سے ظاہر ہو جائے اور جس کو شریک ہونا ہو وہ ان کے ساتھ شریک ہو جائے۔

ولید بن مغیرہ کی رائے

قریش میں ایک شخص ولید بن مغیرہ نہایت عمر رسیدہ تھا اور بہت لوگ اس کے پاس آتے تھے۔ جب حج کے دن قریب آئے تو قریش کے چند آدمی اُس کے پاس جمع ہوئے۔ اُس نے ان سے کہا کہ اے قریش اب حج کے دن آ رہے ہیں چاروں جانب سے عرب کے لوگ تمہارے ہاں آئیں گے اور تمہارے صاحب (یعنی حضورؐ) کا حال وہ سُن چکے ہیں۔ پس اب تم رائے دو کہ اس کا کیا بندوبست کرنا چاہیئے؟ انہوں نے کہا جناب آپ بزرگ ہیں جو آپ کی رائے سو ہماری رائے اپنی رائے آپ فرمائیے۔ اُس پر ہم بھی عمل کریں گے۔ اس نے کہا نہیں تم ہی اپنی رائے ظاہر کرو اور ایک ہی بات کہنا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تم میں سے کچھ کہے اور کوئی کچھ کہے۔ پس اپنے اختلافِ بیان کے سبب سے تم جھوٹے ٹھہرائے جاؤ۔ اس واسطے لازم ہے کہ ایک ہی قول پر قائم ہو جاؤ۔

سب نے کہا ہم حج کے دنوں میں لوگوں سے یہ کہتے پھریں گے کہ محمدؐ کاہن ہیں۔ ولید نے کہا کاہن کہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ کاہن کی گن گناہٹ محمدؐ میں نہیں ہے اور نہ اُس کے کلام

کے سے سجع ہیں۔ اس بات میں تم جھوٹے ہو جاؤ گے۔ سب نے کہا اچھا ہم مجنون کہیں گے۔ ولید نے کہا وہ مجنون بھی نہیں ہیں اور مجنونوں کو ہم نے دیکھا ہے اُن کی علامات بھی ان میں نہیں ہیں ۔ سب نے کہا اچھا ہم شاعر کہیں گے ۔ اُس نے کہا شعر اور اُس کی کل اقسام سے بھی ہم واقف ہیں۔ رجز اور ہجز اور قریض اور مقبوض اور مبسوط سب کو ہم جانتے ہیں۔ ان کا کلام شعر بھی نہیں ہے۔ سب نے کہا اچھا ہم ساحر کہیں گے۔ اُس نے کہا یہ ساحر بھی نہیں ہیں۔ ہم نے ساحروں کو بخوبی دیکھا ہے اور منتر جنتر سے واقف ہیں۔ آخر وہ لوگ عاجز ہو گئے اور اُنہوں نے کہا اے ابو عبد شمس (ولید کی کنیت ہے) پھر تم ہم کو بتلاؤ کہ ہم کیا کہیں ؟ اُس نے کہا قسم ہے خدا کی سچ بات تو یوں ہے کہ محمدؐ کے کلام یعنے قرآن میں مٹھاس ہے۔ اور اے قریش ! یہ جس قدر باتیں تم نے بیان کیں ان میں سے جو بات تم کہو گے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹ اور باطل ہے۔ مگر یہی بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ تم ساحر کہو اور یہ کہو کہ اس سحر ہی کے سبب سے محمدؐ نے لوگوں میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور اس کا قول ایسا ہے کہ اس سے میاں بیوی اور باپ بیٹے اور بھائی بھائی اور کنبے اور برادری میں جدائی ہو جاتی ہے۔ ولید کا یہ کلام سُن کر لوگ اُس کے دربار سے رخصت ہوئے۔ اور ہر گلی کوچہ اور رگزرگاہ پر بیٹھ کر لوگوں کو حضورؐ کی طرف سے بہکانے اور بدگمان کرنے لگے۔

قرآن پاک کا ارشاد

چنانچہ اسی ولید بن مغیرہ کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں :

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا وَبَنِينَ شُهُودًا
وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا
عَنِيدًا سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ
نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ
يُؤْثَرُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (۷۴ : ۱۱ - ۳۳)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے رسول ! تم مجھ کو اُس شخص کی سزا دہی کے واسطے چھوڑ دو جس کو میں نے یکہ و تنہا پیدا کیا ہے اور اُس کو میں نے مال کثیر دیا اور بیٹے بھی اس کو دیئے ہیں جو اُس کے ساتھ رہتے ہیں اور اُس کے واسطے اچھا بچھونا بچھایا ہے یعنے سب کام دُنیاوی اس کے درست کر دیئے ہیں۔ پھر وہ طمع کرتا ہے کہ اور زیادہ مالدار ہو ہر گز نہیں ۔ بے شک وہ ہماری آیتوں سے دُشمنی رکھتا ہے عنقریب میں اُس کو دوزخ کے پہاڑ پر پہنچاؤنگا

بے شک اس نے قرآن پر طعنہ زنی میں فکر کیا اور مقرر کیا۔ پس لعنت ہو اُس پر کیسا مقرر کیا پھر لعنت ہو اُس پر کیسا مقرر کیا پھر اُس نے طعنہ زنی کے واسطے قرآن کو دیکھا۔ پھر جب کوئی موقعہ نہ ملا تب تیوری چڑھائی اور انصاف سے مُنہ پھیرا اور تکبر کیا اور کہا نہیں ہے یہ قرآن مگر جادو جادوگروں سے سیکھا ہُوا نہیں ہے یہ قول مگر انسان کا۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے متعلق بھی یہ آیت نازل فرمائی جو قرآن کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتے تھے۔ فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ (پ۱۴ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳)

یعنی جن لوگوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ پس قسم ہے تیرے رب کی ہم اُن سب سے ضرور اُن کی کارروائیوں کا سوال کریں گے۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں وہ لوگ یعنی قریش جس شخص سے ملتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی ہی باتیں بیان کرتے۔ چنانچہ آپؐ کا ذکرِ خیر تمام بلادِ عرب میں پھیل گیا۔ تب ابوطالب کو یہ اندیشہ ہُوا کہ کہیں تمام عرب کے لوگ یکبارگی میری قوم کے ساتھ ہو کر مجھ پر حملہ آور نہ ہوں۔ اس اندیشہ سے انہوں نے ایک قصیدہ کہا جس میں حرم محترم سے اپنے تعلق اور اُس کے ساتھ پناہ اختیار کرنے اور اپنی قوم کے اشراف سے دوستی اور محبت قائم رکھنے کا بیان کیا ہے اور اپنے غیر مسلم ہونے کی بھی خبر دی ہے اور یہ بھی خبر دی ہے کہ میں حضورؐ کی کسی حالت میں تاحیات ترکِ سرپرستی نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابوطالب نے اپنے طویل قصیدہ میں اشرافِ قریش میں سے ان لوگوں کو ذکر کیا ہے۔ ابوسفیان بن حرب بن اُمیّہ اور مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف اور زُہیر بن ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور اس کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب اور اُسید اور بکرہ عتاب بن اُسید بن ابی العیص بن اُمیہ بن عبد شمس بن مناف بن قصیٰ اور عثمان بن عبیداللہ طلحہ بن عبیداللہ کا بھائی۔ اور قنفذ بن عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ اور ابوالولید عتبہ بن ربیعہ اور ابوالاخنس بن شریق ثقفی حلیف بنی زہرہ بن کلاب۔

ابن ہشام کہتے ہیں اخنس اس کا اس سبب سے نام ہُوا کہ قریش کو لے کر یہ بدر کی جنگ میں پیچھے رہ گیا تھا ورنہ اُس کا اصلی نام اُبی تھا اور یہ بنی علاج میں سے ہے اور علاج بن ابی سلمہ بن عوف بن عقدہ ہے اور اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب

اور شبیع بن خالد بلحرث بن فہر کا بھائی ۔ اور نوفل بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ اور یہ بھی ابنِ عدویہ کہلاتا ہے۔ یہ شخص شیاطینِ قریش میں سے تھا اور اسی نے حضرت ابوبکر صدیق اور طلحہ بن عبیداللہ کو ایک رسّی سے اسلام قبول کرنے کے الزام میں باندھا تھا۔ اس سبب سے یہ دونوں بزرگ قرینین کہلاتے تھے۔ اس موذی کو حضرت اسداللہ الغالب علی بن ابی طالب نے جنگِ بدر میں قتل کیا۔ اور ابوعمرو قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف ۔ اور بنوبکر بن عبد مناۃ بن کنانہ ۔ یہ لوگ ہیں جن کا ابوطالب نے اس قصیدہ میں ذکر کیا ہے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک معتبر شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ مدینہ میں قحط ہوا۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امساکِ باراں کی شکایت کی۔ حضورؐ منبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔ تھوڑا عرصہ نہ گزرا تھا کہ بارش شروع ہوئی اور اس کثرت سے مینہ برسا کہ لوگ غرق ہونے سے خائف ہوئے اور حضورؐ سے عرض کی۔ حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہمارے اوپر نہ برسا بلکہ شہر کے گرداگرد چاروں طرف جنگل میں برسا۔ چنانچہ بادل مدینہ پر سے ہٹ کر باہر شہر کے برسنے لگے۔ اس وقت حضورؐ نے فرمایا کہ اگر ابوطالب آج زندہ ہوتے تو اس دن کو دیکھ کر خوش ہوتے ۔

باب ۳۲

نبوّت کی شہرت اور قریش کی ایذارسانیاں

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تمام عرب میں خوب پھیل گیا تو مدینہ میں بھی آپ کا چرچا ہونے لگا۔ ان دو قبیلوں کو سب قبائل کی نسبت حضورؐ کے حالات سے زیادہ واقفیت تھی۔ یعنی اوس اور خزرج کو، کیونکہ یہ علماء یہود سے اکثر پیشین گوئیاں حضورؐ کے متعلق سُنا کرتے تھے اور یہودیوں سے اُن کا بڑا میل جول تھا۔

ابوقیس بن اسلت

جب قریش کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف کرنا ان قبائل کو معلوم ہوا تو ابوقیس بن اسلت نے جو قبیلہ اوس میں سے ایک شخص اور بنی واقف کا بھائی تھا ایک قصیدہ کہا جس میں وہ قریش کو جنگ و جدال اور نزاع باہمی سے منع کرتا ہے اور اُن کے فضائل و مناقب ان کو جتلا کر حضورؐ کی مخالفت اور آپ کے درپے ایذا ہونے سے باز رکھتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق نے ابوقیس کو اس جگہ بنی واقف کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ حدیث فیل میں اس کو بنی خطمہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض دفعہ وہ کسی شخص کو اُس کے دادا کے بھائی کی طرف بھی منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر وہ زیادہ مشہور ہوتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے ابوعبیدہ نے بیان کیا ہے کہ حکم بن عمرو غفاری غفار کے بھائی نعیلہ کی اولاد میں سے تھا۔ مگر چونکہ غفار زیادہ مشہور ہے اس سبب سے اُسی کی طرف نسبت کیا جاتا ہے اور غفار اور نعیلہ دونوں ملیل کے بیٹے تھے۔ بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ۔

ابن ہشام کہتے ہیں پس ابوقیس بن اسلت بنی وائل میں سے ہے اور وائل اور واقف اور خطمہ تینوں بھائی اوس میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابوقیس بن اسلت کو قریش سے بہت محبت تھی۔ کیونکہ اس کی سسرال قریش ہی میں تھی اور اس نے ارنب بنت عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب سے شادی کی تھی اور اُس کے

جنب سے برسوں قریش میں جا کر رہا کرتا تھا اور اس نے اپنے قصیدہ میں ایک لڑائی کو یاد دلایا ہے جو بنی عبس اور بنی فزارہ میں واقع ہوئی تھی۔

جنگ واحس

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے ابو عبیدہ نحوی نے اس جنگ کا واقعہ اس طرح نقل کیا ہے کہ بنی عبس میں سے ایک شخص قیس نامی تھا اور اس کے گھوڑے کا نام واحس تھا اور بنی فزارہ میں سے ایک شخص حذیفہ نام تھا اور اس کے گھوڑے کا نام غبراء تھا۔ قیس کا نسب اس طرح ہے قیس بن زہیر بن خدیجہ بن رواحہ بن ربیعہ بن حرث بن مازن بن قطیعہ بن عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان۔ اور حذیفہ کا نسب یہ ہے حذیفہ بن بدر بن عمرو بن زید بن جویہ بن موذان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان۔

ان دونوں میں گھوڑ دوڑ ہوئی اور حذیفہ نے اپنے لوگوں سے خفیہ کہہ دیا کہ اگر تم قیس کے گھوڑے واحس کو آگے آتا دیکھو تو اس کے منہ پر مارنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ واحس پہلے آیا اور حذیفہ کے لوگوں نے اس کو مارا۔ قیس کے بھائی مالک نے یہ دیکھ کر غبراء کو مارا۔ حذیفہ کی طرف سے حمل بن بدر کھڑا ہوا اور اس نے مالک کے طمانچہ رسید کیا۔ پھر ابو جندب عبسی بن عوف بن حذیفہ سے ملا اور اس کو قتل کر دیا۔ اسی طرح بنی فزارہ میں سے ایک شخص نے مالک کو قتل کر دیا۔ پھر ان دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی جس میں حذیفہ بن بدر اور اس کا بھائی حمل بن بدر بھی قتل ہوئے۔ ابن ہشام نے یہ واقعہ بہت مختصر نقل کیا ہے۔

جنگِ حاطب

اسی قصیدہ میں حربِ حاطب کا بھی ذکر کیا ہے جو اوس و خزرج میں واقع ہوئی تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں قبیلہ اوس میں ایک شخص تھا حاطب بن حرث بن قیس بن ہیشہ بن حرث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔ اس نے قبیلہ خزرج کے پڑوسی ایک یہودی کو قتل کر دیا۔ یہ خبر خزرج کو ہوئی۔ ان میں سے ایک شخص یزید بن حرث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج جس کو ابن قسحم بھی کہتے ہیں اور قسحم اس کی ماں کا نام ہے۔ یہ شخص بنی حرث کے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر رات کے وقت آیا اور حاطب کو قتل کر دیا۔ پھر دونوں قبیلوں یعنی اوس اور خزرج میں خوب قتل و قتال ہوا۔ اور اسی جنگ میں سوید بن صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کو مجذر بن زیاد بلوی نے قتل کیا۔ مجذر کا نام عبداللہ تھا اور یہ بنی عوف بن خزرج کا حلیف تھا۔ پھر اُحد کی جنگ میں مجذر بن زیاد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ نکلا اور حرث بن سوید بن صامت بھی ساتھ تھا۔ اس نے موقع پا کر اپنے باپ کے عوض مجذر کو قتل کیا۔ یہ واقعہ اپنے موقعہ پر بالتفصیل بیان کیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ان دونوں قبیلوں میں خوب لڑائیاں ہوتی رہیں۔

قریش کی ایذا رسانیاں

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر قریش دن بدن حضورؐ کی عداوت اور اپنی شرارت میں سخت ہوتے گئے اور طرح طرح سے آپ کو تکالیف پہنچاتے تھے کوئی آپؐ کو کاہن کہتا تھا کوئی ساحر کہتا تھا۔ کوئی مجنون اور شاعر بتلاتا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتوں کی طرف مطلق توجہ نہ فرماتے تھے اور ہمہ تن اپنے کام یعنی اعلاء کلمۃ الحق میں مصروف تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یحییٰ بن عروہ بن زبیر نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا کہ تم نے قریش کی سب سے بڑی زیادتی اور عداوت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون سا واقعہ دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا ایک روز میں موجود تھا کہ قریش کے سب بڑے بڑے لوگ حجرِ اسود کے پاس خانہ کعبہ میں اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے لگے اور کہتے تھے کہ جیسا ہم نے اس شخص پر صبر کیا ہے ایسا کسی پر نہیں کیا۔ ہمارے دین کو برا کہتا ہے اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتلاتا ہے۔ ہم نے اس پر بڑا صبر کیا ہے۔

یہ لوگ ایسی ہی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں حضورؐ تشریف لائے اور آپؐ نے حجرِ اسود کو سلام کیا اور طواف میں مشغول ہوئے اور جب آپ طواف کرتے ہوئے اُن کے پاس سے گذرتے تو یہ آپؐ پر آوازہ کرتے۔ چنانچہ تین بار ایسا ہوا اور اُس کا ملال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر مجھ کو معلوم ہوا۔ اور تیسرے آوازہ پر آپ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے اے گروہِ قریش! تم سنتے ہو خبردار ہو جاؤ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے پاس ذبح کے ساتھ آیا ہوں۔

راوی کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ قریش سکتہ کی حالت میں ہو گئے اور جو شخص کہ اُن میں زیادہ گفتگو کر رہا تھا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نرمی کی باتیں کرنے لگا اور عرض کیا کہ آپؐ تشریف لے جائیں چنانچہ آپؐ تشریف لے گئے۔ پھر دوسرے روز یہ لوگ اکٹھے

ہوئے اور ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہمارے بتوں میں عیب نکالتے ہو اور ہمارے دین کو بُرا کہتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں ہی کہتا ہوں۔

راوی کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے حضورؐ کی چادر مبارک پکڑلی۔ ابوبکرؓ یہ حالت دیکھ کر روتے ہوئے کھڑے ہوئے اور قریش سے کہنے لگے کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو کہ جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ تب قریش آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سخت واقعہ ہے جو قریش کا میں نے حضورؐ کے ساتھ دیکھا ایسا اور کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ام کلثوم کی اولاد میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے واپس آئے تو اُن کے سر میں سخت چوٹ لگی ہوئی تھی۔ کیونکہ قریش نے اُن کے بال پکڑ کے کھینچے تھے اور سخت اذیت پہنچائی تھی اور حضرت ابوبکرؓ کے بال بھی بہت تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں قریش کا ایک سخت واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا مجھ کو یہ پہنچا ہے کہ ایک روز جو آپ اپنے دولت خانے سے باہر تشریف لائے تو ہر فرد بشر آزاد اور غلام اور چھوٹے اور بڑے سب نے آپ کو جھوٹا اور کذاب کہا۔ اور آپ کو اذیت پہنچائی۔ آپ واپس چلے آئے اور سخت رنجیدگی کی حالت میں منہ لپیٹ کر لیٹ رہے۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ — "اے منہ لپیٹنے والے کھڑے ہو اور لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈراؤ۔"

ابوجہل کی بدگوئی

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے قبیلہ اسلم کے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ ابوجہل نے آپ کو بہت نا سزا کہنا شروع کیا اور بہت کچھ زبانی اذیت آپؐ کو پہنچائی۔ آپؐ خاموش سُنتے رہے اور کچھ نہ فرمایا وہیں عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب کی آزاد لونڈی کا گھر تھا۔ وہ اپنے گھر میں سے ابوجہل کی ساری باتیں سُن رہی تھی۔ پھر ابوجہل حضورؐ کو کہہ سُن کر خانہ کعبہ کے پاس قریش کی مجلس میں جا بیٹھا اور حضورؐ بھی اپنی دولت سرا کو تشریف لے گئے۔

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کا قبولِ اسلام

اس کے تھوڑی دیر بعد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اپنی کمان لئے ہوئے صفا پر آئے۔ کیونکہ آپؐ روزانہ

تیراندازی کی مشق کے واسطے تشریف لے جاتے تھے اور وہاں سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کر کے پھر گھر جاتے تھے اور راستہ میں جس جگہ گزرتے وہاں لوگوں سے سلام علیک کر کے اُن سے بات چیت بھی کرتے اور قریش میں آپؓ نہایت بہادر اور شجاع جوان تھے۔ غرضیکہ جس وقت آپؓ صفا پہ تشریف لائے اُس عورت نے ابوجہل کے، حضورؐ کو بُرا بھلا کہنے کا سارا قصہ آپؓ سے بیان کیا جس کے سُنتے ہی حضرت حمزہؓ برانگیختہ ہو گئے۔

آپؓ وہاں سے فوراً مسجد حرام میں ابوجہل کی تلاش کے واسطے تشریف لائے دیکھا تو وہ لوگوں میں بیٹھا تھا۔ حضرت حمزہؓ اُس کے قریب آئے اور اس زور سے اپنی کمان اُس کے سر پر ماری کہ اُس کا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ تُو میرے بھتیجے کو سخت سُست کہتا ہے میں بھی اُسی کے دین پر ہوں اور جو وہ کہتا ہے وہی میں بھی کہتا ہوں۔ اگر تجھ میں کچھ طاقت ہے تو مجھ کو جواب دے۔ بنی مخزوم کے چند آدمیوں نے چاہا کہ ابوجہل کی حمایت پر کھڑے ہوں مگر خود اُس نے اُن کو منع کر دیا اور کہا ابو عمارہ (حضرت حمزہؓ کی کنیت ہے) سے کچھ نہ کہو واقعی میں نے اِن کے بھتیجے کو آج بہت سی بے ہودہ باتیں کہی ہیں۔ پھر حضرت حمزہؓ رضی اللہ عنہ بہت مضبوطی کے ساتھ اسلام پر قائم ہو گئے۔ قریش نے جب حضرت حمزہؓ کا اسلام دیکھا تو اُن کی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ سمجھ گئے کہ حمزہ اُن کی حمایت پر ہیں اور بہت سی ایذا رسانی کی باتوں سے باز آ گئے۔

○

باب ۳۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش کی گفتگو

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک روز عتبہ بن ربیعہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے علیحدہ ایک مقام پر تشریف رکھتے تھے۔ پس عتبہ نے قریش سے کہا کہ اے قریش تم کہو تو میں محمد سے چند باتیں کروں اور چند امور اُن کے سامنے پیش کروں شاید اُن میں سے کسی امر پر وہ راضی ہو جائیں تو ہم اُن کو وہ دے دیں گے اور وہ ہمارا پیچھا چھوڑ دیں گے۔ اور یہ واقعہ حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے بعد کا ہے اور قریش نے دیکھ لیا تھا کہ دن بدن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بڑھتے جاتے ہیں، سب نے عتبہ سے کہا اے ابوالولید ہاں تم جاؤ اور گفتگو کرو۔

عتبہ کی پیش کش

عُتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا اور کہا اے میرے بھتیجے تم جانتے ہو کہ جو ہمارا تمہارا قومی واسطہ ہے اور تم یہ بھی دیکھتے ہو کہ تم اپنی قوم کے پاس ایک ایسی چیز لائے ہو جس سے تم نے ان کی جماعت کو متفرق کر دیا ہے اور اُن کے باپ دادا کو جاہل اور کافر بتلایا اور اُن کے دین میں عیب نکالے۔ میں چند امور تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اُن کو تم غور سے سُنو شاید کوئی بات اُن میں سے تمہارے پسند آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالولید تم کہو میں سُن رہا ہوں۔ اُس نے کہا یہ جو دعوئ نبوت تم نے کیا ہے اس سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم ساری قوم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ یا یہ مطلب ہے کہ سب کے سردار بنو کہ تمہاری بغیر اجازت کوئی کام نہ ہو یا تمہارا سلطنت کرنے کا ارادہ ہے تو یہ سب باتیں ہم کر سکتے ہیں مال بھی تم کو اتنا دے سکتے ہیں کہ تم امیر ہو جاؤ اور سردار بھی تم کو بنا سکتے ہیں اور سلطنت بھی تم کو دلوا سکتے ہیں۔ اور اگر یہ بات ہے کہ کوئی جن یا آسیب تمہارے سر پر آتا ہے اور تم اس کو دفع نہیں کر سکتے تو ہم سے کہو ہم حکیم کو بُلا کر اپنے خرچ سے تمہارا اِس قدر علاج کریں گے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوتِ قرآن پاک

غرضیکہ جب عُتبہ اس قسم کی باتیں کر کے

فارغ ہُوا۔ حضورؐ نے فرمایا اے ابو الولید کہہ چُکے۔ اُس نے کہا ہاں کہہ چکا۔ فرمایا اب میری بات سُنو۔ اُس نے کہا فرمائیے۔ آپؐ نے یہ سُورۃ پڑھنی شروع کی :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ

(۴۱ : ۱ — ۵)

"شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

حٰمٓ۔ یہ رحم کرنے والے مہربان کی جانب سے اتاری ہُوئی کتاب ہے۔ اس کی آیتوں میں خوب تفصیل کی گئی ہے جاننے والے لوگوں کے لئے صاف بیان مجموعہ ہے خوش خبریاں سنانے والا (اور بُرے اعمال کے نتائج سے) ڈرانے والا۔ پھر بھی اکثر لوگوں نے روگردانی کی۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ وہ سُنتے ہی نہیں (اور کہتے ہیں) ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے۔"

پھر پڑھتے پڑھتے جب آپؐ سجدہ کے مقام پر پہنچے تو سجدہ کیا اور عتبہ سکوت کی حالت میں پُشت کے پیچھے زمین پر ہاتھ ٹکائے بیٹھا ہُوا سُن رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے فارغ ہو کر فرمایا اے ابو الولید! تم نے سُنا بس یہی بات ہے جو تم نے سُنی۔

عتبہ کا قریش کو مشورہ عتبہ وہاں سے اُٹھ کر اپنے یارانِ جلسہ میں آیا۔ اُس کی صُورت دیکھ کر مجلس کے لوگ آپس میں کہنے لگے کہ یہ اُس منہ کے ساتھ نہیں آرہا ہے جس مُنہ کے ساتھ گیا تھا۔ پھر جب یہ اُن کے پاس پہنچا اور بیٹھا تو اُنہوں نے پوچھا کہ اے ابو الولید! کیا خبر لائے ؟ اُس نے کہا میں نے ایسی بات سُنی ہے کہ قسم کھا کر کہتا ہوں ایسی بات کبھی نہیں سُنی۔ نہ تو وہ شعر ہے نہ جادو ہے نہ کہانت ہے۔ اے قریش میری بات مانو تو اس شخص (یعنی حضورؐ) کو اسی حالت پر چھوڑ دو اور اس کے مزاحم نہ ہو۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ جو بات میں نے اس شخص سے سُنی یہ تمام عالم میں پھیلے گی۔ پس اگر عرب اُن کے مخالف ہو گئے تب تم کو اُن کی مخالفت کی زحمت نہ اُٹھانی پڑے گی۔ عرب ان سے سمجھ لیں گے اور اگر یہ عرب پر غالب ہُوئے تو اِن کا ملک تمہارا ملک ہوگا اور ان کی عزت تمہاری عزت ہو گی تم کو ان سے برسر فساد رہنا نہ چاہیئے۔ اس تدبیر سے تم بہت اچھے رہو گے۔ قریش کہنے لگے اے ابو الولید قسم ہے خدا کی تم پر بھی جادو کر دیا۔ اُس نے کہا میری جو رائے تھی مَیں نے کہہ دی اب جو تمہارا جی چاہے کرو۔

وفد قریش کی ایک اور گفتگو ابن اسحاق کہتے ہیں پھر تو روز بروز مکّہ کے اندر قریش میں اسلام ترقی کرنے لگا حالانکہ قریش سے جہاں تک ممکن تھا وہ لوگوں کو اسلام لانے سے باز رکھتے تھے اور طرح طرح سے اُن کو ایذا اور تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ بعض کو گھروں میں قید کر دیتے تھے۔ مجھ کو یہ روایت سند کے ساتھ ابن عباس سے پہنچی ہے کہ ایک دفعہ سردارانِ قریش ہر قبیلہ کے حضورؐ سے گفتگو کرنے کے واسطے جمع ہوئے جن کے نام یہ ہیں:

عتبہ بن ربیعہ ۔ شیبہ بن ربیعہ ۔ ابوسفیان بن حرب ۔ نضر بن حرث بنی عبدالدار کا بھائی ابوالبختری بن ہشام ۔ اسود بن مطلب بن اسد ۔ زمعہ بن اسود ۔ ولید بن مغیرہ ۔ ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی اُمیّہ ۔ عاص بن وائل ۔ نُبیہ و مُنبہ حجاج کے بیٹے ۔ اُمیہ بن خلف وغیرہم ۔

یہ سب لوگ غروبِ آفتاب کے بعد کعبہ کے پسِ پشت اکٹھے ہوئے اور ایک نے دوسرے کو کہا کہ کسی کو بھیج کر محمدؐ کو گفتگو کے واسطے بلواؤ اور اس قدر کج بحثی کرو کہ وہ عاجز ہو جائے ۔ پھر اُنھوں نے ایک شخص کو حضورؐ کے پاس بھیجا۔ اُس نے جاکر عرض کیا کہ بزرگانِ قوم آپؐ کو بلاتے ہیں۔ آپؐ نے خیال فرمایا کہ شاید اُن کا راہِ راست پر آنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ آپؐ کو اُن کے ہدایت قبول کرنے کی نہایت تمنا تھی۔ چنانچہ آپؐ جلدی سے اُس مجلس میں تشریف لائے ۔

قریش کی پیش کش سب نے متفق اللفظ آپؐ سے کہا کہ اے محمدؐ! ہم نے تم کو گفتگو کرنے کے واسطے بُلایا ہے کیونکہ قسم ہے خدا کی ہم عرب میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں جانتے کہ جس نے اپنی قوم کو ایسی آفت میں مُبتلا کیا ہو جیسا کہ تم نے ہم کو آفت میں مُبتلا کیا ہے۔ ہمارے باپ دادا کو بُرا کہتے ہو اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو۔ ہماری جماعت کے تم نے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ کوئی ایسی خرابی نہیں ہے جو تم نے ہم سے اُٹھا رکھی ہو۔ اگر تمہارا مقصد مال کا جمع کرنا ہے تو ہم اپنے مال اس قدر تمہاری نذر کرتے ہیں کہ ساری قوم میں تم امیر ہو جاؤ گے اور اگر تم سردار بننا چاہتے ہو تو ہم تم کو سردار بناتے ہیں اور اگر بادشاہ بننے چاہتے ہو ہم آپ کو بادشاہ بنا دیں گے اور یہ جو تمہارے پاس آتا ہے کوئی جن یا آسیب ہے تو ہم تمہارے معالجہ میں اپنے تمام مال خرچ کرنے کو تیار ہیں ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جس قدر باتیں تم نے کہیں اُن میں سے ایک بھی مجھ میں نہیں ہے۔ نہ میں

مال چاہتا ہوں نہ شرف چاہتا ہوں نہ سلطنت چاہتا ہوں ۔ مجھ کو تو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اپنی کتاب مجھ پر نازل فرمائی ہے اور حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے واسطے بشیر و نذیر ہو جاؤں۔ پس میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے ۔ اگر تم اُن کو قبول کرو تو یہ تمہارا دنیا آخرت میں حصّہ ہے۔ اور اگر تم قبول نہ کرو تو اس وقت تک میں صبر کئے ہوئے ہوں جب تک کہ خدا مجھ میں اور تم میں فیصلہ فرمائے ۔

قریش کے مطالبات

قریش نے کہا اے محمدؐ! اگر تم ان باتوں کو قبول نہیں کرتے ہو جو ہم نے تمہارے سامنے پیش کی ہیں۔ تو تم جانتے ہو کہ کوئی شہر ہمارے شہر سے تنگ نہ ہوگا اور نہ کہیں ایسی پانی کی قلت ہوگی اور نہ کسی جگہ اس طرح گزارہ مشکل ہوگا جیسا کہ ہمارے اس شہر میں ہے۔ لہٰذا تم اپنے اُس خدا سے جس نے تم کو نبی بنایا ہے دُعا کرو کہ ان پہاڑوں کو دُور کر دے جنہوں نے ہمارے شہر کو تنگ کر رکھا ہے اور یہاں ایسے چشمے بہائے جیسے ملک شام میں اور عراق میں ہیں اور ہمارے باپ دادا جو مر گئے ہیں ان کو زندہ کر دے تاکہ ہم اُن سے تمہارے قول کی تصدیق کریں اور اُن میں قصیٰ بن کلاب بھی زندہ ہو کر آئے کیونکہ وہ بہت سچا شخص تھا اُس کی گواہی سے ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم جو کہتے ہو یہ حق ہے یا باطل ہے اور اگر ان لوگوں نے تمہاری تصدیق کی تو ہم جان لیں گے کہ بے شک تم کو خدا نے بھیجا ہے اور تمہاری عزت اور منزلت ہم کو ثابت ہو جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اس واسطے خدا نے نہیں بھیجا ہے۔ مجھ کو جس واسطے اُس نے بھیجا ہے وہ کام میں کر رہا ہوں اور اس کی رسالت میں نے تم کو پہنچا دی ہے اگر تم اس کو قبول کرو تو دنیا و آخرت میں تم کو نفع ہوگا اور اگر تم رد کرو گے تو میں صبر کروں گا ۔ یہاں تک کہ خدا مجھ میں اور تم میں فیصلہ فرمائے ۔

قریش نے کہا اگر تم ہمارے واسطے یہ کام نہیں کر سکتے ہو تو اپنے واسطے یہ کام کرو کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کوئی فرشتہ تمہاری تصدیق کے واسطے بھیجے اور تمہارے واسطے تمہارا پروردگار نہریں اور باغ اور محل پیدا کر دے اور سونے اور چاندی کے خزانے عنایت کرے تاکہ تم کو وہ مشقت نہ کرنی پڑے جو اب کرتے ہو کہ بازاروں میں پھرتے ہو اور معاش تلاش کرتے ہو جیسے کہ ہم کرتے ہیں۔ اگر یہ باتیں ہو جائیں گی تو ہم جان لیں گے کہ بے شک تم رسول ہو

اور تمہارے واسطے عزت اور منزلت ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پروردگار سے ایسی دعا نہیں کرتا اور نہ ایسی باتوں کے واسطے بھیجا گیا ہوں مجھ کو تو خدا نے بشیر و نذیر بھیجا ہے اگر تم قبول کرو تو تمہارے واسطے بہتر ہے ورنہ میں حکم الٰہی کا انتظار کروں گا کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان کیا فیصلہ فرماتا ہے۔

وفد قریش کی بے ہودہ گوئی

قریش نے کہا پھر تم آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرا دو کیونکہ تم کہتے ہو کہ میرا خدا اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ لہٰذا ایسا کرو کیونکہ ہم تم پر ایمان نہیں لاتے ہیں جب تک کہ تم ایسا نہ کرو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب خدا کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے تو کر دے۔ انہوں نے کہا اے محمدؐ! کیا تمہارا خدا یہ بات جانتا تھا کہ ہم تم سے اس قسم کے سوال کریں گے۔ اس نے تم کو کیوں نہ بتلا دیا کہ وہ فلاں وقت ہمارے ساتھ یہ کام کرے گا۔ اے محمدؐ! اب ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے۔ ہم کو معلوم ہو گیا ہے کہ یمامہ میں جو ایک شخص رحمٰن نام ہے وہ تم کو یہ باتیں تعلیم کرتا ہے اور ہم قسم ہے خدا کی رحمٰن پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ اے محمدؐ! ہم نے تم سے حجت پوری کر دی اور اب قسم ہے ہم تم کو نہ چھوڑیں گے یا ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے یا تم ہمیں ہلاک کر دو گے۔ اور کسی نے ان میں سے کہا کہ ہم فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں اور فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور کسی نے کہا ہم تم پر جب ایمان لائیں گے جب تم خدا اور فرشتوں سب کو ہمارے سامنے لاؤ گے۔

جب وہ اس قسم کی باتیں کرنے لگے حضورؐ وہاں سے تشریف لے آئے اور حضورؐ کے ساتھ ہی عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ بھی کھڑا ہوا اور یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ اس نے کہا اے محمدؐ! تمہاری قوم نے اتنی باتیں تمہارے سامنے پیش کیں۔ تم نے ان میں سے ایک بھی قبول نہ کی۔ پہلے انہوں نے اپنے فوائد کی باتوں کا تم سے سوال کیا تم نے اس کو قبول نہ کیا۔ پھر انہوں نے تمہارے فوائد کا تم سے سوال کیا اس کو بھی تم نے قبول نہ کیا جس سے تمہارا خدا کے نزدیک مرتبہ معلوم ہوتا اور وہ تمہاری تصدیق اور اتباع کرتے۔ پھر انہوں نے یہ سوال کیا کہ جن باتوں سے تم ان کو دھمکاتے اور ڈراتے ہو انہی کو لے آؤ اس کو بھی تم نے نہ کیا۔ قسم ہے خدا کی میں تم پر ایمان نہ لاؤں گا یہاں تک کہ تم ایک سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھو اور میں تم کو دیکھتا رہوں۔ پھر تم وہاں سے چار فرشتے اپنی تصدیق کے واسطے لاؤ اور وہ تمہاری گواہی دیں جیسا تم بیان کرتے ہو اور قسم ہے خدا کی۔ اگر تم نے ایسا کیا بھی تب بھی میں خیال کرتا ہوں کہ شاید

مَیں تمہاری تصدیق نہ کروں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے نہایت افسردگی کی حالت میں تشریف لے آئے۔ کیونکہ آپؐ کو اپنی قوم کی ہدایت اور بہبودی کا از حد خیال تھا اور یہاں معاملہ برعکس پیدا ہُوا۔

ابوجہل کا ناپاک ارادہ

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تشریف لانے کے بعد ابوجہل نے کہا اے قریش تم نے دیکھا کہ محمدؐ نے تمہاری کوئی بات نہیں مانی اور تمہارے بزرگوں کے اور مذہب کے بُرا کہنے سے باز نہ آیا۔ پس مَیں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ مَیں کل ایک بہت بڑا بھاری پتھر لے کر بیٹھوں گا اور جس وقت محمدؐ سجدہ کرے گا۔ مَیں اُس کے سر پر دے ماروں گا۔ تم مجھ کو اپنی پناہ میں لے لینا۔ پھر بنی عبدمناف (یعنی حضورؐ کے کنبہ داروں) سے جو کچھ ہو سکے وہ کریں۔ قریش نے کہا قسم ہے خُدا کی ہم تم کو پناہ میں لیں گے جو کچھ تجھ سے ہو سکے وہ کر۔

ابوجہل کی دہشت زدگی

پھر جب صُبح ہوئی تو ابوجہل ایک پتھر لا کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نماز کا منتظر بیٹھا۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی صبح کو اپنے دستور کے موافق مسجدِ حرام میں رونق افروز ہُوئے اور چُونکہ اُن دنوں میں قبلہ بیت المقدس تھا اس سبب سے آپؐ حجرِ اسود اور رُکنِ یمانی کے درمیان میں نماز میں مشغول ہُوئے۔ قریش اپنی اپنی جگہ سے لیٹے ہُوئے ابوجہل کی کارستانی کے منتظر تھے۔ چنانچہ جس وقت آپؐ نے سجدہ کیا ابوجہل وہ پتھر لے کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سرِ مبارک پر مارنے کے واسطے چلا یہاں تک کہ جب آپؐ کے نزدیک ہُوا تو پھر وہاں سے پیچھے کو ہٹا۔ یہاں تک کہ پتھر اُس کے ہاتھ سے گر گیا اور وہ نہایت بدحواس اور خوف کی حالت میں اپنی قوم کے پاس آیا۔ لوگ بھی اُس کی طرف دوڑے اور کہا اے ابوالحکم کیا ہُوا؟

کہنے لگا جب مَیں پتھر لے کر اُن کی طرف چلا تاکہ اُس کام کو پورا کروں جو رات کو تم سے کہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت قوی ہیکل اور خوفناک اُونٹ مُنہ پھاڑ کر میری طرف حملہ آور ہے اور چاہتا ہے کہ مُجھے کھا جائے۔ مَیں فوراً ہی پیچھے ہٹ گیا ورنہ جان بچنی مشکل تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جب یہ واقعہ عرض کیا گیا تو فرمایا کہ وہ جبرائیل تھے اگر وہ میرے نزدیک آتا تو ضرور اُس کو پکڑ لیتے۔

جب ابوجہل نے یہ واقعہ اپنی قوم سے بیان کیا تو نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی۔ ابن ہشام کہتے ہیں بقول بعض نضر بن حرث بن علقمہ بن کلاہ بن عبدمناف ہے۔

نضر بن حرث کی تقریر

ابن اسحاق کہتے ہیں نضر بن حرث کھڑا ہُوا اور کہنے لگا اے گروہِ قریش تم کو ایسا معاملہ پیش آیا ہے کہ تم اُس کے دفع کرنے کے واسطے کوئی حیلہ نہیں کر سکتے۔ محمدؐ تمہارے اندر جب ایک نو عمر لڑکا تھا تو بہت پسندیدہ راست گفتار اور امانت دار تھا۔ پھر جب وہ سنِ تمیز کو پہنچا اور اُس کے چہرہ پر تم نے خط و خال کی نمود دیکھی اور وہ تمہارے پاس وہ چیز لایا جو لایا تم کہنے لگے کہ یہ جادوگر ہے۔ قسم ہے خدا کی وہ جادوگر نہیں ہے۔ ہم نے جادوگروں کو دیکھا ہے اور اُن کی پڑھنت اور اُن کے گرہیں لگانے اور منتر جنتر سے خوب واقف ہیں اور تم نے کہا کہ یہ کاہن ہے پس قسم ہے خدا کی وہ کاہن بھی نہیں ہے۔ کاہنوں کو بھی ہم نے دیکھا اور اُن کی حالت اور اُن کے قافیوں کو ہم خوب جانتے ہیں اور تم نے کہا کہ یہ شاعر ہے۔ قسم ہے خدا کی شعر کی کل اقسام سے بھی ہم واقف ہیں۔ ہزج اور رجز وغیرہ سب کو جانتے ہیں اور تم نے کہا کہ یہ مجنون ہے۔ قسم ہے خدا کی وہ مجنون بھی نہیں ہے۔ کیونکہ آسیب زدہ کے وسوسہ اور خبط اور کل علامات سے ہم آگاہ ہیں۔ اے گروہِ قریش تم اپنی حالت میں غور کرو کیونکہ قسم ہے خدا کی امرِ عظیم تم پر نازل ہُوا ہے۔ (راوی کہتا ہے) یہ نضر بن حرث شیاطینِ قریش میں سے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا دہی اور عداوت میں نہایت کوشش کیا کرتا تھا شہر حیرہ میں جا کر اس نے رستم اور اسفندیار کے قصے سیکھے تھے اور جب حضورؐ کسی جگہ وعظ فرماتے اور لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈراتے تھے اور پہلی اُمتوں پر نزولِ عذاب کا ذکر کرتے تو پھر آپؐ کے تشریف لے جانے کے بعد یہ اُن لوگوں میں بیٹھ جاتا اور کہتا کہ اے قریش میں تم کو اُن قصوں سے زیادہ عجیب و غریب اور پُر لطف انگیز قصے سناتا ہوں جو محمدؐ نے تم کو سنائے ہیں اور شاہانِ فارس کی حکائتیں نقل کرتا اور کہتا کہ محمدؐ کی بات کس بات میں مجھ سے اچھی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ اسی نضر بن حرث نے کہا تھا کہ میں بھی اس کی مثل نازل کر سکتا ہوں جو خدا نے نازل کیا ہے (یعنی قرآن شریف کی مثل میں بھی کہہ سکتا ہوں۔)

ابن اسحاق بروایت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ اس نضر بن حرث کے بارے میں قرآن شریف میں آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۔ یعنی جب ہماری آیتیں اُس پر پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔" اسی نضر بن حرث کا قول اور قرآن شریف کی جس آیت میں لفظ اساطیر وارد ہے وہ اسی کے متعلق نازل ہُوئی ہے۔

○

باب ۳۵

علماءِ یہود سے قریش کا مشورہ اور اُنکے سوالات

(راوی کہتا ہے) پھر قریش نے عقبہ بن ابی معیط کے ساتھ اس نضر بن حرث کو مدینہ میں علماءِ یہود کے پاس بھیجا اور اُن سے کہا کہ تم ان سے محمدؐ کے حالات اور صفات بیان کر کے دریافت کرو کہ یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ یہود اہلِ کتاب ہیں اور ان کے پاس وہ علم ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے یہ دونوں شخص مدینہ میں وارد ہوئے ہیں۔ اور علماءِ یہود سے حضورؐ کا حال بیان کیا اور کہا کہ تم لوگ اہلِ کتاب ہو ہم تمہارے پاس دریافت کرنے کو آئے ہیں تاکہ ہم کو بتلاؤ کہ یہ شخص سچے ہیں یا نہیں؟ یہود نے کہا ہم تم کو تین سوال بتلاتے ہیں۔ وہ سوال تم اُن سے کرو۔ اگر اُن کے جواب باصواب دیئے تب تو جان لو کہ وہ نبی مُرسل ہیں ورنہ سمجھ لو کہ ایک فریبی شخص ہے جو اپنی باتوں سے لوگوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔

اصحابِ کہف، ذوالقرنین اور روح کے متعلق سوالات

وہ سوال یہ ہیں کہ اُن جوانوں کا حال دریافت کرو جنہوں نے سفر کیا اور اُن کے سفر کا عجیب واقعہ ہُوا اور ایک اُس شخص کا حال پُوچھو جس نے زمین کے مشرقی اور مغربی حصّوں کی سیر کی اور ایک رُوح کا سوال کرو کہ یہ کیا چیز ہے؟ اگر ان سب حالات کو بیان کر دیں تو اُن کا اتباع کرو ورنہ جو کچھ تمہاری رائے ہو اُس کے موافق کرنا۔

نضر بن حرث اور عتبہ بن ابی معیط علماءِ یہود سے یہ سوالات حاصل کر کے مکّہ میں واپس آئے اور قریش سے کہا کہ ہم ایسے فیصلہ کی بات لے کر آئے ہیں جس سے تمہارے اور محمدؐ کے درمیان کوئی قضیہ نہ رہے گا۔ علماءِ یہود نے چند سوال ہم کو بتلائے ہیں اگر اُن کا جواب محمدؐ نے درست دیا تو بے شک یہ نبی ہیں ورنہ تم کو اپنی رائے کا اختیار ہے۔ پھر یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ! ہم کو ان جوانوں کا حال بتلاؤ جنہوں نے پہلے زمانے میں سفر کیا تھا اور اُن کے سفر کا عجیب قصّہ ہے اور دوسرے اس شخص کا حال بتلاؤ جس نے مشارق

عذاب زمین کی سیر کی۔ اور تیسرے روح کا حال بتلاؤ کہ یہ کیا چیز ہے ؟
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ان تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا۔ لیکن انشاء اللہ
کہنا بھول گئے۔ پھر حضورؐ کو پندرہ روز کا عرصہ ہو گیا اور وحی آپؐ کے پاس نہ آئی۔ آخر آپ بہت
پریشان اور رنجیدہ ہوئے اور اہلِ مکہ بہت خوش ہوئے کہ ہم نے ایسے سوالات کئے جن سے محمدؐ
عاجز ہو گئے اور جواب نہ دے سکے۔ آخر پندرہ روز کے بعد جبرائیل علیہ السّلام سورہ کہف لے کر
آئے جس میں ان تینوں سوالوں کے جوابات ہیں۔
ابن اسحاق کہتے ہیں جب جبرائیل آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بہت دیر کی
یہاں تک کہ تمہاری طرف سے بدگمانی ہونے لگی۔ جبرائیل نے اس آیت سے آپ کو جواب دیا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ
ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (۱۹ : ۶۴)

"یعنی ہم نہیں نازل ہوتے ہیں مگر تمہارے رب کے حکم سے اُس کے واسطے وہ جو ہمارے
آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اُس کے درمیان میں ہے اور تمہارا رب
بھولنے والا نہیں ہے۔"

سورۂ کہف کا نزول اور اُس کی تفسیر

اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف کو اپنی حمد و ثناء اور اپنے رسول کی نبوت کے ذکر کے ساتھ شروع فرمایا جس کے
لوگ منکر تھے۔ چنانچہ فرمایا :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا (۱۸:۱)

یعنی حمد ہے اُس خدا کو جس نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل کی (کہ بیشک
تم اے محمدؐ میرے رسول ہو اور تمہاری نبوت جس کا انہوں نے سوال کیا ہے تحقیقی بات ہے)
اور اس کتاب کو اس نے کجی کے ساتھ نہیں نازل کیا ہے (بلکہ یہ معتدل ہے۔ اس میں
اختلاف نہیں ہے۔)

لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ۔

تاکہ اپنے عذاب سے (جو دنیا میں سزا بد اور آخرت میں عذاب الیم ہے) لوگوں کو خوف دلائے
یہ عذاب تمہارے رب ہی کی طرف سے ہے (جس نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے)

وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا

مَاکِثِیْنَ فِیْہِ اَبَدًا ۔

"اور ان مومنوں کو بشارت دے (جنہوں نے تمہاری رسالت کی تصدیق کی ہے جس کو اور لوگوں نے جھٹلایا ہے) اور نیک کام کئے ہیں جن کا تم نے اُن کو حکم کیا نیک اجر کی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یعنی جنت مخلد میں ۔"

وَیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَائِھِمْ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ط

اور اُن لوگوں کو خوف دلایئے جو یہ کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد ہے (یہ لوگ قریش ہیں جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے) نہ ان کو کچھ علم ہے نہ ان کے باپ دادا کو تھا (جن کے مذہب کو چھوڑنا اور اُن کے عیوب ظاہر کرنا ان کو ناگوار ہوتا ہے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنا) بہت بڑی بات ہے جو ان کے موٗہوں سے نکلتی ہے اور نہیں کہتے ہیں یہ اس بات کو مگر سراسر جھوٹ ۔"

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ۔

پس (اے محمدؐ) شاید کہ تم ان لوگوں کے پیچھے اگر یہ (اس قرآن پر) ایمان نہ لائے تو تأسّف اور رنج وغم سے اپنی جان ہلاک کرنے والے ہو (تم کو اس قدر افسوس وغم نہ کرنا چاہیئے ۔)

بَاخِعٌ کے معنی ہلاک کرنے والے کے ہیں ۔ عرب کا قول ہے بَخَعْتُ لَہٗ نُصْحِیْ وَنَفْسِیْ یعنی میں نے اُس کے واسطے بہت کوشش کی کہ اپنی جان کو ہلاک کر دیا ۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔

زمین پر جو چیزیں ہیں ہم نے اُن کو زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ اُن میں سے کون ہمارے احکام کا اتباع اور ہماری اطاعت کے کماحقّہٗ بجا لانے کی کوشش کرتا ہے ۔"

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْھَا صَعِیْدًا جُرُزًا ۔

"اور بے شک ہم زمین پر جو کچھ ہے اُس کو فانی اور زائل کرنے والے ہیں (اور سب کو ہماری ہی طرف واپس آنا ہے پس ہر ایک کو ہم اُس کے اعمال کا بدلہ دیں گے) اے رسول آپ ان کے حالات دیکھ کر اور باتیں سُن کر کچھ تاسف اور رنج نہ کریں ۔

ابن ہشام کہتے ہیں صعید کے معنی زمین کے ہیں اور اُس کی جمع صُعد آتی ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے اِیَّاکُمْ وَالْقُعُوْدَ عَلَی الصُّعُدَاتِ یعنی راستوں کے درمیان میں نہ بیٹھو

اور جُرز اس زمین کو کہتے ہیں جس میں کچھ پیدا نہ ہو اور یہ بھی کہا جاتا ہے سَنَةٌ جُرُزٌ یعنی قحط کا سال وَسِنِیْنَ اَجْرَاز یعنی سال جن میں پانی نہ برسے اور خشکی اور قحط ہو۔

قصّہ اصحاب کہف

ابن اسحاق کہتے ہیں اس بیان کے بعد اس سُورۃ میں اصحاب کہف کا قصہ شروع ہے جن کے متعلق اُن کا پہلا سوال تھا:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۝

"اے رسول کیا آپ ایسا خیال کرتے ہیں کہ اصحابِ کہف و رقیم (یعنی غار اور کتبہ والے) ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی ہے"

ابن ہشام کہتے ہیں رقیم وہ لوح ہے جس میں اُن کے حالات لکھے ہوئے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ اِلَی الْکَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰۤی اٰذَانِهِمْ فِی الْکَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا ۝

"اور جبکہ جوانوں نے غار میں جگہ پکڑی اور خدا سے دُعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنی رحمت عنایت کر اور ہمارے کام میں ہدایت ہمارے واسطے مہیا کر دے۔ پس ہم نے گنتی کے سال اُن کو غار میں سلائے رکھا۔ پھر اُن کو اٹھایا تاکہ ہم جانیں کہ دونوں گروہوں میں سے کون سا ان کے سونے کی مدت کو خوب یاد رکھتا ہے"

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۝

"یعنی ہم ان کا واقعہ (اے رسول) تم سے صحیح صحیح بیان کرتے ہیں"

اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًی ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۔

"وہ ایسے جوان تھے کہ اپنے رب کے ساتھ ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں اور بڑھایا تھا اور ہم نے اُن کے دلوں کو مستقل کر دیا تھا جبکہ وہ کھڑے ہوئے۔ پس اُنھوں نے کہا رب ہمارا وہی ہے جو رب ہے آسمان اور زمین کا، اس کے سوا ہم کسی کو

معبود نہیں پکاریں گے۔ اگر ہم نے اس کے سوا کسی کو معبود کہا تو بہت بری بات کہی
یعنی فرماتا ہے کہ اے قریش جیسے تم میرے ساتھ شرک کرتے ہو اصحاب کہف ایسے مشرک نہ تھے۔
ابن ہشام کہتے ہیں شطط اُس بات کو کہتے ہیں جو حق سے متجاوز ہو۔

هٰؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ

"اس ہماری قوم نے اُس کے سوا اور معبود بنائے ہیں۔ اِن پر یہ کوئی ظاہر حجت کیوں نہیں لاتے۔ پس اُس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹی افترا پردازی کرے۔"

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝

"اور جبکہ تم نے ان لوگوں کو اور اِن کے معبودوں کو جن کی یہ خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں سب کو بجز خدا کے چھوڑ دیا۔ پس غار میں پناہ گزین ہو جاؤ۔ تمہارے واسطے تمہارا پروردگار اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے فائدہ کے سب کام مہیا کر دے گا۔"

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ

"یعنی تم دیکھتے ہو سورج کو کہ جب طلوع ہوتا ہے تو اُن کے غار سے داہنی طرف کو مائل ہو جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو اُن کو بائیں طرف کو چھوڑ دیتا ہے اور وہ اُس غار کی کشادگی میں سے آرام سے ہیں (دھوپ کی تکلیف ان کو نہیں پہنچتی)۔

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝

"یہ واقعہ خدا کی نشانیوں میں سے ہے یعنی اُن اہلِ کتاب پر جو اس کو جانتے ہیں اور جنہوں نے اے رسول آپ کے صدقِ نبوت کے بارے میں اِس کے سوال کرنے کا حکم کیا ہے جس کو خدا ہدایت کرتا ہے پس وہی ہدایت والا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اُس کے واسطے آپ کوئی دوست راہ راست بتلانے والا نہ پائیں گے۔"

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ

الشِّمَالِ ٭ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ٭

"اور (جب تم اُن کو دیکھو تو) سمجھو کہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم دائیں بائیں کروٹیں اُن کی بدل دیتے ہیں اور اُن کا کُتا غار کے دہانے پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے۔"

وَصِيْد، دروازہ اور دروازہ کے آگے کے میدان کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع وصائد اور وُصُد اور وصدان آتی ہے۔

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ٭

"(اے مخاطب) اگر تُو ان کی طرف جانا چاہے تو اُن سے بھاگے اور اُن کا رُعب تجھ پر غالب ہو۔"

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ٭

"اور اسی طرح لوگوں کو ہم نے اصحاب کہف کا حال معلوم کرایا تا کہ لوگ جانیں کہ خدا کا وعدہ (مرنے کے بعد زندہ ہونے کا) سچا ہے اور یقیناً قیامت میں شک نہیں ہے جبکہ لوگ جھگڑا کرتے تھے۔ آپس میں (دین کی بات میں) ان کا رب اُن کے حال سے خوب واقف ہے۔ لوگوں نے کہا یہاں ایک مکان بطورِ یادگار بناؤ تو اُن لوگوں نے کہا جو اپنی بات پر غالب تھے (یعنی مسلمانوں نے) کہ ہم یہاں مسجد بناتے ہیں۔"

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ٭ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ٭

"عنقریب کہیں گے کہ اصحاب کہف تین ہیں اور چوتھا اُن کا کُتا ہے (یہ قول علماء یہود کا ہے جنہوں نے یہ سوال کرایا تھا) اور کہیں گے وہ پانچ ہیں اور چھٹا اُن کا کُتا ہے۔ یہ قول ان کا بغیر جانے بُوجھے اٹکل پچو ہے اور کہیں گے سات ہیں آٹھواں اُن کا کُتا ہے۔ کہہ دو میرا پروردگار ہی ان کی تعداد کو جانتا ہے اور بہت ہی تھوڑے لوگ اُن کی تعداد سے واقف ہیں۔ پس (اے رسول) اب ان کے متعلق ان لوگوں سے کچھ جھگڑا نہ کریں مگر ظاہری گفتگو اور نہ ان میں سے کسی سے ان کا حال دریافت کرو۔"

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ
اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّھْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ ھٰذَا رَشَدًا ؕ

"اور کسی بات کو (اے رسولؐ) اس طرح سے نہ کہا کیجئے کہ کل میں اس کام کو کروں گا مگر انشاء اللہ کے ساتھ اور اگر اس وقت کہنا بھول جائیں تو جس وقت یاد آجائے اُس وقت کہہ لیا کریں (جیسے اس موقعہ پر آپ نے قریش سے کہا کہ ان سوالوں کا جواب میں کل تم کو دوں گا اور پھر انشاء اللہ نہ کہا ایسا نہ چاہیئے) اور کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار اس سے زیادہ ہدایت کی بات مجھ کو بتا دیگا"

وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ؕ

"اور عنقریب وہ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین سو نو سال کے بعد جاگے"

قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَہٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِہٖ وَاَسْمِعْ
مَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا ؕ

"کہہ دیجئے خدا ہی خوب جانتا ہے کہ کس قدر عرصہ تک وہ سوئے اُسی کے پاس آسمان و زمین کے غیب کا علم ہے وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے مخلوق کا اس کے سوا کوئی کارساز نہیں ہے اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے"

قصہ ذوالقرنین

دوسرا سوال ان لوگوں کا اُس شخص کے متعلق تھا جس نے چار اطراف زمین طواف کیا اس کا جواب اس طرح فرماتا ہے:

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْہُ ذِکْرًا ؕ اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ
فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا فَاَتْبَعَ سَبَبًا ؕ

"(اے رسول) یہ لوگ آپؐ سے ذی القرنین کی نسبت سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ میں اُن کا حال تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے اُن کو زمین پر قدرت دی تھی اور ہر طرح کے سامان اُن کو عنایت کئے تھے۔ پس وہ ایک سامان کے پیچھے لگے (یعنی مغرب کا سفر اختیار کیا)"

پھر آگے آیات میں ذی القرنین کے سیر و سفر کا ذکر ہے کہ مشرق سے مغرب تک انہوں نے ملک گیری کی اور اُس حد تک پہنچے کہ پھر آگے آبادی نہ تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ذی القرنین اہلِ مصر سے تھے ان کا نام مرزبان بن مرزبہ یونانی تھا او[ر] یونان بن یافث بن نوح کی اولاد سے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ذی القرنین کا نام اسکندر تھا اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے مصر

شہر اسکندریہ بنایا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے ذی القرنین کی بابت دریافت کیا۔ فرمایا انہوں نے تمام زمین کی پیمائش کی تھی۔ خالد کہتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک شخص کو پکارتے ہوئے سُنا کہ کسی کو کہہ رہا تھا یا ذوالقرنین! آپؓ نے فرمایا اسے اللہ مغفرت کر۔ اے لوگو! کیا تم انبیاء کے نام پر نام رکھنے سے خوش نہیں ہو جو تم نے فرشتوں کے نام پر نام رکھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہیں رسولِ خدا نے جو فرمایا حق ہے۔

مسئلہ روح روح کے سوال کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۞

"آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم کو علم نہیں دیا گیا ہے مگر نہایت قلیل۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو ابن عباسؓ سے روایت پہنچی ہے کہ جب حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو علماء یہود نے آپؐ سے کہا کہ اے محمدؐ تم نے اپنے اس قول وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ سے ہم کو مراد لیا ہے یا اپنی قوم کو؟ حضورؐ نے فرمایا دونوں کو۔ یہود نے کہا پھر یہ کیا بات ہے حالانکہ تمہارے اوپر دوسری آیت اس طرح نازل ہوئی ہے جس میں خدا نے فرمایا ہے کہ توراۃ میں ہم نے ہر چیز کو بیان کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا توراۃ کا بیان علم الٰہی کے مقابلہ میں نہایت قلیل ہے۔ توراۃ میں وہی باتیں بیان کی گئی ہیں جو تمہارے واسطے کافی ہیں۔ اگر تم اُن کو اُن کی اصلیت پر قائم رکھو۔ پھر اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞ (۳۱-۲۷)

"زمین میں جس قدر درخت ہیں ان سب کی قلمیں بنائی جائیں اور اس سمندر جیسے سات سمندروں کی سیاہی ہو (اور پھر اُن سے کلماتِ الٰہی لکھے جائیں) تو (یہ قلم اور سیاہی ختم ہو جائے اور) کلماتِ الٰہی ختم نہ ہوں۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

مطلب یہ کہ توراۃ کا علم علم الٰہی کے مقابلہ میں نہایت قلیل ہے۔

باب ۳۶

مُشرکینِ مکّہ کی بیباکی

کفارِ قریش نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سوالات کئے تھے جو ذکر ہو چکے ہیں کہ پہاڑوں کو ہٹا کر شہر مکّہ کو وسیع کر دو اور ہمارے مُردوں کو زندہ کر دو وغیرہ۔ ان کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرماتا ہے :-

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى
بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا۔ (۱۳ : ۳۱)

"یعنی اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے ذریعے سے پہاڑوں کو چلایا گیا ہوتا۔ یا اس کے ذریعے سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے ہوتے یا اُس کے ذریعے سے مُردوں سے بات کرائی گئی ہوتی (تو اس قرآن سے بھی ایسے تمام کام لئے جاتے۔ لیکن معاملہ ایسا نہیں) بلکہ حکمرانی سب کی سب اللہ (ہی) کی ہے"

یعنی اُن کی فرمائش سے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں یہ کام نہ کروں گا بلکہ جو میرا جی چاہے گا کروں گا۔

حضورؐ سے حضورؐ کے واسطے جو انہوں نے سوال کیا تھا کہ خدا سے اپنے واسطے باغ اور نہریں نکلوا لو۔ وغیرہ اس کے واسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے :

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ
اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ
لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝
اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝
(۲۵ : ۷ - ۱۰)

"کفار نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں کام کاج کے واسطے پھرتا

ہے۔اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل ہوتا جو اس کے ساتھ لوگوں کو ڈرایا کرے یا اس کے پاس کوئی خزانہ کیوں نہیں آ جاتا یا کوئی باغ ایسا ہو جس میں سے یہ کھایا کرے اور ظالموں نے (مومنوں سے) کہا کہ تم تو ایک سحر زدہ شخص کے پیرو ہو گئے ہو (اے رسول) دیکھو تمہارے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ بس یہ گمراہ ہیں راہِ راست ان کو نہیں مل سکتی۔"

تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ۝ (۲۵ : ۱۰)

"یعنی برکت والی ہے وہ ذات کہ اگر چاہے تو تمہارے واسطے اس سے بھی بہتر چیزیں مہیا کر دے جن کو یہ کہتے ہیں۔ یعنی ایسے باغ تم کو دے جن کے اندر نہریں بہتی ہوں اور عالی شان محل اور پھر تم کو بازاروں میں پھرنے اور تلاشِ معاش کرنے کی ضرورت نہ رہے۔"

انبیاء کرام کی سُنّت

اور اسی کی زیادہ توضیح میں فرماتا ہے :۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝ (۲۵ : ۲۰)

"یعنی (اے محمدؐ) تجھ سے پہلے جس قدر رسول ہم نے بھیجے وہ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے اور ہم نے بعض کو تم میں سے بعض کے واسطے باعثِ آزمائش قرار دیا ہے تاکہ دیکھیں کہ تم صبر کرتے ہو یا نہیں اور تیرا رب دیکھنے والا ہے۔"

اور اگر میں چاہتا تو دنیا کو اپنے رسولوں کے ساتھ کر دیتا تاکہ اُن کی مخالفت نہ کی جاتی مگر میں نے ایسا نہیں کیا یہ میری مصلحت ہے۔

عبداللہ بن اُمیہ کے سوال اور اُس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۝ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۝ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۝ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي

هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ۔ (۱۷ : ۹۰ - ۹۳)

" اور کفار نے کہا کہ (اے محمدؐ) ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تم ہمارے واسطے زمین سے چشمہ نہ نکالو گے یا تمہارے واسطے کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہوگا جس کے نیچے نہریں تم بہاؤ گے یا جیسا کہ تم کہتے ہو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو یا اللہ اور فرشتوں کو سب کو ہمارے سامنے لے آؤ یا کوئی بازیب درمینت سونے کا محل تمہارے واسطے ہو یا تم آسمان پر زینہ لگا کر چڑھو اور صرف تمہارے چڑھنے ہی سے ہم ایمان لائیں گے جب تک کہ تم وہاں سے ہم پر ایک کتاب نہ نازل کر دو گے جس کو ہم پڑھ لیں۔ اے رسول کہہ دو کہ پاکی میرے پروردگار کے واسطے ہے اور میں تو نہیں ہوں مگر ایک انسان رسول "

ینبوع، کسف، قبیل کی تشریح ابن ہشام کہتے ہیں ینبوع پانی کے چشمہ کو کہتے ہیں جو زمین یا پہاڑ سے برآمد ہوتا ہے اور جمع اس کی ینابیع ہے اور لفظ کِسَفٌ کے معنی ٹکڑوں کے ہیں۔ یہ جمع کا لفظ ہے اور واحد اس کا کِسفۃٌ آتا ہے۔ جیسے سدرۃٌ اور سِدَرٌ اور قبیلًا کے معنی سامنے کے ہیں جس کو آنکھ سے دیکھیں۔ چنانچہ ایک آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

" اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا " یعنی یا آجائے عذاب اُن کی آنکھوں کے سامنے "

اور بعض کہتے ہیں قبیل کی جمع قبل ہے اور اس کے معنی جماعتوں کے ہیں جیسے کہ ایک آیت میں فرماتا ہے :

" وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا ۔ " یعنی جمع کریں ان پر ہم ہر چیز کی جماعتیں "

جیسے سَبِیل کی جمع سُبُل آتی ہے اور سریر کی جمع سُرُر اور قمیص کی قُمُص ہے۔ اور قبیل آدمی کی قوم کو بھی کہتے ہیں۔

لفظ زخرف کی تشریح اور زخرف کے معنے سونے کے ہیں اور زخرف اس کو کہتے ہیں جس پر سونے کا کام ہو۔

رحمٰن کا انکار ابن اسحاق کہتے ہیں ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ تم کو یمامہ کا کوئی شخص رحمٰن نام ہے وہ تعلیم دیتا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی :-

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ

اَلَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وَهُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ مَتَابِ ﴿۱۳ : ۳۰﴾

یعنی (اے محمدؐ) اسی طرح ہم نے تم کو اس اُمت میں بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی اُمتیں گزر چکی ہیں تاکہ تم ان پر اُن آیات کو پڑھو جو تم پر وحی کی جاتی ہیں حالانکہ یہ لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ کہہ دو رحمٰن میرا رب ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کی طرف رجوع ہے "۔

ابوجہل کے متعلق آیاتِ قرآنی

اور ابوجہل کی کارروائی کے متعلق کہ جو اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پتھر مارنے کا ارادہ کیا تھا یہ آیت نازل ہوئی ہے:

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۔ آخر سورہ تک ﴿۹۶ : ۹-۱۹﴾

مشرکین کی پیش کش کے بارے میں آیات

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش نے جو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مال دینے کے واسطے کہا تھا اُس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے:

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝

"اے رسول کہہ دو کہ (تبلیغ احکام کی) جو کچھ مزدوری میں مانگوں وہ تمہارے واسطے ہے میری مزدوری تو خدا پر ہے اور وہی ہر چیز پر گواہ ہے "۔

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیاتِ قرآنی کفار کو سنائیں اور انہوں نے اس کو حق جان لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ان کو تحقیق ہو گئی کیونکہ غیب کی خبریں اُن کو دیں اور اُن کے سوالات کے جوابات دیئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے اُن کا حسد اُن کو مانع ہُوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے باز رہ کر خدا سے سرکشی پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ کسی نے کہا۔

وَتَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ ﴿۴۱ : ۲۶﴾

"اس قرآن کو نہ سُنو اور اس کو لغو اور مذاق ٹھہرا دو۔ امید ہے کہ اس ترکیب سے تم غالب ہو جاؤ گے "۔ (کیونکہ اگر تم بحث مباحثہ کرو گے تو مغلوب ہو گے)

ابو جہل کی خدا ترسی

چنانچہ ایک روز ابوجہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخر کرتے ہوئے کہا اے معشرِ قریش! محمدؐ کہتے ہیں کہ خدا کے وہ لشکر جو دوزخ میں ہیں اور جو تم کو اُس میں قید کرکے عذاب کریں گے وہ کُل اُنیس فرشتے ہیں اور تم اس قدر کثرت کے ساتھ ہو۔ پھر کیا تمہارے سَو آدمی بھی اُن میں سے ایک کے آگے عاجز ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے متعلق نازل فرمایا۔

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا۔ (۷۴ : ۳۱)

"دوزخ کے اندر ہم نے فرشتوں کو مقرر کیا ہے اور اُن کی تعداد کو کفار کے واسطے فتنہ گردانا ہے۔"

تلاوتِ قرآن اور قریش کی بد نصیبی

پھر اُنہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب حضورؐ نماز میں پکار کر قرآن شریف پڑھتے تو وہ وہاں سے اُٹھ جاتے۔ اور قرآن شریف نہ سُنتے اور اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف کو سُننا بھی چاہتا تو ان لوگوں سے چھپ کر سُنتا تھا اور اگر جان لیتا کہ یہ مجھ کو سُنتے دیکھ رہے ہیں تو اُن کے خوف اور ایذا رسانی کے ڈر سے اُٹھ جاتا تھا اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ پڑھتے تھے تو وہ شخص بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کان جھکا کر کچھ سُن لیتا تھا تاکہ ان کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ قرآن سننے کے واسطے بیٹھا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن عباسؓ سے روایت پہنچی ہے کہ یہ آیت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ (۱۸ : ۱۱۰)

انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو چھپ کر قرآن شریف سُنتے تھے معنی یہ ہیں کہ اے رسول تم نماز میں نہ پکار کر پڑھو نہ آہستہ پڑھو بلکہ درمیانی آواز اختیار کرو تاکہ کفار اُس کو سُن کر نہ بھاگیں اور سُننے والے سُن لیں اور شاید سُننے سے اُن کو نفع ہو۔

قرآن کی پہلی جہری تلاوت

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ میں جس نے سب سے پہلے پکار کر قرآن شریف پڑھا ہے وہ عبد اللہ بن مسعود تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے صلاح کی کہ آج تک قریش نے باآوازِ بلند قرآن شریف نہیں سُنا۔ کوئی ایسا شخص ہو جو اُن کو باآوازِ بلند

قرآن شریف سنائے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں سناؤں گا۔ اصحاب نے کہا یہ کام تمہارا نہیں ہے کیونکہ تم ایک تنِ تنہا شخص ہو۔ ایسا کوئی آدمی ہونا چاہیئے جو کنبہ اور قبیلہ رکھتا ہو تاکہ اُس کے قبیلہ کے خوف سے قریش اس کو اذیت نہ پہنچائیں اور تمہاری نسبت ہم کو اندیشہ ہے کہ تمہیں اذیت پہنچائیں گے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خدا مجھ کو محفوظ رکھے گا۔ پھر صبح کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کے پاس آئے اور قریش اُس وقت اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر باآوازِ بلند سورۂ الرحمان شروع کی۔ قریش متأمل ہوئے اور کہنے لگے ابن مسعود آج کیا پڑھ رہا ہے۔ پھر ایک نے کہا یہ وہی کتاب پڑھ رہا ہے جو محمدؐ پر نازل ہوتی ہے۔ یہ سنتے ہی قریش دوڑے اور ابن مسعودؓ کے طمانچے مارنے لگے یہاں تک کہ خوب مارا مگر یہ پڑھتے گئے۔ جب فارغ ہوئے تو اصحاب کے پاس آئے۔ اصحاب نے ان کے چہروں پر طمانچوں کا نشان دیکھا تو کہنے لگے کہ اے ابنِ مسعودؓ! ہمیں یہی اندیشہ تھا کہ جو تمہارے ساتھ ظہور میں آیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں دشمنانِ خدا سے کچھ خوف نہیں کرتا کل پھر جا کر اُن کو سناؤں گا۔ اصحاب کرام نے فرمایا نہیں بس یہی کافی ہے جو تم آج سنا آئے۔

مشرکینِ مکہ اور قرآن کریم کی کشش

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے بیان کیا ہے کہ ابوسفیان بن حرب اور ابوجہل بن ہشام اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی حلیف بنی زہرہ۔ یہ تینوں شخص ایک دفعہ رات کو اس واسطے چلے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپ کر قرآن شریف سنیں اور آپؐ کے مکان کے باہر کسی جگہ چھپ کر بیٹھ رہے۔ حضورؐ کے قرآن شریف پڑھنے کی آواز ان کو آ رہی تھی اور یہ تینوں جُدا جُدا بیٹھے تھے اور ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ جب فجر طلوع ہوئی یہ تینوں اُٹھ کر چلے۔ راستہ میں ایک کی دوسرے کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ ہر ایک نے دوسرے کو ملامت کی اور کہا کہ اب نہ آنا ورنہ بعض لوگ جو تم میں جاہل اور بے عقل ہیں تمہارے یہاں آنے سے نہ جانے کیا سمجھیں گے۔ مگر پھر جب دوسری رات ہوئی پھر یہ لوگ سننے کو آئے اور طلوعِ فجر کے بعد راستہ میں ایک کی دوسرے سے ملاقات ہوئی اور وہی گفتگو ہوئی جو پہلی رات ہوئی تھی۔ پھر تیسری رات پھر یہ تینوں آئے اور صبح کو راستہ میں پھر اُن کی باہم ملاقات ہوئی۔ اب انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ اب ہم ہرگز نہ آئیں گے۔ پھر صبح ہونے کے بعد اخنس بن

شریق اپنی لکڑی ہاتھ میں لے کر ابوسفیان کے گھر پر آیا اور کہا اے ابا حنظلہ (ابوسفیان کی کنیت ہے) یہ جو تم نے محمدؐ سے سُنا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ ابوسفیان نے کہا اے ابا ثعلبہ (اخنس کی کنیت ہے) مَیں نے چند باتیں ایسی سُنیں جن کو مَیں سمجھا اور اُن کے مطلب سے آگاہ ہُوا۔ اور چند باتیں ایسی سُنیں جن کو مَیں نہیں سمجھا اور نہ اُن کے مطلب سے آگاہ ہُوا۔ اخنس نے کہا واقعی میری بھی یہی حالت ہے۔ پھر اخنس ابوسفیان کے پاس سے ہوکر ابوجہل کے پاس آیا اور کہا اے ابوالحکم (ابوجہل کی پہلی کنیت ہے) یہ جو تم نے محمدؐ سے سُنا اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟ ابوجہل نے کہا مَیں نے کیا سُنا بات یہ ہے کہ بنی عبدمناف ہمیشہ ہم سے شرف اور عزت کی بابت جھگڑتے ہیں۔ وہ حاجیوں کو کھانا کھلاتے ہیں ہم بھی کھلاتے ہیں۔ وہ بے خرچ مسافر کو خرچ دیتے ہیں ہم بھی دیتے ہیں وہ مسکین کی خدمت کرتے ہیں ہم بھی کرتے ہیں یہاں تک کہ ہر بات میں ہم اور وہ برابر ہیں کسی بات میں ہم سے فوقیت نہیں رکھتے۔ اب وہ کہنے لگے کہ ہم میں نبی ہے اور اُس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے تو پھر ہم اس بات کو کیسے پا سکتے اور اس میں اُن کی کیونکر برابری کر سکتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی ہم تو کبھی اُس پر ایمان نہ لائیں گے اور نہ اُس کی تصدیق کریں گے۔ اخنس یہ جواب ابوجہل سے سُن کر واپس چلا گیا۔

کفار کی بے اعتنائی اور تجاہل

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کو قرآن شریف سُنا کر خدا تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے تو یہ کفار بطور تمسخر کے کہا کرتے تھے کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں تمہارا کہنا سمجھ میں نہیں آتا اور ہمارے تمہارے درمیان میں ایک حجاب حائل ہے۔ پس تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔ تمہاری بات ہم نہیں سمجھتے۔ چنانچہ اسی مضمون میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں:

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا۔ اس آیت تک وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا۔ (۱۷ : ۴۶)

یعنی اے رسولؐ اُن کا یہ قول کہ جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور کافروں کے درمیان ایک حجاب حائل کر دیتے ہیں غلط ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جب تم قرآن میں توحیدِ الٰہی کا ذکر پڑھتے ہو یہ

اس سے متنفر ہو کر اُلٹے بھاگے جاتے ہیں اور اگر واقعی تمہارے اور ان کفار کے درمیان میں حجاب حائل ہے اور تمہاری بات کو یہ نہیں سمجھتے تو پھر توحید الٰہی کے ذکر سے بھاگتے کیوں ہیں۔"

مطلب یہ کہ ساری باتیں ان کی جھوٹ اور شرارت کی ہیں۔ پھر فرماتا ہے :۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝

یعنی ہم خوب جانتے ہیں جب یہ لوگ تمہاری طرف کان لگاتے ہیں کہ جس ارادہ سے تمہاری باتیں سنتے ہیں اور جب سرگوشیاں کرتے ہوئے یہ ظالم ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ تم تو ایسے شخص کے پیچھے پڑ گئے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔"

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۔ (۱۷: ۴۸)

دیکھو تمہاری کس طرح مثال بیان کرتے ہیں۔ پس گمراہ ہو گئے راستہ اُن کو نہیں ملتا۔"

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۔ (۱۷: ۴۹)

اور کہتے ہیں کہ کیا ہم جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گے اس وقت نئے سرے سے پیدا ہوں گے (یعنی تم جو ہم کو دوبارہ زندہ ہونے کی خبر دیتے ہو یہ بات غلط ہے ہرگز نہ ہوگی)

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۔

وہ اے رسول اِن کفاروں سے کہہ دو کہ تم پتھر یا لوہا یا اور کوئی چیز جو تمہارے نزدیک بہت بڑی بھاری ہو اور جاؤ تو فوراً ہی کہیں گے وہ کہ پھر ہم کو اس ہماری صورت میں کون لائے گا کہو وہی جس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا ہے۔"

مجاہد کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ اس جملہ سے خدا تعالیٰ نے کیا مراد لی ہے اَوْ خلقامما یکبر فی صدورکم۔ ابن عباس نے اس سے موت کو مراد لیا ہے۔

باب ۳۷

غریب مسلمانوں پر مشرکوں کے ظلم اور ایذا رسانی

مسلمانوں پر سختیاں

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر مشرکوں نے اصحابِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچانی شروع کیں۔ جس قبیلہ میں جو کوئی مسلمان ہوتا تھا اُس قبیلے کے لوگ اُس مسلمان کو بھوک پیاس، مار پیٹ اور قید کی تکلیفیں پہنچاتے اور ہاتھ پاؤں باندھ کر گرم زمین پر ڈال دیتے۔ چنانچہ اُمیہ بن خلف اپنے غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس قسم کی بے حد تکالیف پہنچاتا تھا۔ حرہ کی زمین جو مکہ میں گرمی کے سبب سے مشہور ہے اور توے کی طرح دھوپ سے گرم ہو جاتی ہے اُس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو چت لٹا کر آپ کے سینہ پر ایک بہت وزنی پتھر رکھ دیتا تھا کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ صدقِ دل اور کمال یقین اور استحکام کے ساتھ ایمان لے آئے تھے اور آپ کا قلب اسلام اور توحید کے نور سے معمور ہو گیا تھا اس لئے اُمیہ آپ سے کہتا تھا کہ جب تک تو محمدؐ کے ساتھ کفر کر کے لات اور عزیٰ پر ایمان نہ لائے گا میں تجھ کو اسی عذاب سے ہلاک کروں گا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُس کے جواب میں فرماتے اَحَدٌ اَحَدٌ یعنی خدا تو ایک ہی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آزادی

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ ایک روز اُمیہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچا رہا تھا اور آپ فرماتے تھے احد احد کہ ورقہ بن نوفل کا اُدھر سے گذر ہوا اور انہوں نے کہا اے بلال قسم ہے خدا کی وہ اَحد ہی ہے۔ پھر اُمیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر تم لوگ اس کو قتل کر دو گے تو قسم ہے خدا کی میں اس کی قبر کو زیارت گاہ بناؤں گا۔ جس سے لوگ برکت حاصل کریں گے۔ پھر اس کے بعد ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُدھر سے گزر ہوا اور آپ نے اس تکلیف میں بلالؓ کو دیکھ کر اُمیہ سے فرمایا کہ تو اس مسکین کے تکلیف دینے میں خدا سے کیوں نہیں خوف کرتا۔ اُمیہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ہی نے تو اس کو خراب کیا ہے۔ حضرت

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہی بات ہے تو یہ مجھے دیدیں اور اسکے بدلے فلاں حبشی غلام جو میرا ہے اور نہایت قوی ہیکل اور سخت قلب تیرا ہم مشرب ہے اُس کو لے لے۔ اُمیہ اس بات پر راضی ہو گیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ غلام اُس کو دے کر حضرت بلال رضؓ کو آزاد کر دیا اور علاوہ بلال رضؓ کے چھ غلام اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے اسلام قبول کرنے کی شرط پر آزاد کئے بلال رضؓ ساتویں تھے جن کی تفصیل یہ ہے :۔

آزاد کردہ غلام اور لونڈیاں

عامر بن فہیرہ یہ بدر کی جنگ میں فقط شریک ہوئے اور بیر معونہ کی جنگ میں شہید ہوئے اور اُمّ عبیس اور زنیرہ جب یہ اسلام لائیں اور آزاد ہوئیں تو اس کی بینائی جاتی رہی۔ قریش نے کہا۔ لات و عزیٰ نے اُس کو اندھا کر دیا۔ انہوں نے یہ بات سن کر کہا قسم ہے خدا کی جھوٹے ہیں لات اور عزیٰ کچھ نفع یا ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بینائی عنایت کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نہدیہ اور اس کی بیٹی ان دونوں کو آزاد کیا۔ یہ دونوں بنی عبدالدار میں سے ایک عورت کی لونڈیاں تھیں اور ان کی آقا نے ان کو آٹا پیسنے کے واسطے بھیجا تھا اور کہہ رہی تھی کہ قسم ہے میں تم کو کبھی آزاد نہ کروں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُدھر سے جا رہے تھے آپ نے اس کی یہ بات سن کر کہا اے فلاں کی ماں۔ اُس نے کہا جاؤ تم ہی نے تو ان کو خراب کیا ہے۔ تم ان کو آزاد کرا دو۔ آپ نے فرمایا کیا دام لوگی؟ اُس نے کہا اتنے لوں گی۔ آپ نے فرمایا لو اور یہ آزاد ہیں۔ پھر اُن لونڈیوں سے فرمایا جاؤ اور یہ اُس کے گیہوں واپس دے آؤ۔ انہوں نے کہا اے ابو بکر رضؓ ہم پیس کر دے آئیں۔ فرمایا تمہارے دل کی خوشی ہے اور ایک لونڈی بنی موسل میں سے جو بنی عدی بن کعب میں سے ایک قبیلہ ہے مسلمان تھی اور عمر رضؓ بن خطاب اس کو سخت ایذا پہنچاتے تھے تاکہ اسلام کو چھوڑ دے۔ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اُس کو بھی خرید کر آزاد کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی للہیت

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے والد ابو قحافہ نے آپ سے کہا کہ تم جو ایسے ضعیف اور کمزور غلام خرید کر آزاد کرتے ہو۔ اگر پُر زور اور قوی ہیکل آزاد کرو تو بہتر ہے جن سے وقت بے وقت امید ہو سکتی ہے کہ تمہارا ساتھ دیں اور دشمنوں سے تم کو بچائیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ کام خدا کے واسطے کرتا ہوں نہ کہ کسی نفع کے خیال سے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ آیات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

ہی کی شان میں نازل ہوئی ہیں فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی سے آخر سورۃ تک

آل یاسرؓ کی تکالیف اور بشارت

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی مخزوم کے لوگ حضرت عمار بن یاسرؓ صحابی اور اُن کے والدین کو جو سب مسلمان ہو گئے تھے دوپہر کے وقت گرم میدان میں لا کر طرح طرح سے تکلیف پہنچاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لا کر فرماتے تھے کہ اے آلِ یاسر! صبر کرو تمہارے واسطے جنت ہے۔ چنانچہ حضرت یاسرؓ کی والدہ کو تو ان ملعونوں نے شہید کر دیا اور وہ اسلام سے باز نہ آئیں۔

یہ سارا فساد ابوجہل کا تھا جو رات دن قریش کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا اور جس وقت اس کو کسی شخص کے مُسلمان ہونے کی خبر ملتی تو فوراً اس کو جا کر دھمکاتا اور کہتا کہ تُو نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہم تجھ کو ذلیل کر دیں گے اور اگر وہ شخص سوداگر ہوتا تو اُس کی تجارت کے برباد کر دینے کا خوف دلاتا اور اگر غریب ہوتا تو اس کو مارتا ستاتا اور ایذا پہنچاتا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان

ابن اسحاق ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے ان سے پوچھا کہ کیا مشرک صحابہ کرام کو اس قدر ایذا دیتے تھے جس سے وہ اسلام کے ترک کرنے پر مجبور ہوتے۔ ابن عباسؓ نے کہا ہاں اُن کو بے حد مارتے تھے اور اُن کا پانی بند کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ مُسلمانوں میں بیٹھنے کی طاقت بھی نہ رہتی تھی اور اُن سے کہلواتے تھے کہ لات اور عزیٰ تمہارے معبود ہیں۔ سوا خدا کے وہ کہتے تھے ہاں یہاں تک کہ اگر اُدھر سے کوئی جانور گزرتا ہوتا تو مشرک کہتے کہ یہ تمہارا معبود ہے سوائے خدا کے وہ مجبوراً کہتے ہاں۔

ہشام بن ولید اور بنی مخزوم

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بنی مخزوم میں سے چند لوگ ہشام بن ولید کے پاس گئے جبکہ ہشام کے بھائی ولید بن ولید نے اسلام قبول کیا اور ان لوگوں نے یہ مشورہ کیا تھا کہ اس قبیلہ کے جس قدر لوگ مسلمان ہوتے ہیں ان کو گرفتار کر لیں گے جن میں سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ بھی تھے۔ پس ان مخزومیوں نے ہشام بن ولید سے کہا کہ یہ جو چند لوگ اپنے دین سے پھر گئے ہیں اور ایک نیا مذہب انہوں نے اختیار کیا ہے ہم ان کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ ہشام نے کہا اس بات کی مجھ سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے تم اس کو خوب سمجھ لو کہ اگر تم نے میرے بھائی کو قتل کیا تو میں اُس کے عوض میں تمہارے سردار کو قتل کروں گا۔ مخزومی اس بات سے بہت خفا ہوئے اور ہشام کو بُرا بھلا کہتے واپس چلے آئے اور اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے اُن مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔

باب ۳۸

حبشہ کی طرف پہلی ہجرت

محمد بن اسحاق مطلبی کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تکلیفوں اور مصائب کو ملاحظہ فرمایا جو اُن کے اصحاب پر کفار کی طرف سے نازل ہوتی تھی۔ اگرچہ خود حضور حفاظتِ الٰہی اور آپ کے چچا ابو طالب کے سبب سے مشرکوں کی ایذا رسانی سے محفوظ تھے۔ مگر یہ ممکن نہ تھا کہ اپنے اصحاب کو بھی محفوظ رکھ سکتے۔ تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم لوگ ملکِ حبش میں چلے جاؤ تو بہتر ہے۔ کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور وہ صدق و راستی کی سرزمین ہے یہاں تک کہ خدا تمہارے واسطے کشادگی فرمائے اور جس سختی میں تم ہو اُس کو دُور کر دے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو سُن کر بہت سے مُسلمان اپنا دین محفوظ رکھنے کی خاطر حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔

مہاجرین کے نام یہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی اور سب سے پہلے جس نے ہجرت اختیار کی ہے۔ وہ بنی اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر میں سے حضرت عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ تھے انہوں نے اپنی بیوی حضرت رقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عُتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے اپنی بیوی سہلہ بنت سُہیل بن عمرو کے ساتھ ہجرت کی اور حبش میں ان کے ہاں محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوئے اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد نے، ہجرت کی اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے ہجرت کی اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبد الرحمٰن بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ نے ہجرت کی۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مُرہ میں سے ابو سلمہ بن عبد الاسد ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم نے اپنی بیوی ام سلمہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کے ساتھ ہجرت کی۔ اور بنی جمح بن عمر بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح نے ہجرت کی۔ اور

بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ نے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ ہجرت کی۔ اور بنی عامر بن لوئی میں سے ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر نے ہجرت کی اور بعض اس طرح کہتے ہیں ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔ اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یہی حبش گئے تھے۔

بنی حرث بن فہر میں سے سہل بن بیضا جو سُہیل بن اہیب بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث ہیں۔ یہ دس اشخاص جو مذکور ہوئے انہوں نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب

ابن ہشام کہتے ہیں پھر حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے ہجرت کی اور پھر اُن کے بعد بہت سے مسلمان حبش جانے لگے اور وہاں ان کی ایک کثیر تعداد جمع ہو گئی۔ بعض اُن میں سے ایسے لوگ تھے جو اپنے گھر بار سمیت گئے تھے اور بعض تن تنہا ہی گئے تھے۔ بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب نے مع اپنی بیوی اسماء بنت عُمیس بن نعمان بن کعب بن مالک بن قحافہ بن خثعم کے ساتھ ہجرت کی اور حبشہ میں اُن سے عبداللہ بن جعفر پیدا ہوئے۔

مہاجرین بنی اُمیہ

اور بنی اُمیہ بن عبد شمس میں سے حضرت عثمانؓ بن عفان نے اپنی زوجہ حضرت رقیہ حضورؐ کی صاحبزادی کے ساتھ ہجرت کی اور عمرو بن سعید بن عاص نے بھی اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن اُمیہ بن محرق بن شق بن رقبہ بن مخدج الکنانی کے ساتھ ہجرت کی اور ان کے بھائی خالد بن سعید بن عاص نے بھی اپنی بیوی کے ساتھ جس کا نام امینہ بنت خلف اسعد بن بیاضہ بن سبیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو جو خزاعہ میں سے تھا ہجرت کی۔ ابن ہشام کہتے ہیں امینہ بنت خلف ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حبشہ میں خالد سے اُمینہ کے ہاں سعید بن خالد پیدا ہوا اور ایک لڑکی اُمہ بنت خالد پیدا ہوئے۔ پھر خالد کے مرنے کے بعد اُمینہ نے زبیر بن عوام سے نکاح کیا اور اُن کے ہاں اس سے عمرو بن زبیر اور خالد بن زُبیر پیدا ہوئے اور اُن کے حلیفوں بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبداللہ بن جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد نے ہجرت کی اور اُن کے بھائی عبیداللہ بن جحش نے بھی اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے ساتھ ہجرت کی۔ اور اسی قبیلہ میں سے قیس بن عبداللہ نے اپنی بیوی ابرکہ بنت یسار (ابو سفیان کی آزاد کردہ لونڈی) کے

ساتھ ہجرت کی اور معیقیب بن ابی فاطمہ نے بھی ہجرت کی۔ یہ لوگ سعید بن العاص کے قبیلہ میں سے سات شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں معیقیب قبیلۂ دوس میں سے تھے۔

مہاجرین بنی عبد مناف

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس نے اور ابو موسیٰ اشعری نے جن کا نام عبداللہ بن قیس تھا اور آلِ عتبہ بن ربیعہ کے حلیف تھے دو شخصوں نے ہجرت کی۔ اور بنی نوفل بن عبد مناف سے عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن حرث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان نے ہجرت کی۔

مہاجرین بنی قصیٰ

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ میں سے زُبیر بن عوام بن خویلد بن اسد نے اور اسود بن نوفل بن خویلد بن اسد نے اور یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد نے اور عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد نے ان چار اشخاص نے ہجرت کی۔ اور بنی عبد بن قصیٰ میں سے طلیب بن عمیر بن وہب بن ابی کثیر بن عبد ایک شخص نے ہجرت کی۔

مہاجرین بنی عبد الدار

اور بنی عبد الدار بن قصیٰ میں سے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے ہجرت کی اور سویبط بن سعد بن حرملہ بن مالک بن عمیلہ بن سباق بن عبد الدار نے ہجرت کی۔ اور جہم بن قیس بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے اپنی بیوی اُم حرملہ بنت عبد الاسود بن حذیمہ بن اقیش بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو کے ساتھ ہجرت کی۔ یہ قبیلہ خزاعہ میں سے تھی اور ان کے دونوں فرزند عمرو بن جہم اور خزیمہ بنت جہم بھی ساتھ تھے۔ اور ابو الروم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے بھی ہجرت کی اور فراس بن نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار نے بھی ہجرت کی۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص تھے۔

مہاجرین بنی زہرہ

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن حرث بن زہرہ نے اور عامر بن ابی وقاص (ابی وقاص کا نام مالک ہے) بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ نے اور مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ نے اپنی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صبرہ بن سعید بن سعد بن سہم کے ساتھ ہجرت کی اور حبش میں اُن کے ہاں عبداللہ بن مطلب پیدا ہوئے۔

مہاجرین بنی ہذیل اور بنی ہذیل میں سے عبداللہ بن مسعود بن حرث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل اور اُن کے بھائی عتبہ بن مسعود نے ہجرت کی۔

مہاجرین بنی بہراء اور بنی بہراء میں سے مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن ہزل بن فائش بن دریم بن قین بن اہوذ بن بہراء بن عمرو بن حاف بن قضاعہ نے ہجرت کی۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کے نزدیک ہزل بن قش بن ذرود بن زہیر بن ثور ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کو مقداد بن اسود کہا جاتا تھا ابن عبدلیغوث بن عبدمناف بن زہرہ اور اس کا سبب یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اسود نے ان کو متبنّی کر کے حلیف بنالیا تھا۔ یہ سب چھ نفر تھے۔

مہاجرین بنی تیم بنی تیم بن مرّہ میں سے حرث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم نے اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن جُبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کے ساتھ ہجرت کی اور حبش میں اُن کے ہاں موسیٰ بن حرث اور فاطمہ بنت حرث پیدا ہوئے اور عمرو بن عثمان بن عمرو بن کعب بن تیم نے ہجرت کی۔ اس قبیلہ کے یہ دو نفر تھے۔

مہاجرین بنی مخزوم اور بنی مخزوم بن یقظہ سے ابوسعید بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے اپنی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے ساتھ ہجرت کی اور حبشہ میں ان سے زینب بنت ابی سلمہ پیدا ہوئی۔ ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا اور ام سلمہ کا نام ہند تھا۔ اور شماس عثمان بن عبید بن شرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم نے ہجرت کی۔

ابن ہشام کہتے ہیں شماس عثمان کا نام اس سبب سے ہو گیا کہ شمامسہ[1] میں سے ایک شخص زمانۂ جاہلیت میں مکہ آیا۔ یہ شخص نہایت صاحب جمال تھا اُس کے حسن و جمال سے اہل مکہ متعجب ہوئے۔ عتبہ بن ربیعہ جو عثمان کا ماموں تھا اہلِ مکہ سے کہنے لگا کہ تم اُس کے حسن سے کیا تعجب کر

---

[1] شمامسہ شماس کی جمع ہے یعنی راہب۔ یہ اپنے سر کے بال منڈاتے تھے۔ انہیں شماس اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ نفس کشی کی خاطر دھوپ میں بیٹھا کرتے تھے۔ (مرتب)

ہو۔ میں اس سے زیادہ حسین شخص تم کو دکھاتا ہوں اور پھر اپنے بھانجے عثمان کو جو واقعی بہت خوبصورت تھے لے جاکر اہلِ مکہ کو دکھایا۔ اُس دن سے لوگ ان کو شماس کہنے لگے۔ یہ نقل ابن شہاب وغیرہ نے ذکر کی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور ہبار بن سفیان بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے ہجرت کی اور اُن کے بھائی عبداللہ بن سفیان نے بھی۔ اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے بھی ہجرت کی اور عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے بھی ہجرت کی اور اُن کے خلفاء میں سے معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن جشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو نے قبیلہ خزاعہ میں سے ہجرت کی۔ یہ سب آٹھ اشخاص تھے اور یہ معتب وہی شخص ہیں جن کو معتب بن حمراء کہتے ہیں۔

مہاجرین بنی جمح

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور اُن کے بیٹے سائب بن عثمان نے ہجرت کی اور ان کے دونوں بھائیوں قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون نے بھی ہجرت کی۔

اور حاطب بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح نے اپنی بیوی فاطمہ بنت مجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر کے ساتھ ہجرت کی اور انکے دونوں بیٹوں محمد بن حاطب اور حرث بن حاطب نے جو فاطمہ ہی سے پیدا ہوئے تھے ان کے ساتھ ہجرت کی۔ ان کے بھائی خطاب بن حرث نے بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کے ساتھ ہجرت کی اور سفیان بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح نے اپنے دونوں بیٹوں جابر بن سفیان اور جنادہ بن سفیان اور اپنی بیوی حسنہ کے ساتھ جوان بیٹوں کی ماں تھی ہجرت کی اور اس عورت کا دوسرے خاوند سے ایک لڑکا شرجیل بن حسنہ بنی غوث میں سے ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں شرجیل کے باپ کا نام عبداللہ ہے اور یہ قبیلہ غوث بن مراخی تمیم بن مر سے تھا ابن اسحاق کہتے ہیں اور عثمان بن ربیعہ بن رہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح نے ہجرت کی۔ اس قبیلہ کے یہ دس آدمی تھے۔

مہاجرین بنی سہم

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے ہجرت کی اور عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے اور ہشام بن عاص بن وائل بن سعید بن سہم نے ہجرت کی۔ ابن ہشام کہتے ہیں عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سعید بن سہم ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے ہجرت کی اور ابو قیس بن حرث بن قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے ہجرت کی اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے ہجرت کی ۔ اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور معمر بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے اور بشر بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور اُن کے ماں شریک بھائی جو بنی تمیم میں سے تھے اور نام اُن کا سعید بن عمرو تھا ہجرت کی اور سعید بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ۔ اور سائب بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور عمیر بن اَب بن حذیفہ بن مہشم بن سعید بن سہم ۔ اور ان کے حلیف محمیہ بن جزء نے جو بنی زُبید میں سے تھا ۔ ان چودہ آدمیوں نے ہجرت کی ۔

مہاجرین بنی عدی بن کعب

اور بنی عدی بن کعب میں سے معمر بن عبداللہ بن نضلہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عُبید بن عُویج بن عدی نے اور عروۃ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عُبید بن عُویج بن عدی نے اور عدی بن نضلہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی نے اور اُنکے فرزند نعمان بن عدی نے اور عامر بن ربیعہ نے جو بنی عنز بن وائل میں سے آل خطاب کا حلیف تھا اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم کیساتھ ان سب پانچ اشخاص نے ہجرت کی ۔

مہاجرین بنی عامر بن لوی

اور بنی عامر بن لوی میں سے ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر نے اپنی بیوی اُم کلثوم بنت سُہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر کے ساتھ ہجرت کی ۔ اور عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ۔ اور عبداللہ بن سُہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ۔ اور سلیط بن عمرو بن عبدشمس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور اُن کے بھائی سکران بن عمرو نے اپنی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر کے ساتھ ہجرت کی ۔

اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر نے اپنی بیوی عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبدشمس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر کے ساتھ ہجرت کی اور ابو حاطب بن عمرو بن عبدشمس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور سعد بن خولہ ان کے حلیف نے ان سب آٹھ آدمیوں نے ہجرت کی ۔

ابن ہشام کہتے ہیں سعد بن خولہ یمن کے تھے۔

مہاجرین بنی حرث بن فہر

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حرث بن فہر میں سے ابو عبیدہ بن جراح جن کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث ہے انہوں نے۔ اور سہیل بن بیضاء جو سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث ہیں۔ انہوں نے ہجرت کی ان کی ماں کا نام وعدم بنت جحدم بن اُمیہ بن ظرب بن حرث بن فہر ہے اور ان کو بیضاء کہتے تھے انہی کی نسبت سے سہیل بن بیضاء کہلاتے ہیں اور عمر بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث اور عیاض بن زُہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث اور بعض کہتے ہیں ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حرث ہے اور عمرو بن حرث بن زُبیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حرث۔ اور عمرو بن عبد غنم بن زبیر بن عبد شداد بن ربیعہ۔ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حرث اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن اُمیہ بن ظرب بن حرث اور حرث بن عبد قیس بن فہر بن لقیط بن عامر بن اُمیہ بن ظرب بن حرث بن فہر ان آٹھ آدمیوں نے ہجرت کی۔

مہاجرین کی کل تعداد

چنانچہ یہ سب لوگ جنہوں نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی ہے علاوہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے جو ان کے ساتھ تھے یا جو حبشہ میں پیدا ہوئے عمار بن یاسر سمیت تراسی آدمی ہیں۔ عمار بن یاسر میں شک ہے کہ اُنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ہے یا نہیں۔

O

باب ۳۹

قریش کی ریشہ دوانیاں

قریش کے نمائندے ابن اسحاق کہتے ہیں جب صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم نے ملک حبش جا کر اطمینان حاصل کیا اور فراغت اور بے فکری کے ساتھ اپنے دین کے احکام ادا کرنے لگے اور نجاشی شاہ حبش نے ان کے ساتھ نہایت مراعات اور سلوک کا برتاؤ کیا تو کفارِ قریش کو اس بات سے سخت صدمہ ہوا اور انہوں نے باہم مشورہ کر کے دو آدمیوں کو نجاشی شاہ حبش کے پاس تحفے تحائف دے کر اس غرض سے روانہ کیا کہ نجاشی اپنی حکومت سے ان مسلمانوں کو نکال دے اور اُن دونوں شخصوں کے نام جو قریش کی طرف سے نجاشی کے پاس گئے یہ ہیں عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص بن وائل۔

ابوطالب کے اشعار حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے چچا ابوطالب کو جب قریش کی یہ کارروائی معلوم ہوئی تب آپ نے نجاشی کی تعریف میں چند اشعار کہے جن میں اُس کو اپنے نومسلم مہمانوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے اور اُن کے دشمنوں کے شر کو اُن سے دفع کرنے پر اور زیادہ ترغیب دی ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی روایت ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ام سلمہؓ بنت ابی اُمیّہ سے روایت ہے فرمایا۔ جب ہم حبشہ میں تھے نجاشی بادشاہ حبش کے پاس تو ہم بہت امن سے تھے کوئی بُرائی کی بات ہمارے سُننے میں نہ آتی تھی اور ہم اپنے دین کے کام بخوبی انجام دیتے تھے۔ چنانچہ قریش نے اپنے میں سے بہادروں کو جو عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن عاص تھے۔ نجاشی کے پاس مکّہ کی عمدہ عمدہ چیزیں تحفہ کے واسطے دے کر روانہ کیا تاکہ نجاشی اور اُس کے تمام افسروں اور ارکانِ سلطنت کو وہ تحفے تقسیم کریں اور یہ کہہ دیا کہ نجاشی اور اُس کے لوگوں کو یہ تحفے دے کر اُن سے درخواست کرنا کہ مسلمانوں کو تمہارے ساتھ روانہ کر دے اور اس طرح یہ کارروائی کرنا کہ مُسلمانوں سے وہ دریافت

کرنے نہ پائے ۔

قریشی سفیروں کی سازباز یہ دونوں شخص بخاشی کے پاس آئے اور پہلے اُس کے ارکانِ سلطنت سے مل کر اُن کو تحفے اور ہدیئے دیئے۔ اور اُن سے کہا کہ ہمارے شہر سے چند جاہل نوعمر لوگ اپنا قدیمی دین و مذہب ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور تمہارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور ایک ایسا نیا مذہب اختیار کیا ہے کہ جس کو نہ ہم جانتے ہیں نہ تم جانتے ہو۔ اب ہم بادشاہ کے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ان لوگوں کو بادشاہ ہمارے ساتھ روانہ کرے اور آپ سے یہ بات چاہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی بادشاہ کے حضور میں ہماری تائید کریں اُن سب نے قبول کیا۔

نجاشی سے گفتگو پھر ان دونوں نے وہ ہدیے جو بادشاہ کے واسطے لائے تھے اس کے حضور پیش کئے۔ اُس نے قبول کئے پھر ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہماری قوم میں سے چند نوعمر جہلاء اپنے قومی مذہب کو ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور آپ کا مذہب بھی اختیار نہیں کیا ہے۔ ایک ایسے نئے مذہب کے پیرو ہوئے ہیں جس کو نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ جانتے ہیں ان کے والدین اور کنبہ والوں اور ان کی قوم نے ہم دونوں کو اسی واسطے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ ان کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں ۔ بخاشی کے افسرانِ سلطنت اور علماء مذہب نے بھی ان دونوں کے قول کی تائید کی اور کہا بے شک ان لوگوں کو ان کے ساتھ کر دینا چاہیئے ۔

نجاشی کی برہمی ام سلمہؓ فرماتی ہیں بادشاہ حبش بخاشی کو اس بات سے بہت غصہ آیا اور کہا قسم ہے خدا کی مَیں ہرگز اُن مہمانوں کو جو میرے ہاں آئے ہیں ان کے سپرد نہ کروں گا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ میرے پڑوس میں میری سلطنت کے اندر آ کر رہیں اور دیگر ممالک میں میرے ملک کو اور مجھ کو اختیار کریں۔ مَیں اُن کے ساتھ ایسا سلوک کروں۔ مَیں اُن سے ان دونوں سفیروں کے قول کے بارے میں دریافت کرتا ہوں کہ وہ کیا کہتے ہیں اگر واقعی یہی بات ہے جو یہ دونوں کہتے ہیں تو مَیں اُن کو ان کے حوالے کروں گا۔ اور اُن کی قوم کے پاس بھیج دوں گا۔ اور اگر اور کوئی بات ہے تو نہ بھیجوں گا اور اُن کو بہت عزت سے اپنے پاس رکھوں گا ۔

صحابہ کا باہمی مشورہ ام سلمہؓ فرماتی ہیں پھر بخاشی نے اصحاب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کو بُلوایا۔ جب بُلانے والا ان کے پاس آیا تو یہ سب لوگ جمع ہُوئے اور صلاح کی کہ بادشاہ کے سامنے کیا کہنا چاہیئے۔ آخر سب کی یہی رائے ہوئی کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہی کہیں اور جو ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم کو حکم فرمایا ہے وہی بیان کریں جو کچھ ہونے والا ہے وہی ہو گا۔ پھر یہ سب لوگ نجاشی کے پاس حاضر ہوئے اور نجاشی نے اپنے علماءِ مذہب کو بھی بلوا رکھا تھا۔ جب یہ لوگ پہنچے تو اُنھوں نے نجاشی کے گرد اپنی کتابیں کھول رکھی تھیں۔ نجاشی نے اِن سے کہا وہ کونسا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے اور اپنی قوم کا مذہب چھوڑ دیا ہے اور کسی مذہب میں بھی نہیں داخل ہُوئے۔

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی تقریر

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں صحابہ میں سے حضرت جعفر بن ابی طالب نے گفتگو شروع کی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم لوگ اہلِ جاہلیت تھے بُتوں کی پرستش ہمارا مذہب تھا۔ مردار خوری ہم کرتے تھے۔ فواحش اور گناہ کا ارتکاب ہمارا وطیرہ تھا۔ قطع رحم اور پڑوس کی حق تلفی اور ظلم وستم کو ہم نے جائز قرار دے رکھا تھا۔ جو زبردست ہوتا وہ کمزور کو کھا جاتا۔ ہم ایسی ہی ذلیل حالت میں تھے کہ اللہ نے ہم پر کرم کیا اور اپنا رسول ہم میں ارسال فرمایا جس کے نسب اور شرف اور صدق وامانت اور پاک دامنی سے ہم خوب واقف ہیں۔ اُس رسول نے ہم کو توحیدِ الٰہی اور معرفت کی طرف بُلایا اور بُت پرستی جو ہمارے باپ دادا سے چلی آتی تھی اُس سے ہم کو منع کیا اور سچّی بات اور اداءِ امانت اور صلۂ رحم اور پڑوس کے حقوق اور گناہوں سے بچنے اور فواحش کے ترک کرنے کا حکم کیا اور یتیم کا حق تلف کرنے اور نیک عورتوں کو بُری تہمت لگانے سے منع فرمایا اور خدائے واحد کی عبادت اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ کو ہم پر فرض کیا۔

غرضیکہ جعفر رضی اللہ عنہ نے تمام احکامِ اسلام نجاشی کو بتلائے اور کہا کہ ہم نے اُن رسولؐ کی تصدیق کی اور اُن پر ایمان لائے اور ہم نے شرک وکفر کو چھوڑ دیا اور جس چیز کو رسولؐ اللہ نے حلال بتلایا ہم نے حلال سمجھا اور جس کو حرام بتایا ہم نے حرام سمجھا۔ ہماری قوم نے اس دینِ حق کے اختیار کرنے پر ہم کو تکلیفیں پہنچائیں اور ہم کو بہت ستایا تاکہ ہم اس دین کو ترک کر دیں۔ اور بُتوں کی پرستش اختیار کریں اور جس طرح کہ وہ بُرے کاموں کو حلال سمجھتے ہیں ہم بھی حلال سمجھیں۔ جب اُن کا ظلم ہم پر حد سے زائد ہُوا اور انہوں نے ہمارا وہاں رہنا دشوار کر دیا۔ ہم وہاں سے نکل کھڑے ہُوئے اور آپ کے ملک کو ہم نے پسند کیا اور آپ کے پڑوس کی

ہم نے رغبت کی۔ اور اے بادشاہ ہم کو اُمید ہوئی کہ یہاں ہم ظلم سے محفوظ رہیں گے۔

سُورۂ مریم کی تلاوت اور نجاشی پر اثر

نجاشی نے جعفر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو کچھ تمہارے نبی پر نازل ہوتا ہے اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے یعنی تم کو یاد ہے؟ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یاد ہے۔ نجاشی نے کہا پڑھو۔ چنانچہ جعفرؓ نے سورۂ مریم کی تلاوت شروع کی اور نجاشی نے اُس کو سُن کر رونا شروع کیا۔ یہاں تک کہ نجاشی کی ڈاڑھی پر سے آنسو گرنے لگے اور جس قدر علماءِ مذہب اُس کے گرد بیٹھے تھے سب پر گریہ طاری ہُوا اور اس قدر روئے کہ جو کتابیں اُن کے آگے کھولی ہوئی تھیں وہ سب تر ہوگئیں۔ جب جعفر پڑھ چکے تو نجاشی نے کہا بے شک یہ وہی کلام ہے جو عیسیٰ علیہ السّلام لائے تھے یہ اور وہ ایک ہی مرکزِ نور سے نکلے ہیں۔ پھر عمرو بن عاص سے کہا کہ تم دونوں چلے جاؤ۔ مَیں ان لوگوں کو تمہارے ساتھ روانہ نہ کروں گا۔

قریشی سفیروں کی ایک اور ترکیب

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عمرو بن عاص جب نجاشی کے پاس سے باہر نکلا تو اس نے کہا خدا کی قسم! مَیں کل ایسی ترکیب کروں گا جس سے ان لوگوں کا پُورا استیصال ہو جائے گا۔ عبداللہ بن ربیعہ جو ایک رحم دل شخص تھا اُس نے کہا ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پھر آخر یہ لوگ ہمارے رشتہ دار ہیں۔ اگرچہ دین میں ہمارے مخالف ہو گئے ہیں تو ہو جائیں مگر ایسا نہ کرنا چاہیئے۔

عمرو بن عاص نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ مَیں کل نجاشی سے ضرور کہوں گا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت ایک سخت بات کہتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے روز نجاشی سے اس نے یہ بات کہی۔ نجاشی نے صحابہؓ کو طلب کیا تاکہ ان سے دریافت کرے۔

صحابہ کی پریشانی

ام سلمہؓ فرماتی ہیں جیسا اُس روز ہم کو فکر و تردد لاحق ہُوا ایسا کسی روز نہیں ہُوا۔ سب صحابہ جمع ہوئے اور یہی رائے قرار پائی کہ جو کچھ بات ہو صاف کہہ دو۔ جو کچھ خدا کو منظور ہے وہی ہو گا۔ چنانچہ جب صحابہؓ نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے تو نجاشی نے اُن سے سوال کیا کہ عیسیٰ بن مریم کی نسبت تم لوگ کیا کہتے ہو؟

نجاشی پر حق بات کا اثر

جعفرؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ ہمارے نبی پر اُن کے متعلق یہی نازل ہُوا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول اور اُس کا کلمہ ہیں جو اُس نے حضرت مریم کی طرف ڈالا کنواری اور بزرگ و پارسا تھیں۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں یہ بات

سُن کر بجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک تنکا اُٹھا کر کہا کہ واللہ! تم نے جو کچھ یہ بیان کیا ہے اس سے اس تنکے کی برابر بھی عیسیٰ علیہ السلام زیادہ نہیں۔

عیسائی درباریوں کی ناراضگی

جو علمائے نصاریٰ اور سردارانِ سلطنت اس وقت بجاشی کے پاس گرداگرد بیٹھے تھے۔ وہ بجاشی کی اس بات سے بہت ناراض ہوئے اور برسرِ فساد آمادہ ہو گئے۔ نجاشی نے کہا میں تم سے نہیں ڈرتا میں نے تم کو کچھ سخت نہیں کہا ہے جس کا میں ذمہ دار ہوں میں پسند نہیں کرتا کہ میرے واسطے ایک سونے کا پہاڑ ہو۔ پھر ان دونوں سے کہا کہ تم میرے مُلک میں امن والے ہو۔ تم کو میں نے کچھ تکلیف نہیں دی۔ پھر بجاشی نے اپنے ملازموں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور حکم کیا کہ یہ دونوں شخص جو کچھ ہدیہ اور تحفہ لائے تھے فوراً اس کو واپس کر دو۔ قسم ہے خدا کی خدا نے جو یہ سلطنت مجھ کو عنایت کی ہے تو مجھ سے رشوت لے کر عنایت نہیں کی پس میں رشوت خور نہیں ہوں۔ جس بات میں لوگ میری اطاعت کرتے ہیں میں بھی اُسی میں اُن کا کہا مانتا ہوں۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں یہ دونوں شخص نہایت ذلیل و خوار ہو کر بجاشی کے دربار سے نکالے گئے اور ہم نے وہاں نہایت اطمینان سے زندگی بسر کی۔

حبشہ میں بغاوت اور نجاشی کی فتح

پھر تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ نجاشی کی سلطنت میں کوئی دعوے دار پیدا ہوا اور اس نے بجاشی پر لشکر کشی کی۔ فرماتی ہیں اس خبر کو سُن کر ہم لوگ بہت رنجیدہ ہوئے اور یہ خیال کیا کہ اگر خدانخواستہ وہ باغی غالب ہوا تو نہ معلوم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے۔ فرماتی ہیں بجاشی بھی اپنا لشکر لے کر اُس کے مقابلے کو گیا اور دریائے نیل کے اُس پار جنگ واقع ہوئی۔ فرماتی ہیں صحابہؓ نے آپس میں کہا کوئی ایسا شخص ہو جو دریا کے پار جا کر جنگ کی خبر لائے کہ کیا معاملہ ہوا؟ زبیر بن عوام نے کہا میں جاتا ہوں۔ صحابہ نے ایک مُشک میں ہوا بھر کے اُن کے حوالے کی اور وہ اُس کو سینے کے تلے دبا کر تیرتے ہوئے دریا کے پار گئے اور وہاں سے سب حال کی تحقیق کر کے واپس آئے فرماتی ہیں۔ ہم یہاں بجاشی کی فتح کے واسطے نہایت تضرع و زاری کے ساتھ خدا سے دُعا مانگ رہے تھے کہ اتنے میں زبیر بن عوام واپس آئے اور کہا اے صحابہؓ تم کو خوشخبری ہو کہ بجاشی کی فتح ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمن کو ہلاک کیا۔ فرماتی ہیں پھر تو بجاشی کی سلطنت خوب مستحکم ہو گئی اور جب تک ہم وہاں رہے نہایت چین اور آرام سے رہے۔ یہاں تک کہ

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ حاضر ہوئے ۔

نجاشی کے ابتدائی حالات

ابن اسحاق کہتے ہیں زہری کہتے تھے میں نے یہ واقعہ حضرت اُمِ سلمہ اُمّ المؤمنین کا عروہ بن زبیر سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا تم جانتے ہو کہ نجاشی کے اس قول کے کیا معنے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھ کو سلطنت دی تو مجھ سے رشوت نہیں لی۔ پس میں بھی کسی سے رشوت نہیں لیتا اور جس بات میں لوگ میری اطاعت کریں گے میں بھی اسی میں ان کی بات مانوں گا ۔

زہری کہتے ہیں میں نے کہا میں اس کے معنی نہیں جانتا۔ عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ نجاشی کا باپ بادشاہ تھا اور نجاشی کے علاوہ اُس کے اور کوئی فرزند نہ تھا۔ اور نجاشی کا ایک چچا تھا جس کے دس بیٹے تھے حبشیوں نے باہم صلاح کی کہ اگر ہم نجاشی کے باپ کو قتل کر کے اُس کے چچا کو بادشاہ کر دیں تو بہتر ہے کیونکہ اس کے دس بیٹے ہیں۔ اس کی نسل میں ایک مدت تک سلطنت رہے گی ۔

والد کا قتل

چنانچہ اسی خیال سے انھوں نے نجاشی کے باپ کو قتل کر کے اس کے چچا کو بادشاہ کر دیا۔ نجاشی نہایت ہوشیار اور عقلمند تھا۔ سلطنت کے کل معاملات اس نے اپنے چچا کے پاس سنبھالنے شروع کئے اور ہر ایک بات سے واقف ہو گیا۔ حبشیوں نے جو اس کی ہوشیاری دیکھی اُن کو اندیشہ ہُوا اور اُنہوں نے سوچا کہ ایسا نہ ہو یہ بادشاہ ہو جائے اور ہم سے اپنے باپ کا بدلہ لے۔ یہ خیال کر کے وہ سب اُس کے چچا کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ تمہارے بھتیجے سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ بادشاہ ہو کر ہم کو قتل نہ کرے اس واسطے یا اس کو قتل کر دو یا کہیں نکال دو۔ نجاشی کے چچا نے اُن سے کہا کہ کل تو میں نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے اور آج میں اس کو قتل کروں یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ ہاں تم اس کو کہیں جا کر نکال آؤ ۔

نجاشی کی غلامی

حبشی لوگ نجاشی کو اپنے ساتھ لا کر ایک سوداگر کے ہاتھ چھ سو درہم میں فروخت کر گئے اور وہ سوداگر نجاشی کو لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا اور اسی روز کے وقت ابر آیا اور مینہ برسنا شروع ہُوا۔ نجاشی کا چچا بھی بارش کا منظر دیکھ رہا تھا کہ پھر اُس پر بجلی گری اور ہلاک ہو گیا۔ حبشیوں نے اس کے بیٹوں کو تخت پر بٹھایا وہ سب کے احمق اور غبی تھے۔ سلطنت کے کاروبار کچھ نہ سنبھال سکے۔ آخر حبشی نہایت پریشان ہوئے

اور سب نے صلاح کی کہ نجاشی کو تلاش کر کے لاؤ۔ یہ سلطنت اُسی کا حق ہے اور اسی کو مبارک ہوگی۔ ورنہ جس کسی کو تم تخت نشین کرو گے پریشان اور نادم ہو گے۔ چنانچہ حبشیوں نے نجاشی کو تلاش کرنا شروع کیا۔ آخر نجاشی اُن کو ملا اور اس سوداگر کو جس کے ہاتھ اس کو فروخت کیا تھا جبراً نجاشی کو لے آئے اور وہ چھ سو درہم جو اس کی قیمت کے اُس سوداگر سے لئے تھے وہ بھی اس کو واپس نہ دیئے۔ وہ سوداگر بھی اپنے روپیہ کے واسطے ان کے ساتھ آیا۔

نجاشی کا عروج

جب نجاشی کو یہ بادشاہ بنا چکے اور تخت و تاج اُس کے حوالے کر دیا تو سوداگر نجاشی کے پاس آیا اور کہا اے بادشاہ ان حبشیوں نے میرے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا اور قیمت مجھ سے لے لی اور پھر اُس غلام کو بھی مجھ سے واپس لے لیا اور قیمت جو لی تھی وہ واپس نہ دی اس کا انصاف کرو۔ نجاشی نے حکم دیا کہ یا تو فروخت کرنے والے وہ غلام تیرے حوالے کریں جو اُنہوں نے واپس لیا ہے یا تیرا روپیہ واپس دیں اور حبشیوں سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ یا تو اس شخص کا غلام اس کے حوالہ کرو اس کا جہاں جی چاہے اُس غلام کو لے جائے ورنہ جو روپیہ اس سے لیا ہے اس کو دے دو۔ حبشیوں نے عرض کیا ہم اس کا روپیہ دے دیتے ہیں۔ نجاشی کے اس قول کا کہ جب خدا نے میرا ملک مجھ کو واپس دیا مجھ سے رشوت نہیں لی یہی مطلب ہے۔ یہ نجاشی کا پہلا فیصلہ تھا جو اُس کی صلابت اور دین داری اور عدل و انصاف پر دلالت کرتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عائشہؓ سے سند کے ساتھ یہ روایت ثابت ہے کہ جب نجاشی کا انتقال ہو گیا تو اُن کی قبر پر نورِ الٰہی نازل ہوتا دکھائی دیتا تھا۔

ایک اور باغی گروہ

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے حضرت جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ تمام اہلِ حبش نے نجاشی سے سرکشی کی اور کہا تم ہمارے دین سے علیحدہ ہو گئے ہو اور برسر فساد آمادہ ہوئے تو نجاشی نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب وغیرہ مہاجرین سے کہلا بھیجا اور کشتیاں اُن کے واسطے تیار کروا دیں کہ ان میں سوار ہو جاؤ اور میری خبر کے منتظر رہو۔ اگر مجھے شکست ہوئی تو تم لوگ جہاں تم سے جایا جائے چلے جانا اور میرا غلبہ ہو تو یہیں رہنا۔

نجاشی کا اسلام

پھر نجاشی نے ایک کاغذ میں لکھا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک محمدؐ اُس کے بندہ اور رسول ہیں اور عیسٰی بن مریم اُس

کے بندہ اور رسول ہیں۔ اور اس کی رُوح اور اُس کے کلمہ ہیں جو اُس نے مریم کی طرف ڈالا۔ پھر اس کاغذ کو بنجاشی نے اپنے کُرتے کے اندر دائیں شانہ کے پاس رکھ لیا اور حبشیوں کے مقابلہ میں جنگ کی صفیں آراستہ کیں۔ پھر اُن سے مخاطب ہو کر کہا اے گروہِ حبشہ کیا میں تم میں سلطنت کا زیادہ حق دار نہیں ہوں۔ سب نے کہا بے شک ہو۔ بنجاشی نے کہا پھر تم نے میری سیرت اور عادات کیسی دیکھیں؟ سب نے کہا بہت اچھی۔ بنجاشی نے کہا پھر کیا وجہ ہوئی جو تم مجھ سے یکدم بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ سب نے کہا۔ چونکہ تم نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا۔ اور تم کہتے ہو کہ عیسٰے بندہ تھے اس سبب سے ہم تمہارے مخالف ہیں۔ بنجاشی نے کہا پھر تم عیسٰی کے متعلق کیا کہتے ہو؟ حبشیوں نے کہا ہم ان کو خدا کا فرزند کہتے ہیں۔ بنجاشی نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ عیسٰی نے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا میں اس پر گواہی دیتا ہوں۔ بنجاشی نے تو اپنے دل میں اُس کاغذ کی طرف اشارہ کیا جو لکھ کر کُرتہ کے اندر رکھا تھا۔ اور حبشیوں نے یہ سمجھا کہ اُس نے ہمارے قول کی تصدیق کی ہے سب خوش ہو گئے اور اُن کی وہ مخالفت ختم ہُوئی۔

راوی کہتا ہے پھر یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچی۔ پھر اس کے بعد جب بنجاشی شاہِ حبش کا انتقال ہُوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اُن کے واسطے دُعائے مغفرت کی۔

باب ۲۴

حضرت عمرؓ بن الخطاب کا قبولِ اسلام

حضرت عمرؓ کا اسلام اور مسلمانوں کو تقویت

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن عاص اور عبداللہؓ بن ابی ربیعہ نہایت ناکامیابی اور ذلت کے ساتھ مکہ میں واپس آئے۔ اور جس مطلب کے واسطے یہ گئے تھے یعنی مہاجرین کے حبش سے نکلوا دینے کے واسطے وہ حاصل نہ ہوا اور حضرت عمرؓ بن خطاب نے اسلام قبول کر لیا جو ایک بے مثل بہادر تھے۔ ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سبب سے صحابہؓ کرامؓ کو بہت تقویت پہنچی۔ چنانچہ عبداللہؓ بن مسعود کہتے ہیں کہ عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے ہم کعبہ کے پاس نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو آپ قریش سے اس بات پر لڑے اور آپ کے ساتھ ہم نے کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور حضرت عمرؓ اُس وقت اسلام لائے ہیں جب حبشہ کو ہجرت کرنے والے صحابہ ہجرت کر چکے تھے۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ کا اسلام لانا اسلام کے واسطے فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور مدد تھی اور ان کی امارت اور خلافت رحمت تھی اور ہم جب تک کہ عمر اسلام نہیں لائے کعبہ کے پاس نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ جب یہ اسلام لائے تو قریش سے لڑے یہاں تک کہ ہم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

ہجرتِ حبشہ کا حضرت عمرؓ پر اثر

ابن اسحاق کہتے ہیں اُمِّ عبداللہ بنت ابی حثمہ سے روایت ہے۔ کہتی ہیں جس وقت ہم حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا سامان کر رہے تھے اور عامر اُس وقت کسی کام کو گئے ہوئے تھے یکایک عمرؓ بن خطاب میری طرف آ نکلے۔ یہ اس وقت کفر ہی کی حالت میں تھے اور ہم کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچاتے تھے کہتی ہیں وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اے اُمِّ عبداللہ! کیا اب تمہارا کوچ ہے؟ کہتی ہیں مَیں نے کہا ہاں! واللہ، ہم کیا کریں جب تم ہم کو بے حد تکلیفیں اور ایذائیں پہنچاتے ہو اِس لئے ہم خدا کے

ملک میں سفر کرتے ہیں یہاں تک کہ خدا ہمارے واسطے کشادگی پیدا کرے۔ کہتی ہیں عمر بن خطاب نے کہا کہ خدا تمہارا حافظ ہے اور مَیں نے دیکھا کہ عمر کے دل پر ہمارے جانے سے رنج ہُوا۔

پھر عمرؓ وہاں سے چلے آئے جب عامر آئے تو مَیں نے اُن سے کہا اے ابو عبداللہ (عامر کی کنیت ہے) تُم نے دیکھا اس وقت عمر آئے تھے اور ہمارے جانے سے وہ غمگین ہُوئے۔ عامر نے کہا کیا تم کو اُمید ہوسکتی ہے کہ عمر اسلام قبول کرے۔ مَیں نے کہا ہاں۔ عامر نے کہا ہرگز نہیں۔ اگر خطاب کا گدھا اسلام لے آئے تو مَیں جانوں کہ عمر بھی مُسلمان ہو جائے گا۔ اُمِّ عبداللہ کہتی ہیں عامر کا یہ کلام اس سبب سے تھا کہ وہ عُمرؓ کی سختی اور اہلِ اسلام کی دُشمنی کو دیکھ کر نا اُمید ہو گئے تھے۔

حضرت عمرؓ کا اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو حضرت عمرؓ بن خطاب کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح پہنچا ہے کہ اُن کی بہن فاطمہ بنت خطاب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی بیوی تھیں اور یہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے مگر حضرت عمرؓ سے انہوں نے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا تھا اور حضرت عمرؓ ہی کی قوم بنی عدی بن کعب میں سے مکّہ میں ایک شخص نعیم بن عبدالنحام تھے یہ بھی مسلمان ہو گئے تھے مگر پوشیدہ تھے اور خبّاب بن ارت صحابی اکثر حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ کو قرآن شریف پڑھانے اُن کے گھر جایا کرتے تھے۔ ایک روز عمر بن خطاب اپنی تلوار حمائل کر کے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اور آپ کے اصحاب کے قصد سے چلے کیونکہ ان کو خبر پہنچی تھی کہ حضورؐ صفا کے نزدیک ایک مکان میں تشریف فرما ہیں اور چالیس کے قریب مرد و عورت اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب، ابوبکر صدّیقؓ اور علیؓ بن ابی طالب بھی موجود ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی اور رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہی رہنا اختیار کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راستہ میں نعیم بن عبداللہ کی مُلاقات ہوئی۔ نعیم نے کہا اے عمر! اس سامان سے کہاں جاتے ہو؟ عمرؓ نے کہا محمّد کے پاس جاتا ہوں جس نے نیا دین پیدا کیا ہے اور قریش کے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے اُن کے طریقہ اور مذہب کو بُرا کہتا ہے اور ان کے معبودوں اور بُتوں کے عیب بیان کرتا ہے مَیں اُس کو قتل کرنے جاتا ہوں۔ نعیم نے کہا اے عمر! خُدا کی قسم! تیرے نفس نے تجھ کو فریب دیا ہے۔ کیا تُو یہ خیال کرتا ہے کہ محمّدؐ کو قتل کر کے بنی عبد مناف تجھ کو زمین پر پھرنے دیں گے تو ہرگز زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور تو پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے تیرا بہنوئی جو تیرا چچا زاد بھائی بھی ہے۔ سعیدؓ بن عمرو بن نفیل اور تیری بہن فاطمہ بنت خطاب دونوں

مسلمان ہو گئے ہیں اور محمدؐ کے دائرۂ اطاعت میں داخل ہوئے ہیں۔

بہنوئی اور بہن پر غصہ

راوی کہتا ہے عمر بن خطاب یہ جملہ سُنتے ہی لوٹے اور اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ اُس وقت خبّاب بنت ارت ان دونوں میاں بیوی کو سورۂ طٰہٰ جو ایک کاغذ پر لکھی ہوئی تھی پڑھا رہے تھے۔ جب انھوں نے عمر کی آہٹ سُنی تو خبّاب تو ایک کوٹھڑی میں چھپ گئے اور فاطمہ نے اُس کاغذ کو جس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اپنی ران کے نیچے چھپا لیا اور عمر گھر کے باہر سے خبّاب کے پڑھانے کی آواز کو سُن چکے تھے جب گھر کے اندر آئے تو پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی جو مَیں نے سُنی۔ بہن اور بہنوئی نے کہا کہ یہاں تو کچھ ذکر نہیں جس کی تم نے آواز سُنی ہو گی۔ عمر نے کہا واللہ! مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تم دونوں نے محمدؐ کی اطاعت کی ہے اور اُس کے دین میں داخل ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا۔ فاطمہ کھڑی ہوئیں تاکہ اپنے خاوند کو چھڑائیں۔ انھوں نے اپنی بہن کے ایسی ضرب لگائی کہ اُن کا سر زخمی کر دیا۔ تب اُن کی بہن اور بہنوئی نے کہا کہ ہاں بیشک ہم اسلام لے آئے ہیں۔ دیکھیں تم ہمارا کیا کرتے ہو۔

کلامِ الٰہی کی تاثیر

جب عمر نے اپنی بہن کے سر میں سے خون بہتا ہُوا دیکھا تو بہت شرمندہ ہوئے اور اپنی بہن سے کہا لاؤ یہ کاغذ مجھ کو تو دو مَیں دیکھوں کہ اس میں کیا لکھا ہے اور کیا محمدؐ پر نازل ہُوا ہے؟ حضرت عمرؓ پڑھے لکھے تھے۔ ان کی بہن کو اندیشہ ہُوا کہ ایسا نہ ہو پھر یہ کاغذ ہم کو نہ دیں۔ اس وجہ سے اُنھوں نے انکار کیا۔ عمر نے اپنے معبودوں کی قسم کھائی کہ مَیں دیکھ کر ابھی تم کو دے دوں گا۔ ان کی بہن نے کہا بھائی تم شرک کے سبب سے نجس ہو اور اس کتاب کے واسطے حکم ہے کہ ناپاک اس کو ہاتھ نہ لگائے۔

پس عمرؓ نے اسی وقت غُسل کیا اور ان کی بہن کو ان کے اسلام کی امید ہوئی۔ چنانچہ وہ کاغذ ان کو دیا۔ اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ اُس کو دیکھتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کلام کیا اچھا اور کیسا بزرگ ہے۔

رسولِ کریمؐ کی دُعا

خبّاب نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کلام سُنا تو کوٹھڑی میں سے باہر نکلے اور کہا اے عمر واللہ! مَیں امید کرتا ہوں کہ تم کو خدا نے اپنے رسول کی دُعا کے ساتھ مخصوص کیا ہے کیونکہ کل مَیں نے حضورؐ سے سُنا تھا دُعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! ابو حکم بن ہشام (یعنی ابو جہل) یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔ پس اے عمرؓ خدا نے تم کو اس دُعا کے ساتھ مخصوص کیا۔ عمرؓ نے کہا اے خبّاب مجھ کو بتلا کہ محمدؐ اس وقت کہاں ہیں

تاکہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوں۔ خباب نے کہا صفا کے پاس ایک مکان میں چند صحابہؓ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔

بارگاہِ نبویؐ میں

عمرؓ نے اپنی تلوار کو حمائل کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کو چلے، جب دروازہ پر پہنچے تو کنڈی ہلائی۔ صحابہ میں سے ایک شخص دروازے پر آئے اور درز میں سے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ تلوار حمائل کئے ہوئے کھڑے ہیں۔ یہ صحابی گھبرائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! عمر بن خطاب تلوار حمائل کر کے آئے ہیں۔ حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب نے فرمایا کہ جاؤ اس کو آنے کی اجازت دو۔ اگر خیر کے ارادہ سے آیا ہے تو بہتر ہے اور اگر شر کے ارادہ سے آیا ہے اسی کی تلوار سے ہم اس کو قتل کریں گے۔ حضورؐ نے بھی فرمایا کہ اس کو اجازت دو اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر آگے بڑھے اور عمرؓ سے ملاقات کی اور اُن کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور کہا اے ابن خطاب کس ارادہ سے آیا ہے؟ واللہ تو باز نہ رہے گا جب تک کہ خدا تیرے اُوپر کوئی آفت سخت نہ نازل فرمائے۔

عمرؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میں اس واسطے آیا ہوں کہ خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤں جو خدا کے پاس سے نازل ہوا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے تکبیر کہی اس طرح کہ سب گھر کے آدمیوں نے سُنی اور سمجھ گئے کہ عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ پھر حضورؐ کے اصحاب جگہ جگہ پھیل گئے اور ان کو حضرت عمرؓ کے اسلام سے بہت بڑی تقویت حاصل ہوئی جیسی کہ حضرت حمزہؓ کے اسلام سے حاصل ہوئی تھی اور سب صحابہؓ نے سمجھ لیا کہ اب یہ دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ کے لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا واقعہ اسی طرح منقول ہے۔

قبولِ اسلام کی ایک اور روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی ایک اور روایت اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ خود فرماتے تھے کہ میں زمانۂ جاہلیت میں اسلام کا سخت دشمن تھا اور شراب کا شغل بھی کثرت کے ساتھ کرتا اور ہم چند شرابیوں نے ایک مکان میں اپنی نشست مقرر کر رکھی تھی جس میں جمع ہو کر شراب

کا شغل کیا کرتے تھے اور یہ مکان مقام حزورہ میں آل عمر بن عبد بن عمران مخزومی کے گھروں کے پاس تھا۔ ایک شب میں حسبِ دستور اس مکان میں گیا وہاں ساتھیوں میں سے کسی کو نہ دیکھا میں نے خیال کیا کہ فلاں شراب فروش کے پاس چلنا چاہیئے وہاں چل کر شراب نوشی کریں گے۔ میں اُس کی دکان پر آیا اُس کو بھی نہ پایا۔ تب خیال ہوا کہ کعبہ میں چل کر سات یا ستر طواف کر وں میں کعبہ میں آیا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ شام کی طرف منہ کر کے رکنِ اسود اور رکنِ یمانی کے درمیان میں کعبہ کو اپنے سامنے کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ آج سنو کہ محمدؐ کیا پڑھ رہے ہیں ؟ پھر سوچا کہ اُن کے پاس جانا تو ڈر نہیں چھپ کر سنوں۔ چنانچہ میں کعبہ کے پردہ کے اندر داخل ہوگیا اور تھوڑا تھوڑا کھسکتا آپؐ کے سامنے آگیا۔ یعنی میں آپؐ کے اور کعبہ کے درمیان میں تھا اور میرے اور آپ کے درمیان میں صرف کعبہ کا غلاف تھا۔ پھر میں نے خوب اچھی طرح سے قرآن شریف سُنا اور میرے دل میں اسلام اثر کر گیا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو کر چلے میں بھی آپ کے پیچھے چلا۔ آپ کا راستہ دار ابن ابی الحسین کی طرف سے تھا۔ پھر وہاں سے آپ حضرت عباسؓ کے گھر کی طرف آئے۔ پھر اخنس بن شریق کے گھر کے پاس سے نکل کر اپنے دولت خانہ میں داخل ہوئے اور آپ کا دولت خانہ دار الرقطاء کے محلہ میں معاویہ بن ابی سفیان کے پاس تھا۔

عمرؓ کہتے ہیں جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ اور ابن ازہر کے گھروں کے درمیان میں پہنچے تو میں آپؐ کے قریب ہوا۔ آپؐ نے میری آہٹ سن کر مجھ کو پہچانا اور خیال فرمایا کہ میں آپ کی ایذا رسانی کے خیال سے آیا ہوں۔ چنانچہ مجھ کو آواز دی کہ اے ابن خطاب اس وقت کیوں آیا ہے ؟ میں نے عرض کیا میں خدا اور رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو رسول، خدا کے پاس سے لائے ہیں ایمان لانے آیا ہوں۔ عمرؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا الحمد للہ اے عمرؓ تجھ کو خدا نے ہدایت فرمائی۔ پھر آپؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور ثابت قدمی کی دعا کی پھر میں واپس چلا آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدے میں داخل ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ خدا جانے یہ واقعہ اس طرح ہے یا جس طرح کہ پہلے مذکور ہوا (مشہور پہلا ہی واقعہ ہے۔)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن عمر بن خطاب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب میرے والد حضرت عمرؓ اسلام لائے تو

قریش میں ایسا کون شخص ہے جو ہر ایک جگہ خبر پہنچا دے۔ کسی نے کہا کہ جمیل بن معمر جمحی اس کام کا ہے۔ پس میرے والد اُس کے پاس گئے۔ عبداللہ کہتے ہیں میں بھی اُن کے پیچھے ہو لیا اور میں دیکھتا تھا کہ یہ کیا کرتے ہیں؟ انھوں نے جمیل کے پاس جاکر کہا کہ اے جمیل تجھ کو کچھ معلوم ہوا اُس نے کہا کیا انھوں نے کہا کہ میں اسلام لے آیا ہوں اور محمدؐ کے دین میں داخل ہو گیا ہوں۔

عبداللہ کہتے ہیں خدا کی قسم جمیل سنتے ہی اپنی چادر گھسیٹتا ہوا دوڑا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اُس کے پیچھے ہوئے اور میں بھی اُن کے پیچھے تھا۔ یہاں تک کہ جمیل خانہ کعبہ کے دروازہ پر آیا اور غل مچا کر کہا اے گروہ قریش! عمر بن خطاب نے دین چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ نے اُس کے پیچھے سے فرمایا یہ جھوٹا ہے میں نے دین نہیں چھوڑا بلکہ میں نے اسلام قبول کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اُس کے بندہ اور رسول ہیں۔ عبداللہ کہتے ہیں قریش اس وقت اپنی اپنی جگہوں میں بیٹھے تھے۔ اس بات کے سنتے ہی سب حضرت عمرؓ پر دوڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کا خوب مقابلہ کیا۔ مگر کہاں تک لڑتے آخر تھک کر بیٹھے اور قریش سے فرمایا کہ میں تو مسلمان ہوں تمہارا جو جی چاہے سو کرو۔ اور وہ سب کے سب آپؓ کے سر پر کھڑے ہوئے تھے۔

عبداللہؓ کہتے ہیں کہ اتنے میں ایک بوڑھا جبّہ پہنے ہوئے قریش میں آیا اور کہا کیا بات ہے؟ قریش نے کہا عمر بے دین ہو گیا ہے۔ اُس نے کہا پھر تمہارا کیا حرج ہے؟ ایک شخص نے اپنے واسطے ایک بات اختیار کی ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ عمر کی قوم عمر کے قتل ہونے سے تم سے کچھ باز پرس نہ کرے گی۔ قسم ہے خدا کی وہ تمہیں ہرگز نہ چھوڑے گی۔ عبداللہ کہتے ہیں اس بوڑھے کے یہ کہتے ہی وہ سب لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گرد سے بادل کی طرح پھٹ گئے۔

عبداللہؓ کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے تو میں نے آپ سے پوچھا کہ جس روز آپ اسلام لائے ہیں اور کعبہ میں قریش سے آپ کی جنگ ہوئی ہے اور ایک بوڑھے نے قریش کو آکر جھڑکا تھا وہ بوڑھا کون تھا؟ آپ نے فرمایا کہ اے فرزند وہ بوڑھا عاص بن وائل سہمی تھا۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ عبداللہ نے پوچھا جس روز آپ مسلمان ہوئے ہیں اور قریش سے آپ لڑے تھے۔ پھر ایک بوڑھے نے خدا اُس کو جزائے خیر دے۔ قریش کو سرزنش کی تھی وہ کون تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے فرزند وہ عاص بن وائل سہمی تھا خدا

اُس کو جزائے خیر نہ دے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھروالوں میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب میں اسلام لایا تو اُسی رات کو میں نے خیال کیا کہ قریش میں سے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عداوت رکھتا ہو پہلے اُس سے جا کر میں اپنے اسلام لانے کی خبر بیان کروں۔ پس دل میں کہا کہ ابو جہل سے بڑھ کر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن نہیں ہے۔ چنانچہ صُبح ہوتے ہی میں ابو جہل کے گھر گیا اور ابو جہل حضرت عمرؓ کا سگا ماموں تھا اور دروازہ کو میں نے کھٹکھٹایا۔

ابو جہل نے آکر دروازہ کھولا اور مجھ کو دیکھ کر کہا آؤ۔ میرے بھانجے آؤ خوب آئے۔ کیونکر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا میں اس واسطے آیا ہوں تاکہ تم کو بھی اپنے اسلام لانے کی خبر کر دوں۔ میں خدا اور اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں اور اُن کی تصدیق کی ہے۔ فرماتے ہیں میرے یہ کہتے ہی ابو جہل نے دروازہ بند کر لیا اور کہا خدا تجھ کو خراب کرے اور اُس کو بھی جو تو لایا ہے۔

باب ۴۱

شعب ابی طالب میں محصوری اور قریش کا مقاطعہ

عہد نامہ مقاطعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں جب قریش نے یہ دیکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب امن و سکون سے ملکِ حبش میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور نجاشی شاہِ حبش اُن کا حامی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا اور حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام کے بہت بڑے مددگار ہو گئے اور اسلام روز بروز ہر ایک قبیلہ میں پھیلتا جاتا ہے تو قریش نے باہم اتفاق کر کے ایک عہد نامہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے شادی نہ کریں نہ اپنی بیٹی اُن کو دیں اور نہ اُن کی بیٹی آپ لیں اور نہ اُن کی کوئی چیز خریدیں اور نہ اُن کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کریں اور اس عہد نامہ کو لکھ کر انہوں نے زیادہ پختگی کے واسطے کعبہ شریف کے اندر لٹکایا اور اس عہد نامہ کا کاتب منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں بقولِ بعض نضر بن حارث کاتب تھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی اور اُس کی بعض انگلیاں شل ہو گئیں۔

بنی ہاشم اور بنی مطلب کا اجتماع

ابن اسحاق کہتے ہیں جب قریش نے یہ عہد نامہ لکھا تمام بنی ہاشم اور بنی مطلب ابوطالب بن عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور سوا ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب کے کہ یہ قریش سے متفق ہوا اور اپنی قوم یعنی بنی عبدالمطلب کا اس نے ساتھ نہ دیا۔

سورۂ لہب کا نزول

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ابولہب اکثر اوقات کہا کرتا تھا کہ محمد مجھ سے بہت سی چیزوں کا وعدہ کرتا ہے میں اُن میں سے ایک کو بھی نہیں دیکھتا۔ محمد کہتا ہے کہ وہ موت کے بعد ہوں گی۔ پھر اپنے ہاتھوں پر پھونک مار کر کہتا خرابی ہو تم کو میں تمہارے اندر کچھ اُن میں سے ایک کو بھی نہیں دیکھتا جو محمدؐ کہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سورۃ لہب نازل فرمائی: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ تَبَّتْ کے

معنی ہیں خراب ہُوئے اور نقصان والے ہُوئے ہاتھ ابو لہب کے اور تباب کے معنی نقصان کے ہیں ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب قریش نے یہ عہد نامہ مکمل کیا تب ابو طالب نے ایک قصیدہ کہا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت دیا ہے اور قریش کو آپ کی عداوت سے باز رہنے کی ترغیب دی ہے اور بنی ہاشم کی مردانگی کا ذکر کیا ہے ۔

ابو جہل اور ابوالبختری کی لڑائی

راوی کہتا ہے کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب نے اسی طرح دو یا تین سال گزارا کیا کہ کوئی چیز اعلانیہ اُن کو دستیاب نہ ہوتی تھی جو چیز ان کو پہنچتی تھی وہ پوشیدہ پہنچتی تھی۔ قریش میں سے جو اُن کے رشتہ دار تھے وہ ان کے پاس بھیج دیتے تھے ۔

چنانچہ ایک روز ابو جہل بن ہشام حکیم بن حزام بن خویلد سے ملا اور اُن کے ساتھ اُن کا غلام تھا جس کے سر پر گیہوں لئے ہُوئے وہ اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا رہے تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھیں۔ ابو جہل نے اس غلام کو روکا اور کہا میں تجھ کو بنی ہاشم کے ہاں گیہوں لے جانے دوں گا اور سارے مکہ میں تجھ کو رسوا کرونگا۔ اتنے میں ابوالبختری بن ہشام بن حرث بن اسد وہاں آیا۔ اور اُس نے ابو جہل سے پوچھا کہ کیا بات ہے ؟ ابو جہل نے کہا یہ حکیم بن حزام بنی ہاشم کے واسطے گیہوں لے جاتا ہے میں اس کو لے جانے نہیں دیتا۔ ابوالبختری نے کہا اس کی پھوپھی کے گیہوں اُس کے پاس رکھے تھے۔ اُس نے اپنے گیہوں منگوائے ہیں یہ لئے جاتا ہے تیرا کیا حرج ہے ؟ تو اس کو جانے دے۔ ابو جہل نے انکار کیا یہاں تک کہ ابوالبختری اور ابو جہل میں سخت کلامی سے زد و کوب کی نوبت پہنچی ۔ ابوالبختری نے ابو جہل کے اُونٹ کی جس پر وہ سوار تھا گردن پکڑ کر مروڑ ڈالی اور ایسا جھٹکا دیا کہ اونٹ بیٹھ گیا۔ پھر ابو جہل کی گدی پکڑ کے کھینچ لیا اور اُس کے سر پر ایسی ضرب لگائی جس سے ابو جہل کا سر زخمی ہو گیا ۔ پھر اُس کو ابوالبختری نے اپنے پیروں اور لاتوں سے خوب روندا اور حضورؐ کے چچا حمزہؓ بن عبدالمطلب پاس کھڑے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ ابو جہل ان کے دیکھنے سے اور بھی غمگین ہُوا۔ کیونکہ یہ سمجھا کہ یہ خبر حضورؐ اور صحابہؓ کو پہنچے گی اور وہ میری ذلت کو سُن کر خوش ہوں گے ۔

○

باب ۲۴

کفارِ مکّہ اور قرآن مجید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی حالت میں کہ قریش نے آپ کو اس قدر تنگ کر رکھا تھا پھر بھی لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتے تھے اور کسی سے آپؐ کو کچھ ہراس نہ تھا۔ قریش کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پیش نہ چلی اور جسمانی تکلیف وہ حضورؐ کو کچھ نہ پہنچا سکے تب اُنہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب حضورؐ کو دیکھتے تو آپؐ کی طرف اشارہ کنایہ کرتے اور ہنسی اور تمسخر سے پیش آتے۔ قرآن شریف بھی اُن کی دشمنی کے متعلق نازل ہونے لگا۔ چنانچہ بعض دشمنوں کے نام بھی قرآن شریف میں نازل ہوئے اور بعض کا بجملہ اور کافروں کے مجمل ذکر ہُوا۔

ابولہب اور اُس کی بیوی

جن دشمنانِ دین کے نام ظاہر کئے گئے ہیں اُن میں سے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب بن عبدالمطلب اور اس کی بیوی اُمِ جمیل بنت حرب بن اُمیّہ ہے اور اس کا نام قرآن شریف میں حمالۃ الحطب یعنی لکڑیاں لانے والی اس واسطے رکھا گیا ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں کانٹے جنگل سے لاکر ڈالا کرتی تھی۔ ان دونوں کی عداوت ظاہر کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی:۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝ (۱۱۱: ۱-۵)

"ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود ہلاک ہوگیا۔ نہ اُس کے مال نے اس کو کچھ فائدہ پہنچایا نہ اُس کی کمائی نے، عنقریب دہکتی اور شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور اُس کی بیوی لکڑیاں (کانٹے) اُٹھانے والی ہے۔ اُس کی گردن میں مونج کی رسّی ہے۔"

ابن ہشام کہتے ہیں لفظ جید کے معنی گردن کے ہیں اور اس کی جمع اجیاد آتی ہے اور مسد

ایک درخت ہے جس کی کھال کو کچل کر بٹتے ہیں اور رسیاں بناتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ جب ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل نے سُنا کہ اُس کے خاوند کی مذمت قرآن شریف میں نازل ہوئی ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں خانہ کعبہ میں آئی اور اُس کے ہاتھ میں کنکر تھے اور حضورؐ اُس وقت کعبہ کے پاس تشریف رکھتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے۔ وہ ابوبکرؓ کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور حضورؐ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اندھا کر دیا کہ سوائے ابوبکرؓ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس نے بالکل نہ دیکھا۔ ابوبکرؓ سے پوچھنے لگی تمہارے صاحب یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ وہ میری ہجو کرتے ہیں اگر مجھ کو مل جائیں تو میں یہ کنکر اُن کے مُنہ پر ماروں۔ واللہ مَیں بھی شاعرہ ہوں اور اُس کی ہجو میں یہ شعر کہتی ہوں ؎

مُذَمَّمًا عَصَيْنَا ۔ وَاَمْرَهٗ اَبَيْنَا ۔ وَدِيْنَهٗ قَلَيْنَا

"مذمت کی ہم نے نافرمانی کی اور اُس کے حکم سے انکار کیا اور اُس کے دین کو قبول نہیں کیا"

پھر یہ کہہ کر وہ عورت چلی گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ اس نے آپؐ کو دیکھا یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا مجھ کو نہیں دیکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ودینہ قلینا ابن اسحاق کی روایت میں نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش رسولؐ اکرم کو بجائے محمدؐ کے مذمم کہتے تھے اور نہایت گستاخ الفاظ آپؐ کی شانِ پاک میں استعمال کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دیکھو تعجب کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی بے ہودہ گوئیوں سے مجھ کو محفوظ رکھا ہے یعنی یہ لوگ مذمم کو بُرا کہتے ہیں اور مَیں تو محمدؐ ہوں۔

امیہ بن خلف

امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح نے اپنا یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آنکھ سے اشارے کرتا اور سخت وسست کہتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُس کی عداوت کے بیان میں یہ سورت نازل فرمائی :-

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ (۱۰۴-۱-۳)

"خرابی ہے ہر ایک بے ہودہ گو اشارے کرنے والے کے لئے جو مال جمع کر کے اس کو گنتا ہے

سمجھتا ہے کہ اُس کا مال اُس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔"

ابن ہشام کہتے ہیں ہُمزہ وہ شخص ہے جو کسی کو اعلانیہ سخت وسُست کہتا ہے اور آنکھ سے اشارہ کرتا ہے اور لُمزہ وہ شخص ہے جو پوشیدہ کسی کی عیب جوئی کرے اور ایذا پہنچائے۔

عاص بن وائل

ابن اسحاق کہتے ہیں صحابیٔ رسول خبابؓ بن ارت مکّہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے اور چند تلواریں انھوں نے عاص بن وائل کے ہاتھ فروخت کی تھیں جن کے دام اُس کے ذمّہ تھے۔ جب ایک عرصہ ہوگیا تو انھوں نے تقاضا کیا تو عاص نے کہا کہ اے خبابؓ کیا محمد یہ نہیں کہتے کہ جن کے دین پر تم ہو کہ جنت میں جنتی لوگوں کے واسطے سونا اور چاندی اور کپڑے اور خادم و غلام غرضیکہ سب چیزیں ہوں گی۔ خبابؓ نے کہا ہاں بے شک وہ فرماتے ہیں۔ عاص بن وائل نے کہا۔ پس اے خباب! قیامت تک کی مجھے مہلت دے۔ میں جنت میں جاکر تیرے سارے دام ادا کردوں گا۔ کیونکہ اے خباب تیری اور تیرے ساتھیوں کی قدر و منزلت خدا کے ہاں مجھ سے زیادہ نہ ہوگی اور نہ اُن کو مجھ سے زیادہ حصّہ ملے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی یاوہ گوئی کی نسبت یہ آیت نازل فرمائی :-

اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ؕ وَ نَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَ یَاْتِیْنَا فَرْدًا۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اُس شخص کو دیکھا جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کرتا ہے کہ مجھ کو (دارِ آخرت میں) مال اور اولاد دی جائے گی۔"

ابوجہل

ایک روز ابوجہل حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے ملا اور کہنے لگا کہ اے محمدؐ قسم ہے خدا کی یا تو تم ہمارے بُتوں کو نا سزا کہنا چھوڑ دو ورنہ ہم تمہارے اُس خدا کو بُرا کہیں گے جس کی تم پرستش کرتے ہو۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی :

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ (۶ : ۱۰۹)

"اے اہلِ اسلام تم کفار کے بُتوں کو سخت سُست نہ کہو جن کی وہ خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں ورنہ وہ از رُوئے جہالت خدا بر حق کو سخت وسُست کہیں گے۔"

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بتوں کے عیوب بیان کرنے ترک کر دیئے اور صرف دعوتِ حق پر اکتفا کیا۔

نضر بن الحرث

اور قریش میں نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی بھی ایک نہایت بدذات اور شریر شخص تھا۔ اس نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں تشریف لا کر وعظ و نصیحت فرماتے اور پچھلی امتوں کا ذکر فرماتے کہ خدا اور رسول کی نافرمانی سے کیسے کیسے عذاب اُن پر نازل ہوئے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو یہ قریش میں بیٹھ کر رستم اور اسفندیار اور شاہانِ فارس کے قصّے بیان کرتا اور کہتا کہ محمد کی باتیں میری باتوں سے بہتر نہیں ہیں۔ جیسے قصّے کہانیاں اُس نے لکھ رکھے ہیں ایسے ہی میں نے بھی لکھ رکھے ہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں :

وَقَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (۲۵ : ۵-۶)

"یعنی (کفار) کہتے ہیں کہ محمد نے پہلے لوگوں کے قصّے لکھوا لئے ہیں۔ پس وہ اُس پر رات دن لکھے جاتے ہیں کہہ دو (کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم کہتے ہو بلکہ یہ وہ کلام ہے جس کو) نازل کیا ہے اُس ذات پاک نے جو آسمان و زمین کی ہر ایک پوشیدہ بات کو جانتا ہے بے شک وہ مغفرت اور رحم والا ہے۔"

اور یہ آیت بھی اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے :

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۔

یعنی جب اُن کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں"۔

اور یہ آیت بھی اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے :

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

"یعنی خرابی ہے ہر ایک جھوٹے گناہ گار کے واسطے جس کے سامنے خدا کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور وہ اُن کو سُن کر تکبر سے ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس نے اُن کو سُنا ہی نہیں اور گویا کہ اُس کے کانوں میں ٹھینیاں اَڑی ہوئی ہیں۔ پس اُس شخص کو دردناک عذاب کی خوش خبری دو۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک روز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد الحرام میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں نضر بن حرث بھی آیا اور مجلس میں بیٹھ گیا اور اس کے علاوہ اور بہت سے لوگ بھی قریش میں سے وہاں بیٹھے تھے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گفتگو شروع فرمائی۔ نضر نے اُس میں خلل اندازی کرنی چاہی۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو سخت تنبیہ فرمائی اور یہ آیت پڑھی:

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ۝ لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝ (۲۱: ۹۸—۱۰۰)

یعنے (اے کفار) تم اور جن کی تم علاوہ خدا برحق کے پرستش کرتے ہو سب جہنّم کے ایندھن ہو تم اُس میں وارد ہونے والے ہو۔ اگر یہ تمہارے معبود واقعی معبود ہوتے تو پھر جہنّم میں کیوں وارد ہوتے حالانکہ تم اور وہ سب جہنّم میں ہمیشہ رہو گے۔ دوزخ میں اُن کا شور ہوگا اور اُس میں ایک دوسرے کی بات بھی نہ سُنیں گے "۔

کفار کا ایک اعتراض

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور اس مجلس میں سے تشریف لے آئے اور آپ کے آتے ہی عبداللہ ابن زبعری السہمی اُس مجلس میں آکر بیٹھا ولید بن مغیرہ نے اس سے کہا خدا کی قسم اس وقت نضر بن حرث محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے نہیں ٹھہر سکا اور محمد کہہ کر گئے ہیں کہ تم اور تمہارے معبود سوا خدا کے سب جہنّم کا ایندھن ہو۔ عبداللہ ابن زبعری نے کہا واللہ! اگر محمدؐ مجھ سے ملیں تو میں اُن سے بحث کروں اور کہوں کہ اگر یہی بات ہے کہ خدا کے سوا جس کی پرستش کی جاتی ہے وہ جہنّم کا ایندھن ہے تو ہم تو فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں اور یہودی حضرت عزیر کی پرستش کرتے ہیں۔ اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا مانتے ہیں تو یہ سب معبود بھی جہنّمی ہوئے

عبداللہ کی یہ بات سُن کر ولید اور تمام قریش نہایت خوش ہوئے اور سمجھے کہ عبداللہ نے یہ معقول حُجت نکالی ہے۔

آنحضرت کریم کا جواب

پھر کسی نے یہ ذکر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا۔ حضورؐ نے فرمایا جو خدا کے سوا معبود بننا چاہتا ہے وہ جہنّم کا ایندھن ہے اُس کے معبود ماننے والے بھی اُس کے ساتھ ہیں۔ اور یہ لوگ تو شیاطین کی عبادت کرتے

ہیں کہ شیاطین ہی اُن کو غیر اللہ کی پرستش کا حکم کرتے ہیں اور یہ ان کا حکم مانتے ہیں اور جن لوگوں نے اس بات کو پسند نہیں کیا ہے کہ اُن کو معبود بنایا جائے اُن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤىۙ اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَۙ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَاۚ وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ (۲۱ : ۱۰۱-۱۰۲)

یعنی جن لوگوں کے واسطے ہمارے ہاں سے نیکی نے سبقت کی ہے وہ جہنم سے دور ہوں گے اُس کی آواز تک اُن کو نہ سنائی دے گی بلکہ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جہاں ان کے حسب خواہش ہر ایک چیز موجود ہوگی "

ان لوگوں سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم اور عزیر علیہما السلام ہیں اور وہ علماء اور بزرگان بھی جن کے انتقال کے بعد لوگ ان کی پرستش کرنے لگے ۔

اور کفار کے فرشتوں کی پرستش کرنے اور اُن کو خدا کی بیٹیاں کہنے کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی ہے :

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَۙ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ۚ (۲۱ : ۲۶-۲۷)

یعنی کفار کہتے ہیں کہ خدا نے اپنی اولاد بنائی ہے پاک ہے وہ (ان کفار کی اس لغویات سے) بلکہ جن کو یہ اُس کی اولاد بتاتے ہیں وہ اُس کے برگزیدہ بندے ہیں اُس کے فرمان سے سبقت نہیں کرتے اور اُس کے حکم پر کاربند ہیں "

اور حضرت عیسیٰؑ کے معبود ٹھہرانے کی اور ولید وغیرہ کفار کے اس ناواجب اعتراض پر خوش ہونے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ یَصِدُّوْنَ ۚ وَ قَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ اَمْ هُوَؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًاؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ وَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓىٕكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ۚ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۚ (۴۳ : ۵۹-۶۱)

"اور (اے رسول) جب عیسیٰ بن مریم کی مثال بیان کی گئی یکایک اُس سے تمہاری قوم کے لوگ کھل کھلا پڑے ۔ حالانکہ نہیں ہے وہ ایک ایک بندہ جس پر ہم نے اپنا انعام کیا اور اُن

کو بنی اسرائیل کے واسطے اپنی قدرت کی ایک نشانی بنایا اور اگر ہم چاہتے تو تم لوگوں میں فرشتے پیدا کر دیتے جو تمہاری جگہ زمین پر آباد ہوتے اور بے شک عیسیٰ بھی قیامت کی ایک نشانی ہیں (پس اے پیغمبر) ان سے کہہ دو کہ تم قیامت میں شک نہ کرو اور میرا اتباع کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے"

اخنس بن شریق

اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی حلیف بنی زہرہ اشراف قوم اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کی باتیں سُنی جاتی تھیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں زبان درازی اور بدگوئی کیا کرتا تھا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ (۶۸: ۱۰-۱۳)

اے رسول تم ایسے شخص کا کہا نہ ماننا جو بہت قسمیں کھاتا ہے اور بے آبرو ہے آوازہ کستا ہے چغل خوری کرتا پھرتا ہے"

ولید بن مغیرہ

اور ولید بن مغیرہ جو ایک نہایت شریر شخص تھا کہتا تھا کہ قرآن اگر حق ہوتا تو میرے اُوپر نازل ہوتا۔ کیونکہ میں قریش کا بڑا بوڑھا اور سردار ہوں۔ یا ابومسعود عمرو بن عمیر ثقفی پر نازل ہوتا کیونکہ وہ بنی ثقیف کا سردار ہے اور ہم دونوں دو شہروں کے بڑے شخص ہیں ہم کو چھوڑ کر محمدؐ پر کیوں نازل ہُوا؟ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ (۴۳: ۳۱)

یعنی کفار نے کہا کہ یہ قرآن دونوں شہروں میں سے بڑے (سردار) شخص پر کیوں نہ نازل ہُوا" آخر تک

اُبی بن خلف عقبہ بن ابی معیط

اور ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور عقبہ بن ابی معیط ان دونوں کی آپس میں بڑی دوستی تھی۔ پھر عقبہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آپؐ کی باتیں سُنیں۔ یہ خبر اُبی کو پہنچی وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا میں نے سُنا ہے کہ تو محمدؐ کے پاس بیٹھا تھا اور اُن کی باتیں تو نے سُنیں۔ تیرا چہرہ مجھ کو دیکھنا حرام ہے۔ اور میں تجھ سے ہرگز بات نہ کروں گا اگر تو محمدؐ کے پاس گیا یا اُن کی باتیں تو نے سُنیں۔ پس عقبہ بن ابی معیط ملعون نے ایسا ہی کیا کہ پھر حضورؐ کے پاس نہ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ (۲۵ : ۲۷-۲۹)

یعنی قیامت کے روز حسرت اور افسوس سے ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا ہائے میری خرابی میں کاش رسول کے ساتھ راستہ پکڑتا۔"

اور اُبی بن خلف ملعون ایک کہنہ اور بوسیدہ ہڈی لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمدؐ تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو ریزہ ریزہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا۔ اور پھر اُس نے اِس ہڈی کو اپنے ہاتھ سے مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوا میں اُڑا دیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کرے گا اور تجھ کو بھی اسی طرح نیست و نابود ہونے کے بعد زندہ کرے گا۔ پھر دوزخ میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس کی نسبت نازل فرمائی:

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ (۳۶ : ۷۸-۸۰)

"یعنی ہمارے واسطے اُس نے مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہنے لگا کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا اے رسول کہہ دو وہی اُن کو زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ اُن کو پیدا کیا ہے اور تمام مخلوق کے حال سے وہ علم رکھتا ہے۔ وہ، وہ پروردگار ہے جس نے ہرے[1] درخت سے تمہارے واسطے آگ کو پیدا کیا۔ پھر وہاں تم اُس سے آگ سلگاتے ہو۔"

سُورۃ الکٰفرون کا نزول

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ اور ولید بن مغیرہ اور اُمیہ بن خلف اور عاص بن وائل سہمی کہ یہ سب قوم کے عمر رسیدہ لوگ تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے اور کہا اے محمدؐ! آؤ ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں جس کی تم پرستش کرتے ہو اور تم ہمارے بتوں کی پرستش کرو جن کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ اگر تم حق پر ہو تو تمہارے خدا کی پرستش سے ہم کو

۱؎ عرب میں بہت جگہ دو درخت پیدا ہوتے ہیں ایک کا نام مرخ ہے اور دوسرے کا نام عفار ہے۔ جب مرخ کی ڈالی عفار پر زور سے رگڑتے ہیں تو اُس سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲ مترجم

فائدہ ہوگا اور اگر ہم حق پر ہیں تو ہمارے بتوں کی پرستش سے تم کو فائدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت یہ سورۃ نازل فرمائی :

قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۔ (السورۃ)

یعنی اے رسول کہہ دو کہ اے کافرو! میں ان چیزوں کی پرستش نہ کروں گا جن کی تم پرستش کرتے ہو نہ تم اس کی پرستش کرنے والے ہو جس کی میں پرستش کرتا ہوں۔ پس تمہارے واسطے تمہارا دین ہے میرے واسطے میرا دین ہے "

اور جب قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے منجملہ عذاب دوزخ کے درخت زقوم کا ذکر فرمایا۔ تو ابوجہل بن ہشام نے کہا اے گروہِ قریش! تم جانتے ہو کہ زقوم کیا چیز ہے؟ جس سے محمدؐ تم کو خوف دلاتے ہیں۔ قریش نے کہا ہم کو خبر نہیں کہ وہ کون سا درخت ہے۔ ابوجہل نے کہا وہ مدینہ کی کھجوریں مسکہ کے ساتھ ہیں۔ قسم ہے خدا کی اگر ہم وہاں (یعنی دوزخ میں) گئے تو اسی کو زقوم بنا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیہودہ گوئی کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی :-

إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ

یعنی بے شک زقوم کا درخت گناہ گار کا کھانا ہے پگھلے ہوئے سیسے کی طرح پیٹ میں جوش کھائے گا جیسے گرم پانی جوش کھاتا ہے "

لفظ مہل کی تشریح

مُہل تانبے یا سیسہ یا اور گلائی ہوئی دھات کو کہتے ہیں۔ چنانچہ مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمرؓ بن خطاب کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ انھوں نے ایک روز حکم دیا کہ چاندی گلائی جائے چنانچہ وہ گلائی گئی یہاں تک کہ گلانے کی شدت سے مختلف رنگ پلٹنے لگی۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دروازہ پر کچھ لوگ ہیں۔ عرض کیا ہاں ہیں۔ فرمایا بلاؤ۔ جب وہ آئے تو فرمایا کہ دیکھو۔ یہ چاندی جس کو تم دیکھ رہے ہو مُہل سے بہت تھوڑی مشابہت رکھتی ہے یعنی اس کا جوش کھانا اس سے بے حد زیادہ ہوگا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مُہل جسم کی پیپ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت ہوا تو آپؓ نے حکم دیا کہ کفن کے واسطے دو کپڑے جو مستعمل تھے دھولئے جائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اباجان آپ کو اللہ تعالیٰ نے غنی کیا ہے نئے

کپڑے خرید نے کا حکم دیجئے۔ فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ ان کپڑوں میں مہل ہو گا۔ یعنی جسم گل کر پیپ بن جائے گا۔ پھر نئے کپڑے کا تکلف کرنا لاحاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے جواب میں یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے :

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ وَ نُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا

یعنی اور درخت ملعونہ جس کا ذکر قرآن میں ہے (یعنی درخت زقوم) ہم اس سے کافروں کو ڈراتے ہیں۔ بس نہیں زیادہ کرتا ہے وہ ان کو مگر سرکشی میں۔"

حضرت عبداللہ بن مکتوم کا واقعہ

اور ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ سے گفتگو فرمارہے تھے اور اس کے اسلام قبول کرنے کی آپ کو خواہش تھی کہ اتنے میں اُم مکتوم نابینا آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف کی آیات پوچھنے لگے۔ حضورؐ کو اس وقت ان کا دخل دینا شاق گزرا یہاں تک کہ آپؐ نے ان کو دریافت کرنے سے منع کیا اور وہ آشفتہ خاطر ہو کر چلے گئے۔ کیونکہ حضورؐ کو ولید کے اسلام قبول کرنے کا بہت خیال تھا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى (۸۰ : ۱-۱۴) صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ تک

یعنی اے رسول ہم نے تم کو تمام مخلوق کے واسطے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے کسی کے واسطے مخصوص نہیں کیا ہے کہ ایک کو چھوڑ کر تم دوسرے کو نصیحت کرو۔"

ابن ہشام کہتے ہیں ابن ام مکتوم بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص تھے نام ان کا عبداللہ ہے اور بعض عمرو بھی کہتے ہیں۔

باب ۴۳

حبشہ سے مسلمانوں کی واپسی

جھوٹی خبر

ابن اسحاق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی اُن کو خبر پہنچی کہ اہلِ مکّہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ چنانچہ وہ حبش سے مکّہ میں واپس آئے۔ جب مکّہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی تب یہ لوگ پوشیدہ مکّہ میں داخل ہوئے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی اور بدر کی جنگ میں آپؐ کے ساتھ شریک ہوئے اور بعض ایسے تھے جو مکّہ میں رہے اور بعض کا انتقال ہو گیا۔ ان کی تفصیل اس طرح ہے :

بنی عبد شمس۔ بنی نوفل

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے حضرت عثمان بن عفان مع اپنی زوجہ حضرت بی بی رقیہ بنت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔ اور ابو حذیفہ بن ربیعہ مع اپنی بیوی سہلہ بنت سہیل کے۔ اور اُن کے حلیفوں میں سے عبداللہ بن جحش بن رئاب مکّہ ہی آئے۔ اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے عتبہ بن غزوان۔ ان کے حلیف بنی قیس عیلان میں سے۔

اولاد قصی بن زہرہ

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے زُبیر بن عوام۔
اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف اور سویبط بن سعد بن حرملہ۔
اور بنی عبد بن قصی میں سے طلیب بن عمیر بن وہب بن ابی کثیر بن عبد۔
اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبدالرحمٰن بن عوف اور مقداد بن عمرو ان کے حلیف۔ اور عبداللہ بن مسعود ان کے حلیف۔

بنی مخزوم

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابوسلمہ بن عبدالاسد مع اپنی بیوی ام سلمہ بنت ابی اُمیہ کے اور شماس بن عثمان اور سلمہ بن ہشام بن مغیرہ ان کے چچا نے ان کو مکّہ

میں روک لیا تھا اور مدینہ کی طرف ہجرت نہ کرنے دی تھی۔ اس سبب سے یہ بدر اور اُحد اور خندق کے واقعوں میں شریک نہ ہو سکے۔ ان کے بعد انہوں نے ہجرت کی اور عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مگر پھر ان کے دونوں ماں شریک بھائی ابو جہل بن ہشام اور حرث بن ہشام ان کو مدینہ سے لے آئے اور مکہ میں ان کو قید کر دیا یہاں تک کہ یہ بدر اور اُحد اور خندق میں شریک نہ ہو سکے اور ان کے حلفاء میں سے عمار بن یاسر بھی مکہ میں آئے۔ ان میں مورخین کو شک ہے کہ یہ حبشہ گئے تھے یا نہیں اور متعب بن عوف جو خزاعہ میں سے تھے۔

بنی جمح۔ بنی سہم

اور بنی جمح بن عمرو بن ہُصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون اور ان کے فرزند سائب بن عثمان اور ان کے بھائی قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون۔ اور بنی سہم بن عمرو بن ہُصیص میں سے خنیس بن حذافہ اور ہشام بن عاص بن وائل ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد مکہ میں قید کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ بھی بدر اور اُحد اور خندق کے بعد مدینہ پہنچے۔

بنی عدی بنی عامر

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عامر بن ربیعہ ان کے حلیف مع اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ کے ساتھ مکہ آئے اور بنی عامر بن لوی میں سے عبداللہ بن مخرمہ۔ اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو ان کو بھی مکہ میں قید کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب جنگِ بدر کا روز ہوا تو یہ مشرکین میں سے نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور حضور کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ اور ابو سبرہ بن ابی رُہم مع اپنی بیوی اُم کلثوم بنت سہیل بن عمرو کے اور سکران بن عمرو بن عبد شمس مع اپنی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس کے مکہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بیوی سودہ بنت زمعہ سے شادی فرمائی اور ان کے حلفاء میں سے سعد بن خولہ آئے۔

بنی حرث

اور بنی حرث بن فہر میں سے ابو عبیدہ بن جراح جن کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے۔ اور عمرو بن حرث اور سہیل بن بیضا جو سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال ہیں اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال۔

یہ سب تین اوپر تیس آدمی حبشہ سے مکہ میں آئے تھے اور ان میں سے وہ لوگ جو مشرکین کی پناہ میں داخل ہوئے تھے یہ ہیں۔ عثمان بن مظعون بن حبیب جمحی۔ یہ ولید بن مغیرہ کی

پناہ میں داخل ہوئے تھے اور ابو سلمہ بن عبد الاسد، ابو طالب بن عبد المطلب کی پناہ میں داخل ہوئے تھے۔ کیونکہ ابو طالب ان کے ماموں تھے اور ابو طالب کی بہن برہ بنت عبد المطلب ان کی ماں تھیں۔

حضرت عثمان رضؓ بن مظعون اور دینی غیرت

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب عثمان بن مظعون ولید بن مغیرہ کی پناہ میں داخل ہو کر امن سے رہنے لگے تو انہوں نے اور صحابہؓ کی حالت پر غور کیا اور ان کی تکالیف کو دیکھ کر ان کو غیرت آئی اور دل میں کہا کہ میرا ایک مشرک کی پناہ میں رہنا نہایت نامناسب ہے جبکہ میرے اور بھائی اس سختی اور تکلیف میں مبتلا ہیں تو پھر میں بھی ان کے شریک رہوں تو بہتر ہے چنانچہ یہ خیال کر کے یہ ولید بن مغیرہ کے پاس گئے اور کہا اے ابو عبد شمس تمہاری پناہ کو میں تمہاری طرف واپس کرتا ہوں۔ ولید نے کہا کیوں اے بھتیجے کیا سبب ہے اگر تو ایسا کرے گا تو خود میری قوم کے لوگ تجھ کو ایذا دیں گے۔ عثمانؓ نے کہا مجھ کو فقط خدا کی پناہ کافی ہے اس کے سوا اور کسی کی پناہ میں نہیں چاہتا۔ ولید نے کہا تو پھر مسجد میں چل کر اعلانیہ طور سے میری پناہ کو تم واپس کرو۔ جیسے کہ میں نے اعلان کے ساتھ تم کو پناہ دی تھی۔

راوی کہتا ہے چنانچہ عثمانؓ اور ولید دونوں مسجد الحرام میں آئے اور ولید نے پکار کر کہا کہ اے لوگو! یہ عثمانؓ میری پناہ کو واپس کرنے آیا ہے۔ عثمانؓ نے کہا یہ سچ کہتا ہے۔ میں نے اس کو وفادار اور وفا کا نبھانے والا پایا۔ مگر میں خود اس کی پناہ واپس کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی کی پناہ مجھ کو درکار نہیں ہے۔ یہ کہہ کر عثمانؓ وہاں سے چلے آئے اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب مشہور شاعر قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا اپنے شعر سنا رہا تھا۔ چنانچہ ایک شعر اس نے یہ کہا ؎

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلٌ

"یعنی خبردار ہر ایک چیز سوا خدا کے باطل ہے۔"

عثمان بن مظعون نے فرمایا تو نے سچ کہا پھر لبید نے مصرعہ ثانی کہا ؎

وَکُلُّ نَعِیْمٍ لَا مُحَالَۃَ زَائِلٌ

"اور ہر ایک نعمت لامحالہ زوال پذیر ہے۔"

عثمانؓ نے کہا یہ تو نے غلط کہا۔ کیونکہ جنت کی نعمتیں زوال پذیر نہیں ہیں۔ لبید نے کہا

اے قریش یہ شخص اگر مجھ کو تکلیف دے گا تو پھر مَیں کیسے بیان کر سکتا ہوں۔ قریش میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ ایک جاہل شخص ہے اور چند جاہل بھی اس کے ساتھ ہیں۔ یہ ہمارے قومی مذہب سے جدا ہو گئے ہیں۔ اس کے کہنے کا تم بُرا نہ مانو۔ عثمانؓ نے اس شخص کو جس نے اُن کو جاہل کہا تھا جواب دیا اور باتوں سے ہاتھا پائی کی نوبت پہنچی۔ اُس شخص نے عثمان کے ایک ایسا طمانچہ مارا جس سے اِن کی آنکھ کو سخت تکلیف پہنچی۔ ولید بن مغیرہ بھی پاس ہی کھڑا ہُوا دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا اے بھتیجے! اگر تو میری پناہ میں رہتا تو تیری آنکھ کو یہ صدمہ نہ پہنچتا۔ عثمانؓ نے کہا واللہ یہ آنکھ جو میری صحیح وسالم ہے یہ بھی اِس دُکھ کی آرزو مند ہے جو اس آنکھ کو خدا کی راہ میں پہنچا ہے اور بے شک مَیں اب اس ذاتِ پاک کی پناہ میں ہوں جو تجھ سے بدرجہا باعزت اور بااختیار ہے۔ ولید نے کہا اے بھتیجے مَیں پھر تجھ سے کہتا ہوں کہ میری پناہ میں آ جا۔ عثمانؓ نے کہا۔ ہرگز نہیں۔

ابوسلمہ بن عبدالاسد کی پناہ گزینی

ابن اسحاق کہتے ہیں ابوسلمہ جب ابوطالب کی پناہ میں داخل ہُوئے تو بنی مخزوم میں سے چند اشخاص ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے اپنے بھتیجے محمدؐ کو تو اپنی پناہ میں خیر رکھا ہی ہے مگر ہمارے بھائی ابوسلمہ کو تم نے پناہ کیوں دی ہے؟ ابوطالب نے کہا وہ میرا بھانجا ہے۔ اگر بھتیجے کو پناہ نہ دیتا تو بھانجے کو بھی پناہ نہ دیتا اور ابولہب نے ان مخزومیوں سے کہا کہ تم ہمیشہ ہمارے بزرگ ابوطالب کو آکر ستاتے ہو اور طرح طرح کی باتیں کہتے ہو۔ اگر تم باز نہ رہو گے تو یاد رکھنا کہ مَیں بھی ہر ایک کام میں ان کے ساتھ شریک ہوں گا۔

ابولہب چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں ان لوگوں کا ساتھ دیتا تھا اس سبب سے ابولہب کے کہنے سے یہ لوگ متنبہ ہُوئے اور کہنے لگے کہ ہم کچھ نہیں کہتے ہم جاتے ہیں اور ابوطالب کو ابولہب سے ایسی موافقت کی بات سُن کر اُمید بندھی کہ یہ بھی ہماری امداد پر آمادہ ہو جائے۔ چنانچہ اُنہوں نے چند شعر کہے جس میں ابولہب کی تعریف کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد پر اس کو آمادہ کیا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ اور تکالیف

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صدیق اکبرؓ کو مکہ میں کفار نے سخت تکلیفیں پہنچائیں۔ تب آپؐ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت چاہی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی۔ اور ابوبکرؓ ہجرت کے ارادہ سے چلے۔ جب مکہ سے ایک دو منزل باہر نکلے راستہ میں ابن الدغنہ جو بنی حرث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھا اور قوم احابیش کا سردار تھا ان کو ملا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں احابیش بنی حرث بن عبد منات اور ہون بن خزیمہ بن مدرکہ اور بنو مصطلق کا جو خزاعہ میں سے ہیں نام ہے۔ ان سب نے آپس میں قسم کھائی۔ اس سبب سے ان کو احابیش کہتے ہیں اور ابن دغنہ کو بعض ابن دُغَیْنَہ بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں چنانچہ ابن دغنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر کہاں جاتے ہو؟ فرمایا میری قوم نے مجھ کو نکال دیا ہے اور مجھ کو سخت تکلیفیں پہنچائی ہیں ابن دغنہ نے کہا۔ کیوں اس کی کیا وجہ۔ واللہ تم تو قوم کو زینت دیتے ہو۔ اور ہر ایک کے درد دکھ میں شریک ہوتے ہو۔ غریب اور مسافر کے ساتھ سلوک کرتے ہو۔ تم چلو میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔

راوی کہتا ہے چنانچہ ابوبکرؓ ابن دغنہ کے ساتھ مکہ واپس آ گئے اور ابن دغنہ نے مکہ میں اعلان کر دیا کہ ابوبکر کو میں نے پناہ دی ہے۔ کوئی شخص اُن کے ساتھ سوا بھلائی کے دوسرا سلوک نہ کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے دروازے پر ایک مسجد بنا رکھی تھی اور اُس میں قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے اور رقیق القلب ہونے کے سبب اکثر رویا بھی کرتے تھے۔ قریش کے لڑکے، عورتیں اور غلام اس حالت میں ان کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ فرماتی ہیں اس بات کو دیکھ کر قریش کے چند لوگ ابن دغنہ کے پاس گئے اور کہا تم نے اس شخص کو ہمارے تکلیف پہنچانے کے واسطے پناہ دی ہے۔ یہ شخص نماز میں قرآن پڑھتا ہے اور روتا ہے اور اس کی اس ہیئت کو دیکھ کر ہمارے بال بچے اور عورتیں اور غلام وہاں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہم کو خوف ہے کہ کہیں یہ شخص اُن میں فتنہ نہ برپا کرے۔ تم اس سے کہہ دو کہ یہ اپنے گھر کے اندر جو چاہے کیا کرے باہر نہ کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں چنانچہ ابن دغنہ حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس آیا اور کہا میں نے تم کو اس واسطے پناہ نہیں دی ہے کہ تم لوگوں اور اپنی قوم کو اذیت پہنچاؤ۔ اُن کو تمہارا باہر نماز پڑھنا برا معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے تم اپنے گھر کے اندر جو چاہو کیا کرو۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا تم کہو تو تمہاری پناہ میں واپس کر دوں اُس نے کہا کر دو۔ آپ نے فرمایا بس میں نے تیری پناہ واپس کی۔ اور میں خدا کی پناہ میں ہوں۔ ابن دغنہ نے اُسی وقت کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے گروہِ قریش!

ابوبکر نے میری پناہ واپس کر دی اب تم جانو اور وہ جانے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کو جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک بدذات نے آکر آپ کے سر پر خاک ڈال دی اور اُس وقت ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل آ رہا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ دیکھو اس بدذات نے میرے ساتھ کیا کیا؟ اُس نے کہا یہ جو کچھ کیا ہے تم نے خود اپنے ساتھ آپ کیا ہے (یعنی اگر تم مسلمان نہ ہوتے تو یہ سلوک تمہارے ساتھ نہ ہوتا۔)

راوی کہتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف یہ فرمایا۔

"اے پروردگار تو بڑے حلم والا ہے۔ اے پروردگار تُو نہایت بُردبار ہے۔ اے پروردگار تُو بڑا حلیم ہے۔"

باب ۴۴

قریش کے مُعاہدہ کی شکستگی

ہشام بن عمرو کی کوششیں

ابن اسحاق کہتے ہیں جب قریش نے یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کریں گے تو تمام قریش نے اُس عہد پر دستخط کئے تھے اور اس عہد سے بنی ہاشم کو بہت نقصان پہنچا تھا اور بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے تھے۔ اب اس شکستگی کا بیڑا ہشام بن عمرو بن ربیعہ بن حرث بن حبیب بن نصر بن مالک بن حبل بن عامر بن لوئی نے اُٹھایا اور ہمیشہ کے لئے اس نیک نامی کا مستحق ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ یہ ہشام نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کی ماں زاد بھائی کا بیٹا تھا یعنی ہشام کا باپ عمرو اور نضلہ بن ہاشم دونوں ایک ماں سے تھے اس سبب سے اس کو بنی ہاشم سے بہت محبت تھی اور اپنی قوم میں ہشام بہت بڑی عزت رکھتا تھا اور اس نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ رات کے وقت اُونٹ پر گیہوں لاد کر بنی ہاشم کو پہنچا دیا کرتا تھا اور بنی ہاشم اُونٹ پر سے گیہوں اُتار کر اُونٹ واپس کر دیتے تھے پھر اُس پر لاد کر پہنچا دیتا۔ غرضیکہ اسی طریقہ سے اُن کا گذارہ ہوتا تھا۔

زہیر بن ابی اُمیّہ

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک روز ہشام، زہیر بن ابی امیّہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس گیا اور زہیر کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب تھی۔ ہشام نے اس سے کہا کہ اے زہیر کیا تو اس بات سے خوش ہے کہ تو ہر قسم کے کھانے کھائے اور کپڑے پہنے اور عورتوں سے شادیاں کرے اور تیرے ماموں بنی مطلب کسی چیز کی خرید اور فروخت نہ کر سکیں اور شادی اور بیاہ بھی اُن سے نہ ہو۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر وہ ابوالحکم (ابوجہل) کے ماموں ہوتے اور ہم اُس سے کہتے کہ تو اپنے ماموؤں کو اس طرح ترک کر دے تو ہرگز ترک نہ کرتا۔ زہیر نے کہا پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں ایک تن تنہا شخص ہوں۔ کوئی دوسرا میرے ساتھ ہو تو کچھ کروں۔ ہشام نے کہا میں تیرے ساتھ ہوں۔ زہیر نے کہا تو پھر کسی تیسرے

کو بھی تلاش کرو۔ ہشام نے کہا میں جاتا ہوں۔

مطعم بن عدی

پھر ہشام زہیر کے پاس سے مطعم بن عدی کے پاس آیا اور کہا اے مطعم کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ بنی عبد مناف کے دو گروہ ہلاک ہو جائیں اور تو ان کی ہلاکت میں قریش کا ساتھ دے۔ واللہ اگر قریش سے تم ایسی بات چاہتے ہو تو ہرگز تمہارے شریک نہ ہوتے اور اگر ہوتے بھی تو فوراً اس عہد کو توڑ دیتے۔ مطعم نے کہا پھر میں کیا کروں؟ میں ایک اکیلا شخص ہوں۔ ہشام نے کہا دوسرا بھی تیرے پاس موجود ہے۔ مطعم نے کہا وہ کون ہے؟ ہشام نے کہا میں ہوں اور کون ہے؟ مطعم نے کہا پھر تیسرے کو بھی تلاش کر۔ ہشام نے کہا وہ بھی موجود مطعم نے کہا وہ کون ہے؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ ہے۔ مطعم نے کہا تو پھر چوتھے کو بھی تلاش کر تاکہ کام پختہ ہو جائے۔ ہشام نے کہا جاتا ہوں۔

ابو البختری بن ہشام

پھر ہشام وہاں سے ابو البختری بن ہشام کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی گفتگو کی جو مطعم بن عدی سے کی تھی۔ ابو البختری نے بھی یہی کہا کہ اور کون ہمارا شریک ہے؟ ہشام نے سب کے نام بتائے۔ ابو البختری نے کہا پھر ایک پانچواں شخص بھی تلاش کرو۔ ہشام نے کہا جاتا ہوں۔

زمعہ بن الاسود

وہاں سے زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد کے پاس آیا اور وہی ذکر کیا زمعہ نے بھی وہی جواب دیئے۔ ہشام نے چاروں اشخاص کے اتفاق کا ذکر کیا۔ زمعہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوا۔ اور پھر ان پانچوں نے راتوں رات جمع ہو کر عہد موثق کیا کہ ہم ضرور اس عہد نامہ کو کل پارہ پارہ کر دیں گے۔ زہیر نے کہا کل صبح کو تم سب سے پہلے میں گفتگو شروع کروں گا تم میری ہاں میں ہاں ملانا۔

عہد توڑنے کا اعلان

چنانچہ جب صبح ہوئی تو سب قریش خانہ کعبہ میں آکر اپنی اپنی جگہ بیٹھے زہیر بھی ایک حلہ[1] پہن کر آئے اور سب یاران جلسہ بھی ان کے شریک تھے۔ آتے ہی انھوں نے پہلے خانہ کعبہ کے سات طواف کئے۔ بعد ازاں کہا اے گروہ قریش بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم لوگ تو سب کھاتے اور پیتے اور پہنتے ہیں مگر بنی ہاشم ہلاک ہوئے جاتے ہیں نہ ان سے کوئی خریدتا ہے نہ ان کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ واللہ میں ہرگز نہ بیٹھوں گا جب تک کہ یہ ظلم اور قطع رحمی کا عہد نامہ پارہ پارہ نہ ہو گا۔ ابو جہل جو مسجد کے ایک گوشہ میں

۱۔ ایک قسم کا قیمتی لباس۔

تھا تھا ابولا تُو جھوٹا ہے یہ عہد نامہ ہرگز شکست نہ ہو گا۔

رفیقوں کی تائید زمعہ بن اسود نے ابوجہل سے کہا خدا کی قسم تُو سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ جب تُو نے یہ ظلم نامہ لکھا تو ہم اُس وقت ہی اُس کے لکھنے سے راضی نہ تھے۔ ابوالبختری نے کہا زمعہ کا قول درست ہے ہم بھی اس ظلم نامہ سے خوش نہیں بے شک اور بے تامل اس کو چاک کر دو۔ مطعم بن عدی نے بھی کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو اور یہ ابوجہل جھوٹا ہے۔ ہم خدا کے حضور ایسے ظلم سے توبہ کرتے ہیں جس کے واسطے یہ عہد نامہ لکھا گیا ہے۔ جب ابوجہل پر چاروں طرف سے لتاڑ پڑی تو کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ اس کام کے واسطے پہلے ہی کسی اور جگہ مشورہ ہو گیا ہے اور ابوطالب بھی اُس وقت مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف رکھتے تھے اور یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ پھر مطعم بن عدی اس واسطے کھڑا ہوا کہ اس عہد نامہ کو چاک کرے۔ چنانچہ جب کعبہ کے اندر اُس کو لینے گیا تو دیکھا کہ اُس کو دیمک کھا گئی ہے اور صرف خدا کا نام جو اُس کی پیشانی پر تھا وہ باقی رہ گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ منصور بن عکرمہ جو اس عہد نامہ کا کاتب تھا اُس کا ہاتھ بھی شل ہو گیا تھا۔

رسولُ اللہ کا ارشاد ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہلِ علم کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا کہ اے چچا قریش نے جو عہد نامہ لکھا تھا خدا تعالیٰ نے اُس پر دیمک کو مسلط کیا اور دیمک اس کو کھا گئی صرف خدا کا نام باقی چھوڑا ہے۔ ابوطالب نے کہا کہ کیا تمہارے خدا نے تم کو اس بات کی خبر دی ہے؟ فرمایا ہاں! چنانچہ ابوطالب یہ سُن کر قریش کے پاس آئے اور کہا اے گروہِ قریش میرے بھتیجے نے ایسا ایسا کہا ہے۔ تم اپنے عہد نامہ کو دیکھو۔ اگر واقعی اس کی یہی صورت ہو تو لازم ہے کہ تم اپنے ظلم و ستم سے جو ہم پر تم نے کر رکھا ہے باز آجانا اور اگر بھتیجے کا کہنا غلط ہُوا تو مَیں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالہ کر دوں گا۔

راوی کہتا ہے قریش اس بات پر راضی ہو گئے۔ پھر جب اُس کو دیکھا تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مٹی کھا گئی تھی۔ صرف خدا کا نام باقی رہ گیا تھا۔ قریش کو اس کے دیکھنے کے بعد اور زیادہ عداوت ہُوئی اور اس وقت ان پانچوں اشخاص نے جس طرح کہ مذکور ہُوا اس عہد کو توڑ دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ عہد ٹوٹ گیا اور سب کارروائی ظلم کی باطل ہو گئی تو ابوطالب نے ایک قصیدہ کہا جس میں اُن لوگوں کی تعریف کی ہے جنہوں نے معاہدے کے توڑنے میں کوششیں کیں۔

مطعم بن عدی کی فضیلت

جب مطعم بن عدی کا انتقال ہُوا۔ تو حسان بن ثابت نے اُن کا مرثیہ کہا ہے اور اُس میں اُن کی شرافت اور بزرگی اور سرداری اور اس ظلم نامہ کے چاک کرنے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دینے کا ذکر کیا ہے جس کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے طائف تشریف لے گئے تو وہاں لوگوں کو دعوتِ اسلام کی۔ ان لوگوں نے حضورؐ کے فرمان کو قبول نہ کیا بلکہ گستاخی اور بے ادبی سے پیش آئے۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے مکہ تشریف لائے اور غارِ حرا میں ٹھہرے۔ پھر اخنس بن شریق کے پاس آپؐ نے پناہ کے لئے پیغام بھیجا اُس نے جواب دیا کہ میں حلیف ہوں اور حلیف پناہ نہیں دے سکتا ہے۔ پھر آپؐ نے سہیل بن عمرو کو کہلا کر بھیجا۔ اُس نے کہا کہ بنی عامر بنی کعب پر پناہ نہیں دے سکتے ہیں۔

پھر آپ نے مطعم بن عدی کو کہلا کر بھیجا اُس نے قبول کیا اور پھر مطعم اور اس کے سب گھر کے لوگ ہتھیار باندھ کر مسجد میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ تشریف لے آئیے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف لائے اور طواف کر کے آپؐ نے نماز پڑھی پھر اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔

باب ۴۵

طفیل دوسی کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے ایسی تکلیفیں اُٹھانے کے باوجود اُن کی نصیحت کے خواہاں رہتے تھے اور اُن کی نجات کے خواستگار تھے۔ اور قریش کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ ہر ایک آنے والے کو جو مکّہ میں آتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس قدر بہکاتے تھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتا اور نہ آپ کا کلام سُنتا۔

طفیل ابی عمرو دوسی اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں مکّہ میں آیا اور رسولِ خدا مکّہ ہی میں تشریف رکھتے تھے تو قریش کے بہت سے لوگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے اے طفیل تم ہمارے شہر میں آئے ہو اور یہاں یہ ایک ایسا شخص پیدا ہُوا ہے جس نے ہم کو پریشان کر دیا ہے۔ ہماری جماعت متفرق کر دی ہے اور اس کی باتیں جادو کی سی ہیں۔ جن سے یہ آدمی اور اُس کے ماں باپ اور اُس کے بھائی اور بیوی میں تفرقہ ڈال دیتا ہے۔ ہم کو تمہاری اور تمہاری قوم کی نسبت اندیشہ ہے کہ کہیں تم میں تفرقہ نہ ڈال دے۔ اس وجہ سے تم کو فہمائش کرتے ہیں کہ تم اُس کی باتیں نہ سُننا کہ کہیں اُس کے جال میں پھنس جاؤ۔

طفیل کہتے ہیں اُن لوگوں نے مجھ کو اس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرایا کہ میں نے اپنے کانوں میں رُوئی رکھ لی۔ اس خوف سے کہ شاید کہیں حضورؐ مل جائیں تو میں آپ کی کوئی بات نہ سُنلوں۔

قرآن کریم کی تاثیر

پھر صبح کو مَیں مسجد الحرام میں آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مَیں نے کعبہ کے قریب نماز میں مشغول دیکھا۔ مَیں بھی آپؐ کے قریب کھڑا ہو کر سُننے لگا تو مَیں نے اچھا کلام سُنا۔ جس سے روح کو تر و تازگی ہوتی تھی اور خود بخود قلب کو اپنی طرف کشش کرتا تھا۔ اُس کے سُنتے ہی مَیں نے اپنے دل سے کہا کہ میں بھی ایک صاحبِ عقل و تمیز اور شاعر ہوں۔ اچھی بُری مجھ پر چھپی نہیں رہتی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مَیں بخوبی اس شخص کا کلام نہ سنوں۔ اگر یعنی اس شخص کا کلام بہتر اور عمدہ ہو گا مَیں اُس کو قبول کروں گا ورنہ اپنا راستہ لوں گا۔ یہ سمجھ کر

میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اپنے دولت خانہ میں تشریف لائے تو میں بھی آپؐ کے ساتھ آیا اور میں نے کہا اے محمدؐ! آپ کی قوم نے مجھ سے ایسا ایسا کہا تھا اور یہاں تک مجھ کو خوف زدہ کیا تھا کہ میں نے آپ کا کلام سننے کے ڈر سے اپنے کانوں میں روئی رکھ لی تھی۔ پھر خدا نے مجھ کو آپ کا کلام سنوا دیا۔ چنانچہ جب میں نے اس کو سنا تو مجھ کو بہت خوب معلوم ہوا اور میری روح کو قوت اور فرحت نصیب ہوئی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے کچھ احکام مجھ کو سنائیں۔

طفیل کا قبول اسلام

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام اسلام میرے سامنے پیش کئے اور قرآن شریف بھی مجھ کو پڑھ کر سنایا جس سے بہتر کلام میں نے کبھی نہ سنا تھا اور نہ اس سے زیادہ عدل وانصاف کی بات معلوم ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے اسلام قبول کیا اور حق کی گواہی دی۔ پھر عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں اپنی قوم میں سردار ہوں اور لوگ میری اطاعت کرتے ہیں۔ میں اُن کے پاس جاتا ہوں اور اُن کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ آپ خدا سے دُعا فرمایئے کہ خدا میرے واسطے ایک ایسی نشانی کر دے جو میری دعوت کی مددگار ہو۔ آپؐ نے خدا سے دُعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو ایک نشانی عنایت فرما۔

خدا کی طرف سے نشانی

طفیل کہتے ہیں پھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم کی طرف چلا۔ یہاں تک کہ جب اس پہاڑی پر پہنچا جس سے اتر کر ہمارا شہر تھا اور اس پہاڑی پر سے دکھائی دیتا تھا تو میں نے دیکھا کہ میری پیشانی پر ایسا قدرتی نور پیدا ہوا کہ پیشانی چراغ کی طرح روشن ہو گئی۔ مگر اس نور کے ہونے سے مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں میری قوم کے جاہل یہ نہ سمجھیں کہ اُن کا دین چھوڑنے کے سبب سے میں اس بیماری میں مُبتلا ہوا ہوں۔ میرے یہ خیال کرتے ہی وہ روشنی میرے کوڑے کے سرے پر منتقل ہو گئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ گویا تازیانہ میں قندیل معلق ہے۔ کہتے ہیں جب میں اسی صورت سے اپنی قوم میں پہنچا تو وہ رات کا وقت تھا۔

اہل خانہ کا قبول اسلام

صبح ہونے کے بعد میرا باپ جو ایک بوڑھا آدمی تھا میرے پاس آیا۔ میں نے کہا ابا جان آپ کا میرے پاس کچھ کام نہیں ہے۔ نہ آپ میرے ہیں نہ میں آپ کا ہوں۔ والد نے کہا کیوں اے فرزند کیا ہوا؟ میں نے کہا میں محمدؐ کے دین میں داخل ہو گیا ہوں۔ والد نے کہا اے بیٹے میں بھی تمہارا دین اختیار کرتا ہوں۔ میں نے کہا غسل کر لو اور کپڑے پاک کرو۔ چنانچہ میرے والد نے غسل کیا اور کپڑے پاک کئے۔ پھر میں نے انکو اسلام تلقین کیا۔ پھر میری بیوی میرے پاس آئی میں نے کہا تمہارا میرے پاس کچھ کام نہیں ہے نہ تم کو مجھ سے کچھ واسطہ، نہ مجھ کو

تم سے کچھ واسطہ۔ اُس نے کہا کیوں کیا ہوا؟ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ مَیں نے کہا اسلام نے میرے تمہارے درمیان میں جدائی کر دی ہے اور مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہوگیا ہوں۔ اُس نے کہا بس تو مَیں بھی تمہارا دین اختیار کرتی ہوں۔ مَیں نے کہا پہلے تو جا کر غسل کر اور ذی الشریٰ کی ناپاکی دُور کر (یہ قبیلۂ دوس کے بُت کا نام ہے) میری بیوی نے کہا کہ اندیشہ ہو ذی الشریٰ بچوں کو کچھ تکلیف پہنچائے۔ مَیں نے کہا اُس میں کیا قدرت ہے کہ کچھ کر سکے۔ مَیں اس کا ضامن ہوں۔ غرضیکہ مَیں نے بیوی کو بھی مسلمان کیا۔

قبیلۂ دُوس کو دعوتِ اسلام

پھر اپنے قبیلہ دُوس کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے قبولِ اسلام میں تامل کیا۔ مَیں مکّہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ دُعا فرمائیے تاکہ دُوس جلد اسلام قبول کرے۔ آپؐ نے دُعا فرمائی اور مجھ سے ارشاد کیا کہ اپنی قوم میں جاؤ اور اُن کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔

طفیل کہتے ہیں مَیں اپنی قوم میں آکر اُن کی ہدایت میں مشغول ہُوا۔ یہاں تک کہ حضورؐ نے مدینہ میں ہجرت فرمائی اور بدر اور خندق اور اُحد کی لڑائیاں بھی ہو چکیں۔ مَیں اُن میں شریک نہ ہُوا۔ پھر جب مَیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپؐ اس وقت جنگِ خیبر پر تشریف لے گئے تھے اور میرے ساتھ ستّر یا اسّی گھر میری قوم کے نومسلموں کے تھے جو میرے ہی وقت پر اسلام لائے تھے۔ آپؐ نے ہم سب کو مالِ غنیمت میں سے حصّہ دیا۔ پھر مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت میں رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مکّہ کو فتح فرمایا۔

بُت کو جلانا

طفیل کہتے ہیں مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ مجھ کو اجازت دیں تو مَیں ذی الکفین جو بنی عمرو بن حممہ کا بُت ہے اُس کو جلا آؤں۔ حضورؐ نے اجازت دی اور مَیں نے اُس کو جلا کر راکھ بنا دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں طفیل اُس بت کو آگ میں جلاتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے ؎

یَاذَاالْکفین لَسْتُ مِنْ عِبَادِکَا مِیلَادُنَا اقدم من مِیلَادِکَا
انی حَشَوْتُ النَّارَ فِی فُوَادِکَا

یعنی اے ذاالکفین مَیں تیرے بندوں میں سے نہیں ہوں۔ ہماری پیدائش تمہاری پیدائش سے پہلے ہے۔ مَیں نے تیرے دل میں آگ بھڑکا دی ہے"

فتنۂ ارتداد اور شہادت

راوی کہتا ہے پھر اس کے بعد طفیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ہی میں رہے یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی کچھ عرب مُرتد ہو گئے۔ تب یہ بھی لشکرِ اسلام کے ساتھ اُن کے جہاد کو گئے اور طلیحہ اور نجد کی جنگ سے فارغ ہو کر یمامہ کی جنگ پر گئے۔ وہاں انہوں نے ایک خواب دیکھا اور ان کا بیٹا عمرو بھی ان کے ساتھ تھا اُس خواب کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے انہوں نے ذکر کیا کہ اس خواب کی تعبیر دو میں نے دیکھا ہے کہ گویا میرا سر مُنڈ گیا اور میرے مُنہ سے ایک پرندہ نکل کر اُڑ گیا۔ پھر ایک عورت نے مجھ کو اپنی فرج میں داخل کر لیا۔ اور میرے بیٹے نے مجھ کو بہت تلاش کیا اور بہت دیر کے بعد مجھ سے ملا۔ ساتھیوں نے کہا کہ بہت اچھا خواب ہے۔ اللہ بہتر کرے گا۔ انہوں نے کہا واللہ! میں نے اس کی تعبیر سمجھ لی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ سر کو جو میں نے منڈا ہوا دیکھا اُس کے معنی سر قلم ہونا ہیں اور منہ سے پرندہ کا نکلنا روح کا پرواز کرنا ہے۔ اور عورت کی فرج قبر ہے اور میرے بیٹے کے تلاش کرنے سے یہ مطلب ہے کہ یہ بھی زخمی ہو گا۔

راوی کہتا ہے چنانچہ طفیل دوسی رضی اللہ عنہ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کے فرزند حضرت عمرو بھی سخت زخمی ہوئے۔ مگر پھر تندرست ہو کر حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ اللّٰھم ارزُقنَا مَا رَزَقتَھُم۔

اعشیٰ بن قیس کی کم نصیبی

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو اہلِ علم سے روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل اپنے شہر سے اسلام لانے کے ارادہ سے چلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اس نے ایک قصیدہ کہا۔ جب یہ مکّہ کے قریب پہنچا۔ بعض مشرکین اس کو ملے اور اُنہوں نے اِس سے دریافت کیا کہ کیونکر آئے ہو۔ اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے آیا ہوں۔ مشرکین نے اس سے کہا اے ابو بصیر محمد زنا کو حرام کہتے ہیں۔ اعشیٰ نے کہا مجھ کو زنا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُنہوں نے کہا محمد شراب کو بھی حرام کہتے ہیں۔ اعشیٰ نے کہا واللہ شراب سے بھی دل کے اندر بیماریاں ہیں۔ مگر اب میں واپس چلا جاتا ہوں۔ سال بھر خوب شراب پی کر سیر ہو جاؤں گا تو آئندہ سال آکر مسلمان ہوں گا۔ پھر اُسی سال میں اعشیٰ کا انتقال ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ آسکا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو جہل بن ہشام کو ہمیشہ خدا کی طرف سے ذلتیں نصیب ہوتی رہیں

وہ بے غیرت اسی مستعدی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر قائم تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سوداگر اونٹوں کا گلہ لے کر مکّہ میں فروخت کے واسطے آیا۔ ابوجہل نے بھی اُس سے چند اُونٹ خریدے اور قیمت نہ دی۔ جب وہ سوداگر عاجز ہُوا اور کسی طرح قیمت اس سے اُس کو وصول نہ ہوئی تب وہ لاچار ہوکر مسجد میں آیا اور قریش کی محفل میں آکر کہنے لگا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو ابوجہل سے مُجھ کو دام دلوا دے یا اپنے پاس سے مجھ کو دیدے اور پھر ابوجہل سے وصول کرلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُس وقت مسجد کے ایک گوشے میں تشریف رکھتے تھے۔ قریش نے اُس سوداگر سے کہا دیکھو وہ شخص جو مسجد کے گوشہ میں بیٹھے ہیں اُن سے جا کر کہو وہ تمہارے دام ابوالحکم (ابوجہل) سے دلوا دیں گے اور حضورؐ کی طرف اشارہ کیا۔ کیونکہ یہ لوگ ابوجہل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت اور دشمنی سے واقف تھے اور اس بات سے ان کو ایک مضحکہ منظور تھا۔ وہ شخص مسافر اور ناواقف تھا۔ حضورؐ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا ابوالحکم نے میرے دام دبا رکھے ہیں اور مَیں مسافر غریب آدمی ہوں۔ ان لوگوں سے مَیں نے کہا کہ کوئی میرے دام دلوادے۔ انہوں نے تم کو بتلایا ہے۔ اب تم میرے دام اس سے دلوا دو۔ خدا تم پر رحمت کرے۔

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے مدد

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس سوداگر سے فرمایا کہ میرے ساتھ چل۔ مَیں تیرے دام دلوا دیتا ہوں۔ وہ سوداگر آپ کے ساتھ ہُو لیا۔ آپؐ وہاں سے ابوجہل کے گھر تشریف لائے۔ قریش نے بھی ایک آدمی آپؐ کے پیچھے روانہ کیا اور کہہ دیا کہ دیکھ یہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ رسول پاکؐ نے ابوجہل کے گھر پر دستک دی۔ اُس نے کہا کون ہے؟ فرمایا مَیں ہوں محمّد! باہر آ۔ ابوجہل فوراً باہر آیا۔ حضورؐ نے فرمایا اس سوداگر کے دام دے دے۔ اور ابوجہل کا چہرہ خوف کے مارے زرد ہو رہا تھا اور تھر تھر بدن کانپتا تھا۔ عرض کرنے لگا آپؐ ٹھہریئے مَیں ابھی اس کے دام لاتا ہوں اور جھٹ پٹ اُسی وقت گھر میں سے دام لا کر اُس سوداگر کے حوالہ کئے۔

عینی شاہد کا بیان

وہ شخص جو قریش کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا تھا یہ واقعہ دیکھ کر واپس گیا اور وہ سوداگر بھی اس مجلس میں آیا اور حضورؐ کو دعائیں دینے لگا کہ میرے دام دلوا دیئے۔ جب وہ شخص آیا تو اہلِ مجلس نے اُس سے پُوچھا کہ

کہہ کیا معاملہ دیکھ کر آیا ہے؟ اُس نے کہا کیا کہوں بڑے تعجب کی بات دیکھی ہے۔ جس وقت محمدؐ نے ابوجہل کے دروازے پر دستک دی ابوجہل فوڑا باہر نکل آیا ذرّہ برابر دیر نہ کی اور اُس کی صورت پر مارے خوف کے مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ محمدؐ نے فرمایا کہ اس کے دام دیدے۔ اُس نے عرض کیا مَیں ابھی دیتا ہوں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ٹھہرے رہے۔ چنانچہ فورًا ہی اُس نے دام لاکر اس کے حوالے کئے۔

ابوجہل کا بیان

اتنے میں ابوجہل بھی اس مجلس میں آیا۔ اہلِ مجلس نے کہا خرابی ہو تجھ کو ایسی نامردی اور حماقت کا کام جیسا کہ تُو نے آج کیا ہے ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ ابوجہل نے کہا مَیں مجبور تھا۔ میری اس میں کوئی خطاء نہیں ہے۔ جس وقت میرے کان میں محمدؐ کی آواز آئی اُن کا رُعب مجھ پر اس قدر غالب ہوا کہ مَیں فورًا باہر نکل آیا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ اُن کے ساتھ ایک نہایت ہیبت ناک نر اونٹ کھڑا ہے۔ اگر مَیں اس وقت محمدؐ کی اطاعت نہ کرتا تو وہ اُونٹ میرا ایک لقمہ ہی کر جاتا۔

[illegible] آیت نازل فرمائی :-

[illegible] لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ [illegible]

[illegible] يَلْبِسُونَ ۔ (۶ : [illegible])

مخالفتوں کے باوجود اشاعتِ اسلام

[illegible] سے سند

رکانہ بن عبد یزید کا واقعہ [illegible] ایک شخص رکانہ بن [illegible] عداوت رکھتا تھا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ حضورؐ [illegible] مجھ کو [illegible] تب تجھ [illegible] گرفتار کرو گے۔ میں بھی دیکھوں۔ [illegible] گر پڑا اور بدن [illegible] نے اس کو تندرست کر دیا۔ اُس نے کہا ایک دفعہ پھر مجھ کو دکھاؤ۔ [illegible] بڑھ سے تعجب [illegible] تو اس سے زیادہ تعجب کی بات تجھ کو دکھاؤں۔ اُس نے کہا ہاں دکھاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھ وہ جو درخت دُور کھڑا ہے وہ تیرے پاس آجائے گا۔ پھر آپؐ نے اُس درخت کو بلایا۔ فوراً وہ درخت آپؐ کے پاس آگیا۔ پھر آپؐ نے اُس کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر چلا جا۔ وہ فوراً اُسی جگہ چلا گیا جہاں پہلے قائم تھا۔ رکانہ یہ حال دیکھ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا بنی عبد مناف محمدؐ کے مقابلے کے واسطے جادوگر دنیا میں تلاش کرو۔ قسم ہے خدا کی میں نے ایسا جادو کبھی نہیں دیکھا۔ پھر سارا قصہ بیان کیا جو کچھ کہ حضورؐ نے اُس کو دکھایا تھا۔

حبشہ کے نصرانیوں کا قبولِ اسلام ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

ہیں کہ آپؐ ہنوز مکہ ہی میں تشریف رکھتے تھے بیس یا بیس کے قریب نصاریٰ ملک حبش سے آئے اور یہ آپؐ کی خبر سن کر محض آپؐ کے دیکھنے کو آئے اور جس وقت یہ آئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد الحرام میں تشریف رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے چند سوالات کئے اور قریش اپنی اپنی جگہوں سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے۔ جب یہ نصاریٰ سوالات سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے ان کو دعوتِ اسلام کی اور قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔ جب انہوں نے سنا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پھر یہ لوگ حضورؐ کی دعوت کو قبول کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور رسول پاکؐ کو انہوں نے اُن اوصاف کے مطابق پہچان لیا جو اُن کی کتاب میں مذکور تھے۔

پھر جب وہ مسلمان ہو کر چلے تو ابوجہل اور قریش کے چند لوگ اُن کے پاس آئے اور کہنے لگے خدا تمہیں نامراد کرے تم بڑے بے وقوف اور احمق ہو۔ تمہاری قوم نے تم کو اس شخص کی خبر دریافت کرنے بھیجا تھا تم نے اس کا دین اختیار کر لیا اور اس کی تصدیق کی تم سے زیادہ نالائق ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ہم تم سے جہالت نہیں کرتے۔ ہمارے واسطے ہمارے کام ہیں اور تمہارے واسطے تمہارے کام ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ نصاریٰ قصبہ نجران کے تھے۔ واللہ اعلم کون سی روایت درست ہے۔

قرآن کریم کی آیات

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیات ان ہی لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہیں:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝

اس آیت تک سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝ (۲۸: ۵۲ تا ۵۵)

یعنی جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جب اُن کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اُس کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ بیشک یہ ہمارے پروردگار کے پاس سے حق ہے اور ہم اس کے پہلے سے مسلمان ہیں۔ اور جب جاہل اُن سے جھگڑتے ہیں تو وہ کہتے ہیں (بھائی) سلام علیکم ہم جاہلوں سے بات کرنی نہیں چاہتے۔"

زہری کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے ابن شہاب زہری سے ان آیات کی نسبت سوال کیا کہ یہ کن لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ انہوں نے

ہم اپنے استادوں سے سُنتے چلے آئے ہیں کہ یہ آیات نجاشی شاہ حبش اور اُس کے لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور سورۂ مائدہ کی یہ آیات بھی ان ہی کی شان میں نازل ہوئیں :

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ سے لے کر مَعَ الشَّاهِدِينَ تک ۔ (۵ : ۸۳)

غریب مسلمانوں کا استہزاء ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں تشریف رکھتے اور آپ کے غریب اصحاب مثلاً خباب اور عمار اور ابوفکیہ یسار صفوان بن اُمیّہ کے آزاد غلام اور صُہیب وغیرہ حاضر خدمت اقدس ہوتے تو قریش مضحکہ اڑاتے اور کہتے اگر محمدؐ حق پر ہوتے تو پہلے ہم لوگ ان کا اتباع کرتے۔ کیا ان بیوقوف مفلسوں پر خدا نے ہمیں چھوڑ کر احسان کیا ہے کہ انھیں ہدایت کی اور ہمیں نہ کی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ۝ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (۶ : ۵۲ - ۵۴)

"اے رسولؐ! تم اپنے سے اُن لوگوں کو نہ ہٹاؤ جو رات دن صبح اور شام اپنے رب کو یاد کیا کرتے ہیں اور اُسی کی ذات کو اپنا مقصود سمجھتے ہیں نہ اُن کا کوئی حساب تم پر ہے نہ کچھ تمہارا حساب اُن پر ہے پھر تم اُن کو ہٹاؤ گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے اور ہم نے اسی طرح لوگوں میں سے بعض کی بعض کے ساتھ آزمائش کی ہے یعنی غریبوں کو ایمان نصیب کیا ہے اور تونگروں کو اس سے محروم رکھا ہے تاکہ تونگر کہیں کہ کیا ہم رئیسوں اور شریفوں کو چھوڑ کر ان مفلسوں پر خدا نے احسان کیا ہے کہ ان کو ہدایت کی ہے کیا نہیں ہے خدا شکر گزاروں کو خوب جاننے والا۔ اور جب اے رسول تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں تو تم ان سے کہو سلام علیکم یعنی سلام ہو تم پر تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو فرض کر لیا ہے یعنی جو کوئی تم میں سے ناواقفیت میں کوئی گناہ کرے گا پھر اسکے بعد توبہ کرے گا اور نیک کام کرے گا پس خدا بخشنے والا مہربان ہے"

قریش کا کذب و افترا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مقام مروہ میں ابن حضرمی کے غلام جبیر کی دکان کے پاس جا بیٹھا کرتے تھے [illegible] جو نصرانی تھا قریش کہنے لگے قسم ہے خدا کی اس میں کچھ بھید ہے کہ محمد ابن حضرمی کے غلام جبیر نصرانی کے پاس اس قدر کیوں بیٹھتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی

إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ

یعنی کفار کہتے ہیں کہ محمد کو ایک انسان تعلیم کرتا ہے لیکن [illegible] جس شخص کی طرف یہ [illegible] کی تعلیم منسوب کرتے ہیں اس کی تو زبان عجمی ہے اور یہ قرآن عربی زبان [illegible] ہے۔

سورہ کوثر کا نزول

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہیں ذکر ہوتا تو عاص بن وائل سہمی کہتا کہ اس کو چھوڑو وہ شخص ابتر ہے جب اس کا انتقال ہو جائے گا تو کوئی اس کا نام بھی نہ لے گا اور تم آرام سے ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورہ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ نازل فرمائی۔ یعنی اے رسول ہم نے تم کو کوثر عطا کیا ہے [illegible] کوثر کے معنی [illegible] ہیں اور یہ [illegible] سے مشتق ہے۔

کوثر کی تشریح

ابن ہشام کہتے ہیں انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور آپ سے ایک شخص نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ کوثر جو آپ کو عطا کیا گیا ہے وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا [illegible] جیسے [illegible] اس کے [illegible] اس کا پانی [illegible] جیسے آسمان کے ستارے [illegible] پرندے آئیں گے جن کی گردنیں اونٹ کی گردنوں کے برابر ہوں گی۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ [illegible] کرنے والے ان سے زیادہ لذت حاصل کریں گے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں [illegible] جو شخص اس نہر کا پانی پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

کفار کا نعوذ باللہ [illegible]

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اپنی قوم کو تبلیغ اسلام کی [illegible] زمعہ بن اسود اور نضر بن حارث اور اسود بن عبد یغوث اور ابی بن خلف اور عاص بن وائل نے کہا اے محمدؐ! اگر تمہارے

ساتھ ایک فرشتہ آجائے اور کلام کرے اور دکھائی دے تب ہم تم پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُونَ۔ (۶ : ۸ - ۹)

یعنی (کفار نے) کہا کہ رسول پر فرشتہ کیوں نہیں نازل [illegible] ایک شخص [illegible] [illegible] [illegible] اور جب تمہارے [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible]

اسلام ابو جہل کا [illegible] [illegible] آپ کے [illegible]

ساتھ مضحکہ کیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] غصہ آیا۔ [illegible] نازل فرمائی [illegible]

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ [illegible]

[illegible] اس نے کہا [illegible] [illegible] [illegible] تو اس نے تعجب کی بات تجھ کو دکھاؤں۔ اس نے کہا ہاں دکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو وہ جو درخت دور کھڑا ہے وہ تیرے پاس آجائے گا۔ پھر آپ نے اس درخت کو بلایا فوراً وہ درخت آپ کے پاس آگیا۔ پھر آپ نے اس کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر چلا جا۔ وہ فوراً اسی جگہ چلا گیا جہاں سے آیا تھا۔ رکانہ یہ حال دیکھ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا: بنی عبد مناف [illegible] مقابلہ کے واسطے جادوگر دنیا میں [illegible] قسم ہے خدا کی میں نے ایسا جادو کبھی نہیں دیکھا۔ پھر اس نے سارا قصہ بیان کیا جو کچھ کہ حضرت نے اس کو دکھایا تھا۔

حبشہ کے نصرانیوں کا قبول اسلام ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

باب ۴۷

اسراء کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جو بیت المقدس شہر ایلیا[1] میں ہے راتوں رات سفر کرایا گیا۔ اور اس وقت مکہ اور قریش کے تمام قبائل میں اسلام پھیل چکا تھا۔

واقعے کے راوی

ابن اسحاق کہتے ہیں معراج کا واقعہ مجھ کو اس قدر لوگوں سے پہنچا ہے۔ عبداللہ بن مسعود اور ابو سعید خدری اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور معاویہ بن ابی سفیان اور حسن بن ابی الحسن اور ابن شہاب زہری وغیرہم اہل علم سے اور ام ہانی بنت ابی طالب سے اور ان سب راویوں نے معراج کے بعض بعض واقعات ذکر کئے ہیں اور اس ذکر میں خدا کی عجائب اور غرائب قدرت اور سلطنت کی نشانیاں اور اہل عقل کے واسطے بہت بڑی عبرت ہے اور ہدایت اور رحمت اور ثبات ہے اس شخص کے واسطے جو خدا و رسول پر ایمان رکھتا ہے اور تصدیق کرتا ہے اور ہر ایک امر الٰہی پر اس کو یقین ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح اور جس طریقہ سے چاہا معراج کرائی تاکہ اپنی نشانیاں اور عجائبات قدرت دکھلائے۔ چنانچہ نبی کریمؐ نے اس کی قدرت اور سلطنت کے امور اچھی طرح دیکھے۔

نبی کریمؐ کی انبیاء کرام سے ملاقات

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت مجھ کو اس طرح پہنچی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں براق لایا گیا۔ یہ وہ مرکب ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء بھی سوار ہوئے ہیں اور یہ اپنا ہر قدم اس جگہ رکھتا ہے جہاں اس کی نگاہ منتہی ہوتی ہے۔ جبرائیلؑ اس پر حضورؐ کو سوار کرکے آسمان و زمین کی درمیانی چیزیں دکھاتے ہوئے بیت المقدس میں لائے۔ یہاں آپ کی حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ وغیرہم انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور حضورؐ نے

---

[1] یروشلم جس میں بیت المقدس واقع ہے۔

ان کو نماز پڑھائی۔ پھر تین برتن آپؐ کے سامنے پیش ہوئے جن میں سے ایک میں دُودھ اور ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس وقت یہ تینوں برتن میرے سامنے آئے تو میں نے کہنے والے کو کہتے سُنا کہ اگر پانی کو اختیار کیا تو خود بھی غرق ہوں گے اور اُمت بھی غرق ہو گی اور اگر شراب کو اختیار کیا تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور اُمت بھی گمراہ ہو گی اور اگر دُودھ کو اختیار کیا تو خود بھی ہدایت پائیں گے اور اُمت بھی ہدایت پائے گی۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے دودھ کا پیالہ لے کر پی لیا۔ جبرائیل نے مجھ سے کہا اے محمدؐ تم نے خود بھی ہدایت پائی اور امت کو بھی ہدایت کی۔

جبرائیل کی آمد

ابن اسحاق کہتے ہیں اور حسن کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَیں حجرِ اسود کے پاس سو رہا تھا کہ یکایک جبرائیل آکر مجھ کو جگایا میں اُٹھا اور کسی کو نہ دیکھ کر پھر سو رہا۔ جبرائیل نے پھر جگایا اور میں اُٹھا اور پھر لیٹ گیا۔ پھر تیسری دفعہ جبرائیل نے مجھ کو جگایا اور میرا بازو پکڑ کر کھڑا کیا۔ مَیں پھر جبرائیل کے ساتھ دروازے پر آیا وہاں دیکھا کہ ایک مرکب سفید رنگ خچر اور گدھے کے مابین اس کا قد ہے اور دو پَر بھی ہیں کھڑا ہے اور اپنے پَر اُس نے پاؤں پر جھکا رکھے ہیں اور وہ اپنا ہر قدم وہاں رکھتا ہے جہاں اُس کی نگاہ پہنچتی ہے۔ جبرائیل اُس پر مجھ کو سوار کر کے میرے ہمراہ رکاب رہے اور مجھ سے جُدا نہ ہوئے۔

قتادہ کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قتادہ کی روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت مَیں نے براق پر سوار ہونے کے واسطے اپنا ہاتھ رکھا تو وہ شوخی کرنے لگا۔ جبرائیل نے اُس پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا۔ اے براق تجھ کو شرم نہیں آتی کہ تو ایسی حرکت کرتا ہے۔ اے براق یہ محمد وہ بزرگ شخص ہیں کہ ان سے پہلے تیرے اوپر کوئی اللہ کا بندہ ایسا سوار نہیں ہوا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ جبرائیل کے یہ کہنے سے بُراق کو اس قدر حیا دامن گیر ہوئی کہ اُس کے تمام جسم سے پسینہ بہنے لگا اور مَیں اُس پر سوار ہوا۔

انبیاء کی امامت

پھر حسن کی روایت میں ہے کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیل علیہ السلام بیت المقدس میں تشریف لائے وہاں حضرت ابراہیمؑ اور موسیٰ و عیسےٰ وغیرہم انبیاء سے ملاقات کر کے اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ پھر دو پیالے آپؐ کے سامنے پیش ہوئے۔ ایک میں شراب اور دوسرے میں دُودھ تھا۔ حضورؐ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور شراب کو نہ لیا۔ جبرائیل نے عرض کیا آپؐ کو فطرت کی ہدایت ہوئی اور اپنی اُمت کو

آپ نے ہدایت کی کہ دودھ پسند کیا۔ [illegible]

کفار کا انکار

[illegible] بیت المقدس [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

قافلہ ایک مہینہ میں [illegible] ایک مہینہ میں وہاں سے واپس آتا ہے۔

محمد ایک رات [illegible]

اور بہت سے لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا اے ابوبکر تم نے بھی سُنا

کہ تمہارے دوست [illegible] بیت المقدس [illegible]

آبھی گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے [illegible] دیکھو وہ مسجد حرام میں

بیٹھے ہوئے لوگوں سے بیان کر رہے ہیں [illegible]

حضرت ابوبکرؓ کی تصدیق

[illegible] اگر واقعی وہ بیان کر رہے ہیں [illegible]

انہوں نے [illegible]

ہے۔ [illegible] اور یہ بات اُس بات سے جس پر تم تعجب کر رہے

ہو زیادہ بعید از قیاس نہیں ہے [illegible]

[illegible] رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

یا نبی اللہ کیا آپ نے [illegible]

گئے تھے [illegible]

ہے کیونکہ [illegible]

صدیق کا لقب

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں [illegible]

[illegible] بیت المقدس میرے سامنے آگیا اور آپ نے اُس کا

بیان کرنا شروع کیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

تھے واللہ [illegible] میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ خدا کے رسول ہیں۔

اسی طرح جس بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

کہا۔ یہاں تک کہ [illegible] تم صدیق [illegible]

ابوبکر کا نام صدیق ہو گیا [illegible] اور عاص بن وائل نے کہا [illegible]

لوگوں کی آزمائش

ابن اسحاق کہتے ہیں حسن کا قول ہے کہ جو لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے تھے اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا (اسراء: ۶۰)

یعنی جو خواب کہ ہم نے تم کو دکھایا اور درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اس کو ہم نے لوگوں کے لئے آزمائش بنایا ہے اور غرض جب تو ہم ان لوگوں کو ڈراتے ہیں تو یہ ڈرانا ان کو سخت سرکشی میں زیادہ کرتا ہے۔

یہ دو آیت حسن اور قتادہ کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔

دیگر روایات

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس طرح روایت پہنچی ہے کہ وہ فرماتی ہیں :

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج نہیں ہوئی آپ کا جسم تو موجود تھا مگر روح کو معراج ہوئی تھی۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں جب معاویہ بن ابی سفیان سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے بارے میں سوال کرتا تو کہتے کہ ایک خواب صالح تھا جو خدا کی طرف سے حضور کو دکھایا گیا تھا اور حسن کے اس قول سے کہ یہ آیت اسی واقعہ کی نسبت نازل ہوئی ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي ان دونوں کا قول رد نہیں ہو سکتا اور نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قصہ میں فرمایا ہے :

يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ

یعنی اے بیٹے میں نے خواب میں ایسا دیکھا ہے کہ گویا میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کو وحی بیداری میں بھی ہوتی ہے اور خواب میں بھی ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

یعنی میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔

چنانچہ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ معراج بحالت خواب ہوئی یا بحالت بیداری جس طور سے بھی ہوئی حق ہے اور سچ ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال

ابن اسحاق کہتے ہیں زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے حضرت ابراہیمؑ اور موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے اوصاف بیان کئے۔ چنانچہ فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ سے تمہارے صاحب یعنی اپنی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ زیادہ مشابہ ہیں اور موسیٰ ایک دراز قامت گندم گون شخص ہیں اور گھونگر والے بال ہیں۔ گویا کہ قبیلہ شنوہ کے شخص معلوم ہوتے ہیں اور عیسےٰؑ سُرخ رنگ میانہ قد رکھتے ہیں اور اُن کے بال دراز ہیں اور بالوں میں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی ہیں گویا حمام سے آئے ہیں۔ اور تم میں سے اُن سے مشابہت رکھنے والے شخص عروہؓ بن مسعود ثقفی ہیں۔

رسولِ کریمؐ کا حُلیۂ مبارکہ

ابن ہشام کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیۂ مبارک اس طرح ہے جو غفرہ کے آزاد غلام عمرؓ نے حضرت ابراہیم بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیۂ مبارک اس طرح بیان فرماتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد نہ بہت دراز نہ بہت کوتاہ بلکہ درمیانی تھا اور آپ کے بال نہ بہت گھونگر یالے اور نہ بہت سیدھے بلکہ درمیانی تھے۔ آپ کا رنگ سُرخ و سفید تھا اور جسم نہ بہت دُبلا نہ بہت موٹا، آنکھوں کی پتلیاں سیاہ تھیں اور پلکوں کے بال کثرت سے تھے۔ آپ کے دونوں کندھے پُشت کی طرف سے اُبھرے ہوئے تھے اور سینہ پر آپ کے بال بہت ہلکے اور مہین تھے۔ آپ کے پاؤں مضبوط اور گٹھے پڑے ہوئے تھے۔ رفتار میں سب سے تیز اور آگے رہنے والے۔ جب راستہ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا نشیب میں اُتر رہے ہیں۔ اور جب مُڑتے تو یک بارگی مُڑ جاتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان پُشت پر مہرِ نبوت تھی۔ اور آپ خاتم النبیین تھے۔ نہایت سخی اور جری اور شجاع اور سچے اور باوفا اور نرم مزاج اور بزرگ۔

جو شخص آپ کو پہلے پہل دیکھتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُعب میں آجاتا اور جو آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گرفتار ہو جاتا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کا بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُمِ ہانیؓ کی روایت

محمد بن اسحاق کہتے ہیں اُمِ ہانی بنت ابی طالب سے مجھ کو معراج کی یہ روایت پہنچی ہے وہ کہتی تھیں کہ جس شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہی گھر میں تھے اور عشاء کی نماز کے بعد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی سو رہے اور ہم بھی سو رہے۔ پھر صُبح کے وقت رسول اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جگایا اور آپؐ کے ساتھ ہم نے نمازِ فجر ادا کی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمِ ہانی میں نے تمہارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تھی۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ مَیں اس جگہ سے بیت المقدس میں پہنچا اور وہاں مَیں نے نماز پڑھی۔ پھر صبح کی نماز اب تمہارے ساتھ آکر ادا کی جیسا کہ تم نے دیکھا۔

اُمِ ہانی کہتی ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہُوئے اور مَیں نے آپکی چادر کا کنارہ پکڑ کر کھینچا جس سے آپؐ کا شکم مبارک کھُل گیا اور شکم مبارک ایسا سپید تھا جیسے کتان[1] کی چادر تہہ کی ہُوئی ہوتی ہے۔ مَیں نے کہا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ آپ لوگوں سے بیان نہ فرمائیے گا ورنہ لوگ آپؐ کو جھٹلائیں گے اور اذیّت دیں گے۔ فرمایا مَیں ضرور اُن سے یہ واقعہ بیان کروں گا۔ اُمِ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں مَیں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جا تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ جا اور دیکھ کہ یہ لوگوں سے کیا کہتے ہیں؟ اور لوگ اُن کو کیا جواب دیتے ہیں۔

اسراء کی خبر اور سچّی نشانیاں

اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے باہر تشریف لائے آپؐ نے لوگوں سے شب کے واقعہ کی خبر دی۔ سب نے تعجب کیا اور کہا اے محمدؐ! ہم کو کیونکر یقین آئے۔ کیوں کہ ایسی بات ہم نے کبھی نہیں سُنی۔ اس کی کوئی نشانی ہم سے بیان کرو۔ فرمایا اس کی نشانی یہ ہے کہ جب مَیں مُلک شام کی طرف براق پر سوار جا رہا تھا تو راستہ میں مجھ کو فلاں میدان میں فلاں قافلہ ملا۔ اُن کا ایک اُونٹ گم ہوگیا تھا اور وہ اُس کو تلاش کر رہے تھے۔ مَیں نے وہ اُونٹ اُن کو بتلایا۔ اور پھر جب مَیں ملک شام سے واپس آرہا تھا تو جب مَیں مقام ضجنان[2] میں پہنچا تو فلاں قافلہ مجھ کو ملا یہ لوگ سو رہے تھے اور ایک طرف پانی کا برتن بھر کر اُنہوں نے ڈھک کر

---

[1] ایک قسم کا سفید باریک قیمتی کپڑا۔ (مرتب)

[2] مکہ معظمہ سے کچھ فاصلے پر ایک پہاڑ ہے۔

رکھ چھوڑا تھا۔ میں نے اُس کو کھول کر پانی پیا اور پھر اُسی طرح سے اُس کو ڈھک دیا اور ابو جہل [illegible]
مقام بیعت[1] کی طرف آ رہا ہے [illegible]
پڑے ہوئے ہیں [illegible] مجھ کو تعجب ہوا۔ میں نے اُس سے پوچھا [illegible]

نشانیوں کی تصدیق

اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں [illegible] قریش [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کرنے کو دوڑے اور اِس اونٹ کو دیکھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا۔ پھر ظرف کا حال پوچھا۔ اُنہوں نے کہا ہاں ایک تو برتن میں [illegible] رکھا تھا [illegible]
اور اُس کو ڈھک دیا تھا مگر [illegible]
پھر وہ دوسرا قافلہ [illegible] قریش نے [illegible]
فلاں میدان میں [illegible]
ہے۔ ہم اپنے [illegible] غرضیکہ اسی طرح سے ساتویں آسمان پر پہنچے۔ پھر وہاں سے خاص حضرت
پروردگار سے مشرف ہوئے اور وہاں آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہاں سے میں واپس آیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس
[illegible] دریافت کیا کہ آپ پر کس قدر نمازیں فرض ہوئیں۔ میں نے کہا [illegible] نمازیں
ہوئی ہیں۔ اُنہوں نے کہا آپ کی اُمت اُن کی طاقت نہیں رکھتی ہے یہ نمازیں بہت ہیں اور [illegible]
[illegible] آپ اپنے پروردگار کے پاس پھر جائیے اور ان میں تخفیف کرائیے۔ میں دو
[illegible] حضور حاضر ہوا اور تخفیف کا سوال کیا۔ پروردگار نے دس نمازیں کم کر دیں
[illegible] کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی کہ دس نمازوں کی اللہ ربّ العزت نے تخفیف فرمائی
[illegible] نے کہا پھر جا کر اور تخفیف کروائیے۔
[illegible] نے جا کر عرض کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰ کے پاس
[illegible] بیان کیا اُنہوں نے پھر مجھ کو بھیجا یہاں تک کہ اسی طرح تخفیف ہوتے ہوتے
[illegible] موسیٰ نے پھر کہا کہ اب بھی بہت ہیں تم جا کر اور تخفیف کراؤ۔ میں نے کہا اب
کہاں تک تخفیف کراؤں مجھ کو اب شرم آتی ہے اور میں اب نہ جاؤں گا۔ جو شخص ان پانچ نمازوں
[illegible] کرے گا اُس کو پچاس نمازوں کا ثواب ہو گا۔

---

[1] مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام ہے [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آیت کا یہی آزمائش

ابن اسحاق کہتے ہیں حسن کا قول ہے کہ جو لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے تھے اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ [illegible]

معراج اور آسمانوں کی سیر

یعنی جو خواب کہ ہم نے تم کو دکھایا اور درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی [illegible] انہی لوگوں کے [illegible]

[illegible] ابن اسحاق کہتے ہیں [illegible] ابو سعید خدریؓ سے روایت پہنچی

معراج کا واقعہ

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں بیت المقدس سے فارغ [illegible] وہ چیز ہے جس کی طرف ہر شخص نزع[1] کے وقت آنکھیں پھاڑ پھاڑ [illegible] انہوں [illegible] باب الحفظہ ہے اور اس کا دربان اسمٰعیل [illegible] کے ماتحت بارہ بارہ ہزار فرشتے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت یہ حدیث فرماتے تھے یہ آیت پڑھا کرتے تھے :

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ [illegible] (تیرے رب کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا) ۔

[illegible] جبرائیل [illegible] فرماتے [illegible] ابراہیم خلیل اللہ کے قصہ میں فرمایا ہے

[illegible] سے مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[illegible] کا حال

[illegible] سے ملاقات کو آتا تھا وہ [illegible] یہاں تک کہ [illegible] فرشتوں کی طرح ملاقات کی اور دعا بھی دی۔ مگر نہ ہنستا تھا نہ اس کی پیشانی [illegible] جاتے تھے۔ میں نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ کون فرشتہ ہے کہ نہ [illegible] محسوس ہوتے ہیں۔ جبرائیل نے کہا۔ اگر یہ فرشتہ آپ سے [illegible] داروغہ دوزخ [illegible] ہے اور رحم ہے۔

---

[1] یعنی فرشتوں کی ملاقات (مترجم)

ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ مَیں نے جبرائیل سے کہا اور جبرائیل کا خُدا کے ہاں جو مرتبہ ہے اُس سے تم واقف ہو کہ ہر ایک فرشتہ اس کی اطاعت کرتا ہے۔ مَیں نے کہا اے جبرائیل تم مالک سے کہو کہ مجھ کو دوزخ کی سَیر کرا دے۔ جبرائیل نے کہا بہتر ہے اے مالک محمّدؐ کو دوزخ کی سَیر کرا دو۔ فرمایا۔ پس مالک نے اُس پر سے ڈھکنا اٹھایا جس کے اُٹھاتے ہی اُس کے شُعلے بلند ہُوئے اور مَیں نے خیال کیا کہ جہاں تک میری نظر جاتی ہے ہر چیز کو یہ جلا دے گی۔

پس مَیں نے جبرائیل سے کہا کہ مالک کو حکم کرو تا کہ وہ اس کو بند کر دے۔ چنانچہ جبرائیل نے مالک کو حکم دیا۔ اور مالک نے دوزخ کے شعلوں سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ۔ وہ فوراً خاموش ہو گئے اور اُن کی آمد و رفت ایسی ہو گئی جیسے سایہ ہوتا ہے۔ پھر جب وہ شُعلے خاموش ہو گئے مالک نے پھر اُس پر ڈھکنا ڈھک دیا۔

حضرت آدمؑ

ابو سعید خدری کی روایت میں ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب مَیں آسمان میں داخل ہُوا۔ تو مَیں نے ایک شخص کو بیٹھے ہُوئے دیکھا جن کے سامنے بنی آدم کی رُوحیں آ رہی تھیں جن میں سے بعض کو دیکھ کر وہ خوش ہوتے تھے اور دُعا خیر کرتے تھے اور کہتے تھے اچھی رُوح ہے اور اچھے جسم سے نکلی ہے اور بعض کو دیکھ کر کہتے افسوس بُری رُوح ہے اور بُرے جسم سے نکلی ہے اور اُن کے چہرہ پر اُن کے دیکھنے سے رنج ظاہر ہوتا تھا۔

فرماتے ہیں۔ مَیں نے کہا اے جبرائیل یہ کون شخص ہیں؟ عرض کیا یہ آپ کے پدر بزرگوار حضرت آدم علیہ السّلام ہیں اُن کی اولاد کی رُوحیں اُن کے سامنے حاضر ہوتی ہیں۔ مومن کی رُوح کو دیکھ کر یہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اچھی رُوح ہے اور اچھے جسم سے نکلی ہے اور کافر کی رُوح کو دیکھ کر افسوس کرتے ہیں اور کہتے ہیں بُری رُوح ہے اور بُرے جسم سے نکلی ہے۔

دوزخ کے مکین

فرمایا۔ پھر مَیں نے ایک ایسی قوم دیکھی جن کے اُونٹ کے سے ہونٹ تھے اور اُن کے ہاتھوں میں آگ کے شُعلے تھے۔ اُن شعلوں کو یہ لوگ اپنے منہ میں رکھتے تھے اور وہ اُن کی پُشت سے نکل جاتے تھے۔ مَیں نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ فرمایا۔ پھر مَیں نے ایک قوم ایسی دیکھی جس کے پیٹ ایسے بڑے بڑے تھے کہ ایسے کبھی نظر سے نہیں گزرے اور مست اُونٹوں جیسے جانور اُن کو روندتے تھے اور وہ لوگ بڑے پیٹ کے سبب ہل نہ سکتے تھے۔ مَیں نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا یہ سُود خوار ہیں۔ فرماتے ہیں۔ پھر مَیں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے ایک طرف عمدہ نفیس گوشت رکھا ہے اور

دوسری طرف سڑا ہُوا بدبودار گوشت ہے اور اُس بدبودار گوشت کو وہ لوگ کھا رہے ہیں نفیس کو دیکھتے بھی نہیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ لوگ کون ہیں ؟ عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو حلال عورتوں کو چھوڑ کر حرام کی طرف جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ پھر میں نے ایسی عورتیں دیکھیں جن کی چھاتیوں کو باندھ کر معلق لٹکایا گیا تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہیں ؟ عرض کیا یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا کر کے حمل رکھواتی ہیں اور پھر اُس حمل کو اپنے خاوند کی طرف منسوب کرتی ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا کا غضب اُس عورت پر بہت سخت ہوتا ہے جو غیر شخص سے حمل رکھوا کر بچہ کو خاوند کی قوم میں داخل کرتی ہے اور وہ بچہ اُن کے ساتھ کھاتا پیتا ہے اور اُن کی عورات پر مطلع ہوتا ہے۔

انبیاء کرام سے ملاقات اور ہفت آسمان

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ابو سعید خدری کی حدیث میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھ کو جبرائیل دوسرے آسمان پر لائے۔ وہاں میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو دیکھا۔ پھر وہاں سے تیسرے آسمان پر آیا وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہیں ؟ جبرائیل نے کہا۔ یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہیں۔ فرمایا۔ پھر ہم چوتھے آسمان پر پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا اور جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے ؟ جبرائیل نے کہا یہ ادریسؑ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ادریس علیہ السلام کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا "یعنی (ادریس کو) ہم نے بلند مقام میں اُٹھالیا۔"

پھر ہم پانچویں آسمان پر پہنچے وہاں ہم نے ایک درمیانی عمر کے شخص کو دیکھا جن کی داڑھی اور سر دونوں سفید تھے اور نہایت خوب صورت تھے۔ میں نے جبرائیل سے کہا یہ کون ہیں ؟ عرض کیا یہ ہارون بن عمران (حضرت موسیٰؑ کے بڑے بھائی) ہیں۔ فرمایا۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے وہاں ایک دراز قد گندم گوں شخص کو دیکھا۔ گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ میں سے ہیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون ہیں ؟ عرض کیا یہ آپ کے بھائی موسیٰؑ بن عمران ہیں۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے۔ وہاں ہم نے ایک بوڑھے شخص کو کرسی پر بیت المعمور کے دروازہ کے آگے بیٹھا ہُوئے دیکھا اور بیت المعمور کی زیارت سے روزانہ ستر ہزار فرشتے مشرف ہوتے ہیں جو پھر قیامت تک دوبارہ اُس میں داخل نہیں ہوتے۔ اور وہ شخص تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف اشارہ فرمایا کہ مجھ) سے زیادہ مشابہ تھے اور ایسے

ہی تمہارے صاحب اُن سے بہت مشابہ ہیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ عرض کیا یہ آپ کے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم ہیں۔ فرماتے ہیں۔ پھر جبرائیل مجھ کو جنت میں لے گئے۔ وہاں میں نے ایک نہایت حسین لڑکی دیکھی اور اُس کے حسن سے مجھ کو تعجب ہوا۔ میں نے اُس سے پوچھا اے لڑکی تُو کس کے واسطے ہے۔ اُس نے کہا زید بن حارثہ کے واسطے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اُس کی بشارت دی۔

نمازوں کی فرضیت اور تخفیف

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان کے دروازے پر پہنچے وہاں کے دربان نے پوچھا کون ہے۔ جبرائیل نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ دربان نے کہا کیا بلائے گئے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ دربان نے کہا خدا ان کو مبارک کرے بہت اچھے بھائی اور ساتھی ہیں۔ غرضیکہ اسی طرح سے ساتویں آسمان پر پہنچے۔ پھر وہاں سے خاص حضوری پروردگار سے مشرف ہوئے اور وہاں آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہاں سے میں واپس آیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ پر کس قدر نمازیں فرض ہوئیں۔ میں نے کہا پانچ نمازیں فرض ہوئی ہیں۔ اُنہوں نے کہا آپ کی اُمت ان کی طاقت نہیں رکھتی ہے یہ نمازیں بہت ہیں اور آپ کی اُمت کمزور ہے۔ آپ اپنے پروردگار کے پاس پھر جائیے اور ان میں تخفیف کرائیے۔ میں دوبارہ پروردگار کے حضور حاضر ہوا اور تخفیف کا سوال کیا۔ پروردگار نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی کہ دس نمازوں کی اللہ ربّ العزت نے تخفیف فرمائی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر جا کر اور تخفیف کروائیے۔

میں نے جا کر عرض کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا اور اُن سے بیان کیا انہوں نے پھر مجھ کو بھیجا یہاں تک کہ اسی طرح تخفیف ہوتے ہوتے یہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰ نے پھر کہا کہ اب بھی بہت ہیں تم جا کر اور تخفیف کراؤ۔ میں نے کہا اب میں کہاں تک تخفیف کراؤں۔ مجھ کو اب شرم آتی ہے اور میں اب نہ جاؤں گا۔ جو شخص ان پانچ نمازوں کو ایمان و احتساب کے ساتھ ادا کرے گا اُس کو پچاس نمازوں کا ثواب ہو گا۔

صلوات اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۴۹

استہزا کرنے والوں کا انجام

پانچ مشرک

ابن اسحاق کہتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرِ الٰہی پر نہایت صبر واستقلال کے ساتھ قائم رہے اور قوم کے جھٹلانے اور تکذیب کرنے اور اذیت اور تکلیف پہنچانے کے باوجود ان کو پند ونصیحت فرماتے تھے اور جو لوگ مشرکین میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا دہی اور آپؐ کے ساتھ مضحکہ اور تمسخر کرنے کے بانی مبانی تھے اُن کے یہ نام مجھ کو پہنچے ہیں اور یہ لوگ اپنی اپنی قوم کے عمر رسیدہ اور سردار تھے۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب میں سے اسود بن مطلب بن اسد جس کی کنیت ابو زمعہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے بددعا کی تھی کہ اے اللہ اس کو اندھا کر دے اور اس کے بیٹے کا رنج اس کو نصیب کر۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے عاص بن وائل بن ہشام

ابن ہشام کہتے ہیں عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم ہے۔

اور بنی خزاعہ میں سے حرث بن طلاطلہ بن عمرو بن حرث بن عبد بن عمرو بن لوی بن ملکان۔

جب ان لوگوں نے استہزاء اور تمسخر میں حد سے تجاوز کیا اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی:-

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ؕ

"اے رسولؐ تم کو جو حکم الٰہی کیا جاتا ہے اس کا اعلان کر دو اور مشرکین کی طرف سے منہ پھیر لو جو لوگ ہنسی اڑانے والے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کا بھی اعتبار رکھتے ہیں ہم تمہاری طرف سے اُن کی سزا دہی کو کافی ہیں

جس کو یہ عنقریب جان لیں گے ۔“

فرداً فرداً سزا

ابن اسحاق کہتے ہیں اہلِ علم سے مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ یہ مشرکین، کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل آئے اور کھڑے ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اسود بن مطلب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو حضورؐ نے اُس کے چہرہ پر ایک سبز کاغذ کا ٹکڑا پھینکا جس کے سبب سے وہ اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث بھی آپ کے پاس سے گزرا۔ آپؐ نے اُس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور اُسی وقت اُس کو مرض استسقاء لاحق ہُوا اور اُسی مرض سے جہنّم کو روانہ ہُوا۔ ولید بن مغیرہ جب آپؐ کے پاس سے گزرا آپؐ نے اُس کی ایڑی کے زخم کی طرف اشارہ کیا۔ یہ زخم کئی سال سے اس کے پاؤں میں تھا اور ایک معمولی زخم تھا۔ اس زخم کے پہنچنے کا یہ سبب ہُوا تھا کہ ولید بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا تھا جو اپنے تیروں میں پَر لگا رہا تھا اُس کا ایک تیر اُس کے لباس میں اُلجھ گیا اور اس کی ایڑی میں چُبھ گیا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اشارہ کرتے ہی یہ زخم بڑھا یہاں تک کہ ولید کی رُوح کو اس نے جہنّم میں پہنچا دیا۔ اور عاص بن وائل جو حضورؐ کے پاس سے گزرا، حضورؐ نے اُس کے بھی پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ یہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کو جا رہا تھا۔ راستہ میں گدھے نے اس کو گرا دیا اور اس کے پاؤں میں ایک ایسا کانٹا چُبھا کہ جس سے یہ جہنّم کو روانہ ہُوا۔ اور حرث بن طلالہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا۔ حضورؐ نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ اُس کے سَر میں ایسا پھوڑا پیدا ہُوا کہ جس کے اُس کا تمام بھیجا گل کر پیپ بن گیا اور وہ جہنّم رسید ہُوا۔

ولید کی وصیّت اور ابوزہیر

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ولید مرنے لگا تو اُس نے اپنے تینوں بیٹوں کو بُلایا جن کے نام یہ ہیں :-

(۱) ہشام بن ولید (۲) ولید بن ولید اور (۳) خالد بن ولید

اور اُن سے کہا کہ اے میرے بیٹو! میں تم کو تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں اُن کو تم خوب یاد رکھنا۔ پہلی وصیّت یہ ہے کہ بنی خزاعہ سے میرا خون بہا لینا۔ کیونکہ اُن میں سے ایک شخص کا تیر میرے پاؤں میں چُبھا ہے۔ اگرچہ میں یہ بات جانتا ہوں کہ اُس شخص کا اس میں کچھ قصور نہ تھا۔ تیر پڑا ہوا تھا اتفاقاً میرے پاؤں میں چُبھ گیا۔ مگر اس وقت اگر تم خون بہا نہ لوگے تو آئندہ لوگ تم کو چھیڑیں گے اور ثقیف کے ذمّے میری سُود کی رقم ہے وہ وصول کر لینا۔

اور تیسری وصیّت یہ ہے کہ ابوزہیر سے بھی میرا بدلہ لینا۔ ابوزہیر نے اپنی بیٹی کی شادی

ولید سے کی تھی۔ مگر پھر اُس کو اپنے ہاں بٹھا رکھا اور اس کو تا زندگی اس کے ہاں نہ بھیجا۔ پھر جب ولید مر گیا تو اِس کے بیٹوں اور اس کی قوم بنی مخزوم نے بنی خزاعہ سے خون بہا کا دعویٰ کیا اور کہا کہ تمہارے آدمی کے تیر نے ہمارے باپ کو قتل کیا ہے اور وہ شخص جس کا تیر ولید کے پاؤں میں چبھا تھا بنی کعب میں سے تھا جو قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔ اور بنی کعب کے حلیف بنی ہاشم تھے (یعنی اِن دونوں میں قسم ہو گئی تھی کہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے) چنانچہ خزاعہ نے خون بہا کے دینے سے انکار کیا اور اُن کی آپس میں خوب گفتگو اور اشعار بازی ہوئی اور آخر کو معاملہ نازک ہو گیا۔ مگر پھر یہ فیصلہ قرار پایا کہ بنی خزاعہ نے کچھ تھوڑا سا روپیہ اِن کو دیدیا اور آپس میں صلح ہو گئی۔

ابوزہیر کا قتل

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ہشام بن ولید نے ابوزہیر کو بازار ذی مجاز میں جا پکڑا اور اپنے باپ ولید کی وصیت کے موافق اُس کو قتل کیا اور اس ابُوزہیر کے داماد ابوسفیان تھے اور یہ شخص ابوزہیر اپنی قوم میں بہت شریف آدمی تھا۔ اور یہ واقعہ اُس وقت ہُوا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کر گئے تھے اور بدر کی جنگ بھی ہو چکی تھی اور بہت سے اشرافِ قریش وہاں کام آ گئے تھے۔ چنانچہ یزید بن ابی سفیان نے بنی عبدمناف کو مکہ میں ابوزہیر کے قصاص لینے کے واسطے جمع کیا اور ابوسفیان اُس وقت تک ذی مجاز ہی میں تھے لوگ یزید کے بنی عبدمناف کو جمع کرنے سے کہنے لگے کہ ابوسفیان اپنے سسر کا انتقام لے گا۔

ابوسفیان نے جو یہ سُنا تو وہ ذی مجاز سے مکہ میں آیا اور یہ ابوسفیان نہایت بُردبار شخص تھا اور اپنی قوم سے بہت محبت رکھتا تھا اس کو اپنے بیٹے یزید کی یہ کارروائی ناگوار گزری کہ اس نے بنی عبدمناف کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا ہے۔ چنانچہ اِس نے آتے ہی اپنے بیٹے یزید کے ہاتھ سے نیزہ چھین کر اُس کے سر پر مارا جس سے اُس کا سر پھٹ گیا اور کہا او نالائق خدا تجھے خراب کرے تو یہ چاہتا ہے کہ قریش کو آپس میں لڑائے۔

ہم قبیلہ دوس کے ایک آدمی (یعنی ابوزہیر) کی وجہ سے اُس کے وارثوں کو اگر وہ منظور کریں گے تو اُس کا خون بہا دیں گے۔ حسانؓ بن ثابت نے ایک قصیدہ کہا ہے جس میں ابوسفیان کو ابوزہیر کے انتقام لینے پر آمادہ کیا ہے اور غیرت دلائی ہے۔ ابوسفیان نے جب وہ قصیدہ سُنا تو کہا حسانؓ نے اچھی بات نہیں کہی ایک غیر شخص کی وجہ سے ہم کو آپس میں لڑوانا چاہتا ہے۔

سُود کی حرمت کا حکم

جب تمام اہلِ طائف مسلمان ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن ولید سے اس سُود کے بارے میں گفتگو کی جو بنی ثقیف کے ذمہ

میں اِس کے باپ ولید کا تھا اور اُس نے اِس کو وصیت کی تھی ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض اہلِ علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ سُود مابقی کی تحریم میں یہ آیات اُسی وقت نازل ہُوئی ہیں ۔ جب خالد بن ولید نے بنی ثقیف سے اُس کا مطالبہ کیا ہے ۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ	یعنی اے ایمان والو! خُدا سے ڈرو اور جو
ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ	تمہارا سُود کسی کے ذمہ لینا باقی ہے اس کو چھوڑ
کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ط (۱ : ۲۷۸)	دو اگر تم مومن ہو (آخر ذکر تک)

راوی کہتا ہے اس کے بعد ہم کو کوئی خبر نہیں پہنچی کہ قبیلہ دوس نے ابو اُزیہر کا قصاص لیا ہو سوا اس کے کہ ایک دفعہ ضرار بن خطاب بن مرداس فہری چند قریش کے ساتھ دوس کے شہر کی طرف جا نکلے اور قبیلۂ دوس میں ایک عورت اُم غیلان نامی تھی ۔ یہ عورت عورتوں کے سروں میں کنگھی کیا کرتی تھی اور لڑکیوں کو دُلہن بناتی تھی ۔ اِس کے ہاں یہ قریشی لوگ جا کر ٹھہرے ۔ دوس کے لوگوں نے چاہا کہ ابو ازیہر کا اُن سے قصاص لیں مگر اس عورت ام غیلان اور چند عورتوں نے جو اُس کے ساتھ تھیں ان لوگوں کو روک دیا اور وہ قصاص لینے سے رُک گئے ۔

اُمّ جمیل ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُم جمیل قریشیوں کی حمایت پر کھڑی ہوئی تھی اور ممکن ہے کہ ان دونوں یعنی اُم غیلان اور اُم جمیل نے یہ کام کیا ہو ۔ راوی کہتا ہے حضرت عمر بن خطاب رضؓ کی خلافت میں اُم جمیل آپ کے پاس یہ خیال کر کے آئی کہ آپ ضرار بن خطاب کے بھائی ہیں اور ضرار کو اس نے مع دیگر قریشیوں کے دوس کے حملہ سے بچایا تھا اس عورت نے سارا واقعہ آپ سے بیان کیا ۔ آپ نے فرمایا میں اس کا بھائی نہیں ہوں مگر ہاں اسلام میں وہ میرا بھائی ہے ۔ پھر آپ نے اس عورت کو مسافر سمجھ کر کچھ عنایت کیا ۔

ابن ہشام کہتے ہیں ۔ اُحد کی جنگ میں ضرار کافر تھا اور حضرت عمرؓ سے اُس کا مقابلہ ہُوا ۔ اُس نے حضرت عمر کو نیزہ کی ڈانڈ لگا کر کہا کہ اے ابن خطاب تم چلے جاؤ میں تم کو قتل نہ کروں گا ۔ حضرت عمر کو اس کے اسلام لانے کے بعد بھی وہ بات اس کی یاد تھی ۔

باب ۵

ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال

سرکارِ دو عالمؐ کو ایذا

ابن اسحاق کہتے ہیں جو مشرکین حضورؐ کو آپؐ کے دولت خانہ میں جا کر آپؐ کو اذیت اور تکلیف پہنچاتے تھے اُن کے نام یہ ہیں۔ ابولہب حکم بن عاص بن اُمیہ، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء ثقفی، ابن الاصداء ہذلی۔ یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی تھے اور سوا حکم بن عاص کے ایک بھی ان میں سے دولتِ اسلام سے سرفراز نہیں ہوا اور یہ لوگ ایسے شریر تھے کہ کوئی تو اُن میں حضورؐ پر نماز پڑھنے میں بکری کا پیٹ اور آنتیں ڈال دیتا تھا اور کوئی اپنے گھر کا کوڑا رسول اکرمؐ پر ڈالتا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ مکان کی کوٹھڑی میں نماز پڑھتے تھے اور جب کوئی شخص ایسی چیز آپؐ پر ڈالتا تو آپؐ اس کو لے کر دروازہ پر آتے اور آواز دیتے کہ اے بنی عبد مناف یہ کیسا پڑوس ہے؟ پھر اُس کو راستہ میں ڈال دیتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ایک ہی سال میں حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپؐ کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوا اور ان دونوں کے انتقال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تر مصائب اور تکلیفات کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپؐ کی سچی مددگار تھیں۔ ہر ایک بات آپؐ اُن سے بیان فرماتے تھے اور ابوطالب آپؐ کے پُشت پناہ اور مددگار تھے اور یہ دونوں انتقال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے تین سال پہلے ہوئے۔ جب ابوطالب کا وصال ہو گیا تو قریش کو آپؐ کی ایذا دہی میں جرأت پیدا ہوئی جو پہلے میسر نہ تھی۔ یہاں تک کہ ایک خبیث نے راستہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مبارک پر خاک ڈال دی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اس گستاخ نے حضورؐ کے سرِ مبارک پر خاک ڈالی۔ آپؐ مکان میں تشریف لائے۔ آپؐ کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی اس کو دھونے لگی اور روتی جاتی تھیں۔ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا بیٹی روتی کیوں ہو؟ اللہ تمہارے باپ کا محافظ ہے اور اُسی وقت آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تک ابوطالب زندہ تھے قریش مجھ کو کوئی برائی نہ پہنچا سکے۔

ابوطالب کا آخری وقت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابوطالب کو مرضِ موت لاحق ہُوا اور قریش نے دیکھا کہ اب یہ جانبر نہ ہوں گے تو آپس میں صلاح کی کہ حمزہؓ اور عمرؓ مسلمان ہو گئے ہیں اور تمام قبائل میں اسلام پھیل رہا ہے۔ اس واسطے سردارانِ قریش میں سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، اُمیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب، وغیرہم ابوطالب کے پاس گئے۔ اور ابوطالب سے انہوں نے کہا اے ابوطالب تمہارا اب آخر وقت ہے اور تمہارا جو مرتبہ ہم سمجھتے ہیں وہ تم پر ظاہر ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم اپنے بھتیجے سے ہمارے واسطے عہد لے لو اور ہم سے اُن کے واسطے عہد لے لو تاکہ وہ ہم سے اور ہمارے دین سے سروکار نہ رکھیں اور ہم اُن سے سروکار نہ رکھیں۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلوایا اور کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے یہ تمہاری قوم کے اشراف اس واسطے جمع ہوئے ہیں کہ تم سے معاہدہ کرلیں۔

اسلام کی دعوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا بہت بہتر ہے ایک کلمہ یہ پڑھ لیں۔ اس کے سبب سے تمام عرب کے مالک ہو جائیں گے اور تمام عجم میں ان ہی کا دین پھیلے گا لا اِلٰہ اِلّا اللہ کہو۔ اور اس کے سوا سب کی پرستش چھوڑ دو۔ اس بات کے سنتے ہی تمام قریش نے تالیاں بجائیں اور کہا اے محمدؐ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم نے سب خداؤں کا ایک خدا کر دیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا واللہ جس بات کو تم چاہتے ہو یہ شخص ہرگز تم کو نہ دے گا۔ پس تم چلو اور اپنے آبائی دین پر قائم رہو یہاں تک کہ اللہ تمہارے اور اس کے درمیان میں فیصلہ کر دے۔

ابوطالب کی گفتگو

پھر ابوطالب نے رسول اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے فرزند میں دیکھتا ہوں کہ تم نے ان سے کوئی بے جا بات نہیں کی۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ کو ابوطالب کے ایمان قبول کرنے کی اُمید ہوئی اور آپؐ نے فرمایا کہ چچا آپ ہی اس کلمہ کو پڑھ لیجئے تاکہ قیامت کے روز میں آپ کی شفاعت کر سکوں۔ ابوطالب نے آپ کی خواہش کو دیکھ کر کہا کہ اے فرزند اگر مجھ کو تمہارے اور تمہارے بھائیوں پر لوگوں کے بُرا بھلا کہنے کا اندیشہ اور اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے ابوطالب نے موت کے خوف سے یہ کلمہ کہا تو میں ضرور اس کو کہہ لیتا۔ میں اس کو صرف تمہیں خوش کرنے کی خاطر کہتا ہوں۔ پھر جب ابوطالب کے انتقال کا وقت قریب آیا دیکھا کہ وہ ہونٹ ہلا کر کچھ کہہ رہے ہیں۔ عباس نے جھک کر کان لگائے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے بھتیجے تم جو کلمہ کہہ رہے تھے وہی کلمہ ابوطالب نے پڑھا ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا میں نے تو نہیں سُنا۔ راوی کہتا ہے قریش کے جو لوگ حضورؐ کے پاس معاہدہ کے لئے آئے تھے اور پھر یہ کہتے گئے کہ اے محمدؐ تم نے تو سب معبودوں کا ایک معبود کر لیا ان کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں:

"ص والقرآن ذی الذکر" سے "ان ھذا الا اختلاق" تک۔

باب ۵۱

طائف کا سفر

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابوطالب کی وفات ہو گئی تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف لے گئے تاکہ بنی ثقیف کو ہدایت کریں اور وہ آپ کے ساتھ ہو کر آپ کی قوم کے مقابلہ میں آپ کی مدد کریں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا وہاں تشریف لے گئے۔

طائف میں ورود اور دعوتِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف پہنچے تو چند سرداران ثقیف کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ یہ تین بھائی تھے عبد یالیل، مسعود اور حبیب (بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف) اور ان میں سے ایک کے پاس بنی جمح کے قبیلے سے قریش کی ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی آپ انکے پاس بیٹھے اور اُن کو دعوتِ اسلام کی۔ ان سب نے قبول کرنے سے صاف انکار کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم تم سے بات کرنا بھی نہیں چاہتے۔ کیونکہ اگر تم واقعی رسول ہو تو تم سے کلام کرنے میں بڑا خطرہ ہے اور اگر تم جھوٹے ہو تو ہرگز تم سے بات کرنی نہیں چاہیئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے بالکل نا امید ہو گئے تو فرمایا کہ خیر تم نے جو کیا سو کیا مگر میرے آنے کا کسی سے ذکر نہ کرنا اور اس خیال سے آپ نے فرمایا کہ اگر میری قوم میری اس ناکامی کو سنے گی تو بہت خوش ہوگی۔

منکروں کی ایذا دہی

مگر اُن منکروں نے اس کے برعکس کیا یعنی اپنے جاہلوں اور لونڈی غلاموں کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کر دیا۔ اُنہوں نے آپ کو بہت تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائیں۔ یہاں تک کہ آپ وہاں سے لاچار ہو کر عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ کے پاس تشریف لائے اور ایک انگور کی بیل کے سایہ میں جلوہ افروز ہوئے اور وہ اوباش جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستا رہے تھے واپس چلے گئے اور قریش کی اُس عورت سے آپ نے فرمایا کہ تیرے سسرال والوں نے ہم سے کیا اچھا سلوک کیا ہے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس درخت کے سایہ میں قدرے آرام لیا تو خداوند تعالیٰ سے اس طرح دعا کی:-

"اے خدا تیرے ہی حضور میں اپنی ضعفِ قوت اور لاچاری اور لوگوں کی ایذا دہی کی شکایت

کہتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین تو ہی بے چاروں کا چارہ اور میرا کارساز ہے مجھ کو تو کس کے سپرد کرتا ہے۔ کیا ایسے اجنبی کے جو مجھ سے ترش روئی کرے یا ایسے دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر مسلط کیا ہو۔ اگر تیرا غضب مجھ پر نہیں ہے تو مجھ کو کچھ پرواہ نہیں۔ مگر تیری عافیت بڑی وسیع ہے۔ میں تیرے اس نور ذات کے ساتھ جس سے تو نے ظلمات کو روشن کیا ہے اور دنیا و آخرت کے امور کو اس پر درست کیا ہے، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو اپنا غضب و غصہ مجھ پر نازل فرمائے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے سوا کسی میں نہ کوئی ضرر دور کرنے کی قوت ہے اور نہ نفع حاصل کرنے کی۔"

راوی کہتا ہے جب عتبہ اور شیبہ نے حضورؐ کو اس حالت میں دیکھا تب ان کو آپؐ پر ترس آیا اور انہوں نے اپنے ایک نصرانی غلام سے جس کا نام عداس تھا کہا کہ انگور کے خوشے طباق میں رکھ کر ان کے پاس لے جا اور ان سے کہو کہ نوش کریں عداس نے ایسا ہی کیا۔ جب حضورؐ نے کھانے کے واسطے ہاتھ ڈالا تو فرمایا بسم اللہ۔ پھر کھانا شروع کیا۔ بسم اللہ کہنے سے عداس کو تعجب ہوا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو دیکھنے لگا۔ پھر کہا کہ یہ بات تو میں نے اس شہر کے لوگوں میں سے کسی سے نہیں سنی۔ حضورؐ نے اس سے فرمایا تو کس شہر کا رہنے والا ہے؟ اس نے کہا نینوہ کا۔ فرمایا تیرا دین کیا ہے؟ اس نے کہا نصرانی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا نینوہ وہی شہر ہے جہاں خدا کے نیک بندہ حضرت یونس بن متی تھے۔ عداس نے کہا آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی نبی ہوں اور وہ بھی نبیؑ تھے۔ نبوت میں وہ میرے بھائی تھے۔ عداس یہ سن کر حضورؐ کی طرف جھکا اور آپ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔ عتبہ نے شیبہ سے کہا کہ دیکھو محمدؐ نے تمہارے غلام کو خراب کر دیا۔ پھر جب عداس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا تو نے اس شخص کے ہاتھ پاؤں اور سر کو کیوں بوسہ دیا تھا؟ اس نے کہا اے میرے آقا ان سے بہتر دنیا میں کوئی شخص نہیں ہے۔ انہوں نے مجھ کو اس بات کی خبر دی ہے جس کو نبیؐ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ ان دونوں نے کہا تجھ کو خرابی ہو اے عداس یہ شخص تجھ کو تیرے دین سے برگشتہ کر دے گا حالانکہ تیرا دین بہتر ہے۔

جنّوں کی سماعتِ قرآن

راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے مکہ کی طرف واپس ہوئے۔ راستہ میں جب آنحضرتؐ مقام نخلہ میں پہنچے تو رات کو آپؐ نماز پڑھنے لگے جنوں کا ایک گروہ جو نصیبین کے

رہنے والے تھے اُدھر سے گزرا اور وہ سات شخص تھے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نماز پڑھی یہ سُنتے رہے اور ایمان لائے اور اُس کے بعد اپنی قوم کی طرف گئے اور اُن کو اسلام کی دعوت کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ سے عذاب الیم تک اور قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ سے آخر قصہ تک۔

باب ۵۲

قبائلِ عرب کو دعوتِ اسلام

مختلف قبیلوں میں دعوتِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے مکہ تشریف لائے تو قریش اور بھی عداوت میں سخت ہو گئے تھے سوا اُن چند غریب لوگوں کے جو اسلام لائے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے مجمع کے ہر ایک موقع پر اُن کو ہدایت کرتے تھے اور اسلام اور اپنی رسالت کی طرف بُلاتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ربیعہ بن عباد سے روایت ہے کہتے ہیں مَیں نوجوان شخص تھا اور اپنے باپ کے ساتھ حج میں شریک تھا۔ میں نے دیکھا کہ مقام منیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قبائلِ عرب کے پاس کھڑے ہو کر آپؐ نے فرمایا کہ اے بنی فلاں مَیں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں۔ تم کو اس بات کا حکم کرتا ہوں کہ تم سوا خدا کے کسی چیز کی پرستش نہ کرو اور بُت پرستی چھوڑ دو اور مجھ پر ساتھ ایمان لاکر میری تصدیق کرو اور احکامِ الٰہی کے جاری کرنے میں میرے شریک ہو۔

کہتے ہیں جب حضورؐ یہ فرما چکے تو ایک شخص آپ کے پیچھے سے بولا جو آنکھ سے بھینگا اور عدن کا حُلّہ پہنے ہوئے تھے کہ اے بنی فلاں یہ شخص تم سے کہتا ہے کہ لات اور عزیٰ کے بُت اپنی گردنوں سے نکال کر پھینک دو اور جِنّوں کی پرستش بھی چھوڑ دو۔ پس اُس بدعت اور گمراہی کو جس کی طرف یہ تم کو بلاتا ہے ہرگز نہ مانو اور نہ اس کی بات سُنو۔ ربیعہ کہتے ہیں مَیں نے اپنے باپ سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انھوں نے کہا یہ اُن کا چچا ابولہب بن عبدالمطلب ہے۔

قبائل کا انکار

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ کندہ کے پاس اُن کے مقام میں آئے اور اُن کا سردار بھی اُن میں موجود تھا اور اُن کو بھی آپؐ نے اسلام کی دعوت کی انھوں نے بھی قبول نہ کیا۔

پھر آپ بنی کلب کے پاس آئے جن کو بنی عبداللہ بھی کہتے تھے اور اُن سے فرمایا اے بنی عبداللہ! تمہارے باپ کا نام اللہ تعالیٰ نے کیسا اچھا رکھا ہے تم میری رسالت کا اقرار کرو۔ انھوں نے بھی قبول نہ کیا۔

پھر آپؐ بنی حنفیہ کے پاس آئے اور ان کو بھی دعوت کی۔ ان بدبختوں نے آپؐ سے ایسا بُرا برتاؤ کیا جو کسی قبیلہ نے بھی نہیں کیا تھا۔

پھر آپؐ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس آئے اور اُن کو بھی دعوت کی۔ اُن میں سے ایک شخص بیحرہ بن فراس نے کہا واللہ اگر میں اس جوان کو قریش سے لے لوں تو پھر تمام عرب کو نگل جاؤں اور پھر اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ بتلاؤ اگر ہم تمہارے تابع ہوں اور پھر خدا تم کو تمہارے مخالفین پر غالب کرے تو پھر تمہارے بعد ہم تمہارے جانشین ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات خدا کے قبضہ میں ہے وہ جس کو چاہے گا کرے گا۔ اُس شخص نے کہا تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ اب تو ہم تمہاری طرف ہو کر تمام عرب کے سامنے سینہ سپر کریں اور پھر تمہارے بعد اور لوگ تمہارے خلیفہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا مجھ کو تیری حمایت کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ غرضیکہ اس قبیلہ نے بھی انکار کر دیا۔

ایک بُوڑھے کا تاسّف

پھر جب سب قومیں حج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے شہروں کو واپس گئیں تو بنی عامر بھی اپنے مُلک کو گئے۔ اِن میں سے ایک بہت بوڑھا تھا اس قدر ضعیف کہ وہ حج میں بھی شریک نہ ہو سکتا تھا اور جب یہ لوگ حج کر کے جاتے تھے تو ان سے حج کے حالات دریافت کرتا تھا۔ اس مرتبہ جو یہ لوگ گئے اُس نے اِن سے حال دریافت کیا تو انھوں نے کہا اب کے ایک عجیب واقعہ ہم نے یہ دیکھا کہ قریش میں سے بنی عبدالمطلب کے ایک جوان نے ہم سے کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور اُس نے ہم کو اِس بات کی طرف بُلایا کہ ہم اُس کے ساتھ ہو کر اُس کے مخالفوں سے مقابلہ کریں اور اُس کو اپنے شہر میں لے آئیں۔

راوی کہتا ہے اس بُوڑھے نے یہ بات سُن کر دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھ لئے اور کہا اے بنی عامر اس بات کی کیا تلافی ہو سکتی ہے کہ تم ان نبی کو چھوڑ آئے؟ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اِس سے بڑھ کر تو کوئی مطلب ہی نہیں اور بے شک وہ نبیؐ جو کچھ کہتے ہیں حق کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی قاعدہ تھا جب حج کا موسم ہو تو آپؐ ہر ایک قبیلہ کو دعوت فرماتے اور جب آپؐ سُنتے کہ کوئی شریف یا سردار شخص مکہ میں آیا ہے اُس سے مِل کر اُس کو بھی دعوت اور ہدایت فرماتے۔

سوید بن صامت کو دعوتِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں سوید بن صامت جو بنی عمرو بن عوف کا ایک شریف شخص تھا۔ اس کی قوم کے لوگ

اس کے شرف اور بزرگی و بہادری کی وجہ سے اس کو "کامل" کہتے تھے۔ مکّہ میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے آیا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی خبر سُن کر اُس کے پاس گئے اور اُس کو اسلام کی دعوت فرمائی۔ سوید نے کہا شاید جیسی چیز کہ میرے پاس ہے ایسی ہی کوئی چیز تمہارے پاس بھی ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہارے پاس کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا لُقمان کا نصیحت نامہ۔ آپؐ نے فرمایا اُس کو میرے سامنے پیش کرو۔

سوید نے وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دکھایا۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں یہ بھی اچھی چیز ہے مگر جو چیز کہ میرے پاس ہے وہ اس سے بدرجہا افضل و بہتر ہے۔ وہ قرآن ہے جس کو خدا نے مجھ پر نازل کیا ہے وہ ہدایت اور نُور ہے۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سوید کو قرآن شریف پڑھ کر سُنایا اور اسلام کی دعوت دی اُس نے قبول کیا۔

پھر وہ مدینہ میں اپنی قوم کے پاس گیا اور تھوڑا عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ خزرج نے اُس کو قتل کر دیا۔ اس کی قوم کے چند آدمی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ مسلمان قتل ہُوا ہے اور اس کا قتل جنگِ بُعاث سے پہلے کا واقعہ ہے۔

ایاس بن معاذ کا شعور اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ابوالحیسر انس بن رافع بنی عبدالاشہل کے چند جوانوں کے ساتھ مکّہ میں اس واسطے آئے کہ قریش سے اپنی حمایت کرنے پر حلف لیں اور ان میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان لوگوں کی خبر سُن کر اُن کے پاس آئے اور اُن سے فرمایا:۔

"اے لوگو! جس کام کے واسطے تُم آئے ہو اُس سے بہتر کی بھی تم کو ضرورت ہے۔"

اُنھوں نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ مَیں خدا کا رسول ہوں۔ مجھ کو اُس نے بندوں کی طرف اس لئے بھیجا ہے کہ بندے خاص اسی کی عبادت کریں اور کوئی چیز اُس کی شریک نہ کریں اور میرے اُوپر اُس نے کتاب نازل کی ہے۔

پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام کی حقیقت اُن کے سامنے بیان کی اور قرآن شریف پڑھ کر سُنایا۔ ایاس بن معاذ جو اُن میں ایک نوعمر لڑکا تھے کہنے لگے اے قوم واقعی یہ بات اس کام سے بہتر ہے جس کے واسطے تم آئے ہو۔

راوی کہتا ہے چنانچہ ایاس کے اس کہنے پر ابوالحیسر انس بن رافع نے ایک برتن جو رکھا ہُوا تھا ایاس بن معاذ کے چہرے پر کھینچ مارا اور کہا دُور ہو ہم اس کام کے واسطے نہیں

آئے ہیں۔ ایاس یہ سُن کر خاموش ہو رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس سے تشریف لے آئے اور وہ لوگ مدینہ کو واپس چلے گئے۔ پھر اس کے بعد اوس اور خزرج میں لڑائی ہوئی جس کا نام جنگِ بُعاث ہے۔

راوی کہتا ہے پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایاس بن معاذ بیمار ہوئے۔ اور لوگ سُنتے تھے کہ ہر وقت وہ بیماری کی حالت میں تہلیل اور تحمید و تسبیح میں مشغول رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اُسی حالت میں انتقال کیا اور اسلام سے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی مجلسِ مذکور میں واقف ہوئے تھے۔ ان کے اسلام میں کسی کو شک نہیں ہے۔

باب ۵۳

انصارِ مدینہ میں اسلام کی اشاعت

اسلام کی ابتداء

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کا اظہار اور اپنے نبی کا اعزاز منظور ہوا اور اپنے وعدے کو اُس نے پورا کرنا چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب دستور موسمِ حج میں قبائل عرب پر دعوت اسلام پیش کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں مقام عقبہ کے پاس خزرج کے چند لوگوں سے آپؐ کی مُلاقات ہوئی۔ آپؐ نے اُن سے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ اُنھوں نے کہا ہم قبیلہ خزرج سے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہودیوں کے پڑوسی ہو۔ اُنھوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ کہ میں تم سے کچھ بات کروں۔ اُنھوں نے کہا بہتر ہے، پھر وہ بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوتِ اسلام پیش کی اور قرآن شریف پڑھ کر سُنایا۔

راوی کہتا ہے اِس قبیلہ خزرج کی ہمیشہ یہودیوں سے جنگ رہتی تھی اور یہودی اہلِ کتاب اور اہلِ علم تھے اور یہ لوگ مشرک تھے۔ جب یہ لوگ یہودیوں کو تنگ کرتے تو یہودی ان سے کہتے کہ اب ایک نبی کے مبعوث ہونے کا زمانہ قریب ہے۔ اے مشرکو! ہم اس نبی کے ساتھ ہو کر تم کو قوم عاد اور ارم کی طرح قتل کریں گے۔ چنانچہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن لوگوں سے گفتگو کی اُنھوں نے آپس میں کہا کہ اے قوم! واللہ تم جان لو کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر یہودی بیان کرتے ہیں۔ پس تم کو لازم ہے کہ یہود سے پہلے تم ان کی اطاعت میں سبقت کرو۔ پھر ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اور عرض کیا کہ ہم نے اسلام اختیار کر کے اپنی قوم کو ترک کیا اور ہم کو امید ہے کہ خداوند کریم ہماری قوم کو بھی آپ کے طفیل ہدایت نصیب کر کے متفق کر دے گا۔ اب ہم اپنی قوم میں جا کر دعوتِ اسلام کرتے ہیں اور جو دین ہم نے قبول کیا ہے اُن سے بھی کرواتے ہیں۔ اگر انھوں نے اس دِین کو قبول کر لیا پھر آپ سے زیادہ ذی عزت شخص کوئی نہ ہوگا۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد یہ لوگ ایمان قبول کر کے اپنی قوم کی طرف واپس گئے۔

ایمان لانے والے پہلے خوش نصیب

ابن اسحاق کہتے ہیں قبیلۂ خزرج میں سے یہ چھ شخص تھے منجملہ ان کے بنی نجار جن کو تیم اللہ بھی کہتے ہیں۔

بنی بحار کی شاخ مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خورج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار جن کی کنیت ابوامامہ ہے۔ اور عوف بن حرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار اور ان کو ابن عفرا بھی کہتے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار ہے۔

اور بنی رزیق کی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج میں سے رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن ارزق بھی بعض لوگ کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج کی شاخ بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ سواد کا کوئی بیٹا غنم نام کا نہیں تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی حرام بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے۔

اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رعناب بن نعمان بن منان بن عبید تھے۔

بیعتِ عقبۂ اولیٰ یہ سب لوگ مدینہ میں اپنی قوم کے پاس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن سے ذکر کیا اور اسلام کی دعوت دی۔ یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں حضورؐ کا ذکر خیر نہ ہوتا ہو۔ چنانچہ اس صورت سے جب یہ سال تمام ہوا اور آئندہ موسم حج آیا تو انصار میں سے بارہ آدمی حج کو آئے اور مقام عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپؐ سے بیعت کی۔ یہی پہلی بیعت عقبہ ہے اور جہاد کے فرض ہونے سے پہلے ہوئی ہے۔ ان لوگوں کی تفصیل اس طرح ہے:۔

بنی نجار یعنی بنی مالک بن نجار میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس یعنی ابوامامہ۔ عوف اور معاذ عفراء کے دونوں بیٹے۔ اور بنی زریق بن عامر میں سے رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق۔ ابن ہشام کہتے ہیں ذکوان مہاجر بھی ہیں اور انصاری بھی۔

اور بنی عوف بن خزرج میں سے یعنی بنی غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج میں سے جن کو قواقل کہتے ہیں۔ عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم۔ اور ابو عبدالرحمٰن یعنی یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ جو بنی غصینہ میں سے اُن کے حلیف تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں انہیں قواقل اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب ان سے کوئی شخص پناہ مانگتا تو یہ اس کو حصہ دے کر کہتے کہ جا یثرب یعنی مدینہ میں جہاں چاہے رہو۔ قوقلہ رفتار کو کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی سالم بن عوف بن خزرج کی شاخ بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے عباس بن عبادہ بن نضلہ بن ملک بن عجلان۔ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن خزرج کی شاخ یعنی بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد۔ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے ابوالہیثم بن تیہان جن کا نام مالک ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں تیہان تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے جیسے مَیت اور مَیِّت۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے علویم بن ساعدہ۔

بیعت کی شرائط ابن اسحاق کہتے ہیں ہم کو سند کے ساتھ عبادہ بن صامت سے روایت پہنچی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم بارہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے مدینہ سے آئے تھے۔ مقام عقبہ میں ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی بیعت کی جیسی بیعت کی۔ یعنی ان باتوں پر کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور چوری، زنا اور اولاد کے قتل سے باز رہیں اور کسی بے گناہ پر افترا نہ باندھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی نہ کریں۔ پھر نبی کریم نے فرمایا کہ اگر تم اس بیعت کو پورا کرو گے تو تمہارے واسطے جنت ہے اور اگر تم سے اس میں کوئی خطا ہوئی تو خدا کو اختیار ہے چاہے معاف فرمائے اور چاہے عذاب کرے۔

اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تم سے خطا ہوئی اور پھر اُس کی حد شرعی دُنیا میں تم پر جاری ہو گئی تو وہ حد اُس گناہ کا کفارہ ہے اور اگر خدا نے تمہاری پردہ پوشی کی اور تم کو سزا نہ دی گئی تو قیامت کے روز خدا کو اختیار ہے چاہے عذاب کرے چاہے بخش دے۔

حضرت مصعبؓ بن عمیر

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ رخصت ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو ان کے ساتھ کیا تا کہ ان کو قرآن شریف پڑھائیں اور احکامِ اسلام تعلیم کریں۔ چنانچہ مدینہ میں مصعب مقریٔ کہلاتے تھے اور ابوامامہ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مصعب ہی ان لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ کیونکہ اوس اور خزرج ایک دوسرے کے امام بننے سے خوش نہ تھے۔

یثرب میں پہلی نمازِ جمعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت پہنچی ہے۔ کہتے تھے جب میرے والد کعب بن مالک نابینا ہو گئے تو میں ان کو جمعہ کی نماز کے واسطے لے جایا کرتا تھا اور میں سنتا تھا کہ جب اذان کی آواز وہ سنتے تھے ابوامامہ کے واسطے دعا کرتے تھے۔ میں نے ایک روز ان سے دریافت کیا کہ بابا جان اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ جب اذان سنتے ہیں ابوامامہ کے واسطے دعا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے فرزند اس کی وجہ یہ ہے کہ ابوامامہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ میں بنی بیاضہ کے سنگلاخ مقام کی زمین "نقیع الخضمات" میں ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ میں نے کہا آپ اس وقت کتنے لوگ تھے؟ کہا ہم چالیس آدمی تھے۔

اُسید بن حضیر کا قبولِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک روز ابوامامہؓ مصعب بن عمیر کو اپنے ساتھ لے کر بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کی طرف چلے اور بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے جو ابوامامہ (اسعدؓ بن زرارہ) کے خالہ زاد بھائی سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل کا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ظفر کا نام کعب بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہے۔ اس باغ میں ایک کنواں تھا جس کو بیر مرق کہتے ہیں۔ یہ دونوں یعنی ابوامامہؓ اور مصعبؓ بن عمیر اس باغ کے اندر آکر بیٹھ گئے اور چند اور نومسلم بھی ان کے پاس آکر جمع ہوئے۔ تھوڑی دیر میں سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر کو اس کی خبر ہوئی۔ اور یہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور اپنی قوم عبدالاشہل کے سردار تھے۔ سعد بن معاذ نے اُسید بن حضیر سے کہا کہ تم ان دونوں آدمیوں یعنی ابوامامہ اور مصعب کو اپنے باغ سے نکال آؤ۔ کیونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ یہ ہمارے جاہلوں کو بہکا کر مسلمان نہ کرلیں اور چونکہ ابوامامہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس سبب سے میں تو نہیں جاتا تم جاؤ۔ اُسید بن حضیر اپنا ہتھیار

لے کر باغ میں آیا۔ ابو امامہؓ نے جو اُسید کو دیکھا تو مصعبؓ سے کہا کہ یہ شخص جو آرہا ہے یہ اپنی قوم کا سردار ہے اس کو اسلام کی تلقین کرو۔ اتنے میں اُسید بھی سخت و سُست کہتا ہُوا آگیا اور ان دونوں سے کہنے لگا تم یہاں اس واسطے آئے ہو کہ ہمارے جاہلوں کو گمراہ کرو جاؤ یہاں سے نکل جاؤ۔ مصعبؓ نے اُس سے کہا اگر تم ذرا بیٹھو تو مَیں تم سے ایک بات کہوں۔ اگر تم کو اچھی معلوم ہو تو اُس کو قبول کرنا ورنہ جو تمہارا جی چاہے وہ کرنا۔ اُس نے کہا یہ بات تم نے انصاف کی کہی ہے۔ پھر اُسید نے اپنا ہتھیار رکھ دیا اور بیٹھ گیا۔ مصعبؓ نے اُس کو اسلام کی تلقین کی اور قرآن شریف پڑھ کر سُنایا۔ قرآن کے سُنتے ہی اُسید کے چہرہ پر نُورِ اسلام روشن ہُوا اور کہنے لگا سبحان اللہ کیا اچھا کلام ہے۔ پھر کہا جب تم لوگ اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ ان دونوں نے کہا کہ پہلے تم غسل کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو۔ پھر حق کی گواہی دو یعنی کلمۂ شہادت پڑھو اُس کے بعد دو رکعت نماز پڑھو۔

اُسید بن حضیر نے اُسی وقت غسل بھی کیا اور کپڑے بھی دھوئے۔ پھر کلمۂ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر مصعبؓ اور ابو امامہؓ سے کہا کہ ایک اور شخص ہے اگر اُس نے بھی تمہارا اتباع کیا تو پھر اُس کی قوم میں سے کوئی شخص بغیر اسلام لائے باقی نہ رہے گا۔ مَیں اس کو بھی تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔

سعد بن مُعاذ کا قبولِ اسلام

پھر اُسید اُس جگہ آیا جہاں سعد بن معاذ چند لوگوں کے پاس بیٹھے ہُوئے تھے۔ سعد بن معاذ نے اُسید کو دیکھتے ہی اپنے لوگوں سے کہا کہ دیکھو اُسید جس صورت سے گیا تھا اُس صورت سے نہیں آرہا ہے۔ اب تو اس کی کچھ اور ہی صورت معلوم ہوتی ہے۔ پھر جب اُسید اُن کے پاس پہنچے تو اُنہوں نے کہا کہ اے اُسید کیا کر آیا؟

اُسیدؓ نے کہا مَیں اُن دونوں کے پاس گیا اور اُن میں مَیں نے کچھ بُرائی نہیں دیکھی۔ مَیں نے اُن کو وہاں بیٹھنے سے منع کیا۔ انہوں نے کہا اچھا تمہاری مرضی ہم چلے جائیں گے اور مُجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ بنی حارثہ کے لوگ ابو امامہؓ کے قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ اُن کو معلوم ہُوا ہے کہ ابو امامہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے۔ چنانچہ تم سے جو اُن کو عداوت ہے اُسی سبب سے انہوں نے ابو امامہ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ سعد بن معاذ یہ سُنتے ہی غضب آلود ہو کر اُٹھے اور ہتھیار لے کر چلے اور اُسید سے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو معلوم

ہوتا ہے کہ تُو نے کچھ بھی نہیں کیا اور سعد بن معاذ ان دونوں کے پاس آئے۔ جب ان کو اطمینان کے ساتھ بیٹھے دیکھا تو سمجھے کہ اُسید نے صرف میرے یہاں بھیجنے کے واسطے یہ بہانہ کیا تھا اور ان دونوں یعنی ابوامامہؓ اور مصعبؓ کو سخت و سُست کہتے ہُوئے اُن کے پاس آئے۔ پھر ابوامامہؓ سے کہا اے ابوامامہؓ اگر تمہاری مجھ سے ایسی قریبی رشتہ داری نہ ہوتی تو ہرگز تمہاری یہ مجال نہ تھی کہ تم ہمارے گھر میں آکر ایسی باتیں کرتے جو ہم کو ناگوار ہوں۔ مصعبؓ بن عمیر نے اُن سے کہا اگر تم بیٹھ جاؤ تو میں تم سے ایک بات کہوں۔ اگر تمہیں پسند آئے تو اس کو قبول کرنا ورنہ تم کو اختیار ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا۔ یہ بات تم نے درست کہی ہے پھر اپنے ہتھیار رکھ کر بیٹھ گئے۔ مصعبؓ نے ان کو بھی تلقینِ اسلام کی اور قرآن شریف پڑھ کر سُنایا۔ قرآن پاک کے سُنتے ہی اُن کے چہرہ پر بھی نورِ اسلام روشن ہُوا اور کہا جب تم لوگ اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ مصعبؓ نے کہا پہلے تم غسل کرو اور کپڑوں کو پاک کرکے کلمہ شہادت پڑھو۔ پھر دو رکعت نماز ادا کرو۔ چنانچہ سعدؓ بن معاذ نے ایسا ہی کیا اور پھر اپنا ہتھیار لے کر اپنی قوم کی طرف گئے۔ جب اُن کی قوم نے اس کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ واللہ جس صورت سے سعد گیا تھا اس صورت سے نہیں آتا ہے۔

پھر جب سعدؓ اُن لوگوں کے پاس پہنچے تو اُن سے کہا اے بنی عبدالاشہل تم لوگ مجھ کو کیسا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا تم ہمارے سردار اور ہم میں افضل اور بہتر اور صاحب الرائے اور عقلمند ہو۔ سعد بن معاذ نے کہا تو میں تم سے کہتا ہوں کہ آج سے مجھ کو تمہارے مرد و عورت اور بچہ، بوڑھے سب سے کلام کرنا حرام ہے جب تک کہ تم اسلام نہ قبول کرو۔

راوی کہتا ہے چنانچہ شام سے پہلے پہلے بنی عبدالاشہل کی ساری قوم مسلمان ہوگئی اور اُدھر ابوامامہؓ اور مصعبؓ نے لوگوں کو تلقین کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ انصار میں سے کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں مرد و عورت سب مسلمان نہ ہوں سوا بنو اُمیہ بن زید اور خطمہ اور وائل اور واقف کے قبیلوں کے جو بنی اوس میں سے تھے یہ اسلام نہیں لائے تھے۔ کیونکہ ان میں ایک شاعر ابوقیس بن اسلت تھا اور یہ لوگ اس کو بہت مانتے تھے۔ وہ ان کو اسلام سے روکے رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہجرت بھی فرمائی اور بدر اور اُحد اور خندق کے واقعات بھی ہو چکے۔

باب ۵۴

بیعتِ عقبۂ ثانیہ

انصار کا سفرِ حج

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جب حج کے دن آئے تو مصعبؓ بن عمیر مدینہ میں سے مسلمانوں کے ساتھ حج کرنے کے لئے مکہ آئے اور حضورؐ سے ملاقات کرنے کے واسطے مقام عقبہ میں ایام تشریق کا درمیانی دن مقرر کیا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو ان لوگوں کو اپنے نبیؐ کی نصرت اور مدد کرنے کے سبب اور کفار کے قتل و غارت کرنے کے سبب سے سرفرازی بخشی تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کعب سے روایت ہے اور یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو اس بیعت میں حاضر تھے کہتے ہیں ہم اپنی قوم کے ساتھ جس میں مسلمان بھی تھے اور مشرکین بھی تھے حج کرنے چلے اور ہم میں ہمارے سردار اور بزرگ براء بن معرور بھی تھے اور ہم لوگ نماز بھی پڑھتے تھے اور دین کی باتوں سے واقف بھی ہو گئے تھے۔

براءؓ بن معرورؓ کی رائے

جب ہم مدینہ سے نکلے تو ہمارے سردار براءؓ نے ہم سے کہا اے لوگو! ایک بات میری رائے میں آئی ہے نہ معلوم تمہاری رائے کے موافق ہو یا نہ ہو۔ ہم نے کہا وہ کیا رائے ہے؟ کہا میرا دل نہیں چاہتا کہ میں کعبہ کی طرف پشت کر کے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھوں۔ میرا تو یہی جی چاہتا ہے کہ کعبہ ہی کی طرف نماز پڑھوں۔ کعبؓ کہتے ہیں ہم لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو یہی سُنا ہے کہ ہمارے نبیؐ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ ہم تو اُن کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ براءؓ نے کہا میں تو کعبہ کی طرف نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ نماز کا جب وقت ہوتا ہم سب تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے اور براء کعبہ کی طرف پڑھتے۔ یہاں تک کہ جب ہم مکہ میں پہنچے اور ہم براءؓ کو اس بات پر بہت بُرا کہتے تھے۔ چنانچہ مکہ میں براءؓ نے مجھ سے کہا کہ اے کعب چل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے سفر کی اس کارروائی کے بارے میں دریافت کروں گا۔ کیونکہ مجھ کو تمہاری مخالفت کرنے سے بڑی فکر ہے۔

کعبؓ کہتے ہیں پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کو چلے اور پہلے

کبھی ہم نے حضورؐ کو نہ دیکھا نہ پہچانتے تھے۔ راستہ میں ہم کو مکہ کا ایک رہنے والا ملا۔ اُس سے ہم نے نبی کریمؐ کے بارے میں دریافت کیا۔ اُس نے کہا تم نے کبھی اُن کو دیکھا ہے۔ ہم نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا تم نے اُن کے چچا عباس کو دیکھا ہے؟ ہم نے کہا ہاں اُن کو دیکھا ہے۔ کیونکہ وہ اکثر مالِ تجارت لے کر مدینہ آیا کرتے تھے۔ اُس شخص نے کہا پس جب تم کعبہ کی مسجد میں داخل ہو گے اور عباس کے پاس ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھو گے بس وہ وہی ہیں۔

آنحضرتؐ سے ملاقات

کعب کہتے ہیں پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے اور عباس کے پاس ہم نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھے دیکھا۔ ہم نے آپؐ کو سلام کیا اور آپؐ کے پاس بیٹھے۔ حضورؐ نے عباس سے فرمایا۔ اے ابوالفضل تم اِن دونوں کو جانتے ہو؟ عباس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ یہ براء بن معرور اپنی قوم کے سردار ہیں اور یہ کعب بن مالک ہیں۔ کہتے ہیں میں حضورؐ کا فرمان نہیں بھولوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کعب بن مالک جو شاعر ہیں۔ عباسؓ نے کہا ہاں۔ پھر براءؓ بن معرور نے عرض کیا یا نبی اللہ میں اس سفر میں جو نکلا تو مجھ کو خدا نے اسلام کی ہدایت کر دی ہے۔ میں نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی اور میرے ساتھی سب مخالف تھے۔ اب میں آپؐ سے دریافت کرنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم صبر کرتے تو قبلہ ہی پر ہوتے۔ پھر اُس دن سے براءؓ بھی شام کی طرف نماز پڑھنے لگے۔

راوی کہتا ہے کہ براء کے گھر کے بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ براء نے شام کی طرف نماز نہیں پڑھی اور آخر وقت تک کعبہ ہی کی طرف پڑھی ہے یہ اُن کی غلط بیانی ہے ہم کو اُن سے زیادہ معلوم ہے۔

بیعتِ ثانیہ

ابن اسحاق کہتے ہیں کعب کا بیان ہے کہ پھر ہم حج کے واسطے چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ملاقات کے واسطے وسط ایام تشریق کا وعدہ فرمایا۔ کہتے ہیں پھر ہم حج سے فارغ ہو گئے اور ملاقات کی شب آئی۔ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام ہمارے سردار اور بزرگ ہمارے ساتھ تھے۔ کیونکہ اُن کو ہم نے اپنے ساتھ لے لیا تھا اور ہم اپنا ارادہ مشرکین سے جو ہماری قوم کے تھے ظاہر نہ کرتے تھے۔ مگر ہم نے اپنے سردار عبداللہ سے کہا کہ اے ابو جابر! تم ہمارے سردار اور بزرگ ہو ہم کو تم پر بڑا افسوس ہے کہ تم دوزخ کے ایندھن بنو گے اور ہمیشہ اس میں جلتے رہو گے۔ پھر ہم نے اُن کو اسلام کی دعوت کی اور وہ مسلمان

ہو گئے۔ اُس وقت ہم نے اُن سے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کا ذکر کیا۔
کہتے ہیں اُس رات میں ہم ایک تہائی شب کے گزرنے تک سو رہے۔ پھر اپنے ڈیروں سے نکل کر عقبہ کی گھاٹی میں جمع ہوئے اور ہم اُس وقت تہتّر مرد تھے اور دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں ایک نسیبہ بنت کعب ام عمارہ جو بنی مازن بن نجّار میں سے تھی اور دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی جو بنی سلمہ میں سے تھی اور اسی کو ام منیع بھی کہتے تھے۔ کہتے ہیں ہم اُس گھاٹی میں اکٹھے ہو کر حضورؐ کا انتظار کرنے لگے کہ اتنے میں رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے ساتھ تشریف لائے۔ عباس اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر وہ ہر طرح حضورؐ کی امداد کرتے تھے اور آپؐ کے کام کی اشاعت چاہتے تھے۔

حضرت عباسؓ کی گفتگو

پہلے عباس نے اس طرح سے گفتگو شروع کی کہ اے گروہِ خزرج! محمدؐ ہمارے اندر جو وقعت اور عزت رکھتے ہیں تم اس کو خوب جانتے ہو اور ہم ان کے مخالفین سے اُن کے محافظ اور اِن کو بچانے والے ہیں۔ مگر ان کا خود یہ ارادہ ہے کہ یہ اس شہر کو چھوڑ کر تمہارے شہر میں چلے چلیں اور تم سے مل جائیں اگر تم اس بات کو دیکھتے ہو کہ تم جس بات کی طرف ان کو بلاتے ہو اُس کو پورا کر سکو گے اور اِن کے دشمنوں سے اِن کو محفوظ رکھو گے تو تم اس کام کو کرو۔ اور اگر تم سے یہ بات نہ ہو سکے تو بہتر ہے کہ تم اسی وقت جواب دے دو کیونکہ محمدؐ اس وقت ہماری حفاظت میں ہیں ایسا نہ ہو کہ تم یہاں سے ان کو لے جا کر پھر اُن کے دشمنوں کے سپرد کر دو۔

کعب کہتے ہیں ہم نے عباس سے کہا کہ ہم نے آپ کی ساری گفتگو سُن لی۔ پھر ہم نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو خود جو کچھ فرمانا ہو وہ فرمائیں اور خدا کے احکام کے متعلق یا اپنی ذات کے متعلق جو کچھ عہد ہم سے لینا ہو وہ لے لیں۔

انصار کا پختہ عہد

کہتے ہیں پس حضورؐ نے ارشاد کیا یعنی پہلے تو آپؐ نے قرآن شریف پڑھ کر سنایا اور خدا کی طرف رغبت دلائی۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں تم سے اس بات کی بیعت لیتا ہوں کہ میری ایسی حمایت کرو جیسے کہ تم اپنی عورتوں اور اولاد کی حمایت کرتے ہو۔ کعب کہتے ہیں یہ سُنتے ہی براء بن معرور نے آپؐ کا دستِ مبارک تھام لیا اور عرض کیا ہاں بے شک قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم آپؐ کی ایسی ہی حمایت اور حفاظت کریں گے جیسی کہ اپنے اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ کعب کہتے ہیں پھر اُس کے

بعد ہم سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جنگ جُو لوگ ہیں اور حرب و پیکار ہماری وراثت میں بزرگوں سے چلی آتی ہے۔ کہتے ہیں پھر ابوالہیثم بن تیہان نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے اور یہودیوں کے درمیان قدیمی عداوت ہے اور ہم کو یہ خیال ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو غلبہ دیا تو پھر حضورؐ ہم کو چھوڑ کر اپنی قوم سے نہ مل جائیں۔ ابوالہیثم کے اس کلام کو سُن کر رسول کریمؐ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا۔ نہیں اس بات سے تم اطمینان رکھو جس سے تم لڑو گے اُس سے میں لڑوں گا اور جس سے تم صُلح کرو گے اُس سے میں صُلح کروں گا۔ تمہارا ذمہ میرا ذمہ ہے اور تمہاری حُرمت میری حُرمت ہے۔

کعبؓ کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے لوگوں میں سے بارہ آدمی میرے سامنے پیش کرو تاکہ میں ان کو اُن کی قوم پر نقیب بناؤں۔ چنانچہ بارہ شخص آپؐ کے سامنے پیش کئے گئے جن میں نو خزرج میں سے اور تین اوس میں سے تھے۔

نقیبوں کے نام

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی خزرج میں سے یہ لوگ نقیب ہوئے۔ ابو اُمامہ جن کا نام اسعد بن زرارہ ہے اور سعدؓ بن ربیع بن عمرو بن ابی زُہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج اور عبداللہؓ بن رواحہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس۔ اور رافعؓ بن مالک بن عجلان۔ اور براءؓ بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج۔ اور عبداللہؓ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ۔ اور عبادہؓ بن صامت بن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج۔

ابن ہشام کہتے ہیں غنم بن عوف سالم بن عوف کا بھائی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور سعدؓ بن عبادہ بن دُلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج۔ اور منذرؓ بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدوُدّ بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ وہی صاحب ہیں جن کو ابن خنیش کہتے ہیں۔ اور بنی اوس میں سے یہ لوگ نقیب ہوئے :-

اُسیدؓ بن زُہیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن

حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ۔ اور سعدؓ بن خیثمہ بن حرث بن مالک بن کعب بن نخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس ۔ اور رفاعہؓ بن عبدالمنذر بن زنبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس ۔

ابن ہشام کہتے ہیں اہلِ علم بجائے رفاعہ کے ابوالہیثم بن تیہان کو شمار کرتے ہیں ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن نُقبَاء سے فرمایا کہ تم اپنی اپنی قوموں پر کفیل ہو ۔ جیسے کہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے حواری تھے اور مَیں اپنی تمام قوم یعنے تمام اہلِ اسلام پر کفیل ہوں ۔ سب نے عرض کیا کہ بہت بہتر ۔

عزمِ مصمّم ۔ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا ہے کہ جب مقام عقبہ میں انصار رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے واسطے تیار ہُوئے تو عباس بن عُبادہ بن نضلہ انصاری نے کہا اے معشر خزرج تم جانتے بھی ہو کہ تم کس بات پر اُن سے یہ بیعت کر رہے ہو ؟ سب نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں ۔ کہا یہ اس بات کی بیعت ہے کہ ہر ایک سُرخ و سیاہ آدمی سے تم کو لڑنا ہوگا ۔ اگر تم یہ دیکھو کہ جب تمہارے مال برباد ہوں گے اور تمہارے اشراف قتل ہو جائیں گے اُس وقت تم ان سے پھر جاؤ گے تو اسی وقت اس بیعت کو ترک کردو ۔ واللہ اگر اُس وقت تم نے ایسا کیا تو دُنیا و آخرت کی ذلت تم کو نصیب ہوگی اور اگر تم یہ جانتے ہو کہ چاہے کیسی ہی مصیبت تم کو پہنچے مال برباد ہو یا اشراف قتل ہوں تم اپنی بیعت پر قائم رہو گے تو پھر بسم اللہ ۔ بیعت کرو ۔ کیونکہ اس میں تمہارے واسطے دین و دنیا کی خیر و خوبی ہے ۔ سب نے کہا ہم ان سب باتوں کی بیعت کرتے ہیں ۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب ہم اس عہد پر پُورا اُتریں تو ہمارے واسطے کیا بدلہ ہے ؟ فرمایا جنّت ! انہوں نے عرض کیا کہ بس آپ اپنا ہاتھ دراز کیجئے ۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ دراز کیا ۔ اُنہوں نے بیعت کی ۔ عاصم بن عمر بن قتادہ کا قول ہے کہ عباس نے یہ تقریر اسی واسطے کی تھی کہ عہد مضبوط ہو جائے اور حضورؐ کا حلقۂ اطاعت مستحکم ہو ۔ اور عبداللہ بن ابی بکر یہ کہتے ہیں کہ عباس نے یہ بات اس واسطے کہی تھی بلکہ یہ عہد اس شب ملتوی رہے تو عبداللہ بن ابی بن سلول بھی آکر اس میں شریک ہو جائے ۔ اور کام زیادہ مضبوط ہو ۔ اصل حقیقت خدا جانے کہ کونسی بات تھی ۔ ابن ہشام کہتے ہیں سلول بنی خزاعہ میں سے ایک عورت تھی اور یہ ابی بن ملک بن حرث بن عُبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج کی ماں تھی ۔

باب ۵۵

بیعت اور قریش کا غیظ و غضب

بیعت میں پہل ابن اسحاق کہتے ہیں بنی نجار کا یہ قول ہے کہ سب سے پہلے ابو امامہ اسعد بن زرارہ نے بیعت کی اور بنی عبدالاشہل یہ کہتے ہیں کہ ابوالہشیم بن یتہان نے پہلے بیعت کی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کعبؓ بن مالک کا یہ قول ہے کہ سب سے پہلے براءؓ بن معرور نے بیعت کی۔ پھر ان کے بعد اور ساری قوم نے بیعت کی ہے۔

شیطان کی فتنہ انگیزی کہتے ہیں جب سب لوگ بیعت کر چکے تو عقبہ کی پہاڑی کے اوپر سے شیطان نے زور کے ساتھ آواز دی کہ ایسی بلند آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ کہنے لگا اے مکانوں کے رہنے والو! مذمم کی تم کو کیا ضرورت ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ یہاں کا شیطان ہے اس کا نام ابن ازیب ہے۔ پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے دشمنِ خدا سن لے۔ واللہ! میں تیری بھی خبر لوں گا۔ پھر انصار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم اپنے ڈیروں میں جا کر آرام کرو۔ عباس بن عبادہ نے عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم صبح ہی اہل منیٰ پر تلواریں لے کر جا پڑیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اس بات کا حکم نہیں کیا گیا ہے اب تم اپنے ڈیروں میں چلے جاؤ۔ کہتے ہیں پھر ہم ڈیروں میں چلے آئے اور سو رہے۔

قریش کو اطلاع جب صبح ہوئی تو وہیں ہمارے ڈیروں ہی میں قریش کے بڑے بڑے لوگ آموجود ہوئے اور کہنے لگے اے گروہِ خزرج ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم ہمارے آدمی یعنی محمدؐ کے پاس آئے ہو تا کہ ان کو ہمارے ہاں سے لے جاؤ اور ان سے تم نے ہمارے خلاف لڑنے پر بیعت کی ہے۔ واللہ تمام قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ سے جنگ ہونے کا ہم کو

افسوس نہیں ہے مگر تم سے جنگ ہونے کا افسوس ہے۔

کہتے ہیں ہماری قوم میں جو مشرک تھے اُن کو ہماری اس بات کی خبر نہ تھی وہ کہنے لگے واللہ ہم کو مطلق خبر نہیں اور نہ ہم نے محمدؐ سے بیعت کی اور واقعی ان کو خبر نہ تھی اور ہم مسلمانوں میں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر خاموش ہو رہتا تھا۔ پھر قریش کے لوگ ہمارے پاس سے اُٹھ کر چلنے لگے۔ کہتے ہیں اُن میں ایک شخص حرث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بہت عمدہ اور نئے جوتے پہنے ہُوئے تھا۔ میں نے ابو جابر سے کہا کہ تم سے یہ نہیں ہو سکتا۔ تم تو سردار ہو کہ ایسے جوتے تم بھی بنوالو جیسے اس قریشی جوان کے پاس ہیں ۔ کہتے ہیں میری یہ بات سُن کر اُس قریشی نے اپنے جُوتے میری طرف پھینک دیئے اور کہا تم کو خدا کی قسم ہے ان کو پہن لو۔ ابو جابر نے مجھ سے کہا اس کے جُوتے واپس کر دو۔ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ یہ اس وقت اچھی فال آئی ہے۔ اگر یہ فال دُرست ہے تو میں ضرور اس کے سارے کپڑے چھین لوں گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ پھر یہ لوگ عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس آئے اور اس کو نصیحت کی۔ اس نے کہا یہ کام تمہارا بھاری ہے اور میری قوم مجھ کو اسلام اختیار کرنے نہ دے گی۔ غرضیکہ حیلے کرنے لگا۔ لوگ اس کے پاس سے چلے آئے۔

حضرت سعد بن عبادہ پر مظالم

راوی کہتا ہے جب انصار نے منیٰ سے کُوچ کیا۔ قریش اُن کی تاک میں تھے۔ مگر اُن کا قافلہ اُن کی زد سے دُور نکل گیا۔ صرف دو شخص پیچھے رہ گئے تھے اور یہ دونوں نقیب تھے۔ ایک سعد بن عبادہ اور دوسرے منذر بن عمرو مگر منذر بن عمرو بھی قریش کے ہاتھ نہ آئے۔ سعد بن عبادہ کو انہوں نے پکڑ لیا اور مارتے پیٹتے ہوئے مکہ میں لائے۔

سعد کا قول ہے کہ جب لوگ مکہ میں مجھ کو لائے اور لئے جارہے تھے کہ قریش کے چند لوگوں کا ایک گروہ آیا اور اس میں ایک خوب صورت شخص تھا جس کی پیشانی سے خوش اخلاقی معلوم ہوتی تھی۔ اُس کے ہاتھ چھوٹے چھوٹے تھے۔ اس کی صُورت دیکھ کر مجھ کو امید ہوئی کہ یہ شخص ضرور میرے ساتھ نیک سلوک کرے گا اور اگر اس سے نیک سلوک نہ ہُوا تو پھر کسی سے ایسی اُمید نہیں ہو سکتی۔ مگر اُس شخص نے آتے ہی ایک گھونسہ زور سے مجھ کو مارا۔ میں نے اپنے دل میں کہا واللہ جب ایسے شخص سے بھلائی نہ ہوئی تو اور کسی سے کیا ہو گی۔

غرضیکہ اُسی حالت میں وہ لوگ مجھ کو گھسیٹتے لے جارہے تھے کہ اُن ہی میں سے ایک شخص نے

محمد کو اپنے پاس کر لیا اور کہا تجھ کو خرابی ہو قریش میں سے کسی شخص سے تیرا عہد یا پناہ کا واسطہ ہے یا نہیں؟ میں نے کہا ہاں دو آدمیوں سے ہے میں اُن کو پناہ دیتا ہوں جب وہ میرے مُلک میں تجارت کے واسطے آتے ہیں۔ ایک جبیر بن مطعم ہے اور دوسرا حرث بن حرب بن امیۃ ہے۔ اُس شخص نے کہا تجھ کو خرابی ہو اُن کا نام لے کر پکار اور کہہ۔ کہ میں اُن کی پناہ میں ہوں اور بیان کر کہ میں ہمیشہ اُن کو پناہ دیا کرتا ہوں۔ سعد کہتے ہیں پس میں اُن کا نام لے کر پکارا اور وہ شخص اُن دونوں کو تلاش کرنے چلا۔ چنانچہ مسجد حرام میں کعبہ کے پاس اُن کو پایا۔ اُن سے کہا کہ خزرج کا ایک شخص تم دونوں کا نام لے کر پکار رہا ہے اور لوگ اُس کو مار رہے ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ وہ تم دونوں کو پناہ دیا کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ اُس نے کہا سعد بن عبادہ ہے انہوں نے کہا وہ سچ کہتا ہے۔ بیشک وہ ہم کو پناہ دیتا ہے اور لوگوں کے ظلم سے ہم کو بچاتا ہے۔ سعدؓ کہتے ہیں پھر وہ دونوں شخص یعنی جبیر بن مطعم اور حرث بن حرب آئے اور مجھ کو انہوں نے بچایا۔ وہ شخص جس نے سعد کے گھونسہ مارا تھا بنی عامر بن لوئی میں سے سہیل بن عمرو تھا۔ اور جس نے سعد کو اپنے پاس کر کے آواز دینے کے واسطے کہا تھا اور پھر جبیر اور حرث کو بلانے گیا تھا وہ ابوالبختری بن ہشام تھا۔

عمرو بن جموح کی ترکِ بُت پرستی

پھر جب یہ لوگ مدینہ میں آئے تو اسلام کی انہوں نے بہت اشاعت کی اور جو جو بوڑھے اور پرانے لوگ ان کی قوم میں کفر پر قائم تھے اُن کو بھی مُسلمان کیا۔ چنانچہ ایک شخص عمرو بن جموح تھے اور اُن کا بیٹا معاذ بن عمرو عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر آیا تھا اور یہ عمرو بن جموح اپنی قوم کے سردار اور شریف تھے۔ اِنہوں نے ایک لکڑی کا بُت جس کا نام مناۃ تھا اپنے گھر میں بنا کر رکھ چھوڑا تھا اور اُسی کی پرستش کیا کرتے تھے اور پورے عرب میں ایسا ہی قاعدہ تھا جب ان کی قوم بنی سلمہ کے چند نوجوان جیسے کہ اِن کے بیٹے معاذ اور معاذ بن جبل وغیرہ مسلمان ہو گئے۔ وہ یہ کرنے لگے کہ جس وقت رات کو عمرو بن جموح سو جاتے اُس بُت کو اُٹھا کر لے جاتے اور کسی غلاظت کے گڑھے میں اوندھا ڈال دیتے۔ صبح کو جب عمرو اُٹھتے اور اُس بُت کو نہ دیکھتے اُس کو ڈھونڈنے باہر نکلتے اور اس گندگی کے گڑھے سے اُس کو نکال کر دھوتے اور اُس کو عطر وغیرہ لگا کر رکھتے۔ جب کئی رات یہ واقعہ ہوا تب عمرو بن جموح نے اُس بُت سے کہا کہ مجھ کو تو خبر نہیں کہ تیرے ساتھ یہ معاملہ کون کرتا ہے؟ لے یہ تلوار لے اور جو تیرے ساتھ گستاخی کرتا

ہے اُس سے اپنا بدلہ لے۔ یہ کہہ کر تلوار اُس کے گلے میں ڈال دی اور خود سو رہے۔ اُن جوانوں نے آکر وہ تلوار اُس کے گلے میں سے لے لی اور ایک مُردہ کُتّے کو رسّی سے اُس بُت کے ساتھ باندھ کر اور ایک پُرانے کنوئیں میں جس میں لوگوں کی نجاستیں پڑتی تھیں اُس بُت کو اوندھا پھینک آئے۔ صُبح کو جو عمرو بن جموح اُٹھے پھر اُس بُت کو غائب پایا ڈھونڈتے ڈھونڈتے اُس کنوئیں پر پہنچے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بُت کُتّے کے ساتھ بندھا ہُوا اوندھا پڑا ہے۔ جب انہوں نے اس کی یہ ذِلّت دیکھی اور ان کی قوم کے لوگوں نے بھی اِن کو اسلام کی ترغیب دی۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہُوا۔ اور پھر انہوں نے گمراہی سے نکلنے اور شاہراہِ ہدایت پر آنے کا جناب باری میں بڑا شکریہ ادا کیا۔

بیعتِ ثانیہ کی شرائط

ابن اسحاق کہتے ہیں جہاد کی شرط عقبہ کی پہلی بیعت میں نہ تھی کیونکہ اُس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ ہُوا تھا۔ جب آپؐ کو حکم ہُوا تب آپؐ نے عقبہ کی بیعتِ ثانیہ میں کفّار سے لڑنے اور اپنی حفاظت کے متعلق بیعت لی اور اس کے پُورا کرنے کا بدلہ اُس کے واسطے جنّت فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے اور یہ نقیب اور اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے پہلی اور دوسری دونوں بیعتیں کی تھیں یہ کہتے ہیں ہم نے دوسری بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر کی تھی اور پہلی بیعت صرف خدا و رسولؐ کی ہر حال میں اطاعت اور سرداری میں جھگڑا نہ کرنے اور ان باتوں پر تھی جو بیعت النساء میں مذکور ہیں اور یہ کہ خدا کے معاملہ میں ہم کسی کی ملامت کا خوف نہ کریں۔

باب ۵۶

بیعت کرنے والوں کے نام

ابن اسحاق کہتے ہیں جن لوگوں نے اوس اور خزرج کے قبیلوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقامِ عقبہ میں بیعت کی تھی اُن کے نام یہ ہیں اور یہ کل تہتّر مرد اور دو عورتیں تھیں :۔

اوس بن حارثہ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر یعنی بنی عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے اُسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل یہ نقیب تھے اور جنگ بدر میں حاضر نہ تھے۔ اور ابوالہیثم بن تیہان جن کا نام مالک ہے۔ یہ بدر میں شریک تھے اور سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زعبہ بن زعورا بن عبدالاشہل۔ یہ بدر میں موجود تھے۔ اس قبیلے کے یہ تین شخص ہیں :۔

بنی حارثہ بن حرث اور بنی حارثہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے تھے۔ ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ اور ابوبردہ بن دینار جن کا نام ہانی بن دینار ہے بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ذہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ یہ اس قبیلہ کے حلیف تھے اور بدر میں شریک ہوئے تھے۔ اور نہیر بن ہیثم بنی نابی بن مجدعہ بن حارثہ میں سے یہ تین شخص تھے۔

بنی عمرو بن عوف اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے سعد بن خیثمہ بن حرث بن مالک بن کعب بن سخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس یہ نقیب تھے اور بدر میں شریک تھے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ان کا نسب ابن اسحاق نے بنی عمرو بن عوف سے بیان کیا ہے حالانکہ یہ غنم بن سلم میں سے تھے۔ کیونکہ بعض اوقات اب بھی ہوجاتا ہے کہ ایک قوم کا شخص دوسری قوم میں متبنّی ہوتا ہے اور اُسی قوم کی طرف لوگ اُس کو منسوب کر دیتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن

زعورا۔ عین کے پیش اور زبر کے ساتھ بھی ہے۔ ۱۲ (مترجم)

عوف بن عمرو یہ بھی نقیب تھے اور بدر میں موجود تھے۔ اور عبداللہ[۹] بن جبیر بن نعمان بن امیہ بن برک[۱۰] اور برک کا نام امرئ القیس ہے بن ثعلبہ بن عمرو یہ بھی بدر میں حاضر تھے اور اُحد میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تیر اندازوں کا سردار بنایا تھا۔ اور معن[۱۰] بن عدی بن جد بن عجلان بن ضبیعہ یہ اُن کے حلیف تھے اور بدر، اُحد اور خندق وغیرہ تمام جنگوں میں رسولِ کریمؐ کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ آخر یمامہ کی جنگ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں شہید ہوئے اور عویم[۱۱] بن ساعدہ یہ بھی بدر اور اُحد اور خندق میں شریک تھے۔ یہ پانچ شخص اس قبیلہ کے ہیں۔ چنانچہ قبیلہ اوس کے کل لوگ جو عقبہ کی بیعت میں حاضر ہوئے تھے گیارہ آدمی تھے۔

خزرج بن حارثہ

اور قبیلہ خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی نجار میں سے جن کو تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج کہتے ہیں یہ لوگ تھے۔ ابو ایوب[۱۲] خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن نجار یہ بدر اور اُحد وغیرہ تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے اور آخر حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ملک روم میں جہاد کرتے ہوئے انتقال فرمایا۔ اور معاذ[۱۳] بن حرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار یہ بھی بدر اور اُحد وغیرہ تمام مشاہد میں شریک تھے اور ان ہی کو ابن عفراء کہتے ہیں اور ان کے بھائی عوف[۱۴] بن حرث بدر میں شہید ہوئے۔ ان کے ایک اور بھائی معوذ[۱۵] بن حارث تھے جو بدر ہی میں شہید ہوئے۔ اور یہی ابو جہل کے قاتل تھے۔

ابن ہشام نے ان کا نام رفاعہ بن حرث بیان کیا ہے۔

اور عمارہ[۱۶] بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن نجار یہ بھی بدر اور اُحد وغیرہ تمام مشاہد میں شریک تھے اور آخر جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے اور اسعد[۱۷] بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار یہ نقیب تھے اور بدر سے پہلے ہی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی اِن کا انتقال ہوا۔ اور یہی ابو امامہ کے نام سے مشہور تھے۔ اس قبیلہ کے یہ چھ شخص ہوئے۔

بنی عمرو بن مبذول

بنی عمرو بن مبذول بن عامر بن مالک بن نجار میں سے سہل[۱۸] بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو۔ یہ بدر میں حاضر تھے۔ اس قبیلہ کے یہ

---

۱۰ ؎ برک بعض نسخوں میں با کے پیش اور را کے زیر کے ساتھ ہے اور بعض میں با کے زبر اور را کی سکون کے ساتھ۔ (مترجم)

ایک ہی شخص ہیں۔

بنی عمرو بن مالک

اور بنی عمرو بن مالک بن نجار میں سے جو بنی حدیلہ کہلاتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں حدیلہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج ہے۔ اوس[19] بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک یہ بھی بدر میں حاضر تھے اور ابوطلحہ زید[20] بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ یہ بھی بدر میں شریک تھے۔ اس قبیلہ سے یہ دو شخص ہیں۔

بنی مازن بن نجار

اور بنی مازن بن نجار میں سے قیس[21] بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن، ان کو حضورؐ نے جنگِ بدر میں طلایہ لشکر پر مقرر فرمایا تھا۔ اور عمرو[22] بن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن یہ دو شخص تھے۔ چنانچہ بنی نجار کے یہ سب لوگ گیارہ آدمی عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء جن کو ابن اسحاق نے یہاں ذکر کیا ہے، یہ غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء ہیں۔

بنی حرث بن خزرج

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی حرث بن خزرج میں سے سعد[23] بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث یہ نقیب تھے اور بدر میں شریک ہو کر احد میں شہید ہوئے اور خارجہ[24] بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس یہ بھی بدر میں شریک ہو کر احد میں شہید ہوئے۔ اور عبداللہ[25] بن رواحہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس یہ نقیب تھے اور بدر اور احد وغیرہ کل مشاہد میں شریک تھے سوائے فتح مکہ کے۔ اور جنگ موتہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر بنایا تھا اسی میں شہید ہوئے۔

اور بشیر[26] بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث ابوالنعمان بن بشیر بدر میں شریک تھے۔ اور عبداللہ[27] بن زید بن ثعلبہ بن عبداللہ بن زید بن حرث بن خزرج بن حرث بدر میں شریک تھے اور یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے خواب میں اذان سنی تھی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ذکر کیا تب آپؐ نے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔ اور خلاد[28] بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث

بدر، اُحد اور خندق میں شریک تھے اور بنی قریظہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ ایک چکی کا پاٹ کسی بلند جگہ سے اُن کے سر پر آن پڑا تھا جس کی چوٹ سے شہید ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے واسطے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور عقبہ[۲۹] بن عمرو بن ثعلبہ بن یسیرہ بن عسیرہ بن جدارہ بن عوف بن حرث ان ہی کو ابو مسعود کہتے ہیں اور یہ عقبہ کے حاضرین میں سب سے زیادہ نوعمر تھے۔ بدر میں شریک نہیں ہوئے اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں انتقال کیا۔ اس قبیلہ کے یہ سات شخص تھے۔

بنی بیاضہ بن عامر

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج میں سے زیاد[۳۰] بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن اُمیہ بن بیاضہ بدر میں بھی شریک تھے اور فروہ[۳۱] بن عمرو بن ودفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ یہ بھی بدر میں شریک تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض نے ودفہ کہا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور خالد[۳۲] بن قیس بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ یہ بھی بدر میں شریک تھے۔ اس قبیلہ کے یہ تین شخص ہیں۔

بنی عامر بن زریق

بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج میں سے رافع[۳۳] بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق یہ نقیب تھے۔ اور ذکوان[۳۴] بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق یہ مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تھے اسی سبب سے ان کو مہاجر انصاری کہا جاتا ہے۔ بدر میں یہ شریک تھے اور اُحد میں شہید ہوئے۔

اور عباد[۳۵] بن قیس بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق بدر میں شریک تھے۔ اور حرث[۳۶] بن قیس بن خالد بن مخلدہ بن عامر بن زریق ان کی کنیت ابو خالد ہے اور بدر میں یہ شریک تھے یہ چار شخص ہیں۔

بنی سلمہ بن سعد

اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج کی شاخ بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے براء[۳۷] بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم یہ نقیب تھے اور یہ وہی شخص ہیں جن کے بارے میں بنی سلمہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بیعت کی تھی اور نبی کریمؐ کے مدینہ میں تشریف لانے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ اُن کے بیٹے بشرؓ[۳۸] بن براء بن معرور بدر اور اُحد اور خندق کے واقعات میں شریک تھے اور خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس بکری کا گوشت کھانے سے جس میں آپؐ کو زہر دیا گیا تھا شہید ہوئے اور یہ بشر وہی شخص ہیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ جد بن قیس بخیل ہے۔ حضورؐ نے فرمایا بخل سے بڑھ کر کون سا مرض ہوگا۔ نہیں بلکہ تمہارا سردار خوبصورت حسین بشر بن براء بن معرور ہے۔

اور سنانؓ[۳۹] بن صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ یہ بھی بدر میں شریک تھے۔ اور طفیلؓ[۴۰] بن نعمان بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں شریک تھے اور خندق میں شہید ہوئے۔ اور معقلؓ[۴۱] بن منذر بن سرح بن خناس بن سنان بن عبید بدر میں شریک تھے۔ اور یزیدؓ[۴۲] بن منذر بن سرح بن خناس بن سنان بن عبید بدر میں شریک تھے۔ اور مسعودؓ[۴۳] بن یزید بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔ اور ضحاکؓ[۴۴] بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بدر میں حاضر تھے۔ اور یزیدؓ[۴۵] بن خذام بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔ اور جبارؓ[۴۶] بن صخر بن اُمیہ بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں موجود تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے جبار بن صخر بن اُمیہ بن خناس۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور طفیلؓ بن مالک بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں موجود تھے۔ یہ گیارہ آدمی ہیں۔

بنی سواد | اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی کعب بن سواد میں سے کعبؓ[۴۸] بن مالک بن ابی کعب بن قین بن کعب۔ یہ ایک شخص تھے۔

بنی غنم | اور بنی غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سلیمؓ[۴۹] بن عمرو بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بدر میں بھی شریک تھے۔ اور قطبہؓ[۵۰] بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن عمرو بدر میں شریک تھے۔ اور یزیدؓ[۵۱] بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم جن کی کنیت ابوالمنذر تھی۔ یہ بدر میں بھی حاضر تھے۔ اور ابوالیسرؓ[۵۲] جن کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم ہے بدر میں شریک تھے۔ اور صیفی بن سواد بن عباد بن عمرو بن غنم یہ پانچ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں صیفی بن سواد بن عباد بن عمرو بن سواد ہے اور سواد کا کوئی بیٹا غنم نامی نہیں تھا۔

بنی نابی بن عمرو | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں

سے ثعلبہ بن غنمہ بن عدی بن نابی یہ بدر میں شریک تھے اور خندق میں شہید ہوئے۔ اور عمرو[55] بن غنمہ بن عدی بن نابی۔ اور علبس[56] بن عامر بن عدی بن نابی بدر میں شریک تھے۔ بنی قضاعہ میں سے ان کے حلیف عبداللہ[57] بن اُنیس یہ بھی عقبہ میں حاضر تھے۔ اور خالد[58] بن عمرو بن عدی بن نابی یہ بھی پانچ آدمی تھے۔

بنی حرام بن کعب

اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام یہ نقیب تھے۔ بدر میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے اور اُن کے فرزند جابر بن عبداللہ[60] بھی شریک تھے اور معاذ[61] بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام یہ بھی بدر میں شریک تھے اور ثابت[62] بن جذع۔ جذع کا نام ثعلبہ بن زید بن حرث بن حرام ہے۔ بدر میں شریک تھے۔ اور طائف کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو[63] بن حرث بن ثعلبہ بن زید بن حرث بن حرام بدر میں شریک تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عمیر بن حرث بن لبدہ بن ثعلبہ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قبیلہ بلی سے اُن کے حلیف خدیج[64] بن سلامہ بن اوس بن عمرو بن فراز اور معاذ[65] بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن عدی بن سعد بن علی بن اسداد۔ کہا جاتا ہے اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج یہ بنی سلمہ میں تھے اور بدر میں اور تمام جہادوں میں شریک ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ملک شام کے اندر مقام عماس میں مرضِ طاعون سے انتقال کیا۔ بنی سلمہ نے ان کے بارے میں دعوےٰ کیا تھا کہ یہ سہل بن محمد بن حد بن قیس بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کے ماں شریک بھائی ہیں۔ اس قبیلہ کے یہ سات شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمر بن ادی بن سعد ہے۔

بنی عوف بن خزرج

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج سے عبادہ[66] بن صامت بن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف نقیب تھے اور بدر وغیرہ تمام مشاہد میں شریک ہوئے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ غنم بن عوف سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کے بھائی ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباس[67] بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف یہ مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ آ گئے تھے۔ اسی سبب سے ان کو مہاجر انصاری کہا جاتا ہے۔ یہ اُحد میں شہید ہوئے۔ اور ابو عبدالرحمٰن[68] بن یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ (بنی غصینہ میں سے ان کے حلیف) اور عمرو[69] بن حرث بن لبدہ بن عمر بن ثعلبہ یہ چار شخص تھے اور ان ہی کو قواقل بھی کہتے ہیں۔

بنی سالم بن غنم

اور بنی سالم بن غنم بن عوف بن خزرج میں سے جن کو بنو حبلیٰ بھی کہتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں حبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف ہے۔ حُبلیٰ اس کو اس کے پیٹ کا بڑا ہونے کے سبب سے کہتے تھے۔ رفاعہ[70] بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم جن کی کنیت ابوالولید ہے یہ بدر میں شریک تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں رفاعہ بن مالک ہے اور مالک ابوالولید بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے حلیف عقبہ[71] بن وہب بن کلاہ بن جعفد بن ہلال بن حرث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہینہ بن عبداللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان۔ یہ بدر میں شریک تھے اور یہ بھی مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تھے اور ان کو مہاجر انصاری کہا جاتا تھا یہ دو شخص تھے۔

بنی ساعدہ بن کعب

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ساعدہ میں سے سعد بن عبادہ[72] بن ولیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ۔ یہ نقیب تھے۔ اور منذر[73] بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدِ وُدّ بن زید بن ثعلبہ بن جشم بن خزرج بن ساعدہ یہ بھی نقیب تھے اور بدر اور اُحد میں شریک ہو کر بیر معونہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیرِ لشکر مقرر کیا تھا۔ اور یہ دو شخص تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں غرض وہ تمام لوگ جو اوس اور خزرج میں سے عقبہ کی بیعت میں شریک تھے۔ تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ کہتے ہیں کہ ان عورتوں نے بھی بیعت کی تھی۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر نہ رکھواتے تھے بلکہ اُن سے زبانی اقرار لے کر فرماتے تھے کہ جاؤ تمہاری بیعت میں نے لے لی۔

دو صحابیات

بنی مازن بن نجّار میں سے نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن تھیں۔ یہ اُمِّ عمارہ کہلاتی تھیں اور یہ جہاد میں حضورؐ کے ساتھ مع اپنی بہن اور اپنے خاوند زید بن عاصم اور اپنے بیٹوں حبیب بن زید اور عبداللہ بن زید کے شریک ہوتی تھیں اور ان کے بیٹے خبیبؓ وہ ہیں جن کو یمامہ والے مسیلمہ کذاب نے پکڑ لیا تھا اور اس سے کہتا تھا کہ تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ یہ کہتے ہاں میں گواہی دیتا ہوں۔ پھر کہتا کہ میرے رسول ہونے کی بھی گواہی دیتا ہے۔ خبیبؓ کہتے میں تیری بات سنتا ہی نہیں۔ آخر مسیلمہ نے خبیبؓ کا ایک ایک عضو کاٹ کاٹ کر شہید کیا۔

پس خبیبؓ کی والدہ ام عمارہؓ یمامہ کی جنگ میں لشکرِ اسلام کے ساتھ خود گئیں اور مردانہ اور دلیرانہ جنگ کی یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب قتل ہوا۔ جب یہ واپس ہوئی ہیں تو تلوار اور نیزہ کے بارہ زخم ان کے لگے تھے اور بنی سلمہ میں سے ام منیعؓ تھیں جن کا نام اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ ہے۔

باب ۵

قتال اور ہجرت کی اجازت

قتال کی اجازت

ابن اسحاق کہتے ہیں عقبہ کی بیعتِ ثانیہ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد اور جنگ کا حکم نہیں تھا صرف خدا سے دُعا کرنے کی اجازت تھی۔ اسی سبب سے حضورؐ کفار کی اذیت اور تکلیف پر صبر اور درگزر فرماتے تھے اور کفار دن بدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ایذا رسانی میں انتہا درجہ کی سختی اور سرکشی کرتے جاتے تھے۔ چنانچہ بہت سے مسلمانوں کو اُن لوگوں نے گھروں میں قید کیا۔ بہت سوں کو شہر بدر کیا جن میں سے کچھ حبش چلے گئے اور بہت سے مدینہ اور دیگر اطراف میں مُنتشر ہو گئے۔ آخر جب قریش نے بے حد زیادتی پر کمر باندھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور اپنے دین کو غالب کرنا اور عزت دینا چاہا تو جہاد کا فرمان نازل کیا۔ چنانچہ مجھ کو عروہ بن زبیر وغیرہ علماء سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جہاد کے حکم میں سب سے پہلے یہ آیات نازل ہوئی ہیں:-

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ
أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ
النَّاسَ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ
اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِن
مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ
وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝

ترجمہ:- اجازت دی گئی جہاد کی اُن مسلمانوں کو جو کفار سے جنگ کرنا چاہتے ہیں، اس واسطے کہ اُن مسلمانوں پر ظلم کیا گیا اور بے شک خدا اُن کی امداد پر قادر ہے۔ یہ مسلمان وہ لوگ ہیں جو بے گناہ اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ مگر یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض پر غالب کر کے اُن کو نہ نکلواتا تو ضرور گوشہ نشینوں کی خلوت گاہیں اور نصاریٰ کے گرجا اور یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں

ڈھادی جاتیں جن میں کثرت کے ساتھ اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور ضرور اللہ اُس شخص کی مدد فرمائے گا جو خدا کے دین کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے۔ مسلمان ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین پر اُن کو حکومت دیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کا لوگوں کو حکم کریں اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکیں اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے انجام سب کاموں کا (یعنی اُس کی بغیر مرضی کے کچھ نہیں ہو سکتا)۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کے بعد یہ آیت نازل کی :-

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ

یعنی کفار سے اس قدر لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے (یعنی کسی مسلمان کو وہ فتنہ میں نہ ڈال سکیں) اور دین اللہ ہی کے واسطے ہو جائے (یعنی غیر خدا کی پرستش نہ رہے)

ہجرت کا حکم

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم دے دیا اور انصار کے گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جو مکہ میں تھے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے اور انصار سے مل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے بھائی کر دیئے ہیں اور امن کا گھر تمہیں عنایت کیا ہے۔ پس تم وہاں چلے جاؤ۔ چنانچہ یہ لوگ تھوڑے تھوڑے مدینہ کی طرف روانہ ہونے لگے اور حضورؐ حکمِ الٰہی کے انتظار میں تھے کہ جس وقت حکم آئے تو میں بھی روانہ ہوں۔ چنانچہ مہاجرین صحابہ میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے صحابی قریش کے قبیلہ بنی مخزوم میں سے تھے۔ یعنی ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم یہ عقبہ کی بیعت سے ایک سال پہلے مدینہ چلے گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے انصار کے اسلام قبول کرنے کی خبر سن لی تھی اور اس سے پہلے یہ حبشہ جا کر پھر مکہ آ گئے تھے جیسا کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں جب میرے خاوند ابو سلمہ نے مدینہ جانے کا قصد کیا تو اپنے اُونٹ کو کس کر تیار کیا اور مجھ کو اور میرے بیٹے سلمہ کو اُس پر بٹھا کر خود اُونٹ کی نکیل پکڑ کر لے کر چلے۔ آگے بنی مخزوم کے چند لوگوں نے آ کر ان کو گھیر لیا اور کہا ام سلمہ ہماری لڑکی ہے اس کو تیرے ساتھ نہیں جانے دیتے کہ تو شہر بشہر اِس کو لئے پھرے۔ کہتی ہیں غرضیکہ اُن لوگوں نے میرے خاوند سے مجھ کو چھین لیا۔ ابو سلمہ کے قبیلہ بنی عبدالاسد کے لوگ اس بات سے بہت خفا ہوئے اور

انہوں نے کہا یہ لڑکا ابوسلمہ کا ہے۔ ہم اس کو تمہارے پاس نہیں چھوڑتے۔ چنانچہ وہ میرے بچہ کو لے گئے اور میں بالکل تنہا رہ گئی۔ ایک سال تک اسی مصیبت میں گرفتار رہی کہ روز ابطح میں جاکر رویا کرتی تھی۔ ایک روز میرے چچا کے بیٹوں میں ایک شخص نے جو مجھ کو وہاں روتے دیکھا اُس کو مجھ پر رحم آیا اور اُس نے میری قوم بنی مغیرہ سے جاکر کہا کہ تم اس مسکین عورت کو کیوں ستاتے ہو۔ تم نے اِس کو اِس کے خاوند اور بچہ سے جُدا کر دیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ پس اُنہوں نے مجھ سے کہہ دیا کہ جا اپنے خاوند کے پاس چلی جا۔

کہتی ہیں پھر میں اپنے اُونٹ کو تیار کر کے اور بچہ کو ساتھ لے کر اُس پر سوار ہوئی اور کوئی یار و مددگار میرے ساتھ نہ تھا اور مدینہ کو روانہ ہوئی۔ جب مقام تنعیم[1] میں پہنچی وہاں مجھ کو عثمان بن ابی طلحہ ملا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اے ام سلمہ کہاں جاتی ہو۔ میں نے کہا اپنے خاوند کے پاس مدینہ جاتی ہوں۔ عثمان نے کہا اس طرح اکیلی اور تنہا جاتی ہو میں نے کہا ہاں خدا میرے ساتھ ہے یا یہ میرا بچہ ہے۔ عثمانؓ نے کہا قسم ہے خدا کی اس طرح میں تم کو نہ چھوڑوں گا۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ پھر اُس نے میرے اُونٹ کی مہار پکڑلی اور لے کر چلا۔ جب منزل پر پہنچتا اُونٹ کو بٹھا کر الگ ہو جاتا۔ میں جس وقت اُتر آتی پھر اُونٹ پر سے کاٹھی اُتار کر اُس کو درخت سے باندھ دیتا اور علیٰحدہ درخت کے سایہ میں جا سوتا۔ جب چلنے کا وقت ہوتا اُونٹ کو کس کر تیار کرتا میں اُس پر سوار ہو جاتی اور وہ نکیل پکڑ کر چلتا یہاں تک کہ اسی طرح ہم مدینہ پہنچے۔ اور عثمانؓ نے جب مقام قباء میں بنی عمرو بن عوف کے گاؤں کو دیکھا مجھ سے کہا اے اُم سلمہ تمہارے خاوند ابوسلمہ یہیں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تم خدا کی برکت کے ساتھ اس میں داخل ہو۔ اور پھر عثمان مکہ کو واپس چلا آیا۔

اُم سلمہ کہتی ہیں اسلام کے اندر مہاجرین میں سے جو مصیبت کہ ہم کو پہنچی۔ اور جیسا کہ میں نے عثمان بن طلحہ کو نیک دل اور بامروت پایا ہے ایسا اور کسی کو نہیں پایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ابوسلمہ کے بعد سب سے پہلے مہاجرین میں سے عامر بن ربیعہ (بنی عدی بن کعب کے حلیف) اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی جثمہ کے ساتھ مدینہ آئے۔

---

[1] مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔

بنی جحش کی ہجرت

پھر ان کے بعد عبداللہ بن جحش بن راٰب بن یعمر بن صبرہ بن مُرّہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ (بنی اُمیہ بن عبد شمس کے حلیف) اپنی بیوی اور اپنے بھائی عبد بن جحش کے ساتھ آئے۔ ان کی کنیت ابواحمد ہے۔ یہ ابواحمد نابینا شخص تھے اور مکہ میں اُوپر اور نیچے سارے شہر میں بغیر کسی شخص کے ساتھ لئے پھرتے تھے اور شاعر بھی تھے۔ ان کی بیوی فرتحہ بنت ابی سفیان بن حرب تھی اور اُن کی ماں اُمیمہ بنت عبدالمطلب تھی۔ جب بنی جحش نے ہجرت کی تو یہ عورت اُن کے گھر کو بند کر کے کہہ رہی تھی کہ افسوس ان گھروں میں کوئی رہنے والا نہیں۔"

اُس روز عتبہ بن ربیعہ اور حضرت عباس اور ابوجہل کا اِن مکانوں کی طرف گذر ہوا اور یہ مکہ کی اُوپر کی طرف جا رہے تھے جب انہوں نے اُس عورت کی یہ بات سُنی تو عُتبہ نے اُس گھر کی یہ حالت دیکھ کر ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور یہ شعر پڑھا ؎

وَکُلُّ دَارٍ وَاِنْ طَالَتْ سَلَامَتُھَا
یَوْمًا سَتُدْرِکُھَا النَّکْبَاءُ وَالْحُوْبُ

یعنے کوئی گھر کتنے ہی زمانہ دراز تک سلامت رہے آخر ایک روز اُس کے واسطے زوال اور ویرانی ضروری ہے۔"

ابن ہشام کہتے ہیں یہ شعر ابوداؤد آبادی کے قصیدہ میں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر عتبہ نے کہا کہ دیکھو بنی جحش کا گھر بھی رہنے والوں سے خالی ہوگیا۔ ابوجہل نے کہا یہ ساری کارروائی میرے بھتیجے محمدؐ کی ہے۔ اُسی نے ہماری جماعتوں کو متفرق کیا ہے اور ہمارے آپس میں جُدائی ڈالی ہے اور تفرقہ اندازی کی ہے۔

مہاجرین و مہاجرات

غرض ابوسلمہ بن عبدالاسد اور عامر بن ربیعہ اور عبداللہ بن جحش اور اُن کے بھائی ابواحمد بن جحش مدینہ کے مقام قباء میں مُبشر بن عبدالمنذر بن زنبیر کے پاس بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں رہتے تھے اور ان کے پہنچنے کے بعد پھر تو مہاجرین پے درپے آنے لگے اور بنی غنم بن دودان جو اہلِ اسلام سے تھے وہ بھی مرد و عورت سب مدینہ میں آ گئے۔ عبداللہ بن جحش اور ابواحمد بن جحش اور عُکاشہ بن محصن اور شجاع اور عُقبہ وہب کے دونوں فرزند اور اربد بن جمیرہ۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اُن کو حمیرہ کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور منقذ بن نباتہ اور سعید بن رقیش اور محرز بن نضلہ اور یزید بن رقیش اور قیس بن جابر اور عمرو بن محصن اور مالک بن عمرو اور صفوان بن عمرو اور لقیف بن عمرو اور ربیعہ بن اکتم اور زبیر بن عبیدہ اور تمام بن عبیدہ اور سخرہ بن عبیدہ اور محمد بن عبداللہ بن جحش ۔ اور ان کی عورتوں میں سے زینب بنت جحش اور ام حبیب بنت جحش اور جذامہ بنت جندل اور ام قیس بنت محصن اور ام حبیب بنت ثمامہ اور آمنہ بنت رقیش اور سنجرہ بنت تمیم اور حمنہ بنت جحش بن رئاب (یہ سب لوگ ہجرت کر آئے ۔) ❊

باب ۵۸

مہاجرین اور اُن کی اقامت گاہیں

حضرت عمرؓ کی ہجرت ابن اسحاق کہتے ہیں پھر عمرؓ بن خطاب اور عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ان کی ہجرت کا یہ واقعہ ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"میں نے اور عیاش اور ہشام بن عاص بن وائل نے رات کو مشورہ کیا کہ صبح کے وقت ہم تینوں مقام سرف[1] میں اکٹھے ہو جائیں اور جو صبح کو وہاں نہ آسکے گا وہ ضرور قید میں پھنس جائیگا۔ چنانچہ میں اور عیاش ہم دونوں تو وہاں پہنچ کر مدینہ کو روانہ ہو گئے اور ہشام بے چارہ قید میں پھنس گیا۔ جب ہم مدینہ میں پہنچ گئے تو مقام قباء میں بنی عمرو بن عوف کے اندر ٹھہرے اور ابو جہل بن ہشام اور حرث بن ہشام عیاش کی تلاش میں مدینہ آئے۔ کیونکہ یہ دونوں اس کے چچا زاد اور ماں شریک بھائی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت مکہ ہی میں تشریف فرما تھے۔

ابو جہل کا فریب پس ان دونوں نے عیاش سے کہا اور اُن کو دھوکہ دیا کہ تمہاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تم کو نہ دیکھے گی نہ سر میں کنگھی کرے گی اور نہ سایہ میں بیٹھے گی ۔ پس تو اس پر رحم کر اور ہمارے ساتھ چلا چل۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے ہر چند ان کو سمجھایا کہ تم ان کے دھوکہ میں نہ آنا ورنہ پریشان ہو گے۔ مگر وہ ان کے دھوکے میں آگئے اور مجھ سے کہنے لگے۔ اول تو مجھ کو اپنی ماں کی قسم پوری کرنی ہے۔ دوسرے یہ کہ میرا مال بھی ہے اُس کو وہاں سے لے کر چلا آؤں گا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے کہا تمہاری ماں کو جب جوئیں ستائیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور جب مکہ کی دھوپ اُس کو بے چین کرے گی تو وہ خود بخود سایہ میں بھاگ آئے گی اور تمہارے آنے کی راہ ہرگز نہ دیکھے گی۔ اور

---

[1] مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر مدینہ منورہ کے راستے میں ایک مقام ہے۔ (مرتب)

مال کا جو تم کو خیال ہے تو یہ سمجھو کہ تمہارا مال میرے مال سے نصف حصّہ کے برابر بھی نہیں ہے جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اور اس کا خیال تک نہیں کرتا۔ حالانکہ میں قریش میں اوّل درجہ کا مال دار ہوں۔ مگر عیاش پر میری اس نصیحت نے کچھ اثر نہ کیا۔

حضرت عمرؓ کی تدبیر

جب میں نے دیکھا کہ یہ بغیر جائے نہ رہیں گے تو کہا کہ اے عیاش! میری ناقہ پر سوار ہو کر جانا کیونکہ یہ اونٹنی بڑی اصیل ہے۔ اگر راستے میں یہ دونوں تمہارے ساتھ کچھ بدی کریں تو فوراً اِدھر بھاگ آنا۔ عیاش نے یہ بات مان لی اور میری اونٹنی پر سوار ہو کر ابوجہل اور حرث کے ساتھ مکّہ کو روانہ ہوئے۔ جب یہ لوگ کچھ راستہ طے کر چکے تو ابوجہل نے عیاش سے کہا اے بھائی دیکھنا میرا اونٹ تھک گیا ہے۔ اگر تم چاہو تو اپنی اونٹنی پر مجھ کو بھی بٹھا لو۔ عیاش بالکل سیدھے سادے تھے اور اُن کی سمجھ میں آگیا اور انہوں نے کہا بہت اچھا۔ پھر اُنہوں نے اپنی اونٹنی کو ٹھہرایا اور یہ دونوں بھی اپنے اونٹوں پر سے اُترے اور یہ بھی اُترے۔ اِن دونوں نے نہایت چالاکی سے عیاش کو باندھ لیا اور اونٹنی پر ڈال کر مکّہ میں لے آئے اور جو کوئی ملتا اُس سے کہتے کہ دیکھو جس طرح سے ہم اپنے اس جاہل کو گرفتار کر کے لائے ہیں تم بھی اپنے جاہلوں کو گرفتار کر لاؤ اور پھر ان ظالموں نے عیاشؓ مظلوم کو گھر میں قید کر لیا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم کہا کرتے تھے کہ ہم مسلمانوں میں سے جو لوگ کفّار کے پھندے میں گرفتار ہیں اور اُن کے فتنہ میں مبتلا ہیں اُن کا کوئی نیک کام یا توبہ قبول نہ ہو گی یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۔ (۳۹-۵۳-۵۵)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اے میرے گنہگار بندو! تم رحمتِ الٰہی سے نا اُمید اور شکستہ خاطر نہ ہو یقیناً خدا سب گناہوں کو بخش دے گا۔ بے شک وہ بڑا غفور الرحیم ہے اور تم اپنے رب کی

طرف رجوع کرو اور اُس کے احکام کے آگے گردن جُھکا دو۔ اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آئے اور پھر تم مدد نہ کئے جاؤ اور اس قرآن کی پیروی کرو۔ بہتر وہ چیز ہے جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل ہوئی اس سے پہلے کہ تمہارے پاس یکایک بے خبری میں عذاب آجائے۔"

ہشام بن عاص کی مدینہ آمد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَیں نے اس آیت کو ایک کاغذ میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہشام بن عاص کے پاس بھیجا۔ ہشام کہتے ہیں جب مَیں نے اس کو پڑھا تو اس کا مطلب میری سمجھ میں نہ آیا۔ مقام ذی طویٰ میں بیٹھ کر میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا اور ہر چند فکر کرتا تھا۔ مگر اس کا مطلب حل نہ ہوتا تھا۔ آخر مَیں نے نہایت عجز کے ساتھ خدا سے دُعا کی کہ اے اللہ اس آیت کا مطلب مجھ پر منکشف فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں القاء کیا کہ یہ آیت ہم ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ہم جو یہ خیال کرتے تھے کہ قید کفار اور اُن کے فتنوں کے سبب سے ہمارا کوئی نیک کام قبول نہیں ہوتا۔ ہشام کہتے ہیں پھر مَیں اپنے اونٹ کے پاس آیا اور اُس پر سوار ہو کر مدینہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جا ملا۔

دوسری روایت

ابن ہشام کہتے ہیں معتبر ذریعہ سے مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ جب حضورؐ مدینہ میں جلوہ افروز ہوئے تو فرمایا کہ ایسا کون بہادر ہے جو عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن عاص کو میرے پاس لے آئے۔ ولیدؓ بن ولید بن مغیرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! غلام حاضر ہے۔ چنانچہ ولید اُسی وقت مکّہ کی طرف روانہ ہوئے اور پوشیدہ طور سے وہاں پہنچے۔ ایک عورت کو دیکھا کہ کھانا سر پر رکھے ہوئے چلی جارہی ہے۔ ولید نے پوچھا اے خدا کی بندی تو کہاں جارہی ہے؟ اُس نے کہا ان دونوں قیدیوں کو کھانا کھلانے جاتی ہوں۔ یہ بھی اُس عورت کے پیچھے ہو لئے اور اُس کے ساتھ جا کر وہ مکان دیکھ آئے جہاں یہ دونوں قید تھے اور اس مکان کی چھت نہ تھی صرف ایک احاطہ تھا جس کا دروازہ مقفّل رہتا تھا۔ پھر رات کو ولید دیوار پر سے چڑھ کر اُس مکان کے اندر گئے اور ان دونوں کی زنجیر کے نیچے ایک پتھر رکھ کر اپنی تلوار اس ضرب سے لگائی کہ زنجیر صاف کٹ گئی۔ پھر اِن کو باہر لا کر اپنے اونٹ پر سوار کیا اور رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچا دیا۔

مہاجرین کی قیام گاہیں

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد ان کے اور کنبہ دار بھی ان سے جا ملے۔ چنانچہ ان کے بھائی

زید بن خطاب اور سراقہ بن معتمر کے دونوں بیٹے عمرو اور عبداللہ اور خُنیس بن حذافہ سہمی جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے خاوند اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے داماد تھے اور پھر اُن کے انتقال کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور ان کے حلیف واقد بن عبداللہ تمیمی اور خولی ابن ابی خولی اور مالک بن ابی خولی یہ بھی اُن کے حلیف تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو خولی قبیلہ بنی عجل بن لُجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل سے تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی بکیر میں سے چار آدمیوں نے ہجرت کی۔ عاقل بن بکیر اور عامر بن بکیر اور ایاس بن بکیر اور خالد بن بکیر نے اور اُن کے حلیف بنی سعد بن لیث میں سے بھی ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس بنی عمرو بن عوف میں قباء کے اندر ٹھہرے اور عیاش بن ربیعہ بھی جب آئے تو یہیں ٹھہرے۔ پھر تو مہاجرین بکثرت روزمرہ آنے لگے۔ چنانچہ طلحہ بن عبداللہ بن عثمان اور صہیب بن سنان خبیب بن اساف کے پاس بنی خزرج میں ٹھہرے۔

ابن ہشام کہتے ہیں اساف کے بدلے بعض لوگ یساف کہتے ہیں جیسا کہ مجھ سے ابن اسحاق نے بیان کیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ اسعد بن زرارہ کے پاس بنی نجار میں ٹھہرے تھے۔

صہیب رضی اللہ عنہ کا استغناء

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ جب صہیب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ اے صہیب جب تُو یہاں آیا تھا تو نہایت مفلس اور فقیر تھا۔ یہاں تیرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا اب تو چاہتا ہے کہ مال لے کر یہاں سے چلا جائے ہم تجھ کو ہرگز جانے نہ دیں گے۔ صہیب نے کہا اگر میں یہ سب مال تم کو دے دوں جب تو مجھ کو جانے دو گے۔ قریش نے کہا ہاں جب جانے دیں گے۔ صہیب نے کہا بس تو سب مال میں نے تم کو دیا۔ راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب رضی اللہ عنہ کی یہ بات سُنی تو فرمایا کہ صہیب نے بڑا نفع حاصل کیا۔

دیگر مہاجرین

ابن اسحاق کہتے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور ابو مرثد کناز بن حصین اور اُن کے فرزند مرثد غنوی (یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے) اور انسہ اور ابو کبشہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام۔ یہ سب لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس بنی عمرو بن عوف میں ٹھہرے۔ بعض کہتے ہیں کہ سعد بن خیثمہ کے پاس ٹھہرے تھے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسعد بن زرارہ کے پاس بنی نجار میں ٹھہرے تھے اور عبیدہ بن حرث بن مطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل بن حرث اور حصین بن حرث اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب اور سویبط بن سعد بن حریملہ بنی عبدالدار

یں سے اور طلیب بن عُمیر بنی عبد بن قصی میں سے اور عقبہ بن غزوان کے آزاد کردہ غلام خباب عبداللہ بن سلمہ کے پاس قباء میں ٹھہرے۔ عبدالرحمٰن بن عوف دیگر مہاجرین کے ساتھ سعد بن ربیع کے پاس بنی حرث بن خزرج میں ٹھہرے۔ اور زُبیر بن عوام اور ابوسعبرہ بن ابی اہم بن عبدالعزیٰ منذر بن محمد بن عقبہ بن اُحیمہ بن جلاح کے پاس مقام عقبہ بن جمجبی میں ٹھہرے مصعب بن عمیر بن ہاشم بنی عبدالدار میں سے سعد بن معاذ بن نعمان اشہلی کے پاس بنی عبدالاشہل میں اُترے۔ اور ابوحذیفہ بن عُتبہ بن ربیعہ اور ابوحذیفہ کے آزاد غلام سالم اور عُتبہ بن غزوان بن جابر عباد بن بشر بن وقش کے پاس بنی عبدالاشہل میں اُترے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سالم ابوحذیفہ کے آزاد غلام ثبیتہ بنت یعار بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کے بیٹے تھے اور ثبیتہ یعنی سالم کی ماں نے سالم کو بُت کے نام پر آزاد کر دیا تھا۔ پھر ابوحذیفہ نے سالم کو پرورش کیا۔ اس سبب سے یہ ابوحذیفہ کے آزاد غلام کہلانے لگے۔ اور بعض کہتے ہیں ثبیتہ نے ابوحذیفہ سے نکاح بھی کیا لیا تھا۔ اور حضرت عثمانؓ بن عفان بنی بخار میں حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت کے پاس اُترے اس سبب سے حسان کو حضرت عثمانؓ سے بہت محبت ہوگئی تھی اور جب آپ شہید ہوئے تو حسان بہت روئے تھے۔

ان سب صحابہ کی ہجرت کے بعد مکہ میں اب کوئی صحابی ہجرت کرنے والا نہ رہا سوا اُن لوگوں کے جو کفار کی قید میں مقید تھے یا حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت علیؓ بن ابی طالب حضورؐ کے ساتھ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم الٰہی کا انتظار تھا کہ جس وقت حکم ہو میں روانہ ہو جاؤں۔ کئی بار حضرت ابوبکرؓ صدیق نے بھی حضورؐ سے ہجرت کی اجازت چاہی۔ آنحضرت صلی اللہ نے یہ فرمادیا کہ تم ٹھہرے رہو۔ شاید خدا تمہارا کوئی ساتھی کر دے جس کے ساتھ تم چلے جاؤ۔ حضرت صدیقؓ اس تمنا سے ٹھہر جاتے کہ شاید وہ ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں۔

باب ۵۹

قریش کا باہمی مشورہ اور

ناپاک تجاویز

دار الندوہ

مورخ کامل و مبصر فاضل ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب قریش نے اس بات پر غور کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں غیر شہروں کے لوگ بکثرت داخل ہوگئے ہیں اور یہاں سے بھی بہت سے بامروت اصحاب نے اپنے دین کی خاطر دنیا اور مال و اسباب سے قطع نظر کر کے ہجرت اختیار کی اور خداوند تعالیٰ نے اُن کے واسطے مقام امن مہیا کر دیا جہاں وہ اطمینان اور فراغت سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی عنقریب وہیں جا کر اُن میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو قریش کو اس فکر نے نہایت متردد کیا اور اس کے انجام پر اُس کی نظر گئی اور سوچا کہ مسلمانوں کی اس قوت کا مجتمع ہونا ہمارے اسباب زوال و فنا کا قائم ہونا ہے۔ بس یہ فکر کر کے انہوں نے قصیٰ بن کلاب کے مکان میں جس کو دار الندوہ کہا جاتا تھا ایک مجلس مشاورت کے انعقاد کا انتظام کیا۔ یہ وہی مکان ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ قریش کو جس امر مہم کی بابت مشورہ کرنا ہوتا تھا اسی مکان میں مجتمع ہوتے تھے اور اسی مکان میں اُن کے کل امور کے فیصلے کئے جاتے تھے۔ غرضیکہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو اُن کو یہ اندیشے لاحق ہوئے تو اسی مکان میں مشورہ کی مجلس قائم ہوئی۔

ابلیس کی مجلس شوریٰ

ابن اسحاق بہ سلسلہ معتبر راویوں کے ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جس روز یہ مجلس قرار پائی ہے اس روز کا نام یوم الزحمۃ رکھا گیا ہے اور جس وقت یہ لوگ اس مکان کی طرف متوجہ ہوئے تو ابلیس ایک بوڑھے ضعیف العمر شخص کی صورت بنا کر دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ جب یہ لوگ آئے تو اُس بوڑھے کو دیکھ کر پوچھا کہ بڑے میاں آپ کون ہیں؟ اُس نے کہا میں اہلِ نجد سے ہوں اور تم لوگوں کی تشویش اور تفکر کو سن کر میں نے مناسب سمجھا کہ تمہاری مجلس میں حاضر ہو کر اپنی رائے ظاہر کروں۔ یقین ہے کہ

اس سے تم کو نفع پہنچے گا۔ قریش نے کہا بہت بہتر ہے آئیے اندر تشریف رکھئے۔ پس وہ ملعون اُن کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہُوا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس مجلس میں اشراف اور سردارانِ قریش میں سے یہ لوگ حاضر تھے۔

مجلس کے شرکاء

بنی عبد شمس میں سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوسفیان بن حرب۔ بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی اور جُبیر بن مطعم اور حرث بن عامر بن نوفل۔ بنی عبدالدار بن قصی میں سے نضر بن حرث بن کلاہ۔ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود بن مطلب اور حکیم بن حزام بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام اور بنی سہم میں سے حجاج کے دونوں بیٹے نُبیہ اور منبہ اور بنی جمیع میں سے اُمیہ بن خلف اور اُن کے علاوہ اور بہت لوگ تھے۔

مختلف تجاویز

چنانچہ ان سب نے یہ بات کہی کہ اس شخص کی تم حالت دیکھ رہے ہو کہ ہم میں سے اور ہمارے علاوہ غیر لوگوں میں سے اس کے ساتھی کثرت کے ساتھ ہو گئے ہیں اور دن بدن بڑھتے جاتے ہیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ ایک روز ہم پر یہ غالب ہو جائیں گے اور ہمارے دین و مذہب کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔ اس لئے ایسا مشورہ کرنا ضروری ہے جس سے اپنے واسطے پورا انتظام ہو جائے اور آئندہ بُرا وقت دیکھنا نصیب ہو۔

ایک شخص بولا کہ محمدؐ کو قید کر دو اور دروازہ پر پہرہ مقرر کرو جیسا کہ پہلے شاعروں زہیر اور نابغہ کے ساتھ کیا گیا ہے کہ قید ہی میں اُن کا دم نکل گیا۔ شیخ نجدی نے کہا واللہ یہ رائے تمہاری درست نہیں ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو ضرور اُن کے اصحاب اس حال کو سن کر یکبارگی تم پر ایک ایسا سخت حملہ کریں گے کہ تم کو قتل کر کے صاف محمدؐ کو چھڑا لے جائیں گے اور تم سے کچھ نہ ہو سکے گا لہٰذا اور کوئی بات سوچو۔

ایک شخص بولا کہ ہم ان کو یہاں سے نکال دیں۔ یہ حیران و پریشان ہو کر خدا جانے کہاں سے کہاں چلے جائیں گے اور اُن کے غائب ہونے کے بعد ہماری آپس میں پھر ویسی ہی اُلفت اور محبت ہو جائے گی جیسی کہ تھی اور جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں وہ بھی پھر ہم میں مل جائیں گے۔

شیخ نجدی نے کہا واللہ یہ رائے تمہاری پہلی رائے سے بھی زیادہ ناقص ہے تم محمدؐ کی شیریں زبانی اور خوش اخلاقی سے واقف نہیں ہو کہ جس سے وہ ایک دفعہ بات کر لیتے ہیں وہ اُن کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا یعنی یہاں سے اُن کو شہر بدر کر دیا تو یاد رکھو کہ وہ

عرب کے کسی قبیلہ سے جا ملیں گے اور اپنی خوش کلامی سے اُس کو مطیع کر کے تمہاری طرف رجوع کریں گے اور تم کو اپنے گھوڑوں کے سُموں سے ایسا روندیں گے کہ تمہارا نام و نشان نہ چھوڑیں گے اور تمہارے تمام اختیارات اپنے قبضہ میں کر لیں گے۔ لہٰذا تم کوئی ایسی رائے نکالو جو ہر پہلو سے صحیح اور درست ہو۔

ابو جہل کی ناپاک تجویز ابو جہل بن ہشام نے کہا واللہ میری اس کے بارے میں ایک رائے ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اب تک کسی نے ایسا سوچا ہو۔ قریش نے کہا اے ابوالحکم جلد بیان کر کہ وہ کیا رائے تیرے ذہن میں آئی ہے؟ اُس نے کہا میں نے یہ تدبیر سوچی ہے کہ ہم اپنے کل قبائل میں سے ایک ایک جوان چھانٹ کر مسلح تیار رکھیں اور جب محمدؐ سو رہے ہوں تو وہ سب جوان یکبارگی ایک ہاتھ تلوار کا اُن پر ماریں اس طرح اُنہیں قتل کر دیں۔ پھر اگر اُن کی قوم قصاص لینا چاہے گی تو ہمارے اتنے قبائل سے نہ لڑ سکے گی۔ لامحالہ خون بہا پر راضی ہو گی۔ لہٰذا ہم خون بہا دے کر اس قضیہ کو فیصل کر دیں گے اور ہمیشہ کے واسطے اس خدشے سے نجات پائیں گے۔ شیخ نجدی بولا۔ واقعی ابوالحکم کے کیا کہنے ہیں۔ بس یہی رائے نہایت قوی اور ہر پہلو سے صحیح ہے اسی پر عملدرآمد کرو۔ اس رائے کے مقرر ہونے کے بعد لوگ اُس مکان سے اُٹھ کر چلے گئے اور اُدھر جبرائیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آج رات کو آپ اُس جگہ نہ سوئیں جہاں ہمیشہ سویا کرتے ہیں۔

حضرتِ علیؓ کو حکم راوی کہتا ہے کہ جب رات خوب اندھیری ہو گئی۔ یہ سب لوگ اس انتظار میں تھے کہ آپؐ سو جائیں تو ہم اپنا وار کریں۔ رسول اکرمؐ کو جب یہ اطلاع ہوئی کہ دشمن اس بات کے منتظر ہیں تو آپؐ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ تم میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑھ کر سو رہو اور کچھ فکر نہ کرو تم کو یہ کچھ ایذا نہ پہنچائیں گے اور رسول اللہؐ جب سوتے تھے تو اسی چادر میں سوتے تھے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب قریش کے یہ سب لوگ حضورؐ کے دروازے پر جمع ہوئے ابوجہل بھی اُن میں تھا۔ اُس نے کہا محمد یہ کہتے ہیں کہ اگر تم میرا اتباع کرو گے تو عرب کے بادشاہ ہو جاؤ گے۔ اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر تم کو ایسے باغ ملیں گے جیسے اُردن میں ہیں۔ اور اگر میرا اتباع نہ کرو گے تو دُنیا میں قتل و غارت ہو گے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر آگ میں جلو گے۔ وہ یہ کہہ

رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے برتن میں خاک بھر کر لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا ہاں میں یہی بات کہتا ہوں مگر ان لوگوں کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اندھی کر دیں کہ انہوں نے آپ کو نہ دیکھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ یٰسٓ کے شروع کی آیتیں لایبصرون تک پڑھتے جاتے تھے اور اُن کے سروں پر خاک ڈالتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب آپ فارغ ہوئے تو اپنے کام کو تشریف لے گئے اور ان لوگوں کو کچھ خبر نہ ہوئی۔

پھر اُن کے پاس ایک اجنبی شخص آیا اور کہنے لگا تم لوگ یہاں کھڑے ہوئے کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم محمدؐ کے منتظر ہیں۔ اُس نے کہا واللہ! محمدؐ تم کو ذلیل کر کے تشریف لے گئے اور تم میں سے کسی کو محروم نہیں چھوڑا۔ سب کے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں تم کو خبر نہیں کہ تمہارے سروں پر کیا پڑا ہوا ہے۔ اب جو ان لوگوں نے اپنے سروں کو دیکھا تو واقعی اُن کو خاک آلودہ پایا۔ پھر ان لوگوں نے جھانک جھانک کر اندر دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ واقعی کوئی شخص سوتا ہے اور وہی چادر اوڑھے ہوئے ہے جو آنحضرتؐ اوڑھتے تھے۔ کہنے لگے کہ محمدؐ سوتے ہیں اور صبح تک اسی انتظار میں کھڑے رہے۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ حضرت علیؓ بستر پر سے اُٹھے تب کہنے لگے واللہ رات کو وہ شخص ہم سے سچ کہتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے ارشادات

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ کفار کے اس دن کی کاروائی اور مکہ کے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں:-

وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ۔ (۸ : ۳۰)

ترجمہ:- اور اے رسول وہ وقت یاد کرو جبکہ کفار تمہارے ساتھ مکر کرنے کے فکر میں تھے تاکہ تم کو قید کر دیں یا قتل کریں یا شہر بدر کریں اور یہ بھی مکر کر رہے تھے اور خدا بھی مکر کر رہا تھا اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے۔"

سورۂ یٰسین کے فضائل و خواص

سورۂ یٰسین کی پہلی تینوں آیات کا اگر خوف زدہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کے سبب سے ذکر کریں تو اُن کو امن نصیب ہو۔ چنانچہ حرث بن اُسامہ نے اپنے مسند میں حضورؐ سے روایت کی ہے آپ نے سورۂ یٰسین کے فضائل میں بیان فرمایا کہ اگر خوف زدہ اس کو پڑھے گا اُس کو امن

نصیب ہو گا اور اگر بھوکا پڑھے گا اُس کو روزی نصیب ہو گی۔ اور اگر برہنہ پڑھے گا اُس کو لباس ملے گا۔ اور اگر پیاسا پڑھے گا اُس کو پانی ملے گا۔ اور اگر بیمار پڑھے گا اُس کو شفاء ہو گی۔ یہاں تک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے خواص اس کے بیان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت بھی نازل فرمائی :-

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَیۡبَ الۡمَنُوۡنِ قُلۡ تَرَبَّصُوۡا فَاِنِّیۡ مَعَکُمۡ مِّنَ الۡمُتَرَبِّصِیۡنَ ؕ (۵۲ : ۳۱۳)

" ترجمہ :- (اے رسول) کیا یہ لوگ تمہارے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے ہم اس کے بارے میں گردشِ زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں تم ان سے کہہ دو کہ انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں "

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کی اجازت ہوئی۔

باب ۶۰

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

حضرت ابوبکرؓ کی تیاری ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مالدار شخص تھے اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت مانگتے تھے تو رسول اکرمؐ فرماتے تھے تم جلدی نہ کرو شاید خدا تمہارا کوئی ساتھی کر دے۔ ابو بکرؓ کو امید تھی کہ شاید ساتھی سے رسول اللہ کی مراد اپنی ذات مبارک ہو۔ اس سبب سے حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر دو اونٹ خرید کر باندھ رکھے تھے اور انکو خوب کھلاتے تھے تاکہ وقت پر کام آئیں۔

ہجرت کا حکم ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ کے گھر میں ہر روز ایک بار صبح کو یا شام کو تشریف لاتے تھے۔ جس دن آپؐ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ آپؐ ٹھیک دوپہر کے وقت کہ کبھی پہلے اُس وقت تشریف نہ لاتے تھے تشریف لائے۔ ابو بکرؓ نے آپؐ کو دیکھتے ہی کہا کہ آج ضرور کوئی نئی بات ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے ہیں۔ جس وقت آپؐ قریب آئے ابوبکرؓ نے تخت سے نیچے اُتر کر آپؐ تعظیم دی اور آپؐ کو تخت پر بٹھایا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اُس وقت ابوبکرؓ کے پاس میرے اور میری بہن اسماء کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو ہٹا دو تاکہ میں کچھ کہوں۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبیؐ یہ تو دونوں میری لڑکیاں ہیں اور کوئی نہیں ہے میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی ہے۔ فرماتی ہیں آپؐ کے اس فرمان سے خوشی کے مارے ابو بکرؓ رونے لگے اور اُس دن مجھے معلوم ہوا کہ خوشی میں بھی رونا آتا ہے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اِسی دن کے واسطے دو اُونٹنیاں تیار کر رکھی ہیں۔ اور یہ دونوں اُونٹنیاں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی وائل کے ایک شخص عبداللہ بن ارقط کے پاس چرنے کو چھوڑ رکھی تھیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کی خبر مکّہ میں کسی کو نہ ہوئی

سوا ابوبکرؓ کے گھر کے لوگوں اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے کہ اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانے کا حال کہہ دیا تھا اور جو جو امانتیں لوگوں کی حضورؐ کے پاس تھیں وہ بھی حضرت علیؓ کے سپرد کر دی تھیں تاکہ حضورؐ کے بعد وہ امانتیں لوگوں کو واپس کر دیں۔ کیونکہ حضرت علیؓ پر اُن کے صدق اور امانتداری کے سبب سے حضورؐ کو پورا بھروسہ تھا۔

غارِ ثور میں قیام ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ کے گھر کی پشت میں ایک کھڑکی تھی اُس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ دونوں نکل کر مکّہ کے باہر ثور پہاڑ کے ایک غار میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنے فرزند عبد اللہ سے کہا کہ تم جاکر لوگوں کی باتیں سُنو کہ ہمارے بارے میں کیا کہتے ہیں اور شام کو ہم سے آکر کہہ دیا کرو اور اپنے غلام عامر بن فہیرہ سے کہا کہ دن کو تم مکّہ کے ریوڑوں کے ساتھ اپنی بکریاں چرایا کرو اور شام کو یہاں لے آیا کرو۔ چنانچہ عامر ایسا ہی کرتا اور شام کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ بکریوں کا دودھ پیتے اور ابوبکرؓ کی بیٹی اسماء کھانا پکا کر لاتیں اُس کو نوش فرماتے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول خدا اور ابوبکرؓ رات کے وقت غار میں داخل ہوئے تھے اور پہلے ابوبکرؓ نے اندر داخل ہوکر اُس کو صاف کیا تھا تاکہ اُس میں کوئی درندہ یا سانپ وغیرہ نہ ہو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں چنانچہ اسی صورت سے رسول مقبولؐ نے اور ابوبکرؓ نے اُس غار میں تین روز بسر کئے اور یہاں قریش نے آپ کے گم ہونے کے بعد سارے مکّہ میں آپ کو تلاش کر ڈالا اور سو اونٹ کا انعام اُس شخص کے واسطے مقرر کیا جو آنحضرتؐ کو لوٹا لائے۔ عبد اللہ بن ابی بکر یہ سب خبریں دن کو سُن کر رات کو سرورِ کائناتؐ کی خدمت میں عرض کرتے تھے اور عامر بن فہیرہ بکریوں کو لاکر دودھ پلاتا تھا اور اسماء کھانا لاتی تھیں۔ آخر جب تین روز اسی طرح گزر گئے اور لوگوں میں شور و غوغا کم ہوگیا تو عبد اللہؓ اونٹوں کو لے کر حاضر ہوئے اور اسماءؓ سفر کے لے جانے کے واسطے کھانا لائیں۔ مگر بندھن بھول آئیں جس سے اُس کو باندھ کر کجاوے میں لٹکاتیں۔ تب انھوں نے اپنے نطاق[1] کو کھول کر اُس کے دو حصّے کئے۔ ایک حصّہ سے کھانا کو کجاوے میں باندھا اور دوسرا حصّہ اپنے جسم پر باندھ لیا۔ اسی

---

[1] نطاق وہ کپڑا ہے جس کو عورتیں پہنتی ہیں۔ بیچ میں سے اس کپڑے کو باندھ کر دونوں سِرے گھٹنہ پر لٹکاتی ہیں اور اس کا نیچے کا سِرا زمین تک پہنچتا ہے۔ منتہی الارب ۔ ۱۲

سبب سے اسماءؓ کا لقب ذات النطاقین ہے ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابوبکرؓ نے اُن دونوں اُونٹوں میں سے عمدہ اُونٹ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کیا اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ اس پر تشریف فرما ہوں ۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا میں غیر کے اُونٹ پر سوار نہیں ہوتا ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ آپ ہی کا اُونٹ ہے ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یوں نہیں ۔ تم اس کی قیمت بتاؤ کہ کتنے میں تم نے اس کو خریدا ہے ۔ انھوں نے قیمت عرض کی ۔ فرمایا بس اس قیمت میں مَیں نے تم سے خرید لیا ۔ پھر دونوں سوار ہُوئے اور عامر غلام کو بھی ابوبکرؓ نے اپنے پیچھے بٹھا لیا تاکہ راستہ میں خدمت کر سکیں ۔

کفارِ قریش کی پُوچھ گچھ

ابن اسحاق کہتے ہیں اسماءؓ بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ چلے گئے تو قریش کا ایک گروہ ہمارے پاس آیا جس میں ابوجہل بھی تھا اور ہمارے گھر کے دروازے پر کھڑا ہُوا ۔ مَیں اُس کے پاس گئی اُس نے پوچھا اے ابوبکرؓ کی بیٹی ! تیرا باپ کہاں ہے ؟ مَیں نے کہا مجھے نہیں معلوم کہاں گئے ہیں ۔ ابوجہل نے میرے ایک طمانچہ اِس زور سے مارا کہ میرے کان کی بالی نکل پڑی ۔ پھر وہ سب چلے گئے ۔

اسماءؓ کہتی ہیں ہم کو خبر نہ تھی کہ رسولِ اکرمؐ کس طرف تشریف لے گئے ہیں اور اس بے خبری میں ہم کو تین روز گزر گئے ۔ چوتھے روز ایک جن مکہ کے نیچے کی طرف سے چند اشعار گاتا ہُوا نکلا ۔ اُس کی آواز لوگوں کو سنائی دیتی تھی مگر کوئی گانے والا دکھائی نہ دیتا تھا اور وہ جن مکّہ کی اُوپر کی طرف جا کر غائب ہو گیا ۔ اس کے اشعار کے مضمون سے مَیں سمجھ گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں اور اس سفر میں یہ سب چار آدمی تھے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر رضی اللہ عنہ ، عامرؓ بن فہیرہ اور عبداللہؓ بن ارقط جس کو اریقط بھی کہتے تھے ۔

حضرت ابوبکرؓ کے والد ماجد

اسماءؓ کہتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں تو ابوبکرؓ جو کچھ زرِ نقد اپنے پاس رکھتے تھے وہ سب انھوں نے ساتھ لے لیا تھا جو پانچ چھ ہزار درہم ہوں گے ۔ فرماتی ہیں اُن کے جانے کے بعد ابوبکرؓ کے باپ ابوقحافہ جو نابینا ہو گئے تھے گھر میں آئے اور کہنے لگے مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر تم کو بھوکا چھوڑ گیا ہے تمہارے واسطے اُس نے کچھ مال نہیں چھوڑا ۔ اسماءؓ کہتی ہیں مَیں نے کہا نہیں دادا جان بہت مال چھوڑ گئے ہیں ۔ اور مَیں نے چھوٹے چھوٹے سنگریزے لے کر اُس طاق میں رکھ

دیئے جس میں ابوبکرؓ اپنا مال رکھتے تھے اور ایک کپڑا اُن پر ڈھک دیا اور ابو قحافہ سے کہا کہ آیئے دیکھئے یہ اس قدر مال وہ ہمارے واسطے چھوڑ گئے ہیں۔ پھر اُن کا ہاتھ پکڑ کر وہاں لائی۔ اُنہوں نے اُس پر ہاتھ رکھا اور سمجھے کہ روپے رکھے ہیں۔ کہنے لگے ہاں یہ تو تمہارے گزارہ کے واسطے کافی ہے۔ حالانکہ واللہ ابوبکرؓ نے ہمارے واسطے کچھ نہ چھوڑا تھا صرف مجھ کو اس حرکت سے بزرگوار کو اطمینان دلانا مقصود تھا۔

سراقہ بن مالک کا تعاقب

ابن اسحاق کہتے ہیں سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت ہے۔ کہتے ہیں جب حضورؐ مکہ سے مدینہ کی طرف تشریف لے گئے تو قریش نے انعام مقرر کیا تھا کہ جو شخص آپؐ کو لائے اُس کو سو اُونٹ ملیں گے۔ میں قریش کی مجلس میں بیٹھا ہُوا تھا کہ ایک شخص ہماری قوم میں سے آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے تین شخص سوار جاتے دیکھے ہیں۔ میرے خیال میں ضرور محمدؐ اور اُن کے ساتھی ہوں گے۔ سراقہ کہتے ہیں میں نے اُس شخص کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش ہو رہ اور کہا وہ فلاں لوگ ہوں گے اُن کا اُونٹ کھویا گیا ہے اُس کو ڈھونڈتے ہوں گے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر میں وہاں سے اُٹھا اور اپنے گھر میں آکر میں نے گھوڑے کی تیاری کا حکم دیا اور ہتھیار وغیرہ سے آراستہ ہو کر میں نے فال لی۔ وہ فال اچھی نہ نکلی۔ مگر گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں روانہ ہُوا۔ جب تھوڑی دُور پہنچا تو گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ میں نیچے آپڑا۔ پھر میں نے فال لی وہ فال بھی نیک نہ نکلی۔ مگر میں پھر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہُوا۔ کیونکہ خیال تھا کہ رسول اللہ کو لوٹا لاؤں گا اور سو اُونٹ لوں گا غرضیکہ پھر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں پھر نیچے آپڑا۔ پھر میں نے فال لی وہ فال بھی بُری نکلی۔ مگر میں پھر روانہ ہُوا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو دکھائی دیئے۔ مگر وہاں میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور میں نیچے گر پڑا اور اس زور کی آندھی چلی کہ دُھواں سا پھیل گیا۔ اب میں نے جانا کہ جس کام کی میں کوشش میں ہوں وہ کام ہرگز نہ ہو گا۔

نبی کریمؐ کی تحریر مبارک

سراقہ کہتے ہیں پھر میں نے اپنے گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکالے اور آپؐ کو آواز دی کہ میں سراقہ بن جعشم ہوں اور آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اور خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھ سے کوئی بُرائی آپ کو نہ پہنچے گی۔ حضورؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اس سے کہو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا میں آپ سے ایک نشانی چاہتا ہوں جو میرے اور آپؐ کے درمیان میں ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ

تم لکھ دو۔ ابوبکرؓ نے ایک ہڈی یا ٹھیکری یا پرچہ پر لکھ کر میری طرف ڈال دیا۔ مَیں نے اُس کو اُٹھا کر اپنے توشہ دان میں رکھ لیا اور وہاں سے واپس آ کر خاموش ہو گیا۔ کسی سے اس کا ذکر نہ کیا۔ پھر جب فتح مکہ کا سال ہوا اور نبی کریمؐ تشریف لائے اور حنین اور طائف کی جنگوں سے بھی فارغ ہوئے تو مَیں آپ سے مقام جعرانہ میں ملا۔ اُس وقت آپ کے گرد انصار کی فوج کھڑی تھی اور مجھ کو جاتے ہوئے دیکھ کر وہ کہنے لگے ہٹ ہٹ کہاں جاتا ہے۔

کہتے ہیں مَیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور عرض کیا (حضورؐ اس وقت اپنی اونٹنی پر سوار تھے) مَیں نے اپنا ہاتھ اُسی نشانی کے ساتھ جو آپؐ نے مجھ کو دی تھی اُونچا کیا اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! یہ آپ کی نشانی ہے اور مَیں سراقہ بن جعشم ہوں۔ آج اِس کے پُورا کرنے کا دن ہے پھر مَیں مُسلمان ہُوا اور مَیں نے خیال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات دریافت کروں مگر کچھ یاد نہ آیا صرف یہ بات مَیں نے دریافت کی کہ یا رسول اللہ مَیں اپنے اُونٹوں کے واسطے پانی بھرتا ہوں اور غیر اونٹ بھی وہ پانی پیتے ہیں تو مجھ کو اس میں کچھ ثواب ہے ؟ فرمایا ہاں پیاسے کلیجے والے کو پانی پلانے میں ثواب ہے۔ سراقہ کہتے ہیں پھر مَیں اپنی قوم میں آیا اور اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔

سفر کی منازل

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کا راہبر عبداللہ بن ارقط مکہ سے چل کر ساحل کی طرف پہنچا اور عسفان کے نیچے نیچے ہو کر امج کے نیچے سے قدید کے پاس پہنچا اور وہاں سے ثنیۃ المرہ کے قریب آیا۔ پھر وہاں سے مقام لقفا میں جس کو لفتا بھی کہتے ہیں ہو کر مدلجہ لقف میں پہنچا اور وہاں سے مدلجہ محاج میں پھر وہاں سے مرج ذی عضوین میں جس کو عصوین بھی کہتے ہیں۔ پھر بطن ذی کشد میں پہنچا پھر جداجد کی طرف متوجہ ہُوا۔ پھر مقام اجرد میں آیا اور پھر ذاسلم سے گزر کر جو اعداء مدلجہ میں ہے عبابید میں پہنچا۔ جس کو بقول ابن ہشام عبابیب بھی کہتے ہیں۔ وہاں سے مقام فاجہ یا قاحہ میں آیا۔ پھر مقام عرج میں پہنچا یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن حجر نامی ایک شخص کو اس کے اُونٹ پر جس کا نام ابن الرواء تھا سوار کر کے اُس کے غلام مسعود بن ہنید کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ کیا اور پھر ان کا راہبر اُن کو لے کر عرج سے ثنیۃ العائر میں آیا جس کو ثنیۃ الغائر بھی کہتے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں پھر یہاں سے بطن ریم کی طرف اُترا۔ پھر وہاں سے مقام قبا میں بنی عمرو بن عوف کے اندر جا اُتارا اور جس روز آپؐ مدینہ میں پہنچے ہیں بارہویں تاریخ ربیع الاول کی اور

پیر کا روز تھا اور وقت دوپہر کا تھا۔

مشتاقانِ دید کا انتظار ابن اسحاق کہتے ہیں اصحاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت پہنچی ہے فرماتے تھے جب ہم نے سُنا کہ حضورؐ مکہ سے روانہ ہو چکے اور اب عنقریب مدینہ پہنچا چاہتے ہیں تو ہم لوگ مدینہ سے نکل کر میدان میں روز صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا کرتے تھے اور جب تک سُورج میں تیزی نہ ہوتی۔ ہم بیٹھے رہتے پھر جب گرمی زیادہ ہوتی ہم چلے آتے اور گرمی ہی کا موسم تھا جب وہ روز آیا جس دن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اُس روز بھی ہم بدستور گئے اور انتظار کر کے چلے آئے۔ جب ہم اپنے گھروں میں داخل ہو گئے تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جس شخص نے پہلے آپؐ کو دیکھا وہ ایک یہودی تھا اُس نے نہایت زور سے ہم لوگوں کو آواز دی کہ جن کی تم کو تلاش تھی وہ آ گئے۔ کیونکہ یہ یہودی ہم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے روز دیکھتا تھا اُس کی آواز سُن کر ہم باہر نکلے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے۔ آپؐ ایک کھجور کے سائے میں اُترے تھے۔ ہم نے چونکہ آپؐ کو کبھی دیکھا نہ تھا نہ پہچانا کہ آیا دونوں میں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں کہ اتنے میں سایہ آپؐ پر سے ہٹ گیا اور ابوبکرؓ نے آپؐ کے سر مبارک پر سایہ کیا اس وقت ہم نے آپؐ کو پہچانا۔

قباء میں قیام ابن اسحاق کہتے ہیں لوگ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں کلثوم بن ہدم کے مکان میں ٹھہرے جو بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبید میں سے تھے۔ اور اسی راوی کا یہ بھی بیان ہے کہ کلثوم کے مکان سے تشریف لا کر حضورؐ لوگوں سے ملاقات کے واسطے سعد بن خیثمہ کے مکان میں تشریف رکھتے تھے کیونکہ سعد مجرد شخص تھے قبیلہ نہ رکھتے تھے۔ اسی سبب سے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سعد ہی کے ہاں ٹھہرے تھے اور سعد کا مکان اسی سبب سے "کنواروں کا گھر" کہلاتا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خبیب بن اساف کے ہاں ٹھہرے۔ یہ بنی حرث بن خزرج میں سے تھے اور مقام سنح میں ان کا مکان تھا اور کسی کہنے والے کا یہ بھی بیان ہے کہ ابوبکر صدیق خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے ہاں فروکش ہوئے تھے۔ یہ بھی بنی حرث بن خزرج میں سے تھے۔

سہلؓ بن حنیف کی خدا ترسی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت علیؓ بن ابی طالب تین روز و شب مکہ میں رہے اور تمام

امانتیں جو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لوگوں کی تھیں اُنھوں نے سب ادا کر دیں اور اس کام سے فارغ ہو کر مدینہ میں آنحضرتؐ سے جا ملے اور آپؐ کے پاس ہی کلثوم بن ہدم کے مکان میں ٹھہرے اور مقام قبا میں حضرت علیؓ صرف ایک شب یا دو شب ٹھہرے۔ فرماتے ہیں وہاں ایک مسلمان عورت رہتی تھی۔ رات کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص اُس کے دروازہ پر آیا اور دستک دی۔ یہ عورت باہر نکلی اُس شخص نے اُس کو کچھ دیا اور چلا گیا اور چونکہ یہ عورت خاوند نہ رکھتی تھی۔ مجھ کو اس بات سے شُبہ پیدا ہُوا اور مَیں نے اُس سے کہا اے خدا کی بندی یہ کون شخص رات کو تیرے پاس آتا ہے اور تجھ کو کچھ دیتا ہے تو ایک مسلمان بغیر خاوند کے عورت ہے۔ اُس نے کہا یہ شخص سہل بن حنیف ہے یہ جانتا ہے کہ میں ایک لاوارث عورت ہوں۔ رات کو اپنی قوم کے لکڑی کے بُتوں کو توڑ کر مجھے دے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کو جلا کر اپنا کھانا پکا لینا۔ حضرت علیؓ یہ بات سُن کر بہت خوش ہوئے اور سہل سے آپ کو بہت محبّت ہو گئی۔ چنانچہ عراق میں حضرت علیؓ ہی کے پاس سہل نے انتقال کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سہل بن حنیف کی یہ روایت مجھ سے ہند بن سعد بن سہل بن حنیف نے نقل کی ہے۔

باب ۶۱

مدینہ میں ورودِ مبارک

مدینہ میں پہلا جُمعہ ابن اسحاق کہتے ہیں چنانچہ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام قباء میں پیر، منگل بدھ اور جمعرات کے روز تک رہے اور یہاں کی مسجد کو آپ نے مستحکم کیا۔ پھر جُمعہ کے روز آپ یہاں سے بنی سالم بن عوف میں آئے اور جو مسجد وادی رانوناء میں ہے اُس میں آپ نے پہلا جمعہ پڑھا۔ بنی عمرو بن عوف کا بیان ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم قباء میں زیادہ روز رہے۔ واللہ اعلم کون سی روایت صحیح ہے۔

انصار کا شوقِ میزبانی پھر جب آپ نے بنی سالم میں جُمعہ پڑھا تو اپنی اُونٹنی پر سوار ہُوئے۔ عتبان بن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بنی سالم کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر ہُوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہیں تشریف فرما ہوں۔ ہم سب لوگ حضورؐ کی خدمت اور حفاظت کے واسطے حاضر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میری اُونٹنی کو چلنے دو جہاں اس کو حکم ہے وہیں ٹھہرے گی اور اُونٹنی روانہ ہُوئی یہاں تک کہ جب بنی بیاضہ کے محلّہ میں پہنچی تو بنی بیاضہ کے سردار زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو اپنی قوم کے ساتھ حاضر ہُوئے تھے اُنھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہاں قدم رنجہ فرمائیے۔ فرمایا اُونٹنی کا راستہ چھوڑ دو جہاں اُس کو حکم ہے وہ خود ٹھہر جائے گی۔ لوگ ہٹ گئے اور اُونٹنی روانہ ہوئی یہاں تک کہ بنی ساعدہ کے محلّہ میں پہنچی۔ سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو اپنے لوگوں کے ساتھ حاضر ہُوئے تھے۔ انہوں نے اپنے ہاں قیام کی نسبت عرض کیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہی جواب مذکور دیا۔ یہ لوگ بھی خاموش ہو رہے۔ غرضیکہ اسی طرح سے اونٹنی بنی حرث بن خزرج سے ہو کر بنی عدی بن نجّار میں پہنچی۔ یہ لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ماموں تھے۔ کیونکہ سلمٰی بنت عمرو عبدالمطلب کی ماں انہی لوگوں میں سے تھیں۔ ان لوگوں نے بھی عرض کیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہی جواب دیا۔ یہ لوگ بھی خاموش ہو گئے اور اُونٹنی روانہ ہُوئی۔

حضرت ابوایوب انصاری کی خوش بختی یہاں تک کہ جب اُونٹنی بنی مالک بن نجار کے محلّہ

میں پہنچی۔ جس جگہ مسجد شریف نبوی کا دروازہ ہے وہاں بیٹھ گئی اور یہ زمین بنی مالک بن نجّار میں سے دو یتیم لڑکوں کی تھی جن کے نام سہل اور سہیل بن عمرو تھے اور یہ دونوں معاذ بن عفراء کی پرورش میں تھے۔ جب اُونٹنی اس جگہ ٹھہری تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس پر سے نہیں اُترے اور اُونٹنی وہاں سے تھوڑی دُور اور آگے جاکر کہ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی تھی۔ اُونٹنی پھر وہاں سے اُلٹی پھری اور اپنی پہلی جگہ پر آکر بیٹھ گئی اور رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس پر سے تشریف لائے اور ابو ایوب خالد بن زید نے اُونٹنی کی کاٹھی اُتار کر اپنے گھر میں رکھی اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے مکان میں فروکش ہُوئے اور اُس زمین کے بارے میں دریافت کیا کہ کس کی ملک ہے۔ معاذ بن عفراء نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! عمرو کے دونوں یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ہے میں اُن دونوں کو اِس کا معاوضہ دے کر راضی کر لوں گا۔ آپ اس میں مسجد تعمیر کرائیں۔

مسجد نبویؐ کی تعمیر

چنانچہ وہیں رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مسجد اور مکان تعمیر ہونے لگے اور خود رسولؐ اللہ بھی اُس کام میں شریک ہُوئے تاکہ مُسلمانوں کو زیادہ رغبت ہو۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار نے نہایت کوشش کے ساتھ اُس کی تعمیر شروع کی اور مسلمانوں میں سے ایک شخص نے یہ شعر کہا ہے

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِیُّ یَعْمَلُ
لَذَاکَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

یعنی اگر ہم بیٹھ جائیں اور نبیؐ کام کرتے رہیں تو بے شک یہ ہمارا کام گمراہی کا ہے"

اور سب مسلمان یہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور تعمیر کرتے جاتے تھے۔

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ۔

یعنی زندگانی تو بس آخرت ہی کی زندگانی ہے اے اللہ انصار اور مہاجرین پر رحم فرما"

ابن ہشام کہتے ہیں یہ قول ہے رجز نہیں ہے۔

حضرت عمارؓ بن یاسر کے بارے میں پیش گوئی

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی یہی کلام فرما رہے تھے کہ اتنے میں عمار بن یاسر آئے اُن کے سر پر بہت سی اینٹیں رکھی ہُوئی تھیں۔ عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ! ان لوگوں نے مجھ کو قتل کر دیا ہے میرے اُوپر اتنا بوجھ رکھ دیتے ہیں جو مجھ سے چل نہیں پاتا۔ آپ نے فرمایا اے ابن سُمیّہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو تجھ کو قتل کریں بلکہ تجھ کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اُس شخص نے جس نے عمارؓ پر زیادہ اینٹیں رکھ دی تھیں۔ عمارؓ کا یہ شکایت کرنا سُنا تو عمارؓ سے کہا اے عمار! میں دیکھتا ہوں کہ یہ میری لکڑی تیری ناک پر لگے گی یعنی تیرے ماروں گا اور اُس کے ہاتھ میں ایک لکڑی بھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کی یہ بات سُن کر بہت ناراضگی فرمائی اور فرمایا یہ کیا بات ہے کہ عمارؓ تو ان کو جنت کی طرف بُلاتا ہے اور یہ لوگ اُس کو دوزخ کی طرف بُلاتے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو شعبی سے روایت پہنچی ہے کہ سب سے پہلے مسجد کی تعمیر عمارؓ نے شروع کی تھی۔

حضرت ابوایوبؓ کی والہانہ میزبانی

ابن اسحاق کہتے ہیں جب تک مسجد اور مکان کی تعمیر رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب ہی کے مکان میں فروکش رہے۔ جب مسجد اور مکان تیار ہو گیا حضورؐ اُس میں تشریف لے آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بسلسلۂ راویوں کے روایت پہنچی ہے کہتے ہیں جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ میں عزت بخش ہوئے تو میرے مکان کی دو منزلیں تھیں ایک نیچے کی اور ایک اُوپر کی۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آپ اُوپر کی منزل میں تشریف رکھیں کیونکہ میں اُوپر رہنا بے ادبی تصوّر کرتا ہوں۔ فرمایا نہیں ہمیں نیچے رہنے میں آسانی ہے تم اُوپر رہو۔

کہتے ہیں حسب الارشاد میں اور میری بیوی اُمِّ ایوب اُوپر رہنے لگے۔ اتفاقاً ایک روز پانی کا مٹکا جو اُوپر رکھا تھا ٹوٹ گیا میں اور اُمِّ ایوب ایک چادر میں کہ ہمارے پاس اُس کے سوا دوسری چادر نہ تھی اس پانی کو جذب کرنے لگے اس خوف سے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ٹپکے۔ کہتے ہیں ہمارا یہ قاعدہ تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کر کے روز بھیجتے تھے۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو نوش فرما کر بچا ہُوا کھانا ہم کو بھیجتے تو ہم دونوں میاں بیوی آپؐ کے ہاتھ کا کھانے میں نشان دیکھ کر تبرّکاً اُس کو کھاتے ایک روز میں نے کھانے میں تھوڑی پیاز بھی ڈال دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بھیجا۔ جب وہ واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کا اس میں نشان نہیں ہے۔ میں گھبرا کر خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ! کیا وجہ ہے کہ میں نے آج آپؐ کے دستِ مبارک کا کھانے میں نشان نہیں دیکھا۔ میں حضورؐ کا بچا ہُوا کھانا تبرّکاً کھایا کرتا ہوں۔ فرمایا اے ابوایوب تم

اُس میں پیاز ڈال دی تھی اور میں بُو کے سبب سے اس کو نہیں کھاتا کیونکہ مجھ کو فرشتوں سے ہم کلام ہونا ہوتا ہے تم شوق سے کھاؤ۔ ابو ایوب کہتے ہیں پھر اُس روز سے کبھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں پیاز نہیں ڈالی۔

بنی جحش کا مکان

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جس قدر مہاجرین تھے مکّہ سے مدینہ میں آ گئے اور سوائے اُن لوگوں کے جو کفار کی قید میں تھے کوئی باقی نہ رہا اور بنی مظعون بنی جحج میں سے اور بنو جحش بن رئاب جو بنی اُمیہ کے حلیف تھے اور بنی بکیر جو بنی سعد میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے یہ لوگ تو مع اپنے اہل و عیال کے آگئے تھے اور اُن کے مکانات مکّہ میں بالکل سنسان خالی پڑے تھے اور بنی جحش نے جب ہجرت کی تو ابو سفیان بن حرب نے اُن کے مکان کو عمرو بن علقمہ کے ہاتھ جو بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص تھا فروخت کر دیا۔ جب یہ خبر مدینہ میں عبداللہ بن جحش کو ہوئی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے عبداللہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ خدا اس کے بدلے تم کو جنّت میں ایک محل عنایت کرے۔ عبداللہ نے عرض کیا ہاں میں راضی ہوں۔ فرمایا بس وہ محل تمہارے لئے ہے۔

راوی کہتا ہے جب مکّہ فتح ہوا تو ابو احمد نے حضورؐ اکرم سے اپنے مکان کے بارے میں عرض کیا جس کو ابو سفیان نے فروخت کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا۔ لوگوں نے کہا اے ابو احمد آپؐ اُن چیزوں کے بارے میں جو کفّار کے تصرف میں چلی گئیں کلام کرنا پسند نہیں فرماتے۔ پس ابو احمد بھی خاموش ہو رہے۔

مدینہ میں اشاعتِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں ماہ ربیع الاوّل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اندر رونق افروز ہوئے اور اُس کے نویں مہینہ صفر میں آپؐ کی مسجد اور مکان بن کر تیار ہوا اور انصار کے تمام قبیلے مسلمان ہو گئے۔ کوئی متنفس ان میں باقی نہیں رہا سوا اوس کے ان چند قبیلوں کے خطمہ اور واقف اور وائل اور اُمیّہ کو یہ اپنے شرک پر قائم رہے ان کا مفصّل بیان اُوپر گزر چکا ہے۔

باب ۶۲

خطباتِ رسولؐ اللہ اور معاہدۂ یہود

پہلا خطبہ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو عبدالرحمٰن سے روایت پہنچی ہے اور ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے منسوب کر کے ایسی بات کہیں جو انہوں نے نہیں فرمائی۔

چنانچہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم انصار میں کھڑے ہوئے اور پہلے خداوند جلّ و علیٰ کی حمد و ثناء جو اُس کی شان کے شایان ہے بیان فرمائی۔ پھر فرمایا اما بعد!

"اے لوگو! اپنی آئندہ زندگانی کی کچھ فکر کرو اور اُس کے انتظام میں مشغول ہو، تم کو معلوم ہے کہ تم مرنے کے بعد زندہ ہو کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو گے اور اُس وقت وہ بغیر کسی ترجمان کے ہم کلام ہو گا اور فرمائے گا اے شخص کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا جس نے تجھ کو میرے احکام پہنچائے اور کیا میں نے تجھ کو مال دے کر اپنا فضل تجھ پر نہیں کیا تو کیا توشہ تُو نے اپنے آگے بھیجا؟ یہ شخص اُس وقت دائیں بائیں اور پیچھے نظر کرے گا مگر کچھ نہ پائے گا پھر آگے دیکھے گا تو جہنّم ہو گا۔ پس اے لوگو! جہنّم سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے ساتھ ہو اور جس کو وہ بھی میسّر نہ ہو وہ خوش کلامی اختیار کرے اور اچھے جواب کے ساتھ سائل کو ردّ کرے۔ کیونکہ اس کا ثواب بھی دس نیکیوں سے لے کر سات سو اور اُس کے دُگنے تک ہوتا ہے تم پر اور خدا کے رسول پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔"

دُوسرا خطبہ ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُوسرا خطبہ اس طرح سے بیان فرمایا:۔

"حمد و ثناء خدائے برحق کے واسطے ہے اُسی کی میں تعریف کرتا ہوں اور اُسی سے اعانت اور امداد کا خواستگار ہوں پناہ مانگتے ہیں ہم خدا سے اپنے نفس کے شر و بد

اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جس کو خدا ہدایت کرے اُس کا کوئی گمراہ کنندہ نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اُس کا کوئی ہادی نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک خدا وحدہٗ لاشریک ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک سب باتوں سے اچھی بات اور سب سے بہتر کلام خدائے تبارک وتعالیٰ کی کتاب ہے وہ شخص بڑی فلاحیت والا ہے جس کے قلب میں خدا نے اپنی اس کتاب کی زینت بخشی ہے اور کفر کے بعد اُس شخص کو اسلام میں داخل کیا ہے اور اُس شخص نے لوگوں کی سب باتیں چھوڑ کر اِس کتاب میں مشغولی اختیار کی ہے۔ بیشک یہ سب سے اچھا کلام اور سب سے زیادہ فصیح اور بلیغ ہے (اے لوگو!) اُن باتوں کو پسند کرو جن کو خدا نے پسند کیا ہے اور پورے قلب کے ساتھ خدا سے محبت کرو۔ کلامِ الٰہی اور اُس کے ذکر سے غافل نہ ہو اور لازم ہے کہ خدا کی طرف سے تمہارے قلب سخت نہ ہونے پائیں۔ اس کلام کو خدا نے اپنی تمام مخلوق پر برگزیدگی اور شرف بخشا ہے اور اُس کی تلاوت کو بہتر اعمال گردانا ہے۔ تمام حلال وحرام کے احکام اس میں موجود ہیں۔ لہٰذا تم خدا کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ بناؤ اور جیسا کہ اُس سے ڈرنا چاہئے اُس سے ڈرو اور خدا سے جو عہد کیا ہے اُس کو سچا کر کے دکھاؤ اور آپس میں اس روحِ ایمانی کے ساتھ جو تمہارے اندر داخل ہوتی ہے ایک دوسرے سے محبت کرو۔ بیشک اللہ اس بات سے غضبناک ہوتا ہے کہ اُس کا عہد توڑا جائے۔ والسلام علیکم"

مہاجرین وانصار اور یہود کا باہمی معاہدہ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار اور یہود کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا جس میں یہود کو اُن کے مذہب پر برقرار رکھا ہے اور اُن سے چند شرطیں طے کی ہیں۔ جس کا مضمون یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک عہد نامہ ہے محمدؐ نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مومنین اور مسلمین قریش اور یثرب اور جو لوگ کہ اُن سے آکر ملے ہیں اور جہاد میں اُن کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔

۱۔ اِن سب کے درمیان میں اس بات پر کہ یہ سب مذکورین غیر لوگوں کے مقابل ایک گروہ ہیں۔

۲۔ مہاجرین جو قریش میں سے ہیں اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے۔ اپنے آدمی کی طرف سے خون بہا

ادا کریں گے۔ اگر وہ کسی کے ساتھ جنایت کرے گا اور اگر ان کے کسی شخص کے ساتھ کوئی غیر جنایت کرے گا تب یہ اپنے آدمی کا خون بہا لیں گے اور اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑا لیں گے۔ عدل و انصاف کے ساتھ مسلمانوں میں رہیں گے۔

۳۔ اسی طرح بنی عوف بھی اپنی جگہوں پر قائم ہیں اور خون بہا وغیرہ کا لین دین اِن میں اُسی طور سے جاری رہے گا جو پہلے سے ہے اور ہر گروہ اپنے قیدی کو مسلمانوں کے درمیان میں عدل و انصاف کے ساتھ فدیہ دے کر چھڑائے گا۔

۴۔ بنی ساعدہ بھی اپنی جگہوں پر قائم ہیں قدیمی طور سے خون بہا کا لین دین ان میں جاری رہے گا۔ اور ہر گروہ اپنے قیدی کو مسلمانوں میں عدل و انصاف کے ساتھ فدیہ دے کر چھڑائے گا اور اسی طرح سے بنی حرث اور بنی جشم اور بنی نجّار اور بنی عمرو بن عوف اور بنی نبیت اور بنی اوس کا ذکر کیا ہے۔

۵۔ اس کے آگے لکھا ہے اور بے شک مسلمان آپس میں کسی مفلس اور زیر بار شخص کو مدد دیئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ خون بہا یا فدیہ اُس کا اچھی طرح سے ادا کریں گے۔

۶۔ کسی مومن کے آزاد غلام کو کوئی مومن حلیف نہ بنائے گا۔

۷۔ مسلمانوں میں سے جو شخص ظلم یا زیادتی یا گناہ کرے گا تو سب مسلمان اُس کو پکڑ کر سزا دیں گے چاہے وہ بدکار اُن میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۸۔ کافر کی خاطر مسلمان مسلمان کو قتل نہ کرے گا اور نہ مسلمان مسلمان کے مقابلہ میں کافر کی مدد کرے گا۔

۹۔ بے شک خدا کا ذمہ ایک ہے ادنیٰ مسلمان کافر کو پناہ دے سکتا ہے اور بے شک مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور مَوالی ہیں ماسوا اور لوگوں کے۔

۱۰۔ یہود میں سے جو شخص ہماری پیروی کرے گا اُس کے واسطے ہم پر مدد کرنا ضروری ہے کہ ہم اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں اُن کی مدد کریں۔

۱۱۔ مسلمانوں کی صُلح ایک ہے یعنی اگر جہاد میں ایک مسلمان صُلح کرے گا تو سب کو منظور ہوگی اور کوئی مسلمان تنہا عدل و انصاف کو چھوڑ کر اور مسلمانوں کے برخلاف کفّار سے صُلح نہ کرے گا۔

۱۲۔ جو لشکر ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہوگا وہ نوبت بنوبت جنگ کرے گا اور بے شک

مسلمان کفار سے انتقام لینے کے واسطے ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اور بے شک پرہیزگار مسلمان اچھے اور عمدہ طریقہ پر ہیں۔

۱۳ ۔ اور کوئی مشرک قریش میں سے کسی کے جان و مال کی پناہ نہ دے گا اور نہ مسلمان کے مقابلہ میں اُس کی حمایت کرے گا۔

۱۴ ۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو گواہوں کے سامنے قتل کرے گا اُس سے قصاص لیا جائے گا مگر جب کہ اُس مقتول کے وارث معاف کر دیں یا خونبہا لینے پر راضی ہو جائیں۔

۱۵ ۔ سب مسلمان اس عہد نامہ پر متفق ہیں اور اُن کے واسطے اِس کا ترک کرنا ہرگز جائز نہیں ہے جس مسلمان نے اس عہد کا اقرار کیا ہے اور وہ خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُس کو ہرگز جائز نہیں ہے کہ کسی بدعتی کو پناہ دے اور جو اُس کو پناہ دے گا اُس پر قیامت کے روز خدا کی لعنت اور غضب ہوگا۔ اور کوئی نیک کام اُس کا مقبول نہ ہوگا اور جب کسی مقدمہ میں جھگڑا ہوگا تو وہ خدا اور رسولؐ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

۱۶ ۔ یہودی بھی اپنا مال جس وقت لڑیں گے مسلمانوں کے ساتھ خرچ کریں گے۔

۱۷ ۔ بنی عوف کے یہودی مسلمانوں ہی میں شمار کئے جائیں گے۔ مسلمانوں کے واسطے اُن کا دین ہے اور یہودیوں کے واسطے اُن کا دین اور ہر ایک کے موالی بھی اُنہی کے ساتھ ہیں اور جو شخص ظلم یا گناہ کرے گا وہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو ہلاک کرے گا۔

۱۸ ۔ بنی نجار کے یہود کے واسطے بھی وہی ہے جو بنی عوف کے یہود کے واسطے ہے۔

۱۹ ۔ اور بنی حرث اور بنی ساعدہ اور بنی جشم اور بنی اوس اور بنی ثعلبہ اور بنی شطنہ ان سب کے یہود کے واسطے وہی ہے جو بنی عوف کے یہود کے واسطے ہے اور جو شخص کوئی برا کام کرے گا اُس کا وبال اُس کے اوپر ہے اور بنی ثعلبہ کے موالی مثل بنی ثعلبہ کے ہیں۔

۲۰ ۔ یہود کے قبائل کی شاخوں کو بھی اُنہی کی طرح سمجھا جائے گا۔

۲۱ ۔ اور ان میں سے کوئی بغیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے باہر سفر کو نہ جائے گا۔

۲۲ ۔ جو شخص کسی کو دھوکہ دے کر یا پوشیدہ قتل کرے گا اُس کا ذمہ دار وہ خود ہے اور اُس کے گھر والے ہیں۔ مگر جو شخص کہ مظلوم ہے اور خدا اس عہد پر گواہ ہے۔

۲۳ ۔ اور بے شک یہود کا خرچ اُن کے ذمہ ہے اور مسلمانوں کا خرچ ان کے ذمہ ہے۔

۲۴ ۔ اور اُن پر یہ بات لازم ہے کہ اس عہد نامہ کے شریکوں میں سے جس کو جنگ درپیش ہوگی سب

اُس کی مدد کریں گے۔ اور آپس میں ایک دُوسرے کو نصیحت کریں گے اور اُس کی بھلائی چاہیں گے۔

۲۵۔ اور جو بُرائی کرے گا اُس کی سزا اُس کو ملے گی۔

۲۶۔ اور کوئی شخص اپنے حلیف کے بدلے گناہ گار نہ ٹھہرایا جائے گا۔

۲۷۔ اور مدینہ شہر کا میدان اس عہد کے شریک لوگوں کے واسطے حرام ہے یعنی اس میں وہ کسی قسم کا قتل و فساد برپا نہ کریں گے۔

۲۸۔ اور جس کو پناہ دی گئی وہ پناہ دہندہ کی طرح ہے کہ اُس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

۲۹۔ اور کسی اہل و عیال کو بغیر اُس شخص کی اجازت کے پناہ نہ دی جائے۔

۳۰۔ اور اس عہد کے شریکوں میں جو اختلاف یا قضیہ پیدا ہوگا۔ وہ خدا اور رسوّل کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔

۳۱۔ اور قریش اور اُن کے مددگاروں کو پناہ نہ دی جائے۔

۳۲۔ ان عہد ناموں کے شریکوں میں ایک کو دوسرے کی مدد کرنا اس لشکر کے مقابل میں لازمی ہے جو مدینہ میں چڑھ کر آئے اور جب اُس لشکر سے صلح ہو جائے تو سب کی صلح ہو گئی۔

۳۳۔ اگر اُنہیں صلح کی طرف بُلایا جائے گا تو اُسے قبول کریں گے۔ اسی طرح جب وہ کسی کو صلح کے لئے بلائیں گے تو مسلمانوں پر بھی قبول کرنا لازم ہوگا سوائے اس کے کہ کوئی دینی جنگ کرے۔

۳۴۔ ہر شخص کے حصّے میں اسی کی مدافعت آئے گی جو اس کے بالمقابل ہوگا۔

۳۵۔ اور اوس کے یہود اور اُن کے موالی یہود کے واسطے وہی ہے جو اس عہد نامہ کے اور لوگوں کے واسطے ہے نیکی اور بھلائی کے ساتھ اس عہد نامہ کے لوگوں کے واسطے۔

۳۶۔ اور یہ عہد نامہ کسی ظالم یا گناہگار کی حمایت نہ کرے گا اور بیشک جو شخص مدینہ سے نکل گیا وہ بھی امن والا ہے اور جو مدینہ میں بیٹھا رہا وہ بھی امن والا ہے۔

۳۷۔ اور بے شک خدا اور رسول اُس شخص کے پناہ دینے والے ہیں جو ایمان لایا اور متقی بنا۔

باب ۶۳

مہاجرین اور انصار میں مواخات

مواخات کی تفصیل ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار کے درمیان سلسلۂ اخوت قائم کیا اور فرمایا خدا کی راہ میں ایک دوسرے کے بھائی بنو۔ خود حضورؐ نے کہ سیّد المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین بے مثل و بے نظیر تھے علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اپنا بھائی بنایا۔ اپنے چچا حضرت حمزہؓ اور زیدؓ بن حارثہ میں اخوت قائم کی۔ اسی وجہ سے حضرت حمزہؓ نے اُحد کی جنگ میں اپنی شہادت کے وقت زیدؓ بن حارثہ کو وصیت کی تھی۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کو جن کا لقب ذوالجناحین اور طیّار ہے معاذؓ بن جبل کا بھائی بنایا۔

ابن ہشام کہتے ہیں حالانکہ جعفرؓ بن ابی طالب اس وقت تک حبشہ سے تشریف نہیں لائے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خارجہ بن زہیر کو جو بنی حرث بن خزرج میں سے تھے بھائی بنایا۔

حضرت عمرؓ بن خطاب کا عتبانؓ بن مالک کو جو بنی سالم بن عوف میں سے تھے بھائی بنایا۔

ابو عبیدہؓ بن جراح کا جن کا نام عامر تھا سعد بن معاذ اشہلی کو بھائی بنایا۔

اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعدؓ بن ربیع خزرجی میں اخوت قائم کی۔

زبیرؓ بن عوام اور سلمہؓ بن سلامہ بن دغش اشہلی کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ زبیرؓ کو عبداللہؓ بن مسعود (حلیف بنی زہرہ) کا بھائی بنالیا تھا۔

اور عثمانؓ بن عفان کو اوسؓ بن ثابت بن منذر نجاری کا بھائی بنایا۔

اور کعبؓ بن مالک کا طلحہؓ بن عبیداللہ کو بھائی بنایا۔

اور سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل کا ابیؓ بن کعب نجاری کو بھائی بنایا۔

اور مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم کا ابوایوبؓ خالد بن زید نجاری کو بھائی بنایا۔

ابو حذیفہؓ عتبہ بن ربیعہ کا عبادؓ بن بشر بن وقش اشہلی کو بھائی بنایا۔

عمارؓ بن یاسر حلیف بنی مخزوم اور حذیفہؓ بن یمان عبسی حلیف بن عبدالاشہل میں اُخوت قائم کی۔ بعض کا قول ہے کہ عمارؓ بن یاسر کے بھائی ثابت بن قیس بن شماس خزرجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔ ابوذرؓ جن کا نام بریر بن جنادہ غفاری ہے۔ اِن کی منذرؓ بن عمرو ساعدی سے اُخوت قائم کی۔ ابن ہشام کہتے ہیں میں نے بہت سے عُلماء سے سُنا ہے کہ ابوذرؓ کا نام جندب بن جُنادہ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حاطبؓ بن ابی بلتعہ حلیف بنی اسد بن عبدالعزیٰ اور عویمؓ بن ساعدہ جو بنی عمرو بن عوف سے تھے اِن کو بھائی بنایا۔ سلمان فارسی کو ابودرداؓء عویمر بن ثعلبہ خزرجی کا بھائی بنایا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عویمر بن عامر ہے اور بعض عویمر بن زید بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بلالؓ جو حضرت ابوبکرؓ کے آزاد غلام اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔ یہ ابوا رُویحہؓ عبداللہ بن عبدالرحمٰن خثعمی کے بھائی بنے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے نام ہم کو معلوم ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے درمیان میں عقدِ اخوت باندھا تھا۔ اور حضرت بلالؓ بعد وصالِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ملکِ شام میں چلے گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں ملکِ شام کے فتح ہونے کے بعد جب وظائف مقرر کئے تو حضرت بلالؓ سے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے بلالؓ تمہارا وظیفہ ہم کس کے ساتھ مقرر کریں؟ بلالؓ نے کہا ابوا رویحہ کے ساتھ مقرر کیجئے۔ کیونکہ ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا بھائی بنایا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حبشہ کے تمام وظائف اُنہی کے سپرد کئے۔ پس وہ آج تک وہیں ملکِ شام میں قبیلہ خثعم کے اندر ہیں۔

حضرت اسعدؓ بن زرارہ کی وفات

ابن اسحاق کہتے ہیں انہی دنوں میں جبکہ مسجد تعمیر ہو رہی تھی، ابوامامہ اسعدؓ بن زرارہ نے انتقال کیا۔ اِن کو خناق کا عارضہ ہو گیا تھا۔ جب اِن کا انتقال ہُوا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور عرب کے منافقوں کے واسطے ابوامامہ کا مرنا بہت بُرا ہُوا۔ کہتے ہیں اگر محمد نبی ہوتے تو اُن کا صحابی کیوں مرتا۔ حالانکہ میں اپنی جان کے واسطے یا اپنے صحابی کے واسطے حکمِ الٰہی میں کچھ قدرت نہیں رکھتا۔

بنی نجار کی فضیلت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابوامامہؓ کا انتقال ہو گیا تب بنی نجار حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ ابوامامہ ہمارے سردار اور نقیب تھے۔ اب حضور اُن کی جگہ ہم میں سے کسی شخص کو مقرر فرما دیں تاکہ جو کام ابوامامہ کرتے تھے وہ شخص انجام دیا کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ رشتے میں میرے ماموں ہو۔ میں تمہارے کام کروں گا اور میں تمہارا نقیب ہوں اور اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند کیا کہ ایک کو اُن میں سے دوسرے پر فضیلت دیں۔ بنی نجار کی فضیلت میں یہ بات شمار کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اُن کے نقیب بنے۔

اذان اور رویائے صادقہ

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان حاصل ہوا اور مہاجرین آپ کی خدمت میں سب حاضر ہوگئے اور انصار بھی کثرت کے ساتھ حاضر ہوئے اور اسلام کا کام مستحکم اور مضبوط ہوا۔ جماعتیں نماز کی قائم ہونے لگیں۔ زکوٰۃ اور روزہ بھی فرض ہوا۔ حدود بھی قائم ہوئیں اور حلال و حرام کے احکام جاری ہوئے اور انصار نے مہاجرین اور دین کو اپنے اندر جگہ دی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو نماز کے وقت لوگ خود بخود مسجد میں بغیر بلائے یا آواز دیئے حاضر ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں آکر یہ قصد کیا کہ ایک بوق یہود کے بوق کی طرح بنایا جائے اور نماز کے وقت اس کے ذریعہ سے اطلاع دی جائے۔ مگر پھر وہ طرز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی۔ پھر نصاریٰ کی طرح ناقوس کی رائے ہوئی۔ مگر اسی فکر میں تھے کہ عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ خزرجی نے خواب میں اذان سنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے آج خواب میں ایک شخص کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا اور اس کے ہاتھ میں ایک ناقوس تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا! تو اس ناقوس کو فروخت کرتا ہے؟ اس نے مجھ سے کہا تو اس کو خرید کر کیا کرے گا؟ میں نے کہا۔ میں اس کو نماز کے وقت بجایا کروں گا۔ تاکہ لوگوں کو آگاہی ہو۔ اس شخص نے کہا میں تجھ کو اس سے بہتر بات بتاؤں۔ میں نے کہا بتاؤ۔ اس نے کہا نماز کے وقت اس طرح کہا کرو۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

عبداللہ بن زید نے جب یہ سارا خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا یہ خواب انشاء اللہ سچا ہے۔ اے عبداللہ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو کر تم اس کو بتاتے جاؤ اور بلال رضی اللہ عنہ پکار کر اذان دیتا جائے۔ کیونکہ بلال کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے۔ جس وقت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا یہی خواب میں نے بھی دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ روایت مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حرث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ سے اور اُنہوں نے اپنے باپ عبداللہ سے روایت کی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ناقوس کے بارے میں مشورہ ہُوا تو حضرت عمرؓ بن خطاب نے ناقوس کے واسطے دو لکڑیاں خریدنے کا ارادہ کیا اور اُسی روز انہوں نے خواب میں اذان کو دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تم ناقوس بنہ بجاؤ بلکہ نماز کے واسطے اذان کہو۔ حضرت عمرؓ خواب سے بیدار ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے۔ راستہ ہی میں تھے کہ حضرت بلالؓ کی اذان کی آواز آئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پہنچے اور اپنا خواب عرض کیا تو حضورؐ نے فرمایا میرے پاس تم سے پہلے وحی آگئی۔

حضرت بلالؓ کی دُعا

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی نجار کی ایک عورت سے روایت ہے۔ کہتی ہیں میرے گھر کا صحن بہت لمبا اور کشادہ تھا اور مسجد سے مِلا ہُوا تھا تو بلالؓ ہر روز طلوعِ فجر سے پہلے دیوار پر آکر بیٹھ جاتے تھے اور طلوعِ فجر کا انتظار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب فجر طلوع ہوتی تو بلالؓ پہلے یہ دُعا کرتے۔ اے اللہ تیری تعریف اور حمد کرتا ہوں اور تجھ سے مدد چاہتا ہوں قریش کے مقابلے میں کہ وہ تیرے دین پر قائم ہوں، اور پھر اذان شروع کرتے۔ وہ عورت کہتی ہے میں نہیں جانتی کہ بلالؓ نے ایک روز بھی اس دُعا کو ترک کیا ہو۔

ابوقیس صرمہ بن ابی انس

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کو اطمینان حاصل ہُوا سب مہاجرین آپ کی خدمت میں جمع ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی۔ ایک شخص ابوقیس صرمہ بن ابی انس بنی عدی بن نجار میں سے حاضرِ خدمت ہو کر مشرف باسلام ہُوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوقیس صرمہ بن ابی انس بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ زمانۂ جاہلیت میں راہب ہو گئے تھے اور بُت پرستی بالکل ترک کردی تھی۔ جنابت کے موقع پر غسل کرتا تھا اور حیض والی عورت کے پاس نہ جاتے تھے پہلے ان کا قصد نصرانی بننے کا تھا مگر پھر ملتوی کر دیا تھا اور ایک مختصر مسجد بنا کر اُس میں بیٹھ گئے تھے۔ جس میں کوئی ناپاک حالت کا شخص ان کے پاس نہ جا سکتا تھا۔ اور یہ کہتے تھے کہ میں اس مسجد میں ابراہیمؑ کے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں تشریف لائے یہ بھی حاضرِ خدمت ہو کر اسلام لائے۔ اور ان کا اسلام لانا بہت اچھا ہُوا۔ یہ شاعر تھے۔ اپنے اشعار میں انہوں نے لوگوں کو توحید اور نیک اعمال کی طرف خوب رغبت دلائی ہے۔

باب ۶۴

یہودِ مدینہ

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر یہودی اپنے حسد اور بُغض کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت کرنے لگے اور عداوت اُن کو اس بات سے تھی کہ یہ نبیؐ ہم میں سے کیوں نہ ہُوا اور جو لوگ کہ مُشرک اور اپنی قدیمی جاہلیت پر قائم تھے۔ وہ بھی بظاہر تو غلبۂ اسلام کے سبب سے مسلمان ہو گئے مگر باطن میں منافق تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کے سبب یہود کے ساتھ تھے۔ یہ لوگ اوس اور خزرج دونوں قبیلوں میں سے تھے اور یہود کے احبار یعنی علماء حضورؐ سے اکثر سوالات کیا کرتے تھے جن کے جوابات قرآن شریف میں وارد ہیں۔ اور یہی علماء یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف کو چھپا کر حق کو باطل کے ساتھ ملاتے اور جُہلا کو بہکاتے تھے اور ان لوگوں کے نام یہ ہیں :-

بنی نضیر حی بن اخطب اور اُس کا بھائی ابو یاسر بن اخطب۔ اور جد بن اخطب اور سلام بن مشکم اور کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق اور سلام بن ابی حقیق ابو رافع اعور جس کو صحابہ کرامؓ نے جنگِ خیبر میں قتل کیا اور ربیع بن ربیع بن ابی حقیق اور عمرو بن جحاش اور کعب بن اشرف جو قبیلہ طی میں سے تھا اور اُس کی ماں بنی نضیر میں سے تھی اور کعب بن اشرف کا حلیف حجاج بن عمرو اور کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس۔ یہ سب بنی نضیر میں سے تھے۔

بنی ثعلبہ اور بنی ثعلبہ بن خیطون میں سے عبداللہ بن صوریا یہ ایسا عالم تھا کہ اس کے زمانے میں حجاز کے اندر توراۃ کا اس سے بڑا عالم کوئی نہ تھا اور ابن صلوبا اور مخیریق یہ بھی اس وقت کا عالم تھا۔

بنی قینقاع اور بنی قینقاع میں سے زید بن لصیت جس کو بقول ابن ہشام ابن لصیت بھی کہتے ہیں۔ اور سعد بن حنیف اور محمود بن سیحان اور عزیر بن ابی عزیر اور عبداللہ بن صیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض کے نزدیک ابن ضیف ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور سوید بن حرث اور رفاعہ بن قیس اور فنحاص اور اشیع اور نعمان بن اضا اور

بحری بن عمرو اور وشاس بن عدی اور وشاس بن قیس اور زید بن حرث اور نعمان بن عمرو اور سکین بن ابی سکین اور عدی بن زید اور نعمان بن ابی اوخی اور ابوانس اور محمود بن وحیہ اور مالک بن صیف جس کو بقول ابن ہشام کے ابن ضیف بھی کہتے ہیں۔ اور کعب بن راشد اور عازر اور رافع بن ابی رافع اور خالد اور ازار بن ابی ازار اور بعض آذر بن ابی آذر کہتے ہیں۔ بقول ابن ہشام کے۔ اور رافع بن حارثہ اور رافع بن حریملہ اور رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف اور رفاعہ بن زید بن تابوت اور عبداللہ بن سلام بن حرث جو عالم بھی تھے۔ اور اُن کا قدیمی نام حصین تھا۔ جب مسلمان ہوئے تو حضورؐ نے اُن کا نام عبداللہ رکھا۔ یہ لوگ بنی قینقاع کے یہودی تھے۔

بنی قریظہ

اور بنی قریظہ میں سے زُبیر بن باطا بن وہب اور عزال بن سموأل اور کعب بن اسد یہ وہ شخص ہے جس نے بنی قریظہ کا عہد باندھا تھا اور پھر احزاب کی جنگ میں اُس کو توڑ دیا تھا۔ اور شمویل بن زید اور جبل بن عمرو بن سکینہ اور نحام بن زید۔ اور قردم بن کعب اور وہب بن زید اور نافع بن ابی نافع اور عدی بن زید اور حرث بن عوف اور کردم بن زید اور اُسامہ بن حبیب اور رافع بن رُمیلہ اور جبل بن ابی قشیر اور وہب بن یہودا۔ یہ سب بنی قریظہ میں سے تھے۔

دیگر قبائل

اور بنی زریق کے یہود میں سے لبید بن اعصم جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیویوں سے الگ کر دیا تھا۔ اور بنی حارثہ کے یہود میں سے کنانہ بن صوریا تھا۔ اور بنی عمرو بن عوف کے یہود میں سے قردم بن عمرو تھا۔ اور بنی نجار میں سے سلسلہ بن برہام یہودی تھا۔ غرض یہ یہودی تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی عداوت پر کمر باندھی تھی اور چاہتے تھے کہ اسلام کے نُور کو گُل کر دیں۔ عبداللہ بن سلام اور مخیریق ان سے مستثنیٰ ہیں۔

عبداللہ بن سلام کا قبولِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو عبداللہ بن سلام کے گھر کے لوگوں سے ان کے اسلام لانے کا حال اس طرح معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف سُنے اور آپ کا نام نامی مجھ کو معلوم ہوا ہے تو میں نہایت خوش ہوا اور خاموش رہا۔ یہاں تک کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور قباء میں بنی عمرو بن عوف کے اندر ٹھہرے میں اس وقت اپنی کھجوروں کے باغ میں ایک کھجور کے اُوپر چڑھا ہوا کچھ کام کر رہا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت حرث نیچے بیٹھی تھی کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی خبر بیان کی۔ میں نے اس خبر کے سنتے ہی بہت زور سے تکبیر کہی جس کو سُن کر میری پھوپھی کہنے لگی کہ خدا تجھ کو خراب کرے

واللہ اگر تو موسیٰ بن عمران کے آنے کی خبر سنتا جب بھی اس قدر خوش نہ ہوتا۔ میں نے کہا اے پھوپھی قسم ہے خدا کی یہ بھی موسیٰ کے بھائی ہیں۔ اور انہیں کے دین پر ہیں اور جیسے کہ موسیٰ کو خدا نے مبعوث کیا تھا۔ ان کو بھی مبعوث کیا ہے۔ میری پھوپھی نے کہا اے بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر ہم کو دی گئی ہے کہ قیامت کے قریب مبعوث ہوں گے۔ میں نے کہا ہاں وہی ہیں۔ کہنے لگی بس تو ٹھیک ہے۔ پھر میں رسول اللہ کی خدمت میں جا کر مسلمان ہوا اور پھر اپنے گھر میں آ کر سب کو میں نے مسلمان ہونے کے واسطے حکم کیا۔ چنانچہ سب چھوٹے بڑے مسلمان ہو گئے۔

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں مگر میں نے اپنے اسلام کو یہودیوں سے پوشیدہ رکھا اور پھر میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری قوم کے یہودی بڑے جھوٹے اور تہمت لگانے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ کو اپنے مکان میں پوشیدہ کر لیں اور پھر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان سے میرے بارے میں سوال کریں اور سنیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ کیونکہ ابھی ان کو میرے اسلام کی خبر نہیں ہے۔ اگر خبر ہو جائے گی تو میرے اوپر طرح طرح کے بہتان اور عیب لگائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا اور اپنے مکان کے اندر مجھ کو داخل کر دیا۔ پھر یہود آپ کے پاس آئے اور کچھ سوالات اور باتیں کرتے لگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں حصین (عبداللہ بن سلام کا پہلا نام ہے) کون شخص ہے انہوں نے کہا ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا فرزند ہے ہمارا ماہر اور عالم ہے۔

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں جب وہ میری تعریف سے فارغ ہوئے میں باہر نکلا اور میں نے کہا اے گروہ یہود خدا سے ڈرو اور اس دین کو قبول کرو جو یہ رسول لائے ہیں۔ واللہ تم جانتے ہو کہ بیشک یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کے نام اور ان کی صفت کے ساتھ تم ان کو تورات میں لکھا پاتے ہو۔ میں تو گواہی دیتا ہوں کہ بیشک یہ خدا کے رسول ہیں۔ میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔ یہود نے کہا تو جھوٹا ہے اور پھر وہ مجھ کو برا بھلا کہنے لگے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دیکھئے میں پہلے ہی عرض کر چکا تھا کہ یہ لوگ بڑے بہتان باز ہیں اور نہایت جھوٹے اور فاجر ہیں۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں۔ پھر میں نے اپنے اور اپنی پھوپھی اور سب گھر کے لوگوں کے اسلام کو ظاہر کر دیا اور میری پھوپھی کا اسلام بہت پختہ اور کامل تھا۔

مخیریق کا قبولِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں مخیریق کا حال مجھ کو اس طرح پہنچا کہ مخیریق یہودیوں میں ایک عالم اور نہایت مالدار شخص تھے اور اپنی کتابوں کی رو سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلّم کی صفات سے خوب واقف تھے۔ جب اُحد کی جنگ کا موقع ہُوا تو وہ ہفتہ کا دن تھا اور مخیریق نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہِ یہود تم جانتے ہو کہ محمّد کی مدد تم پر کرنی لازمی ہے۔ یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا دن ہے[1]۔ مخیریق نے کہا ہفتہ سے تمہارے واسطے کچھ نقصان نہیں ہے اور پھر اُنہوں نے اپنے ہتھیار لئے اور حضورؐ کے ساتھ جنگِ اُحد میں شریک ہو کر کفّار کو خوب قتل کیا اور آخر خود بھی شہید ہُوئے اور چلتے وقت یہودیوں سے اُنہوں نے کہدیا تھا کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میرا سب مال محمّدؐ کا ہے وہ جو چاہیں اس کو کریں۔ مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمایا کرتے تھے۔ مخیریق بہترین یہود میں سے تھے اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے مخیریق کے مال کو اپنے تصرف میں کر لیا اور عام اخراجات آپؐ کے مدینہ میں اُسی سے ہوتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت صفیہؓ کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت صفیہؓ بنت حیّ بن اخطب سے روایت ہے فرماتی ہیں میں اپنے باپ اور چچا ابو یاسر کو اُن کی سب اولاد سے زیادہ پیاری تھی جس وقت مجھ کو دیکھتے تھے سب اولاد کو چھوڑ کر مجھ کو پیار کرتے تھے۔ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ میں تشریف لائے اور قبا کے اندر بنی عمرو بن عوف میں ٹھہرے صبح اندھیرے سے میرے باپ اور چچا آپؐ کے دیکھنے کو گئے اور شام کو غروب کے بعد بہت تھکے ہُوئے گھر میں آئے۔ میں حسبِ سابق اُن کے پاس گئی مگر وہ میری طرف ملتفت نہ ہُوئے۔ اور میں نے سُنا کہ میرے چچا ابو یاسر نے میرے باپ حیی بن اخطب سے کہا کہ کیا یہ وہی ہیں؟ میرے باپ نے کہا ہاں! چچا نے کہا۔ کیا تم نے خُوب پہچان لیا؟ اُس نے کہا ہاں۔ پھر چچا نے کہا کہ اب تمہارے دل میں اُن کی طرف سے کیا ہے؟ میرے باپ نے کہا۔ واللہ! میرے دل میں اُن کی طرف سے کچھ عداوت باقی نہیں رہی۔

---

[1] یہود کے یہاں ہفتہ کے روز کام کرنا جائز نہ تھا۔ (مرتّب)

باب ۶۵

منافقینِ مدینہ

منافقین کی تفصیل

ابن اسحاق کہتے ہیں اوس اور خزرج کے منافقین میں سے جن لوگوں کے نام ہم کو معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔ اوس کے قبائل میں سے قبیلہ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی لوذان بن عمرو بن عوف سے ذری بن حرث منافق تھا۔ اور بنی جلیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صامت اور اس کا بھائی حرث بن سوید منافق تھے۔

جلاس کی گستاخی

جلاس وہ شخص ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہوا تھا اور اس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا تھا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو ہم گدھوں سے بدتر ہیں۔ عمیر بن سعد اُس وقت موجود تھے کیونکہ اِن کے باپ کے انتقال کے بعد جلاس نے اِن کی ماں سے شادی کی تھی اور یہ اسی کی پرورش میں تھے۔ اس سے یہ بات سُن کر عمیر سے ضبط نہ ہو سکا اور کہا اے جلاس تُو سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو پیارا ہے۔ کیونکہ تُو مجھ پر بہت مہربانی کرتا ہے اور مَیں بھی نہیں چاہتا کہ تجھ کو کوئی بُرائی پہنچے۔ مگر تُو نے اس وقت ایسی بات کہی ہے کہ میں اگر اس کو حضورؐ تک پہنچاتا ہوں تو تیری فضیحت و رسوائی ہوتی ہے۔ اور اگر مَیں خاموش رہتا ہوں تو میرا دِین برباد ہوتا ہے۔ مگر اِن دونوں باتوں میں سے ایک بات دُوسری کی نسبت سہل ہے۔ پھر عمیر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جلاس کا قول عرض کیا۔ پھر جلاس یہ خبر پاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آیا اور قسم کھا کر عرض کیا کہ عمیر نے میرے اُوپر جھوٹ بولا ہے۔ مَیں نے یہ کلمہ نہیں کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:۔

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ۔ (۹-۷۴)

یعنی قسمیں کھاتے ہیں خدا کی ہم نے نہیں کہا حالانکہ بیشک اُنھوں نے کلمۂ کُفر کہا ہے اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر جلاس نے اپنے نفاق سے توبہ کر لی تھی اور اس کا اسلام اچھا ہو گیا تھا۔ اور جلاس کا بھائی حرث بن سوید وہ ہے جس نے مجذر بن زیاد بلوی اور قیس بن زید ضبیعی کو اُحد کی جنگ میں شہید کیا تھا یعنی یہ حرث بن سوید مسلمانوں کے ساتھ اِن کی مدد کے واسطے نکلا تھا۔ کیونکہ بظاہر خود بھی مسلمان تھا مگر باطن میں منافق تھا موقع پا کر غفلت میں اِن دونوں کو شہید کر دیا اور پھر قریش میں جا مِلا۔

حرث بن سوید کی منافقت

ابن ہشام کہتے ہیں مجذر بن زیاد نے پہلے کسی جنگ میں جو اوس اور خزرج کے درمیان ہوئی تھی حرث کے باپ سوید کو قتل کر دیا تھا۔ جب جنگِ اُحد ہوئی تو حرث نے موقع پا کر تنہائی میں مجذر کو قتل کر دیا۔ اور مَیں نے بہت اہلِ علم سے یہ بات سُنی ہے کہ حرث نے قیس بن زید کو قتل نہیں کیا۔ کیونکہ اُحد کے شہیدوں میں ابن اسحاق نے اُن کو شمار نہیں کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں سُوید بن صامت نے جنگِ بُعاث سے پہلے معاذ بن عفراء کو ایک تیر سے غفلت میں قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو سوید کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا مگر یہ بچ کر نکل گیا اور مکہ میں بھاگ آیا۔

قرآن کریم کا ارشاد

پھر اُس نے اپنے بھائی جِلاس کو کہلا کر بھیجا کہ مَیں نے توبہ کی ہے۔ اور مَیں اپنی حرکتوں سے باز آیا ہوں۔ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (۳:۸۶)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیونکر ہدایت کرے جو ایمان لانے اور رسول کے حق ہونے کی گواہی دینے اور کھلی نشانیوں کے اُن کے پاس آنے کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ہے۔ آخر آیت تک۔

اور بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے بجاد بن عثمان بن عامر اور نبتل بن حرث منافق تھے۔

نبتل بن حرث

یہ نبتل بن حرث وہ شخص ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص شیطان کی طرف دیکھنا چاہے وہ نبتل کی طرف دیکھے۔ یہ شخص نہایت جسیم بہت

بالوں والا، سُرخ آنکھوں والا۔ موٹے موٹے گالوں والا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر آپؐ سے باتیں کیا کرتا اور پھر وہ باتیں منافقوں سے نقل کرتا اور یہ وہی شخص ہے جو کہتا تھا کہ محمدؐ کے صرف کان ہیں۔ جو شخص اُن سے کوئی بات کہتا ہے اُس کو سچ سمجھتے ہیں۔ اِس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۹ : ۶۱)

اور بعض لوگ ان میں سے نبی کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کان (کا کچا) ہے کہدو (انکا کان (کا کچا) ہونا تمہارے واسطے بہتر ہے خدا کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور مومنوں کی بات مانتا ہے اور رحمت ہے تم میں سے ایمان والوں کے واسطے اور جو لوگ رسولِ خدا کو ایذا دیتے ہیں اُن کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور نبتل کی مذکورہ صفات بیان کر کے کہا کہ اِس شخص کو اپنے پاس نہ آنے دیجیئے۔ کیونکہ یہ آپؐ کی باتیں منافقوں میں جا کر نقل کیا کرتا ہے اور اس کا جگر گدھے کے جگر سے زیادہ سخت ہے۔

مسجد ضرار کا بانی اور دیگر منافق

بنی ضبیعہ میں سے ابو حبیبہ بن ازعر منافق تھا۔ اور یہ اُن لوگوں میں سے تھا جو مسجد ضرار کے بانی تھے اور ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر منافق تھے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہم پر اپنا فضل کرے تو ہم صدقہ کریں اور نیکوں میں سے ہو جائیں۔ اور معتب وہ شخص ہے جس نے اُحد کی جنگ میں کہا تھا کہ اگر ہم کو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں کیوں قتل ہوتے۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوتی :

وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ الخ (۳ : ۱۵۴)

اور یہی وہ شخص ہے جس نے احزاب کی جنگ میں کہا تھا کہ محمد ہم سے کسریٰ اور قیصر کے خزانے کا وعدہ کرتے ہیں حالانکہ ہم کو رفع حاجت کے واسطے جانا بھی امن سے نصیب نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ ۔ (۳۳ : ۱۲) آخر تک

اور حرث بن حاطب بھی منافق تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں معتب بن قشیر اور حاطب کے دونوں بیٹے ثعلبہ اور حرث منافق نہیں تھے۔ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ جیسا کہ معتبر لوگوں نے مجھ سے بیان کیا ہے اور یہ دونوں بنی اُمیہ بن زید میں سے تھے اور ابن اسحاق نے بھی ثعلبہ اور حرث کا نام بنی اُمیہ کے اندر اسماء اہلِ بدر میں ذکر کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباد بن حنیف جو سہل بن حنیف کا بھائی تھا یہ بھی منافق تھا اور بحزج بھی منافق تھا۔ اور یہ لوگ مسجد ضرار کے بانیوں میں سے تھے اور عمرو بن خذام اور عبداللہ بن نبتل یہ سب منافق تھے۔

بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریہ بن عامر بن عطاف اور اُس کے دونوں بیٹے زید اور مجمع بن جاریہ یہ بھی مسجد ضرار کے بانی تھے اور مجمع ان سب میں نوعمر تھا اور بہت سا قرآن شریف اُس نے یاد کیا تھا اور اُن کو نماز پڑھاتا تھا۔ پھر جب یہ مسجد خراب ہو گئی اور بنی عمرو بن عوف کے بہت سے لوگ اپنی مسجد میں نماز پڑھنے لگے تو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ سے عرض کیا گیا کہ مجمع کو امام مقرر کر لیں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں کیا یہ مسجد ضرار میں منافقوں کا امام نہ تھا۔ اس نے حضرت عمر رضؓ سے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! واللہ میں اُن کے نفاق کی کوئی بات نہ جانتا تھا میں تو بچہ تھا مجھ کو قرآن یاد تھا اور اُن کو یاد نہ تھا اس سبب سے انہوں نے مجھ کو امام بنا لیا تھا۔ لوگوں کا قول ہے کہ پھر حضرت عمرؓ نے اس کو چھوڑ دیا اور اُس نے اپنی قوم کو نماز پڑھائی۔

اور بنی اُمیہ بن زید بن مالک میں سے ودیعہ بن ثابت منافق تھا۔ یہ بھی مسجد ضرار کا بانی ہے اور یہ وہی شخص ہے جس کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے:

لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۔ (۹ : ۶۵)

اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے حذام بن خلد منافق تھا اور یہ وہی شخص ہے جس نے مسجد ضرار کے واسطے اپنے گھر میں سے جگہ دی تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں اور بشر رافع زید کے دونوں بیٹے بھی منافق تھے۔ اور بنی نبیت میں سے ابن ہشام کہتے ہیں نبیت بن عمرو بن مالک بن اوس ہے۔

دِل اور آنکھ کا اندھا

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی حارثہ میں سے مربع بن قیظی منافق تھا جس نے حضورؐ کی شان میں کہا تھا کہ جب آپؐ اس کے باغ میں سے گزر رہے تھے کہ اے محمدؐ اگر تم نبی ہو تو تم کو میرے باغ میں سے گزرنا جائز نہیں ہے اور اپنے ہاتھ میں ایک برتن مٹی سے پُر کر کے کہنے لگا کہ اگر یہ مٹی اور کسی پر نہ پڑتی تو میں تم پر پھینکتا۔ اس بات کو سُن کر لوگ اُس کی طرف دوڑے

کہ اس کو قتل کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ اندھا آنکھوں کا بھی ہے اور دل کا بھی۔ مگر سعد بن زید اشہلی نے اپنی کمان کی ضرب سے اس کا سر پھوڑ دیا۔ اور اس کا بھائی اوس بن قینظی بھی منافق تھا جس نے خندق کی جنگ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمارے گھر خالی ہیں ہم کو حکم دیجئے کہ ہم اُن کی حفاظت کے واسطے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَۃٌ ؕ وَمَا ھِیَ بِعَوْرَۃٍ ؕ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا (۳۳: ۱۳)

یعنی کہتے ہیں ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہیں ہیں صرف بھاگنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

حاطب بن اُمیہ ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ظفر میں سے ظفر کا نام کعب بن حرث بن خزرج ہے۔ حاطب بن اُمیہ بن رافع ایک جسیم بڈھا منافق تھا اور اس کے بیٹے یزید بن حاطب بہت نیک مسلمان تھے۔ اُحد کی جنگ میں یہ بہت زخمی ہو گئے اور ان کو اٹھا کر اس کے گھر لائے تھے اور مسلمان کہتے تھے کہ اے یزید تجھ کو جنت کی بشارت ہے۔ اس کے باپ نے اُس وقت کہا۔ ہاں جنت کی اس مسکین کو تم نے فریب دے کر جان سے کھویا۔ کہتے ہیں اس بات سے اُس کا نفاق ظاہر ہُوا۔

ابو طعمہ بشیر بن ابیرق ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ابو طعمہ بشیر بن ابیرق بھی منافق تھا جس نے دو زرہیں چُرائی تھیں اور جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہُوئی ہے:

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا ۙ (۴: ۱۰۷)

یعنی اے رسول تم اِن لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کرو جو اپنے دِلوں میں دغا اور خیانت رکھتے ہیں بیشک اللہ ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا ہے جو دغاباز خائن بدکار ہو۔

ان کا حلیف قزمان بھی منافق تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہے۔ جب اُحد کی جنگ ہوئی تو یہ کفار سے خوب لڑا۔ اور کتنے ہی کافروں کو اس نے قتل کیا۔ پھر جب بہت زخمی ہو گیا۔ تو لوگ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لائے اور مسلمانوں نے اس سے کہا کہ اے قزمان تجھ کو بشارت ہو کہ آج تیری خوب آزمائش ہوئی اور تو اس قدر زخمی ہُوا کہ شہادت کو پہنچنے والا ہے۔ اس نے کہا مجھ کو کاہے کی بشارت ہے میں اپنی قوم کی حمیت کے سبب سے لڑا ہوں۔ اور پھر جب اُس کے زخموں کی تکلیف اس کو سخت ہوئی تو اس نے ایک تیر کے پھل سے اپنی انگلیوں کی رگیں کاٹ دیں اور جلدی سے مر گیا۔

جاہلیت کے حکم

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی عبد اشہل میں کوئی منافق مرد یا عورت نہ تھا جس کا نفاق مشہور ہو سوا ایک ضحاک بن ثابت کے جو بنی کعب میں سے تھا اور نفاق اور یہود کی محبت کی طرف متہم کیا جاتا تھا۔ اور جلاس بن سوید بن صامت بھی توبہ کرنے سے پہلے منافق تھا اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر یہ سب لوگ اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔ ایک دفعہ مسلمانوں سے ان کا کچھ جھگڑا ہوا تو مسلمانوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس جھگڑے کو فیصلہ کے واسطے لے جانا چاہا ان لوگوں نے کہا کہ فلاں لوگوں کے پاس جائیں گے جو جاہلیت کے زمانہ میں فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی :-

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۴ : ۶۰﴾

"اے رسول کیا تم نے ان منافقوں کو نہیں دیکھا جو کہتے ہیں کہ ہم اس کتاب پر ایمان لے آئے ہیں جو تم پر نازل ہوئی اور جو تم سے پہلے نازل ہوئی اور یہ چاہتے ہیں کہ فیصلہ شیطان کی طرف لے جائیں حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا ہے کہ سرکشوں کو نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو گمراہ کر کے راہ حق کے راستہ سے دور ڈال دے۔"

چند اور منافقین کے نام

اور بنی خزرج کی شاخ بنی نجار میں سے یہ منافق تھے۔ رافع بن ودیعہ اور زید بن عمرو اور عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن سہل۔ اور بنی جشم بن خزرج کی شاخ بنی سلمہ کے یہ منافق تھے۔ جد بن قیس جس نے کہا تھا کہ اے محمدؐ! مجھ کو بیٹھنے کی اجازت دے دو اور فتنہ میں نہ ڈالو۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۹ : ۴۹﴾

"اور ان منافقوں میں سے وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دیجئے اور فتنہ میں مجھ کو نہ ڈالو۔ خبردار یہ منافق لوگ خود فتنہ میں گر پڑے ہیں اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔"

عبداللہ بن ابی

اور بنی عوف بن خزرج میں سے عبداللہ بن ابی ابن سلول سب منافقوں کا سردار تھا۔ اس کے پاس سب اکٹھے ہوتے تھے اور یہی وہ شخص ہے جس نے

غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر کہا تھا :۔

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۔ (۶۳ : ۸)

"یعنی اگر ہم مدینہ کی طرف واپس ہوئے تو عزت والا اُس میں سے ذلیل کو نکال دے گا۔"

یعنی ہم رسول خدا کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ اور پوری سورۂ منافقون اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ لوگ بھی شریک تھے۔

ودیعہ جو بنی عوف میں سے ایک شخص تھا اور مالک بن ابی قوقل اور سُوید اور داعس جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنی النضیر کا محاصرہ کیا ہے تو اس عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں نے بنی نضیر کو پیغام بھیجا تھا کہ تم ثابت قدم رہو کہ اگر تم یہاں سے شہر بدر ہو جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ شہر بدر ہوں گے اور تمہارے متعلق کسی کی اطاعت نہ کریں گے۔ اور اگر تم سے قتل و قتال ہوگا تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ خداوند تعالےٰ نے یہی مضمون قرآن شریف میں نازل فرمایا ہے۔

باب ۶۶

یہود کے منافقین

منافق یہودی عالم

ابن اسحاق کہتے ہیں یہود میں سے جو لوگ ظاہر میں اسلام لائے تھے اور باطن میں منافق تھے اُن کی تفصیل اس طرح ہے ۔ بنی قینقاع میں سے سعد بن حنیف ور زید بن لصیت اور نعمانؓ ادفی بن عمرو اور عثمان بن اوفیٰ ۔ یہ زید بن لصیت وہ شخص ہے جو حضرت عمرؓ سے بازار بنی قینقاع میں لڑا تھا ۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی گم ہو گئی تو ی نے کہا تھا کہ محمد کہتے ہیں مجھ کو آسمان سے خبر آتی ہے کیا اُن کو خبر نہیں کہ اُن کی اُونٹنی کہاں ہے ۔ شتعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منافق کے اس قول کی خبر دی ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ لیہ و آلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ کو اس طرح کہا ہے اور میں وہی بات جانتا ہوں جو خدا نے مجھ کو بتلائی ہے ۔ اب اُس نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میری اُونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے ور ایک درخت میں اُس کی مہار اُلجھ گئی ہے اس سبب سے وہ کھڑی ہے ۔ لوگ اُسی وقت گئے ور اُونٹنی کو وہاں سے لے آئے ۔

اور رافع بن حرملہ یہ وہ شخص ہے کہ جس دن یہ مرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا آج نافقوں کے سرداروں میں سے ایک سردار مرا ہے ۔ اور رفاعہ بن زید بن تابوت یہ وہ شخص ہے کہ ب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی مصطلق سے واپس آرہے تھے تو سخت آندھی چلی ۔ جس سے سلمانوں کو خوف پیدا ہوا ۔ حضورؐ نے فرمایا تم خوف نہ کرو ۔ یہ ہوا ایک کافر کی موت کے سبب ے چلی ہے ۔ چنانچہ جب لوگ مدینہ میں آئے تو سُنا کہ اُسی دن رفاعہ بن زید بن تابوت مرا تھا ۔ اور سد بنی برہام اور کنانہ بن صُوریا یہ دونوں منافق مسجد شریف میں آکر مسلمانوں کی باتیں سُنکر اُن کے دین ساتھ استہزاء اور تمسخر کرتے تھے ۔

مسجد سے اخراج

چنانچہ ایک روز یہ منافق لوگ مسجد میں چپکے چپکے سر جھکائے کچھ تمسخر کی باتیں کر رہے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُن کو دیکھ لیا اور فوراً نہایت

ذلت کے ساتھ نکلوا دیا۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کھڑے ہو کر عمرو بن قیس کا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مسجد کے باہر تک لے گئے۔ اور وہ اُن سے یہ کہتا تھا کہ اے ابو ایوب کیا تم مجھ کو نکالتے ہو۔ پھر ابو ایوبؓ رافع بن ودیعہ کی طرف آئے اور اپنی چادر میں اُس کو لپیٹ کر خوب کھینچا اور زور سے ایک طمانچہ بھی رسید کیا۔ پھر فرمایا اے منافق خبیث یہاں سے دور ہو۔ اور عمارہ بن حزم صحابی زید بن عمرو منافق کی طرف کھڑے ہو گئے۔ اس کی داڑھی بہت لمبی تھی۔ عمارہؓ نے داڑھی پکڑ کر اس کو خوب کھینچا یہاں تک کہ مسجد کے باہر نکال دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کا ایک زبردست گھونسہ اس کے سینہ پر مارا جس کی چوٹ سے یہ منافق چاروں شانے چت گر پڑا۔ اور کہنے لگا اے عمارہ تو نے بڑی سخت چوٹ لگائی۔ عمارہ نے کہا دور ہو اے منافق خدا نے جو عذاب تیرے واسطے تیار کیا ہے اس کا تجھ کو اس سے بہت سخت صدمہ گوارا کرنا پڑے گا۔ آج سے خبردار جو مسجد نبوی کے قریب آیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو محمد جو بنی نجار میں سے ایک مسلمان تھے اور بدر میں شریک ہوئے تھے قیس بن عمرو منافق کی طرف کھڑے ہوئے جو کہ منافقوں میں ایک جوان شخص تھا [illegible] اس کی گردن پکڑ کر دھکے دے کر اس کو باہر نکال دیا اور بنی خدرہ ابو سعید خدری کے قبیلہ سے ایک شخص عبد اللہ بن حرث نامی حرث بن عمرو منافق کی طرف کھڑے ہوئے۔ اس منافق کے سر پر بہت لمبے لمبے بال تھے عبد اللہ نے ان بالوں کو پکڑ کے بہت زور سے کھینچ کر اس کو مسجد سے باہر نکالا اور یہ منافق کہتا جاتا تھا عبد اللہ تم بڑی سختی کرتے ہو۔ عبد اللہ نے کہا اے دشمن خدا تو اسی کا مستحق ہے تو منافق ہے خبردار جو اب مسجد کے پاس آیا۔ تجھ کو [illegible] تو نجس اور ناپاک ہے۔ اور بنی عمرو بن عوف میں سے ایک شخص اپنے بھائی زوی بن حرث کی طرف کھڑا ہوا اور نہایت خواری کے ساتھ اس کو باہر نکال دیا۔ اور اس سے کہا کہ تجھ پر شیطان غالب ہو گیا ہے [illegible] اُس روز یہ منافق مسجد سے نکال دیئے گئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا۔

منافقین اور قرآنی آیات

انہی یہودی علماء اور منافقین [illegible] کے بارے میں خدا تعالیٰ نے شروع سورۂ بقرہ سے سو آیات تک نازل فرمایا ہے

چنانچہ فرماتا ہے:

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ (۲: ۱-۲)

یعنی یہ کتاب جس میں شک نہیں ہے ہدایت ہے متقیوں کے واسطے جو کہ

۱؎ آیات کے تراجم ابن ہشام اور ابن عباس [illegible] ہیں۔ ۱۲

کے ترک کرنے میں عتابِ الٰہی سے خوف کرتے ہیں یا اطاعت کے احکام جو اُس کے پاس سے آئے ہیں اُن کی تصدیق کرنے میں رحمت کے امیدوار ہوتے ہیں۔)[1]

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (۲:۳)

"یعنی وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز اور زکوٰۃ کا فرض اُن پر عائد سمجھ کر ادا کرتے ہیں"

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ (۲:۴)

یعنی اے رسول اور وہ لوگ جو تمہاری کتاب کی جو تم خدا کے پاس سے لائے ہو اور جو کتابیں کہ تم سے پہلے ہو چکی ہیں اُن سب کی تصدیق کرتے ہیں (ان میں تفریق نہیں کرتے اور نہ ان میں سے کسی کا انکار کرتے ہیں)۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ (۲:۴)

اور (بعث اور قیامت اور جنت اور دوزخ اور حساب اور میزان وغیرہ) امورِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ

یعنی یہ لوگ جو اے رسول تمہاری کتاب اور تم سے پہلی کتابوں پر ایمان لائے، یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت (نور اور استقامت) پر ہیں۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (۲:۵)

اور یہی فلاح پانے والے ہیں (یعنی جس کے یہ متلاشی تھے وہ ان کو نصیب ہوگا اور جس سے یہ ڈرتے تھے اُس سے محفوظ رہیں گے۔)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

"بے شک جن لوگوں نے تمہاری کتاب کے ساتھ کفر کیا (اور یہ کہا کہ ہم صرف پہلی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں) برابر ہے کہ تم اُن کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہیں لائیں گے"

یعنی دراصل وہ پہلی کتابوں کے ساتھ بھی کافر ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ان میں تمہاری تعریف اور تمہارے ساتھ ایمان لانے کے بارے میں عہد لیا ہوا ہے اور اُس کو یہ لوگ نہیں مانتے ہیں پس جبکہ

---

[1] آیات کے تراجم ابن ہشام اور ابن اسحاق کی تفاسیر کے مطابق کئے گئے ہیں۔ ۱۲

وہ اگلی اور پچھلی تمہاری اور تم سے پہلے نبیوں کی کتابوں کے ساتھ کافر ہو گئے۔ تو پھر بھلا تمہارے ڈرانے اور خوف دلانے سے کیا باز آئیں گے حالانکہ تمہارے بارے میں جو علم اُن کے پاس ہے اُسی کے ساتھ وہ کافر ہو گئے ہیں۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ؕ (٢ : ٧)

خدا نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی ہے اور اُن کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر ہدایت کے دیکھنے اور تمہارے اُوپر ایمان لانے سے پردہ ہے اور تمہارے اس خلاف میں اُن کے واسطے بڑا عذاب ہے۔"

(یہ آیات علمائے یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جبکہ انہوں نے حضورؐ کے اوصاف اپنی کتابوں سے معلوم کر لئے اور پھر بھی آپ پر ایمان نہ لائے۔)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ؕ

"اور بعض لوگ (یعنی اوس اور خزرج کے منافق) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا اور روزِ آخرت پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔"

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (٢ : ١٦)

دھوکہ دیتے ہیں خدا کو اور مسلمانوں کو حالانکہ نہیں دھوکہ دیتے ہیں مگر اپنے آپ کو اور اس بات کو نہیں سمجھتے ہیں۔ ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے۔ پھر خدا نے اُن کی اس بیماری کو اور بڑھا دیا اور بسبب اُن کے جھوٹ بولنے کے ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔ خبردار

یہی لوگ مفسد ہیں مگر شعور نہیں رکھتے اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جیسے اور لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے تم بھی ایمان قبول کرو۔ تو کہتے ہیں کیا جاہلوں کی طرح سے ہم بھی ایمان لے آئیں۔ خبردار بے شک یہی لوگ جاہل ہیں مگر جانتے نہیں۔ اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیاطین (یعنے سرگروہوں کے پاس) خلوت میں بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں ہم تو مسلمانوں سے ہنسی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ خدا ان کے ساتھ ہنسی کرتا ہے اور اُن کی سرکشی میں ان کو ڈھیل دیتا ہے کہ یہ حیران بھکے ہوئے رہیں۔ ان لوگوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے خرید لیا ہے۔ پس ان کی تجارت نفع والی نہیں ہوئی اور نہ انہوں نے ہدایت پائی۔"

منافقین کی مثال

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی ایک مثال بیان فرمائی ہے چنانچہ فرماتا ہے:-

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ط (۲-۱۷)

"ان کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب اُس آگ سے اُس کے اردگرد کی جگہ روشن ہو گئی۔ خدا نے ان کی روشنی کو بجھا دیا اور اُن کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ ان کو دکھائی نہیں دیتا۔ یہ لوگ (حق بات کے سننے سے) بہرے ہیں اور (اُن کے بولنے سے) گونگے اور (اُس کے دیکھنے سے) اندھے ہیں۔ پس یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں گے۔"

اور دوسری مثال یہ فرمائی ہے:-

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ط يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ۝

"یعنی یا مثال اِن کی مثل ایک آسمانی ابر کے ہے۔ جس میں اندھیرے اور کڑک اور چمک ہے لوگ موت کے ڈر سے بجلی کڑکنے کے وقت کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں۔ اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔"

(اس کے قہر سے کہیں بھاگ نہیں سکتے۔ ایسے ہی یہ منافق بھی کفر کے اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں اور ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ہمارے کفر کی خبر ظاہر نہ ہو جائے پھر ہم قتل ہوں)۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

قریب ہے کہ بجلی کی چمک ان کی آنکھوں کی روشنی کو لے جائے جب اس اندھیرے میں روشنی ہوجاتی ہے ایک دو قدم چلتے ہیں اور جب اندھیرا ہوجاتا ہے کھڑے رہ جاتے ہیں اگر خدا چاہے تو ان کے ظاہری حواس کانوں اور آنکھوں کو بھی لے جائے اور ان کو اندھا اور بہرہ کر دے (جیسے کہ ان کے دل کو اندھا اور بہرہ کر دیا ہے) بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (٢: ٢١-٢٢)

اے لوگو تم اُس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ وہ پروردگار وہ ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو فرش اور آسمان کو اونچی چھت بنایا ہے اور آسمان سے تمہارے واسطے پانی کو اتارا۔ پھر اُس پانی سے طرح طرح کے پھل تمہارے رزق کے واسطے پیدا کئے پس تم خدا کے ساتھ شریک نہ بناؤ جبکہ تم جانتے ہو کہ اُس جیسا کوئی نہیں ہے ۔"

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (٢: ٢٣-٢٤)

اور اگر اس کتاب کی طرف سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ محمد پر نازل کی ہے تو تم اس کی مانند ایک سورت بنا لاؤ۔ اگر یہ خیال کرتے ہو کہ یہ انسان کی گھڑی ہوئی ہے اور جس قدر شاہد اور فصیح لوگ تمہارے پاس موجود ہیں خدا کے سوا ان سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر تم یہ نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کے ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور وہ آگ کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے ۔"

باب ۶۷

یہودیوں کے متعلق قرآن کریم کے ارشادات

[illegible]
[illegible]
[illegible]
... ساتھ تھے

یَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۝

یعنی اے بنی اسرائیل اُس میری نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی (یعنی فرعون اور اُس کی قوم سے تم کو نجات بخشی جو تم پر وہ طرح طرح کے ظلم توڑتا تھا) اور میرے عہد کو پورا کرو (یعنی نبی کریم پر ایمان لاؤ) میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔ (یعنی تمہارے سب گناہ دُور کر کے جنت میں تم کو داخل کروں گا) اور خاص مجھی سے خوف کرو (ممکن ہے کہ میں تم پر وہ عذاب نازل کروں جو تم سے پہلے لوگوں پر کیا تھا کہ اُن کی صورتیں مسخ کر دی تھیں وغیرہ وغیرہ)

وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ... وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (۲: ۴۲)

اور ایمان لاؤ اُس کتاب یعنی قرآن پر کہ جو میں نے نازل کی ہے تصدیق کرنے والی اُس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے یعنی توریت و انجیل کی اور اس کے انکار کرنے والوں میں سب سے پہلے تم ہی نہ ہو جاؤ کہ پھر وہ تمہاری پیروی کرنے لگیں ... تم پر گناہ ... خاص مجھی سے پس خوف کرو۔ اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور حق کو پوشیدہ نہ کرو در آنحالیکہ تم جانتے ہو۔

أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (۲:۴۴)

یعنی کیا لوگوں کو تو تم نیکی کا حکم کرتے ہو یعنی کفر کرنے سے منع کرتے ہو اور خود تم اپنے آپ کو فراموش کرتے ہو کر جو میرا عہد تمہاری کتاب میں ہے اُس کو پورا نہیں کرتے اور نہ میرے رسول کی تصدیق کرتے ہو حالانکہ تم اُس کتاب کو پڑھتے ہو اور پھر اس کا انکار کرتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔"

خداوند کریم کے انعامات

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بدعتوں کا شمار کیا ہے اور اُن پر اپنے عفو اور مغفرت فرمانے کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ بچھڑے کو اُنہوں نے خدا بنایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور انہوں نے موسیٰ علیہ السّلام سے درخواست کی کہ ہم کو ان آنکھوں سے خدا کو دکھا دو تب اُن پر بجلی گری اور یہ مر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا۔ پھر اُن پر ابر کا سایہ کیا اور میدان تیہ میں من اور سلویٰ ان پر نازل کیا۔ پھر ان سے فرمایا کہ فلاں شہر کا دروازہ میں جب تم داخل ہو تو حِطّةٌ کہتے ہوئے داخل ہونا جس کے معنی یہ ہیں کہ اے خدا ہمارے گناہ معاف کر۔ مگر انہوں نے اس کلمہ کو بدل دیا اور بجائے حِطّةٌ کے حِنْطَةٌ کہنے لگے جس کے معنی گیہوں کے دانہ کے ہیں اور یہ فعل ان کا تمسخر سے تھا اور حکم ہوا تھا کہ سجدہ کہتے ہوئے داخل ہونا۔ یہ سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

بنی اسرائیل کی مسلسل سرتابی

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنی قوم کے واسطے پانی کی خدا سے دعا کی حکم ہوا۔ پتھر پر اپنی لکڑی مارو۔ موسیٰ نے عصا مارا۔ اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہوئے کہ ہر قوم نے اُس میں سے پانی پیا۔ پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السّلام سے کہا کہ خدا سے دعا کیجئے ایک کھانا ہم سے نہیں کھایا جاتا۔ خدا ہمارے واسطے زمین میں سے مختلف چیزیں مثل گیہوں اور پیاز اور ککڑی اور ساگ وغیرہ کے پیدا کرے۔ موسیٰ نے فرمایا کیا تم بہتر کو بدتر سے بدلنا چاہتے ہو۔ جاؤ فلاں شہر میں اترو وہاں یہ چیزیں تم کو نصیب ہوں گی۔

بنی اسرائیل کی سخت دلی

ابن اسحاق کہتے ہیں ان لوگوں نے ایسا نہ کیا اور خداوند تعالیٰ نے طُور پہاڑ کو اِن پر بلند کیا تاکہ یہ احکامِ الٰہی پر عمل کریں اور بہت لوگوں کو ان میں سے مسخ کر کے بندر بنا دیا اور جب ایک مقتول کی بابت اُنہوں نے اختلاف کیا۔ تو گائے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو عبرت دلائی جبکہ گائے کی شناخت اور صورت کے متعلق اُنہوں نے موسیٰ علیہ السّلام سے بے ہودہ سوالات کئے اور ان کی سخت قلبی کی مثال اللہ تعالیٰ نے پتھر کی دی ہے

بلکہ اُس سے بھی زیادہ سخت فرمایا ہے۔ کیونکہ پتھر ایسے ہیں کہ ان سے تو چشمے بہتے ہیں اور بسا اوقات وہ خدا کے خوف سے ٹوٹ کر گر پڑتا ہے اور پتھر شق ہو جاتا ہے اور اُس میں سے پانی بہتا ہے۔ مگر اُن کے دل نہایت شدید اور سخت ہیں کہ خوفِ خدا سے ذرا نرم نہیں ہوتے۔ پھر فرماتا ہے کہ اے بد باطنو خدا تمہاری بداعمالیوں سے غافل نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلّی کے واسطے فرمایا ہے :-

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ

مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۔

"کیا تم (اے مسلمانو) اِس بات کی توقع رکھتے ہو کہ یہودی تمہارے اسلام کی بات کو مان لیں گے حالانکہ انہیں یہودیوں میں سے ایک گروہ (موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں) کلامِ الٰہی کو سن کر اور سمجھ کر تحریف کر دیتا تھا حالانکہ وہ لوگ اس بات کو جانتے تھے"۔

کلامِ الٰہی میں تحریف

ابن اسحاق کہتے ہیں مُجھ کو بعض اہلِ علم سے روایت پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ خدا کا دیدار تو ہم نہیں کر سکتے اُس کا کلام ہی ہم کو سُنوا دو جب وہ تم سے کلام کرے۔ موسیٰ نے خدا سے عرض کیا۔ حکم ہوا اچھی بات ہے ان سے کہو کہ پاک صاف ہو جائیں اور روزہ رکھیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا۔ پھر موسیٰ اُن کو طور پر لائے اور ایک بادل اُن کے اُوپر چھا گیا۔ موسیٰ نے اِن کو سجدہ کا حکم کیا۔ یہ سب سجدہ میں گِر پڑے۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام فرمایا ان سب نے بھی سُنا۔ جس میں خدا نے ان کو امر و نہی فرمایا تھا۔ یہ اُس کو خوب سمجھ کر وہاں سے چلے آئے اور موسیٰ بھی واپس آ گئے۔ ان میں سے بعض لوگوں نے اُس کلامِ الٰہی کو بدل دیا اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اِن کو نیکی کا حکم کیا جیسا کہ خدا نے ارشاد کیا تھا۔ تو کہنے لگے کہ خُدا نے اس طرح نہیں کہا جس طرح کہ تم کہتے ہو بلکہ اس طرح کہا تھا جس طرح ہم کہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم

بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (۲ : ۷۶)

"اور جب مُسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب آپس میں منافق ایک دُوسرے کے پاس خلوت میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا تم مسلمانوں سے وہ باتیں کہہ دیتے ہو جو خدا نے پیغمبر آخر الزمان کی نسبت تم پر کھول دی ہیں تاکہ مسلمان اِس تمہاری خبر دہی سے تمہارے رب کے سامنے تم سے حجت کریں کیا پس تم نہیں سمجھتے ہو"۔

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ وَ مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
الْكِتَابَ اِلَّا اَمَانِيَّ ۔

کیا نہیں جانتے ہیں یہ اس بات کو کہ بے شک خدا ان کے پوشیدہ اور ظاہر کاموں کو جانتا ہے اور بعض اُن میں اَن پڑھ ہیں جو نہیں جانتے ہیں کتاب کو مگر صرف پڑھنے کے طور سے (یعنی اُس کے معنی نہیں سمجھتے ہیں)

ابن ہشام کہتے ہیں امانی کے معنے پڑھنے کے ہیں یہ مجھ سے ابو عبیدہ نحوی نے بیان کیا ہے۔ اور عرب لفظ تمنّی کو قرأ کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ۔ تمنّی کے معنے قرأ اور اُمنیۃ کے معنی قراءۃ کے ہیں اور امانی امنیت کی جمع ہے اور امانی مال وغیرہ کی تمنّا کو بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۔ یعنی اور نہیں ہیں وہ مگر گمان کرتے یعنی کتاب کا علم نہیں رکھتے ہیں اور تمہارے انکار نبوت میں گمان کی پیروی کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا اَمْ
تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ (۲:۸۰)

"یعنی کہتے ہیں کہ ہم کو آگ نہ چھوئے گی مگر صرف گنتی کے دن کہدو کہ کیا تم نے اس بات کا خدا سے عہد لے لیا ہے یا تم خدا پر ایسی بات کہتے ہو جس کا تم کو علم نہیں ہے"۔

یہود کے دعوے

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور اللہ تعالیٰ آخرت میں دنیا کے ہر ہزار برس کے بدلہ میں ایک دن یعنی کل سات روز عذاب کریگا۔ اور پھر عذاب موقوف ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ الخ اور آگے فرمایا ہے:۔

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲:۸۱)

ہاں جس نے بُرے عمل کئے اور اُس کی خطا نے اُس کو گھیر لیا (یعنی تمہارے کفر کی مثل جس نے کفر کیا) اور چاروں طرف سے کفر اس کو محیط ہو گیا (جیسا کہ تم پر محیط ہے) تو وہ لوگ دوزخی ہیں اور دوزخ میں ہمیشہ رہینگے"۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ؕ

اور جو لوگ ایمان لائے اور (تمہاری طرح سے کافر اور بداعمال نہ ہوئے بلکہ) ایمان کے ساتھ انہوں

نے نیک عمل کئے وہ جنتی ہیں اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔"

یہود کا عہد سے پھر جانا

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ ۝ (۲ : ۸۳)

"اور جب اے بنی اسرائیل ہم نے تم سے عہد لیا کہ سوا خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرو اور لوگوں سے اچھی بات کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو پھر تم سب اس عہد سے اعراض کر کے پھر گئے اور صرف تھوڑے لوگ تم میں سے قائم رہے۔"

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ۝

"اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں خون نہ بہانا اور نہ اپنے لوگوں کو شہر بدر کرنا پھر تم نے اس پر اقرار کیا اور تم خود گواہ ہوئے۔ پس ہر ایک عہد کا پورا کرنا تم پر لازم ہو گیا۔

ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ (۲ : ۸۵)

"پھر تم اے بنی اسرائیل باوجود اس عہد کے اپنے بھائی آپس میں لڑ کر قتل کرتے ہو اور ایک فریق کو تم اپنے میں سے ان کے گھروں سے نکال باہر کرتے ہو اور گناہ اور زیادتی کے ساتھ ان کمزوروں پر اپنے موافق فریق کی مدد کرتے ہو اور اگر قیدی تمہارے ہوتے ہیں ان کو فدیہ دے کر چھڑاتے ہو حالانکہ تم پر شہر بدر کرنا حرام ہے کیا پس تم تورات کی ایک بات پر ایمان لاتے ہو اور ایک بات پر کفر کرتے ہو (یعنی قیدی کو تو موافق حکم تورات کے چھڑا لیتے ہو اور شہر بدر کرتے ہیں تو تورات کی مخالفت کرتے ہو) پس اس شخص کی کیا سزا ہے جو تم میں سے ایسا کرے ایسوں کی یہی سزا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل رہیں اور قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلا کئے جائیں اور

اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں ہے"۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ (۲: ۸۶)

ان لوگوں نے دُنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔ پس نہ اُن سے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ یہ مدد کئے جائیں گے"۔

یہود مدینہ کی روش

اللہ تعالیٰ نے اپنے ان عہود کو ذکر کر کے ان کے افعال پر ان کو تنبیہ فرمائی ہے کیونکہ تورات میں اُس نے ان افعال سے اِن کو منع فرمایا تھا۔ یہود کے دو گروہ تھے ایک بنی قینقاع جن کے حلیف خزرج اور نضیر تھے اور ایک قریظہ جن کے حلیف اوس تھے۔ تو جب اوس اور خزرج میں جنگ ہوتی تو خزرج کے ساتھ بنی قینقاع کے یہود ہوتے اور اوس کے کے ساتھ قریظہ کے یہود ہوتے اور آپس میں اپنے حلیفوں کی حمایت کے سبب سے خوب لڑتے اور قتل و غارت ہوتے اور اوس وخزرج دونوں قبیلے مُشرک اور بُت پرست تھے۔ جنت اور دوزخ یا قیامت وغیرہ کسی بات کے معتقد نہ تھے اور نہ حلال وحرام کو جانتے تھے۔ پھر جب لڑائی ختم ہو جاتی تو ہر ایک قوم دوسری قوم سے اپنے قیدی فدیہ دے کر چھڑاتی۔ یعنی بنی اوس اپنے قیدی بنی خزرج سے چھڑاتے اور وہ اُن سے چھڑاتے۔ اور جس قدر آدمی قتل ہوتے اُن کا خون معاف کر دیتے۔ اُن کا قصاص ہوتا نہ خون بہالیا جاتا۔ یہ فتویٰ اہلِ شرک کا تھا اور یہودیوں کا بھی اسی پر عمل تھا حالانکہ تورات میں اُس کے خلاف حکم ہے اور یہودیوں کا فدیہ لینے کا فتویٰ تورات کے حکم کے خلاف تھا۔

اس کی بابت خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کتاب کی ایک بات پر تو ایمان لاتے ہو اور ایک پر ایمان نہیں لاتے ہو یعنی فدیہ تورات کے موافق لیتے ہو اور اہلِ شرک کی حمایت اور اپنے گروہ کا قتل کرنا اور شہر بدر کرنا اُس کے حکم کے خلاف ہو محض اسباب دُنیا کے لالچ سے۔

انبیاء کے ساتھ یہود کی مخالفت

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (۲: ۸۷)

بے شک ہم نے مُوسیٰ کو کتاب دی اور اُن کے بعد رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو تبینات عنایت کیں (یعنی معجزے کہ مُردہ پر ہاتھ رکھ کر اُس کو زندہ کر دیتے تھے اور مٹی کا جانور بنا کر اُس میں

پھونک مارتے اور وہ زندہ ہو کر اُڑ جاتا اور جمنی بیماریوں سے حکم الٰہی کے ساتھ تندرست کرتے تھے اور لوگوں کے گھروں میں کھانے پینے اور چیزوں کے رکھنے وغیرہ غائب کی خبروں کو بیان کرتے تھے) اور روح القدس کے ساتھ ہم نے اُن کی مدد کی۔"

پھر اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے اِن سب باتوں کے کُفر کرنے کو بیان فرماتا ہے۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۲ : ۸۸-۸۹)

پھر جب آیا تمہارے پاس کوئی ایسے احکام لے کر جن کو تمہارا دل نہ چاہتا تھا تو کسی رسول کو تم نے جھٹلایا اور کسی کو تم نے قتل کیا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے دل پردہ میں ہیں بلکہ اِن کے کفر کے سبب سے خدا نے ان پر لعنت کی ہے۔ پس تھوڑے لوگ ان میں سے ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے پاس خدا کے ہاں سے کتاب آئی تصدیق کرنے والی اُس کتاب کی جو اُن کے پاس ہے اور حالانکہ یہ پہلے کفار پر اُس کے ذریعے فتح کی دُعا کیا کرتے تھے۔ پھر جب ان کے پاس وہ رسول آ گیا جس کو انہوں نے پہچان لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس خدا کی پھٹکار ہے کافروں پر۔"

رسول اللہ کا انکار اور مخالفت

ابن اسحاق قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُن سے اُن کی قوم کے چند بزرگوں نے بیان کیا کہ قسم ہے خدا کی یہ آیت ہمارے اور یہود کے بارے میں نازل ہُوئی ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں ہم مشرک لوگ جب یہود پر غالب ہوتے تو وہ کہتے کہ اب عنقریب ایک نبی پیدا ہوں گے۔ ہم اُن کے ساتھ ہو کر عاد و ارم کی طرح تم کو قتل کریں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش میں پیدا کیا تو یہودی منکر ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب نبی آئے اور اُن کو پہچان لیا تو کافر ہو گئے۔ پس لعنت ہے خدا کی کافروں پر۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (۲ : ۹۰)

بُری ہے وہ چیز جس کے بدلے اُنہوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا یہ کہ کافر ہوئے اُس چیز کے ساتھ جو خدا نے نازل کی (یعنی قرآن کے ساتھ) اس حسد اور بغض کے سبب سے کہ خدا نے اس کو

اس پر جو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے فضل سے نازل کرے، پس یہ غضب پر غضب کے مستحق ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔"

پھر ان یہودیوں کو ... کہ آخرت کا گھر ... صرف انہی کے لیے ہے ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (۲:۹۴)

"کہہ دو کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے نزدیک صرف تمہارے ہی لیے مخصوص ہے اور لوگوں کے لیے نہیں تو موت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔"

مگر انہوں نے اس بات سے انکار کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

"اور وہ ہرگز موت کی تمنا نہ کریں گے بسبب ان اعمال کے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔"

پھر ان کی ... زندگی کی حرص کا ذکر کیا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ (۲:۹۵)

"اور بے شک تم ان یہودیوں کو سب لوگوں سے زیادہ زندگی کا حریص پاتے ہو اور مشرکوں میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ہزار برس کی عمر دی جائے حالانکہ عمر کا زیادہ دیا جانا عذاب سے اس کو بچا نہیں سکتا۔"

اس کا سبب یہ ہے ... آنحضرت کی ... دنیا کی زندگی ان کو ... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ

"کہہ دو جو شخص جبرئیل کا دشمن ہے تو بیشک اس نے تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے نازل کیا ہے۔"

ایک ... [illegible] ... ۱۲

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوالات

ابن اسحاق شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہیں کہ چند علماء یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم کو چار باتیں بتائیے۔ اگر آپؐ نے بتا دیں تو ہم آپؐ کی تصدیق کر کے آپ پر ایمان لائیں گے اور آپؐ کا اتباع کریں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس بات پر خدا سے عہد کرتے ہو کہ اگر میں نے بتا دیا تو مجھ پر ایمان لے آؤ گے۔ انھوں نے عرض کیا ہاں بے شک فرمایا کہو۔ انھوں نے عرض کیا یہ بتلائیے کہ بچہ ماں کے مشابہ کس سبب سے ہوتا ہے حالانکہ نطفہ باپ کا ہوتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ مرد کا نطفہ غلیظ اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور رقیق ہوتا ہے۔ پس جو نطفہ دونوں میں غالب ہوتا ہے بچہ اُس کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ یہود نے کہا بے شک آپؐ نے سچ فرمایا۔ پھر انھوں نے سوال کیا کہ آپ کی نیند کی کیفیت کیا ہے۔ فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ اُس شخص کی نیند جس کے نبی ہونے کا انکار کرتے ہو (یعنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس کی آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے۔ انھوں نے کہا درست ہے۔ پھر انھوں نے سوال کیا کہ ہم کو بتلائیے کہ اسرائیل (حضرت یعقوبؑ) نے اپنے اوپر کیا چیز حرام کی تھی؟

فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو نہیں معلوم کہ اسرائیل کو سب چیزوں سے زیادہ مرغوب اونٹ کا دودھ اور اُس کا گوشت تھا۔ پھر ایک دفعہ جب بیماری سے وہ تندرست ہوئے تو بطور شکریہ کے انھوں نے اپنے اوپر اونٹ کا دودھ اور اس کا گوشت جو بہت مرغوب تھا حرام کر لیا۔ یہود نے کہا درست ہے۔ پھر سوال کیا کہ ہم کو بتلائیے رُوح کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا، میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ وہ جبرائیل ہے جو میرے پاس آتا ہے۔ یہود نے کہا ہاں یہ آپ نے سچ فرمایا مگر وہ ہمارا دشمن ہے طرح طرح کے عذاب لے کر وہ ہم پر نازل ہوا ہے۔ اگر وہ تمہارے پاس نہ آیا ہوتا تو ضرور ہم تمہارا اتباع کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قل من کان عدو لجبریل۔ آخر تک۔

پھر فرمایا ہے :-

اَوَ کُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهٗ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

"جب یہ کوئی عہد کرتے ہیں ایک فریق اُن میں سے اُس عہد کو پھینک دیتا ہے۔ بلکہ اکثر ان میں سے ایمان نہیں لاتے"

حضرت سلیمانؑ پر اتہامات کی تردید

پھر فرمایا ہے :-

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۔

"اور پیچھے لگے ہیں یہ لوگ اُس جادو کے جو شیاطین سلیمان کے عہدِ سلطنت میں پڑھتے تھے حالانکہ (حضرت) سلیمانؑ کافر نہ تھے بلکہ شیاطین کافر تھے جو لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے "

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلیمانؑ کا ذکر انبیاء کے اندر کیا تو یہود نے کہا کہ دیکھو محمد سلیمانؑ کو بھی انبیاء میں شمار کرتے ہیں حالانکہ سلیمان ساحر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے جواب میں نازل فرمایا :-

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۝ (۲ : ۱۰۲)

اور یہ لوگ اُس جادو کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جو (جادو) بابل والے دونوں فرشتوں پر نازل کیا گیا ہے۔ یہ فرشتے کسی کو جادو نہیں سکھلاتے (یہاں تک کہ اُس کو پہلے نصیحت کر دیتے ہیں کہ تو جادو سیکھنے سے کافر ہو جائے گا۔ پس کافر نہ بن اور خدا سے ڈر "

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ اسرائیل نے جو چیز اپنے اوپر حرام کی تھی وہ کلیجی اور گُردہ اور چربی تھی۔ مگر وہ چربی جو پشت پر لگی ہوتی ہے کیونکہ یہی چیزیں قربانی میں رکھی جاتی تھیں اور آگ اُن کو جلا دیتی تھی ۔

باب ۶۸

یہود کی ہٹ دھرمی

یہودِ خیبر کے نام مکتوبِ نبوی

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو سند کے ساتھ یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور نے خیبر کے یہودیوں کی طرف اس مضمون کا خط بھیجا۔

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو موسیٰ کے صاحب اور بھائی اور اس کتاب کے تصدیق کرنے والے ہیں جس کو موسیٰ لائے۔ خبردار اے گروہ توراۃ کہ تم توراۃ میں لکھا ہوا پاتے ہو اور اللہ نے تم سے فرما دیا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ٻ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۾ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

اور بے شک میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اس کتاب کی جو اس نے تم پر نازل کی اور اس خدا کی جس نے تمہارے پہلے لوگوں کو من اور سلویٰ کھلایا اور اس کی قسم دیتا ہوں۔ جس نے دریا کو خشک کر کے تم کو فرعون سے نجات دی۔ تم مجھ کو یہ بتلاؤ کہ تم اپنی کتاب میں یہ لکھا ہوا پاتے ہو یا نہیں؟ کہ محمد پر ایمان لاؤ۔ اگر تم لکھا ہوا نہیں پاتے، ہو تب تم پر کچھ زبردستی نہیں ہے گمراہی سے ہدایت ظاہر ہو گئی ہے۔ اور میں تم کو خدا اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔"

یہودی معاندین

ابن اسحاق کہتے ہیں احبار اور کفارِ یہود میں جن لوگوں کے بارے میں آیاتِ قرآن وارد ہوئی ہیں اُن میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوالات کیا کرتے تھے اور حق کے ساتھ باطل کو مشتبہ کرتے تھے۔ چنانچہ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ

سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابو یاسر بن اخطب یہودی رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس سے گزرا۔ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ پڑھ رہے تھے۔ ابو یاسر یہ سُن کر اپنے بھائی حی بن اخطب کے پاس آیا۔ اِس کے پاس چند یہودی مجتمع تھے۔ ابو یاسر نے کہا سنو واللہ مَیں نے محمدؐ کو پڑھتے سُنا ہے۔ الم ذالک الکتابُ۔ اُن یہودیوں نے کہا کیا تُو نے خود سُنا ہے۔ اُس نے کہا ہاں! حی بن اخطب اُن یہودیوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ ہم کو معلوم ہُوا ہے کہ تم پر جو کتاب نازل ہوتی ہے اُس میں تم پڑھتے ہو الٓمّٓ ذٰلک الکتابُ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں ۔ اُس نے کہا کیا جبرائیل اس کو تمہارے پاس لائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ یہودیوں نے کہا آپ سے پہلے جس قدر نبی گزرے ہیں اُن سب کی سلطنت اور دورِ اُمّت کا زمانہ بیان کیا گیا تھا مگر آپ کا دورِ سلطنت ہم کو معلوم نہیں۔

حی بن اخطب نے یہود کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ الف کا ایک اور لام کے تیس اور میم کے چالیس یہ سب اکہتر سال ہُوئے۔ کیا تم اس دین میں داخل ہونا چاہتے ہو جس کی مدت کے صرف ۷۱ سال ہیں۔ پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا کہ اے محمد الم کے ساتھ اور بھی کچھ ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں المٓصٓ ہے۔ اُس نے کہا واللہ یہ تو سخت ہے۔ الف کا ایک لام کے تیس میم کے چالیس صاد کے نوّے۔ یہ سب ایک سو اکسٹھ ہوئے۔ اے محمدؐ اس کے ساتھ اور کچھ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہے الٓر۔ اُس نے کہا یہ اور بھی ثقیل ہے۔ الف کا ایک لام کے تیس۔ را کے دو سَو، یہ سب دو سو اکتیس ہُوئے۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں ہے الٓمٓر۔ اُس نے کہا یہ اُس سے بھی طویل اور ثقیل ہے۔ الف کا ایک لام کے تیس میم کے چالیس۔ را کے دوسو۔ یہ سب دو سو اکہتر ہیں۔ اے محمدؐ تمہارے امر کا ہم کو پتہ نہیں چلتا کہ ان میں سے تمہاری کونسی مدت ہے؟ تھوڑی یا بہت۔ پھر وہ سب کھڑے ہو گئے اور ابو یاسر نے اپنے بھائی حی بن اخطب سے کہا کہ شاید ان سب کا مجموعہ محمدؐ کی سلطنت کی مدت ہو جو سات سو چونتیس سال ہیں۔ پھر کہنے لگے کہ تمہارا حال ظاہر نہیں ہُوا متشابہ ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں یہ آیات ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

مِنْہُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِھٰتٌ ط

یعنی اس کتاب کی بعض آیات مُحکم ہیں وہی ام الکتاب ہیں یعنے اُن کے معانی عام فہم ہیں اور بعض دوسری متشابہات ہیں جن کے معنی عام فہم نہیں ہیں جیسے الٓمّٓ یا المٓصٓ وغیرہ ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو بہتر لوگوں سے روایت پہنچی ہے کہ یہ آیات اہلِ نجران کے متعلق نازل ہوئی ہیں جبکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عیسٰی بن مریم علیہما السلام کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اور ایک روایت ابن اسحاق کو یہ پہنچی ہے کہ یہ آیات یہود کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم

پہلی اور بعد کی حالتیں

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ یہود اوس اور خزرج کے مقابلہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے آپ کے طفیل سے دعائے فتح کیا کرتے تھے۔ پھر جب حضورؐ مبعوث ہوئے تو انہوں نے کفر کیا اور انکار کر گئے۔ معاذؓ بن جبل اور بشر بن براء نے اُن سے کہا کہ اے یہود! خدا سے ڈرو اور اسلام لے آؤ۔ پہلے تو تم ہم پر محمدؐ کے وسیلے سے دعائے فتح کیا کرتے تھے اور ہم کو خبر دیتے تھے کہ وہ مبعوث ہونے والے ہیں اور اُن کی صفات بیان کیا کرتے تھے۔ اب اُن پر ایمان کیوں نہیں لاتے ہو۔ سلام بن مشکم یہودی نے جو بنی نضیر میں سے تھا۔ ان کو جواب دیا کہ محمد کے پاس کوئی ایسی علامت نہیں ہے جس سے ہم ان کو پہچانیں اور نہ محمد وہ نبی ہیں جس کا ہم تم سے ذکر کرتے تھے۔ تب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت ان کے متعلق نازل فرمائی۔

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ الخ

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور قرآن شریف میں اس عہد کا ذکر نازل ہوا جو یہود سے آپ کے متعلق لیا گیا تھا تو مالک بن ضیف یہودی نے کہا واللہ! محمدؐ کی بابت ہم سے کوئی عہد نہیں لیا گیا۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ الخ - (۲ : ۱۰۰)

اور ابن صلوبا فطیونی یہودی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمدؐ تم ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس سے ہم تم کو پہچان لیں اور نہ خدا نے تم پر کوئی کھلی آیت نازل کی۔ اس کے جواب میں خدا نے فرمایا۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ -

یعنی بے شک اے رسول ہم نے تمہاری طرف ظاہر اور روشن آیتیں نازل کی ہیں جنکا انکار نافرمان ہی کرتے ہیں۔

ایمان کے بدلے کفر

اور رافع بن حریملہ اور وہب بن زید یہودیوں نے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ آسمان سے ہم پر ایک کتاب نازل کراؤ جس کو ہم پڑھیں اور زمین میں ہمارے

واسطے نہریں جاری کرو۔ ہم تم پر ایمان لے آئیں گے اور تمہاری تصدیق کریں گے۔ ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيْلِ ؕ

یعنی کیا تم ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے رسول محمدؐ سے ایسے ہی سوال کرو جیسے کہ پہلے موسیٰؑ سے سوال کئے گئے اور جس نے ایمان کے ساتھ کفر کو بدلا بیشک وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہو گیا"

اخطب کے بیٹوں کی اسلام دشمنی

ابن اسحاق کہتے ہیں حی بن اخطب اور اس کا بھائی ابویاسر تمام یہود سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھتے تھے اور اسلام سے لوگوں کے روکنے اور بہکانے میں ہر وقت سرگرم رہتے تھے۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞

"بہت اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر کفار بنا دیں اپنے دلوں کے حسد کے باعث۔ اس کے بعد کہ اسلام کا حق ہونا اُن پر روشن ہو گیا۔ پس تم ان لوگوں سے مُنہ پھیر لو اور درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا حکم بھیجے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے"

یہود و نصاریٰ کا باہمی تنازعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں جب نجران کے نصاریٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہودی ان کے ساتھ لڑنے لگے۔ چنانچہ رافعہ بن حرملہ یہودی نے کہا کہ تم کسی چیز پر نہیں ہو اور عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا۔ ایسے ہی نصاریٰ نے یہودیوں کو کہا کہ تم کسی چیز پر نہیں ہو اور موسیٰ علیہ السلام اور توراۃ کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل فرمائی :-

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۞

اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی چیز پر نہیں ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کسی چیز پر نہیں ہیں حالانکہ

دونوں کتاب پڑھتے ہیں اور اُس میں اُس بات کی تصدیق پاتے ہیں جس کے ساتھ کفر کرتے ہیں اُیسا ہی ان سے پہلے لوگوں نے کہا تھا مثل ان کے قول کے۔ پس اللہ قیامت کے روز ان کے اس اختلاف کا اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا (یعنی یہود حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ کُفر کرتے ہیں حالانکہ توراۃ میں اُن کی خبر موجود ہے اور اللہ نے اُن پر ایمان لانے کا عہد لیا ہے اور انجیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق موجود ہے اور پھر نصاریٰ حضرت موسیٰؑ کیساتھ اور یہودی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ کفر کرتے ہیں)

سخت دلی کی مشابہت

ابن اسحاق کہتے ہیں رافع بن حریملہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اے محمدؐ اگر تم رسول ہو تو خدا سے کہو کہ ہم سے کلام کرے تاکہ ہم اُس کے کلام کو سُنیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○

یعنی جاہلوں نے کہا کہ خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس نشانی کیوں نہیں آتی۔ ایسا ہی ان سے پہلے لوگوں نے بھی کہا تھا ان کے دل متشابہ ہو گئے ہیں۔ بے شک ہم نے اپنی نشانیاں اہلِ یقین کے واسطے ظاہر کر دی ہیں۔

اور عبداللہ بن صوریا اعور فطیونی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اے محمدؐ ہدایت تو ہمارے پاس ہے تم ہماری پیروی کرو تم کو ہدایت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے اِسکے اور نصاریٰ کے جواب میں فرمایا۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ الخ (۲ : ۱۴۱)

یعنی یہود کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ اور نصاریٰ کہتے ہیں نصاریٰ ہو جاؤ۔ کہدو ہم تو ابراہیم کی ملت پر ہیں جو یکسو ہونے والے تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے۔

باب ۶۹

یہودیوں کی جہالت

تحویلِ قبلہ اور یہود

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے سترہ مہینہ بعد جب بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہوا اور کعبہ شریف کی طرف مُنہ کرنے کا حکم ہوا تو رفاعہ بن قیس، قروم بن عمرو، کعب بن اشرف، رافع بن ابی رافع، حجاج بن عمرو، ربیع بن ربیع بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق یہ سب یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ تم جس قبلہ پر پہلے سے تھے اُس سے کیوں پھر گئے حالانکہ تم کہتے ہو کہ میں ملتِ ابراہیمی پر ہوں۔ تم اپنے اُسی قبلہ کی طرف رجوع ہو جاؤ ہم بھی تمہارا اتباع کریں گے اور اس کہنے سے ان کا مطلب صرف دین میں فتنہ ڈالنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں :۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۲ : ۱۴۲-۱۴۷)

یعنی عنقریب جاہل لوگ کہیں گے کہ کس چیز نے مسلمانوں کو اس قدیمی قبلہ (بیت المقدس سے نئے قبلہ کعبہ شریف کی) طرف پھیر دیا۔ کہہ دو مشرق اور مغرب خدا ہی کے واسطے ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے"۔

اس آیت سے لے کر فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ تک یہی بیان ہے۔

اخفائے حق

معاذ بن جبل اور سعد بن معاذ اور خارجہ بن زید صحابیوں نے یہودیوں سے توراۃ کے بعض مسائل دریافت کئے۔ یہودیوں نے ان کو نہ بتائے اور ان مسائل کو پوشیدہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۔ (۲ : ۱۵۹)

یعنی جو لوگ چھپاتے ہیں اُن باتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں بیّنات اور ہدایت سے بعد اُس کے کہ ہم نے اُن کو کتاب میں بیان کر دیا ان لوگوں کو خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔"

دعوتِ حق کا جواب

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہودیوں کو ہدایت کی طرف بلایا تو رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ اے محمدؐ ہم تو اپنے باپ دادا کے پیرو ہیں۔ کیونکہ وہ ہم سے زیادہ عالم اور باخبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ۝ (۲ : ۱۷۰)

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس کتاب کی پیروی کرو جو خدا نے نازل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اُسی طریقہ کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اگرچہ اُن کے باپ دادا کسی بات کو جانتے بوجھتے نہ تھے اور گمراہ تھے۔

انکار اور ہٹ دھرمی

جب بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح ہوئی اور آپؐ وہاں سے واپس آئے تو سوق بنی قینقاع میں آپؐ نے یہودیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے یہود اسلام قبول کر لو ایسا نہ ہو کہ قریش کی طرح سے تم بھی یہ دن دیکھو جو اُنھوں نے دیکھا۔ یہود نے کہا اے محمدؐ قریش کا مال لوٹ کر اور اُن کو قتل کر کے تم کو دھوکہ میں نہ آنا چاہیئے۔ وہ لوگ جنگ و حرب سے بالکل جاہل تھے۔ تم نے اُن کو عاجز پایا جب ہم سے لڑو گے پھر تم کو لڑائی کی کیفیت معلوم ہو گی۔ ہم جیسوں سے ابھی تمہارا سامنا نہیں ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے جواب میں فرمایا:-

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ۭ وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝

اے رسول کفار سے کہہ دو کہ عنقریب تم مغلوب ہو گے اور جہنّم کی طرف جو بُری جگہ ہے جمع کئے جاؤ گے۔ بے شک تمہارے واسطے ان دو گروہوں میں قدرت خدا کی ایک نشانی تھی کہ ایک گروہ تو راہِ خدا میں جہاد کر رہا تھا اور دوسرا کافر تھا کہ مسلمانوں کو اپنی آنکھ سے اپنے لشکر

سے دُگنا دیکھ رہا تھا اور اللہ اپنی مدد کے ساتھ جس کی چاہتا ہے امداد فرماتا ہے۔ بے شک اس واقعہ میں آنکھوں والوں کے واسطے عبرت ہے۔

یہودی عالموں کی جہالت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کے پاس ان کے مکان بیت المقدس میں تشریف لے گئے اور ان کو دعوت فرمائی۔ نعمان بن عمرو اور حرث بن زید نے کہا اے محمدؐ تم کس دین پر ہو؟ آپؐ نے فرمایا ملتِ ابراہیمی پر۔ انہوں نے کہا ابراہیم تو یہودی تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا تورات لاؤ اور اس میں دیکھو۔ ان دونوں نے توراۃ کے لانے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

"اے رسول کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے جب کتابِ الٰہی کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ اُس کے موافق اُن میں فیصلہ کیا جائے تب اُن میں سے ایک فریق اس بات سے روگردانی کر کے بھاگ جاتا ہے۔ یہ اس سبب سے کہ وہ کہتے ہیں ہم دوزخ میں صرف چند گنتی کے دن رہیں گے اور اُن کی افترا پردازیوں نے اُن کے دین میں اُن کو دھوکہ دیدیا ہے۔

قولِ فیصل

جب نجران کے نصاریٰ اور یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو نصاریٰ نے کہا ابراہیم نصرانی تھے اور یہود نے کہا یہودی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا فیصلہ فرمایا:-

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ (٣ : ٦٥-٦٨)

"اے اہلِ کتاب تم ابراہیم کی بابت کیوں حجت کرتے ہو (وہ یہودی یا نصرانی کیونکر ہو گئے) توراۃ اور انجیل تو اُن کے بعد اتری ہیں۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ اے لوگو تم ان باتوں میں حجت کر چکے جن کا

تم کو علم ہو۔ اُن باتوں میں تم کیوں حجت کرتے ہو جن کا تم کو علم نہیں ہے۔ خدا تو سب کچھ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ نہ ابراہیم یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو سیدھے مُسلمان تھے وہ ہرگز مُشرکوں میں سے نہ تھے اور ابراہیم سے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن کی پیروی کی ہے یہ نبی (یعنی محمدؐ) اور جو لوگ اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور اللہ مومنوں کا دوست ہے۔

یہود کی فتنہ پردازیاں

عبداللہ بن ضیعت اور عدی بن زید اور حرث بن عوف نے باہم صلاح کی کہ صبح کو چل کر محمدؐ کے ہاتھ پر مُسلمان ہو جاؤ اور شام کو پھر اپنے مذہب پر جانا اور کہنا کہ محمدؐ کے مذہب میں تو کچھ لطف نہیں ہے اور اُس میں شکوک اور شبہات پیدا کرنا تاکہ ہم کو دیکھ کر مسلمان بھی اپنے مذہب سے پھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ أَنْ يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۳ : ۶۳)

اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ نے آپس میں صلاح کی کہ تم بھی صبح کو اُس کتاب پر ایمان لاؤ جو مُسلمانوں پر نازل ہوئی ہے اور شام کو کافر ہو جاؤ تاکہ تم کو دیکھ کر مسلمان بھی اپنے دین سے پھر جائیں اور تم ایمان مت لاؤ مگر اُسی پر جو تمہارے دین کی پیروی کرے۔ اے رسول کہہ دو کہ ہدایت تو خدا ہی کی ہدایت ہے۔ اس بات کو ہرگز تسلیم نہ کرو کہ جیسا مذہب اور کتاب تم کو ملی ہے کسی اور (یعنی مسلمانوں) کو بھی ملا ہے یا یہ کہ جھگڑیں تم سے مسلمان تمہارے رب کے پاس۔ کہہ دو فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

فتنہ انگیزیاں

ابو رافع قرظی نے جب کہ یہود اور نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپؐ نے اُن کو دعوت دی۔ تو آپ سے کہا کہ اے محمدؐ کیا تم ہم سے یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اس طرح عبادت کریں جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی کرتے ہیں اور نجران کے ایک نصرانی نے جس کا نام رُبیس یا ربیس یا رئیس تھا اس نے بھی یہی کہا کہ کیا اے محمدؐ تم ہم سے یہی چاہتے ہو اور اسی کی طرف تم ہم کو بُلاتے ہو کہ تمہاری عبادت کریں۔ حضورؐ نے فرمایا معاذ اللہ میں کیوں غیرِ خدا کی عبادت کرنے لگا یا غیرِ خدا کی عبادت کا دُوسروں کو حکم کرتا میں تو صرف خدا کی عبادت کا حکم کرتا ہوں اور اسی کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:-

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبَّانِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتَابَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ اِلٰی قَوْلِهٖ مُسْلِمُوْنَ ۔ (۳ : ۸۱)

"کسی بشر کو زیبا نہیں ہے کہ خدا اُس کو کتاب اور احکام اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ یہ کہے گا کہ اے لوگو تم خدا والے دینِدار بن جاؤ۔ بسبب اسکے کہ تم خدا کی کتاب اور لوگوں کو سکھاتے اور خود پڑھتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ ربّانی رب سے مشتق ہے اور رب سردار کو کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف وارد ہے۔ فیسقی ربہ خمرًا۔

انبیاء کی تصدیق واقرار

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق اور آپ پر ایمان لانے کے بارے میں لینے کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْآ اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ (۳ : ۸۱)

"اور جب خدا نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو تم کو کتاب اور حکمت عنایت کی ہے پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے تصدیق کرنیوالا اُس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے تم ضرور اُس کے ساتھ ایمان لانا اور اُسکی مدد کرنا پھر اُن سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیا تم نے اس پر اقرار کر لیا اور میرا عہد لے لیا۔ اُن سب نے کہا ہاں ہم نے اقرار کیا۔ خدا نے فرمایا پس تم گواہ ہو جاؤ اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہ ہوں"۔

یہود کی حاسدانہ چالیں

تصادم میں تفرقہ کی کوشش

ابن اسحاق کہتے ہیں مرشاس بن قیس نامی ایک بوڑھا شخص مسلمانوں سے سخت عداوت رکھتا تھا اور جب جو اُس نے مسلمانوں کی باہمی الفت اور محبت دیکھی حالانکہ حالتِ کفر میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس کو یہ محبت بہت ناگوار گزری۔ اور اُس نے یہودیوں میں سے ایک جوان سے کہا کہ تم مسلمانوں میں بیٹھ کر بعاث کی لڑائی کا ذکر کیا کرو اور وہ اشعار پڑھا کرو جو اس جنگ کے متعلق شاعروں نے کہے ہیں۔ یہ جنگ اوس اور خزرج کے درمیان ہوئی تھی اور اوس کا غلبہ رہا تھا اور دونوں قبیلوں کے سردار یعنی اوس کا سردار ابو اُسید بن حضیر بن سماک شہلی اور خزرج کا سردار عمرو بن نعمان بیاضی دونوں قتل ہو گئے تھے۔ مگر اب یہ دونوں قبیلے یعنی اوس اور خزرج مسلمان ہیں اور اُن کی آپس میں محبت اور الفت ہے۔ اُس جوان یہودی نے مسلمانوں میں بیٹھ کر وہی ذکر چھیڑا اور آگ بھڑکائی مسلمان یعنی اوس اور خزرج ایک دوسرے پر اپنا فخر ظاہر کرنے لگے یہاں تک کہ باہم سخت کلامی واقع ہوئی اور آخر ہتھیار لگا لگا کر جنگ کے واسطے میدان میں آموجود ہوئے۔

یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی۔ آپؐ اسی وقت اپنے صحابہ کے ساتھ وہاں تشریف لائے اور فرمایا اے مسلمانو! یہ کیا حرکت ہے جاہلیت کے دعوے کرتے ہو۔ حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں اور خدا نے تم کو ہدایت کی اور اسلام کی بزرگی بخشی اور جاہلیت کی سب باتیں تم سے قطع کر دیں اور تمہاری آپس میں محبت اور الفت قائم کر دی۔ اُس وقت دونوں گروہوں کو معلوم ہوا کہ یہ ایک شیطانی وسوسہ تھا جس میں ہم مبتلا ہو گئے۔ پھر وہ رو پڑے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے لگے۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے آئے اور اللہ تعالیٰ نے بخیر و عافیت مرشاس کے شر کو اِن سے دفع کیا اور مرشاس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:-

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (۳ : ۹۹)

وہ کہہ دو اے اہلِ کتاب تم خدا کی آیات کے ساتھ کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ خدا تمہارے اعمال کا نگہبان ہے۔ کہہ دو اے اہلِ کتاب تم خدا کے راستے اسلام سے لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں کیوں روکتے ہو اور انہیں ٹیڑھا چلانا چاہتے ہو اور تم خود اس بات کے گواہ ہو اور خدا تمہاری ان کارروائیوں سے غافل نہیں ہے۔

مسلمانوں کو ہدایت

اوس بن قیلطی اور جبار بن صخر وغیرہ مسلمانوں کی شان میں جو مرشاس کی کارروائی سے باہم لڑنے پر آمادہ ہو گئے تھے یہ آیت نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۗ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ الیٰ قولہ عظیم۔( )

اے ایمان والو اگر تم کفار کا کہا مانو گے تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں گے اور تم کیسے کافر بنتے ہو حالانکہ تم پر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور اس کے رسول تم میں موجود ہیں اور جس شخص نے خدا کے دین کو مضبوط پکڑا بیشک وہ سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کیا گیا۔"

نومسلموں کی تحقیر

جب عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعید اور اسید بن سعید اور اسد بن عُبید وغیرہ یہودی مسلمان ہو گئے تو علماءِ یہود کہنے لگے کہ یہ لوگ ہم میں نالائق اور شریر تھے۔ اگر یہ لائق اور نیک ہوتے تو اپنا دین قدیم کیوں ترک کرتے اور محمدؐ کے متبع نہ ہوتے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ (۳ : ۱۱۳)

یعنی سب لوگ برابر نہیں ہیں اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو رات کی ساعتوں میں کھڑے ہو کر خدا کی آیات پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔ آخر تک

یہود سے رازداری کی ممانعت

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض مسلمان یہودیوں سے بہ سبب پڑوس اور جاہلیت کے ملاپ اور حلف کے پوشیدہ محبت اور میل جول کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کو اس کام سے ممانعت فرمائی ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۝ (۳ : ۱۱۹)

"اے مسلمانو! تم اپنے لوگوں کے سوا غیروں سے محبت نہ کرو وہ تمہاری بدی چاہنے میں کمی نہیں کرتے اور تمہاری مصیبت اور مشقت چاہتے ہیں اُن کے چہروں سے بغض و عداوت ظاہر ہے اور جو دشمنی چھپی ہوئی ہے وہ تو بہت بڑی ہے ہم تمہارے واسطے اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں۔ اگر تم عقل والے ہو اے لوگو! تم تو ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے ہیں اور تم تو (ان کی اور اپنی سب) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں رکھتے ہیں) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہو جاتے ہیں غصہ سے تم پر انگلیاں دانتوں میں چباتے ہیں کہدو کہ تم اپنے غصہ میں آپ ہی مر جاؤ۔"

فنحاص یہودی کی ناپاک جسارت

ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہودیوں کے بیت المدراس میں تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ بہت سے یہودی ایک شخص فنحاص نامی کے پاس جمع ہیں یہ شخص اُن کا بہت بڑا عالم تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے فرمایا اے فنحاص خدا سے خوف کر اور مسلمان ہو جا۔ واللہ تُو جانتا ہے کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور تُو اُن کو توراۃ اور انجیل میں لکھا ہُوا پاتا ہے۔ فنحاص نے کہا اے ابوبکر ہم خدا کے محتاج نہیں ہیں بلکہ خدا ہمارا محتاج ہے ہم اُس کی طرف عاجزی نہیں کرتے ہیں وہ ہم سے عاجزی کرتا ہے۔ ہم اُس سے بے پرواہ ہیں اور وہ ہم سے بے پرواہ نہیں ہے۔ اگر وہ ہم سے بے پرواہ ہوتا تو پھر ہم سے ہمارے مالوں میں سے قرض کیوں مانگتا جیسا کہ تمہارے صاحب محمدؐ کہتے ہیں۔ سُود لینے سے تو منع کرتا ہے تم کو اور پھر تم کو سُود دے گا۔ اگر وہ تم سے غنی ہوتا تو پھر تم کو سُود کیوں دیتا۔

راوی کہتا ہے یہ بات سُن کر حضرت ابوبکرؓ کو بہت غصہ آیا اور آپ نے فنحاص کے چہرہ پر ایک سخت ضرب لگائی اور فرمایا اے اللہ کے دشمن اگر ہمارے اور تیرے درمیان عہد نہ ہوتا تو میں تیری

گردن مار دیتا۔

راوی کہتا ہے پھر فنحاص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دیکھئے آپ کے دوست نے میرا سر پھاڑ دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے اس کو کیوں مارا ؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ حضور اس دشمن خدا نے بڑی سخت بات کہی۔ اس نے کہا کہ خدا فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ مجھ کو اس بات سے غصہ آیا اور میں نے اس کو مارا۔ فنحاص صاف انکار کر گیا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔

قرآن کریم کا ارشاد اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی اور حضرت ابوبکرؓ کے قول کی تصدیق کی۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَھُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۔

”بے شک سن لیا اللہ نے اُن لوگوں کا قول جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ عنقریب لکھیں گے ہم جو کہا اُنہوں نے اور اُن کے انبیاء کے ظالمانہ قتل کے معاملے کو بھی اور ہم کہیں گے کہ چکھو جلانے والے عذاب کو۔“

صبر کی تلقین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں کہ آپ کو جو اُس کافر کی بات سے غصہ آیا تھا اور آپ نے اُس کو مارا تھا یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔

”اور بے شک تم اُن لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور مشرکوں سے بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے۔ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بہت بڑا کام ہے۔“

یہودیوں کے خصائصِ بد پھر فنحاص وغیرہ یہودیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے :-

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ٘ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاؕ فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (۳: ۱۸۷-۱۸۸)

"اے رسول ان کو وہ وقت یاد دلاؤ جب اللہ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا کہ اس کتاب کو تم لوگوں کے سامنے بیان کرنا اور اس کو پوشیدہ نہ کرنا تو انھوں نے اُس کو اپنے پسِ پُشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر فروخت کر دیا (یعنی قدرے زرِ نقد لے کر خلافِ حکمِ الٰہی فتوے دینے لگے) پس بُرے ہیں وہ دام جو یہ لیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو مالِ دُنیا کے دیئے جانے سے خوش ہوتے ہیں اور جو کام اُنھوں نے نہیں کئے اُس پر اپنی تعریف چاہتے ہیں (فنحاص کی طرح اور یہودی عالم کہ علم نہیں رکھتے اور چاہتے ہیں کہ لوگ مجھ کو عالم کہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ مجھ کو ہادی کہیں) اُن لوگوں کو تم عذاب سے چھٹکارے میں نہ سمجھو۔ ان کے واسطے درد ناک عذاب ہے۔"

باب ۱۷

گمراہی کو خریدنے والے

بخل کی سزا

ابن اسحاق کہتے ہیں کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس اور اسامہ بن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحری بن عمرو اور حی بن اخطب اور رفاعہ بن زید بن تابوت یہ سب کفار اور منافقین انصار کے پاس آ کر بطور نصیحت کے کہا کرتے تھے کہ تم دین کے کاموں میں اپنا مال اس قدر خرچ نہ کیا کرو ہم کو خوف ہے کہ تم فقیر نہ ہو جاؤ۔ اور ابھی اسلام کا کام پختہ بھی نہیں ہوا ہے۔ نہ معلوم کیا انجام ہو۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۚ الیٰ قولہ علیما (۴: ۳۸-۳۹)

"جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم کرتے ہیں اور خدا نے ان کو اپنے فضل سے عنایت کیا ہے اس کو چھپاتے ہیں (وہ کافر ہیں) اور کافروں کے واسطے ہم نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

گمراہی کو خریدنے والے

ابن اسحاق کہتے ہیں رفاعہ بن زید بن تابوت یہودیوں کے سرداروں میں سے تھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرتا تو زبان کو پیچیدہ کر کے کہتا کہ اے محمد ہم سے اس طرح کہو کہ ہم تمہاری بات سمجھیں اور پھر اس نے اسلام میں طعن کرنے شروع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (۴: ۴۴-۴۶)

اے رسول تُم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو کتاب میں سے حصّہ دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستہ سے گمراہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور کافی ہے کارساز ہے اور اللہ کا مددگار ہونا (ہی) کافی ہے۔ یہودیوں میں سے بعض لوگ خدا کے کلام کو اُس کی جگہ سے پلٹ دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور نافرمانی کی (یعنی سُن کر اُس کو تسلیم نہیں کیا) اور تم سنو تمہاری کوئی سُنتا نہیں اور (اپنی زبانوں کو پیچیدہ کر کے) کہتے ہیں راعنا یعنی ہماری رعایت کرو) اور اُن کا یہ فعل دین میں طعن کرنے کے سبب سے ہے اور اگر وہ کہیں کہ ہم نے سُنا اور مان لیا۔ اور اے رسول تم ہم کو سُناؤ اور ہماری طرف نظر کرو تو یہ اُن کے واسطے بہتر اور مناسب ہے۔ مگر خدا نے اُن کے کفر کے سبب سے اُن پر لعنت کی۔ پس وہ نہیں ایمان لاتے ہیں مگر تھوڑے سے۔"

کُفر پر اصرار

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رؤساء علماء یہود سے گفتگو کی اور اُن سے فرمایا کہ اے گروہ یہود خدا سے ڈرو اور اسلام قبول کرو۔ پس واللہ میں جو کتاب خدا کے پاس سے تمہارے سامنے لایا ہوں تم جانتے ہو کہ وہ حق ہے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد ہم اس کو بالکل نہیں پہچانتے اور پھر اپنے کُفر ہی پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿۴ : ۴۷﴾

"اے اہلِ کتاب اُس کتاب پر ایمان لاؤ جو محمد پر ہم نے نازل کی ہے تصدیق کرنے والی ہے وہ اُس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے پہلے اس سے کہ ہم تم پر عذاب نازل کر کے تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں (کہ آنکھ ناک اور مُنہ کچھ باقی نہ رہے) یا ایسی لعنت کریں جیسے اصحاب سبت[ا] پر کی تھی اور خدا کا حکم ہُوا سمجھو (اس میں کچھ دیر نہیں لگتی)

طاغوت کے ماننے والے

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ غطفان اور بنی قریظہ میں سے حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق اور ابو رافع اور ربیع بن ربیع بن ابی الحقیق اور ابو عمار

ا؎ اصحاب سبت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں سے تھے ان کو منع کیا گیا تھا کہ ہفتہ کے روز مچھلیاں نہ پکڑا کریں مگر انہوں نے حکمِ الٰہی نہ کی۔ عذابِ الٰہی اُن پر نازل ہُوا اور یہ لوگ بندر بن گئے۔ ۱۲ سید یٰسین علی مترجم -

اور وحوح بن عامر اور ہوذہ بن قیس یہ تینوں بنی وائل میں سے تھے اور باقی سب بنی نضیر میں سے۔ یہ سب لوگ ایک گروہ بنا کر قریش کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ یہ علماء یہود تمہارے پاس آئے ہیں اور ان کے پاس پہلی کتابوں کا علم ہے ان سے دریافت کرو کہ آیا تمہارا دین بہتر ہے یا محمدؐ کا دین۔ ان علماءِ یہود نے قریش سے کہا تمہارا دین محمدؐ کے دین سے بہت بہتر ہے اور تم ہدایت پر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ط
وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ط (۴ : ۵۱)

(اے رسول) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو توراۃ سے کچھ حصہ دیئے گئے ہیں اور بتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ ہدایت پر ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں عرب کے نزدیک جبت وہ ہے جس کی خدا کے سوا پرستش کی جائے اور طاغوت وہ ہے جو حق سے گمراہ کرے۔ جبت کی جمع جبوت اور طاغوت کی جمع طواغیت آتی ہے۔ اور ابو نجیح کا قول ہے کہ جبت سحر ہے اور طاغوت شیطان ہے۔

تنزیل وحی کا انکار

ابن اسحاق کہتے ہیں سُکین اور عدی یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے محمدؐ ہم نہیں جانتے کہ موسیٰ کے بعد خدا نے کسی انسان پر کچھ نازل کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ط (۴: ۱۶۳-۱۶۵)

"اے رسول ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی کی جس طرح کہ نوحؑ اور اُن کے بعد نبیوں کی طرف وحی کی اور اسی طرح وحی کی ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُن کی اولاد کی طرف اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف اور داؤد کو ہم نے زبور عنایت کی اور بہت سے رسولوں کا بیان ہم نے تم سے کیا ہے اور بہت رسولوں کا نہیں کیا ہے اور موسیٰ سے خدا نے خوب باتیں کی ہیں۔ ان رسولوں کو خدا نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بھیجا تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کی خدا پر حجت باقی نہ رہے اور

خدا غالب حکمت والا ہے۔"

یہود کی ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا تم اس بات کو جانتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں اور تم اِس بات پر گواہی دیتے ہو۔ اُنہوں نے کہا نہ ہم اس بات کو جانتے ہیں نہ اس بات پر گواہی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:-

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (۴:۱۶۶)

مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ جو کچھ اُس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور سب سے بڑھ کر خدا کی گواہی کافی ہے۔"

پتھر گرانے کی ناپاک سازش

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نضیر کے پاس بنی عامر کے مقتولوں کی بابت گفتگو کرنے تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کر دیا تھا۔ یہود نے آپس میں صلاح کی کہ آج کے دن سے بہتر کوئی دن قابو کا نہ ملے گا۔ کوئی شخص ایک بڑا پتھر لے کر فلاں مکان کی چھت پر بیٹھ جائے اور محمدؐ پر اُس پتھر کو گرا دے تاکہ اُن کے مرنے سے ہم کو راحت نصیب ہو۔ چنانچہ عمرو بن جحاش بن کعب نے یہ کام اپنے ذمے لے لیا۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس کی خبر ہوگئی۔ آپ وہاں سے تشریف لے آئے اور اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (۵:۱۱)

اے ایمان والو خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم پر فرمائی جبکہ کفار کی ایک قوم نے تمہاری طرف دست درازی کا قصد کیا تو اللہ نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ مومن خدا ہی پر بھروسہ کریں۔"

اللہ کے مقرب ہونے کا دعویٰ

یہودیوں میں سے نعمان بن رضا اور بحری بن عمرو اور شاس بن عدی حضورؐ کے پاس آئے آپؐ نے ان کو دعوتِ اسلام دی اور عذابِ الٰہی سے خوف دلایا۔ اُنہوں نے کہا اے محمدؐ تم ہم کو کیا ڈراتے ہو ہم تو خدا کے بیٹے اور اُس کے دوست و احباب ہیں جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ

بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ۝ (۵ : ۱۸)

"یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں ہم خدا کے فرزند اور اُس کے دوست آشنا ہیں۔ ان سے کہو کہ پھر وہ تمہارے گناہوں کے سبب سے تم کو عذاب کیوں کرے گا بلکہ تم بھی منجملہ اور مخلوق کے انسان ہو جس کو خدا چاہتا ہے بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور خدا ہی کے واسطے ہے ملک آسمان اور زمین کا اور جو کچھ کہ اُن دونوں کے بیچ میں ہے اور اُسی کی طرف جانا ہے۔"

رسولوں کا انکار

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو دعوتِ اسلام دی اور عذابِ الٰہی سے ڈرایا۔ اور اُنھوں نے قبولِ اسلام سے انکار کیا تو معاذ بن جبل رضؓ اور سعد بن عبادہ رضؓ وغیرہ انصار نے کہا کہ اے یہود تم جانتے ہو کہ آپؐ خدا کے رسول ہیں اور پھر اتباع سے تم انکار کرتے ہو حالانکہ آپؐ کے مبعوث ہونے سے پہلے تم آپؐ کے اوصاف ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ رافع بن حریملہ اور وہب بن یہوداؔ وغیرہ یہود نے کہا کہ ہم نے کبھی تم سے ایسی بات نہیں کی اور نہ خدا نے موسیٰؑ کے بعد کوئی رسول بھیجا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :۔

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِیْرٍ وَّ لَا نَذِیْرٍ٘ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (۵ : ۱۹)

"اے اہلِ کتاب بے شک تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے رسولوں سے وقفہ کے بعد۔ احکام الٰہی تمہارے واسطے ظاہر کرتا ہے تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی جنت کی خوش خبری دینے اور دوزخ سے ڈرانیوالا نہیں آیا۔ پس بیشک اب خوشخبری دینے اور ڈرانیوالا آگیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

پھر اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ان یہودیوں کے حضرت موسیٰؑ کا حکم نہ ماننے اور پھر اُس کی سزا میں چالیس برس بیابان تیہ میں سرگردان رہنے کا ذکر کیا ہے۔

رجم کا حکم

ابن اسحاق کہتے ہیں سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود میں ایک شادی شدہ مرد نے شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور سب اُسی کے مقدمہ کے فیصلے کے لئے مذہبی درسگاہ میں جمع ہوئے تھے۔ پھر انھوں نے مشورہ کیا کہ اس مرد و عورت کو محمدؐ کے پاس لے جاؤ اور دیکھو کہ

وہ ان کا کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے ان کا کالا منہ کر کے گدھے پر الٹا سوار کرنے اور کوڑے مارنے کا حکم دیا جیسا کہ تم کرتے ہو تو جان لینا کہ وہ بادشاہ ہیں اور اگر انہوں نے سنگسار کرنے کا حکم دیا جیسا کہ توراۃ میں ہے تب جان لینا کہ وہ نبی ہیں۔ پھر ان دونوں مرد و عورت کو یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا اے محمدؐ ان کے فیصلہ کا ہم نے تم کو اختیار دیا ہے تم جو چاہو فیصلہ کرو۔ حضورؐ بیت المدراس میں اُن کے علماء کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم میں جو سب سے بڑا عالم ہو اس کو میرے پاس لاؤ۔ یہود نے ابن صوریا اور ابو یاسر اور وہب بن یہودا کو پیش کیا اور کہا یہ لوگ ہمارے بڑے علماء ہیں اور ان سب میں عبداللہ بن صوریا سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اور یہ نوجوان شخص تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو الگ لے جا کر کہا کہ اے ابن صوریا میں تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں سچ سچ کہو کہ کیا توراۃ میں محصن زانی اور زانیہ کے واسطے سنگساری کا حکم نہیں ہے۔ اُس نے کہا اے ابو القاسم بیشک یہی حکم ہے۔ اور یہ سب یہودی جانتے ہیں کہ آپؐ رسولِ خدا ہیں مگر حسد اور بُغض کی وجہ سے آپؐ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المدراس سے باہر تشریف لائے اور اُن دونوں زناکاروں کی سنگساری کا حکم دیا۔ چنانچہ حضورؐ کی مسجد کے باہر اُن کو سنگسار کیا گیا اور آپؐ کی یہ مسجد بنی غنم بن مالک بن نجار کے محلہ میں تھی۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد عبداللہ بن صوریا بھی حسد سے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا منکر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۔ (۵ : ۴۱)

یعنی اے رسول تم کو وہ لوگ رنجیدہ نہ کریں جو کفر میں دوڑتے ہیں اُن لوگوں میں سے جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ اُن کے دلوں نے ایمان قبول نہیں کیا۔ اور یہود میں سے بعض لوگ جھوٹی باتوں کے سننے والے اور (اُن) لوگوں کی باتیں سنواتے ہیں جو تمہارے پاس نہیں آئے جو کلام کو اُسکی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور اِن جاہلوں سے کہتے ہیں کہ اگر اسی کے موافق محمدؐ تم کو حکم

دیں تو قبول کرنا ورنہ قبول نہ کرنا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن زانیوں کے سنگسار کرنیکا حکم دیا اور لوگ انکو پتھر مارنے لگے تو مرد عورت پر جھک گیا تاکہ اس کو پتھر کی ضرب سے بچائے یہاں تک کہ دونوں قتل ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب یہودیوں نے اس مقدمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاکم بنایا تو آپؐ نے اُن کے ایک عالم کو توراۃ پڑھنے کا حکم دیا اُس نے دوسری جگہ سے توراۃ پڑھنی شروع کی اور آیت رجم پر ہاتھ رکھ لیا۔ عبداللہ بن سلام نے اُس کے ہاتھ پر مارا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے نبی اللہ یہ آیت رجم ہے جس کو یہ آپ کے سامنے نہیں پڑھتا۔ آپؐ نے فرمایا اے یہود تم کو خرابی ہو کون سی چیز تم کو حکم الٰہی کے ترک کرنے کی طرف بلاتی ہے۔ انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو ہم رجم ہی کیا کرتے تھے مگر ایک دفعہ کسی بادشاہ کے عزیزوں میں سے ایک شخص نے زنا کیا۔ بادشاہ نے اس کو رجم نہ کرنے دیا۔ پھر ایک اور شخص نے زنا کیا۔ بادشاہ نے اُس کے رجم کا حکم دیا۔ لوگوں نے کہا جب تک تم اپنے فلاں عزیز کو رجم نہ کرو گے ہم بھی اس کو رجم نہ کریں گے۔ پھر اس کے بعد سب نے بالاتفاق زانی کے واسطے تشہیر کی سزا تجویز کی اور رجم کے ذکر کو بالکل بھلا دیا اور اُس کو مُردہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو میں پہلا شخص ہوں جو حکم الٰہی کو زندہ کرتا ہوں اور اُس پر عمل کرتا ہوں۔ پھر آپؐ نے ان کے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور وہ دونوں آپؐ کی مسجد کے دروازہ پر پاس سنگسار کئے گئے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں میں بھی اُن کے سنگسار کرنے میں شریک تھا۔

دیت میں ظلم

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ سورۂ مائدہ کی یہ آیات دیت کے قصہ میں نازل ہوئی ہیں:-

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (۵ : ۴۲)

"تو اے رسول تم ان کا فیصلہ کر دو یا اُن سے روگردانی کرو یہ تم کو اختیار ہے اگر تم ان میں فیصلہ کرنے سے روگردانی کرو گے تو وہ تم کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

اس کا مقدمہ یہ ہے کہ بنی نضیر پوری دیت یعنی خونبہا ادا کرتے تھے اور بنی قریظہ نصف خونبہا دیتے تھے اسکی بابت اُن میں جھگڑا ہوا اور رسول اکرمؐ کو حکم بنایا۔ آپؐ نے حق کے مطابق فیصلہ کیا یعنی دونوں طرف پورا خون بہا کر دیا۔ ☆

باب ۷۲

فتنہ پرداز یہودی

فتنہ پردازی

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک دفعہ کعب بن اسد اور ابن صلوبا اور عبداللہ بن صوریا اور شاس بن قیس نے آپس میں مشورہ کیا کہ چل کر محمدؐ کو دھوکہ دو اور فتنہ میں ڈالو۔ آخر کو وہ انسان ہے ہمارے دھوکہ میں آجائے گا اور اس سے کہو کہ اے محمدؐ تم جانتے ہو کہ ہم لوگ علماء اور سرداران یہود ہیں اور ہمارا ایک قوم سے جھگڑا ہے ہم تم کو حَکم بناتے ہیں۔ اگر تم ہمارے حسب منشاء فیصلہ کرو گے تو ہم تمہارا اتباع اور تصدیق کریں گے اور پھر ہمارے سبب سے تمام یہودی مسلمان ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وَاَنِ احۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ وَاحۡذَرۡهُمۡ
اَنۡ يَّفۡتِنُوۡكَ عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ‌ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا يُرِيۡدُ
اللّٰهُ اَنۡ يُّصِيۡبَهُمۡ بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِهِمۡ‌ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ ۞
اَفَحُكۡمَ الۡجَاهِلِيَّةِ يَبۡغُوۡنَ‌ؕ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكۡمًا لِّقَوۡمٍ
يُّوۡقِنُوۡنَ ۞ ( )

"اور یہ کہ اے رسولؐ حکم کرو تم ان کے درمیان میں اُن احکام کے ساتھ جو اللہ نے نازل کئے ہیں اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور اُن کی اس بات سے خوف کرو کہ کہیں وہ تم کو اُن احکام سے فتنہ میں نہ ڈالدیں جو اللہ نے تمہاری طرف نازل کئے ہیں۔ پھر اگر وہ تمہارے حکم سے روگردانی کریں تو تم جان لو کہ بے شک خدا یہ چاہتا ہے کہ اُن کے بعض گناہوں کی سزا اُن کو پہنچائے اور بیشک بہت سے لوگ فاسق ہیں تو کیا یہ زمانۂ جاہلیت کے فیصلے ڈھونڈتے ہیں حالانکہ اہلِ یقین کے واسطے خدا سے زیادہ کوئی اچھا فیصلہ کرنے والا نہیں ہے۔"

نبوتِ عیسیٰؑ کا انکار

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا گزر چند یہود کے پاس ہوا جن میں ابو یاسر اور نافع بن ابی رافع اور عازر بن ابی عازر اور خالد

اور زید اور ازار بن ابی ازار اور اشیع وغیرہ موجود تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کن کن رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی :۔

نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اُس کتاب پر جو ہم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُن کی اولاد پر نازل ہوئیں اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ کو اور تمام نبیوں کو دی گئیں ہم اُن میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے لئے اسلام قبول کرنے والے ہیں"

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آنے سے یہود کہنے لگے کہ ہم عیسیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اُس پر ایمان لاتے ہیں جو عیسیٰ پر ایمان لاتا ہو۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی :۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

کہہ دو اے اہل کتاب کیا تم ہم سے اس بات کی عداوت نکالتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اُس کتاب پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر اور ہم سے پہلے نبیوں پر نازل ہوئیں۔ بے شک تم میں سے بہت سے لوگ دین سے خارج ہیں"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رافع بن حارثہ اور سلام بن مشکم اور مالک بن ضیف اور رافع بن حرملہ حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ کیا تم یہ نہیں کہتے ہو کہ تم ملتِ ابراہیم پر ہو اور ہمارے پاس جو توراۃ ہے اُس پر بھی تم ایمان رکھتے ہو اور گواہی دیتے ہو کہ وہ حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مگر تم نے جو عہد اللہ کو اور اُن آیات کو جن کے ظاہر کرنے کا تم کو حکم تھا، اُن کو تم نے چھپا ڈالا ہے اِس میں تمہارا میں شریک نہیں ہوں۔ یہودیوں نے کہا۔ ہم تو اپنی کتاب پر قائم ہیں اور تمہارا اتباع نہیں کرتے اور نہ تمہارے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُن کے جواب میں نازل فرمائی۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

رَبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

"کہدو اے اہلِ کتاب تم بالکل راہ راست پر نہیں ہو جب تک تم توریت اور انجیل اور اُن احکام پر قائم نہ ہو جو خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں اور (اے رسول) اِن میں سے بہت سے لوگ تمہارے پاس جو تمہارے رب کی طرف سے کتاب نازل کی گئی ہے اُس کے ساتھ کفر و سرکشی میں غلو کرتے ہیں۔ پس تم کافروں پر کچھ افسوس نہ کرو۔"

شرک سے بے زاری

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نحام بن زید اور قروم بن کعب اور بحری بن عمرو حاضر ہوئے اور عرض کیا یا محمدؐ تم خدا کے سوا اور کسی کو بھی معبود مانتے ہو۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ وہی ایک معبود ہے اُسی کی عبادت کا مجھ کو حکم کیا گیا ہے اور اُسی کی طرف میں بلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً ۚ قُلِ اللّٰہُ ۚ شَھِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ۚ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۚ اَئِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اُخْرٰی ۚ قُلْ لَّآ اَشْھَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝

"اے رسول ان سے کہدو کہ سب سے زیادہ معتبر گواہی کس کی ہے۔ کہدو خدا میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں تم کو عذاب الٰہی سے خوف دلاؤں اور جس کو یہ قرآن پہنچے۔ کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ خدا کے ساتھ اور بھی معبود ہیں۔ کہدو میں یہ گواہی نہیں دیتا اور کہدو بس وہ ایک معبود ہے اور بیشک میں ان معبودوں سے بیزار ہوں جن کو تم خدا کے شریک کرتے ہو۔"

یہود سے دوستی کی ممانعت

اور رفاعہ بن زید بن تابوت اور سوید بن حرث بظاہر مسلمان ہو گئے تھے مگر درحقیقت منافق تھے۔ اُن کے ظاہر اسلام کے سبب سے بعض مسلمان اِن سے محبت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

"اے ایمان والو تم اہلِ کتاب اور کفار میں سے اُن لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کے ساتھ مضحکہ اور تمسخر کرتے ہیں اور (اے مسلمانو!) تم اگر سچے مومن ہو تو اللہ سے ڈرو۔"

قیامت کے متعلق سوال

اور جبل بن ابی قشیر اور شمویل بن زید نے حضورؐ سے عرض کیا کہ اے محمدؐ اگر تم نبی ہو تو ہم کو بتاؤ کہ قیامت کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ( )

"اے رسول تم سے کفار سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب ہو گی یعنی اُس میں کس قدر عرصہ ہے کہہ دو اُس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے وہی اُس کو اُس کے وقت پر ظاہر کر دے گا۔ تمہارے پاس یکایک آجائے گی۔ تم سے اس طرح پوچھتے ہیں۔ گویا کہ تم اس کے سوال سے راضی ہو۔ حالانکہ تم ایسے سوالوں سے خوش نہیں ہو۔ کہدو اُس کا علم خدا ہی کے پاس ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس بات کو نہیں جانتے ہیں۔"

ابنُ اللہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام بن مشکم اور نعمان بن اوفی ابوانس اور محمود بن وحیہ اور شاس بن قیس اور مالک بن ضیف حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ ہم آپ کا اتباع کیونکر کریں۔ حالانکہ آپ نے تو ہمارے قبلہ کو بھی چھوڑ دیا اور نہ آپ یہ کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ یُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ( )

"یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں مسیح بن مریم خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ اُن کا قول اُن ہی کے مُنہ سے ہے۔ یہ لوگ اپنے سے پہلے کافروں کے قول کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ اُن کو غارت کرے کیسی افترا پردازی کرتے ہیں۔"

بے بُنیاد افترا

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں محمود بن سیحان اور نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور عزیر بن ابی عزیر اور سلام بن مشکم حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا اے محمدؐ یہ کتاب جو تمہارے پاس آئی ہے یہ خدا کے پاس سے آئی اور حق ہے تو پھر کیا وجہ کہ اِس کی عبارت ایسی نہیں ہے جیسے کہ توراۃ کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ خدا کے پاس سے ہے اور اپنی کتاب میں اِس کی بابت لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تمام جن و انس بھی جمع ہو کر ایسی کتاب بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔ اُن سب نے متفق اللفظ کہا جن میں عبداللہ بن صوریا اور ابن صلوبہ وغیرہ تمام یہودی تھے کہ اے محمدؐ!

تم کو یہ جن وانس میں سے تو کوئی نہیں سکھاتا ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ ! تم خوب جانتے ہو کہ یہ خدا کے پاس سے نازل ہوئی ہے اور تم اس کی خبر اپنے پاس توراۃ میں لکھی ہوئی پاتے ہو۔ وہ بولے۔ اے محمدؐ خدا تو اپنے رسول کے واسطے جو کچھ چاہے سب کچھ کر سکتا ہے تم آسمان سے ایک کتاب ہم پر نازل کراؤ تاکہ ہم اس کو پڑھیں اور پہچانیں۔ ورنہ جیسی کتاب تم پر نازل ہوتی ہے ہم بھی ایسی بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالے نے فرمایا :-

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا ( )

"اے رسول کہہ دو کہ اگر تمام جن وانس ایک دوسرے کے مددگار بن کر اس قرآن جیسی کتاب وجود میں لانی چاہیں تو ایسی نہیں لا سکتے"۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اور ابو رافع اور اشیع اور شمویل ان سب یہودیوں نے عبداللہ بن سلام سے اُن کے اسلام لانے کے بعد کہا کہ نبوت عرب میں نہیں ہو سکتی تمہارے محمدؐ بادشاہ ہیں اور پھر یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذی القرنین کے بارے میں آپؐ سے سوال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی جواب دیا جو قریش کو دیا تھا اور انہیں لوگوں نے قریش کو یہ سوال بتایا تھا۔ جبکہ نضر بن حرث اور عقبہ بن ابی معیط اُن کے پاس آئے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک دفعہ چند یہود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ خدا نے تو ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور خدا کو کس نے پیدا کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک یہ بات سُن کر غصہ سے متغیر ہو گیا۔ اُسی وقت جبرائیل آئے اور آپؐ کو تسکین دی اور کہا اے محمدؐ! اپنے اوپر بار نہ ڈالئے اور یہ سورت نازل ہوئی :-

قُلْ ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۞

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سورت اُن کو پڑھ کر سنائی تو کہنے لگے اے محمدؐ ہم سے بیان کرو کہ خدا کی صورت کیسی ہے اُس کے ہاتھ کیسے ہیں اور بازو کیسے ہیں۔ اس بات سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے زیادہ غصہ آیا۔ جبرائیل نے اُسی وقت آ کر آپؐ کو تسکین دی اور

یہ آیت اُن کے جواب میں نازل ہوئی :۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ

"اور ان لوگوں نے خدا کی قدر و منزلت کا حق ادا نہیں کیا حالانکہ (اُس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین قیامت کے روز اُس کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان اُس کے داہنے ہاتھ پر لپٹے ہوئے ہوں گے پاک اور برتر ہے وہ اُن چیزوں سے جو اُس کے ساتھ شریک کرتے ہیں"

سورۂ اخلاص کے بارے میں ہدایت

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے ۔ عنقریب لوگ آپس میں ایسے سوال کریں گے کہ کوئی کہے گا مخلوق کو تو خدا نے پیدا کیا ہے پھر خدا کو کس نے پیدا کیا ہے ۔ تو جب کوئی یہ کہے تو کہدو قل اللہ احد آخر تک ۔ اور پھر وہ شخص اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اعوذ باللہ پڑھے ۔ ابن ہشام کہتے ہیں صمد وہ ہے جس کی طرف گھبراہٹ کے وقت پناہ ڈھونڈھی جائے ۔

○

باب ۴۳

نجران کے نصاریٰ اور سُورۂ آل عمران

وفد نجران اور اس کے اکابر ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں نجران کے نصاریٰ کا ساٹھ آدمیوں کا ایک قافلہ آیا جس میں اُن کے چودہ[۱۴] سردار تھے اور ان چودہ میں بھی تین شخص بڑے معزز تھے کہ تمام اختیارات اُن کے قبضہ میں تھے اور ان تین میں بھی ایک شخص عبدالمسیح ایسا تھا کہ اُسکی رائے سب پر مقدم سمجھی جاتی تھی اور دوسرا ایہم تھا اور تیسرا شخص جسکے انتظام میں اُسکے تمام مدارس وغیرہ تھے اس کا نام ابو حارثہ تھا۔ اس شخص نے نصاریٰ میں اپنے اعمال کے ذریعے سے بڑی عزت حاصل کی تھی۔ یہاں تک کہ نصرانی بادشاہ بھی اس کی توقیر وخدمت کرتے تھے

ابو حارثہ کا واقعہ جب یہ قافلہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آنے کو روانہ ہُوا تو ابو حارثہ ایک خچر پر سوار تھا اور اس کے پہلو میں اس کا بھائی کرز بن علقمہ تھا ابو حارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی۔ اس کے بھائی نے کہا خرابی ہو اچھا رسُول کے پاس چلا۔ ابو حارثہ نے کہا خرابی تجھ کو ہو۔ کرز بن علقمہ نے کہا مجھ کو کیوں خرابی ہو۔ ابو حارثہ نے کہا اس واسطے کہ جن کے پاس ہم جاتے ہیں بے شک وہ خدا کے وہی رسول ہیں جن کے ہم منتظر تھے۔ کرز بن علقمہ نے کہا پھر تو ایمان کیوں نہیں لاتا۔ اُس نے کہا اگر میں ایمان لے آؤں تو یہ جو تُو دیکھتا ہے کہ میری قوم میری ایسی تعظیم و تکریم کرتی ہے۔ یہ پھر کون کرے گا۔ کرز کہتا ہے اُس کی یہ بات سُن کر میں خاموش ہوگیا اور پھر مسلمان ہُوا اور اس حکایت کو بیان کیا۔

بشارت ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ نجران کے کسی رئیس کے ہاں ایک کتاب تھی جو اُس کے بزرگوں سے چلی آتی تھی اور ہر رئیس کی اُس پر مُہر کر کے پھر خزانہ میں اُس کو داخل کر دیتے تھے اور کوئی اُس کو پڑھتا نہ تھا یہاں تک کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ ہُوا۔ اور وہ رئیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آرہا تھا تو اُس کے ٹھوکر لگی اُس کے بیٹے نے کہا اس نبی کو خرابی ہو۔ اُس رئیس نے بیٹے سے کہا کہ ایسا نہ کہو بے شک وہ نبی ہیں اور

ہماری کتاب میں اُن کا ذکر لکھا ہُوا ہے۔ پھر جب اُلیس مرگیا تو اُس کے بیٹے نے اس کتاب کو دیکھا تو اسمیں آنحضرتؐ ہی کا حال لکھا ہُوا تھا تو یہ اسلام لے آیا اور اس کا اسلام بہت اچھا ہُوا اور اس نے حج بھی کیا۔

مسجد میں نصاریٰ کی عبادت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب نصاریٰ کا گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ اُس وقت مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ لوگ بہت عمدہ لباس سے آراستہ تھے۔ بعض صحابہ جنہوں نے اِن کو دیکھا تھا فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کے بعد کوئی ایسا گروہ نہیں دیکھا۔ جس وقت یہ لوگ آئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے۔ ان کی نماز کا بھی وقت ہُوا۔ یہ مسجد ہی میں نماز پڑھنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا ان کو نماز پڑھنے دو کچھ نہ کہو۔ اِن لوگوں نے مشرق کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ان کے چودہ سرداروں کے نام یہ ہیں :۔

عبدالمسیحؓ اور ایہمؓ اور ابوحارثہؓ بن علقمہ قبیلۂ بکر بن وائل میں سے اور اوسؓ اور حرثؓ اور زیدؓ اور قیسؓ اور یزیدؓ اور نبیہؓ اور خویلدؓ اور عمروؓ اور خالدؓ اور عبداللہؓ اور یحنسؓ وغیرہ ساٹھ آدمی تھے اور ان میں سے جن لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا وہ یہ تین شخص تھے۔

۱۔ عبدالمسیح

۲۔ اِیہم

۳۔ ابوحارثہ بن علقمہ۔

یہ سب نصرانی تھے اور اُن کا باہم یہ اختلاف تھا کہ بعض عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور بعض ان کو خدا کا بیٹا اور بعض تین میں کا تیسرا کہتے تھے۔ نصرانیوں میں یہی اختلاف ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہنے والے یہ دلیل بیان کرتے تھے کہ انہوں نے مُردے کو زندہ کیا اور بیماریوں سے لوگوں کو تندرست کیا اور غائب کی خبریں بیان کیں اور مٹی کا پرندہ بنا کر اُس میں پھونک مار دی اور وہ زندہ ہوکر اُڑ گیا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہ سب معجزے حکم الہٰی سے تھے اور خدا کا بیٹا ہونے کی یہ حجت لاتے تھے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہُوئے اور پیدا ہوتے ہی کلام کیا۔ حالانکہ یہ حالت آدمی کے کسی بچے کی نہیں ہوتی۔ اور اس قول کی حجت کہ وہ تین میں کے تیسرے تھے یہ لاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ہم نے کیا اور ہم نے پیدا کیا اور ہم نے حکم کیا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ تین خدا ہیں۔

اگر ایک ہوتا تو کہتا میں نے کیا اور میں نے حکم کیا اور میں نے پیدا کیا جمع کا لفظ نہ بولتا۔ اور وہ تینوں یہ ہیں :-

ایک خدا۔

دوسرے عیسیٰ اور

تیسرے مریم۔

نصاریٰ کے ان تینوں اقوال کا جواب قرآن شریف میں نازل ہوا ہے۔

جب ان دونوں علماء نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا کہ تم اسلام قبول کرو۔ انھوں نے کہا کہ ہم تو مسلمان ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم مسلمان نہیں ہو اسلام قبول کرو۔ انھوں نے کہا بیشک ہم مسلمان ہیں۔ آپ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتاتے ہو اور صلیب کی پرستش کرتے ہو اور خنزیر کھاتے ہو۔ یہ باتیں تمہیں اسلام اختیار کرنے سے روکے ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا اے محمدؐ اچھا بتاؤ کہ عیسیٰ کا باپ کون تھا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران آپ پر نازل کی جس کی اسّی سے زائد آیات میں یہی بیان ہے اور اس کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیس و تمجید بیان کی ہے۔

سورۂ آلِ عمران

چنانچہ فرماتا ہے۔ الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ط یعنی اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ ہے کبھی مرتا نہیں (جیسے کہ عیسےٰ بقول نصاریٰ مر گئے اور ان کو سولی ہو گئی اور خدا اپنے قہر و غلبہ اور سلطنت کے ساتھ قائم ہے اس کو زوال نہیں ہوتا جیسے عیسےٰ کو زوال ہو گیا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوئے) نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (اے محمدؐ) تم پر اس نے کتاب حق اور صدق کے ساتھ نازل کی ہے جس میں یہ اختلاف کرتے تھے وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ اور (موسیٰ پر) تورات اور (عیسیٰ پر) انجیل نازل کی (جیسے کہ ان سے پہلے نبیوں پر اور کتابیں نازل کی تھیں) وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اور قرآن کو جو حق اور باطل کو جدا کرنے والا ہے نازل کیا ہے۔ تاکہ اس اختلاف کا فیصلہ کر دے جو عیسیٰ کے بارے میں لوگوں نے کئے ہیں) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ط جن لوگوں نے خدا کی نشانیوں کے ساتھ کفر کیا ہے ان کے واسطے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب ہے انتقام لینے والا (ان لوگوں سے جو اس کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں باوجود اس کے کہ ان کو ان کے

حق ہونے کا علم ہے) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ۔ بیشک پر زمین و آسمان میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے (یعنی وہ واقف ہے اُن باتوں سے جو عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ان لوگوں نے گھڑ رکھی ہیں اور جو مکر و فریب کئے ہیں اور عیسیٰ کو معبود بنا لیا ہے حالانکہ کے خلاف اِن کے پاس علم موجود ہے) ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاءُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ وہ وہی ذاتِ پاک ہے جو تمہاری صورتیں جس طرح کی چاہے رحموں کے اندر بناتا ہے (اسی طرح اُس نے عیسیٰ کی صورت بھی رحم کے اندر بنائی اور اس کا یہ لوگ انکار نہیں کرسکتے ہیں اور اس صورت کے بننے میں عیسیٰ اور لوگوں کی مثل ہیں حالانکہ آدم کی صورت رحم میں نہیں بنی پھر عیسیٰ خدا کیونکر ہوسکتے ہیں ۔) لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تنزیہہ و توحید کے واسطے فرمایا ہے) نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ غالب حکمت والا ۔

ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْہُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ۔ وہی ذات پاک ہے جس نے تم پر (اے رسول) کتاب نازل کی جس کی بعض آیات محکم ہیں (یعنی اُن میں پروردگار کی حجت ہے اور بندوں کی عصمت ہے اور جھگڑوں اور باطل کو اُن سے دفع کیا ہے ۔ ان میں تعریف اور تحریف کو دخل نہیں ہے) وَاُخَرُ مُتَشٰبِھٰتٌ ۝ اور بعض دوسری آیات متشابہ ہیں (جن کے واسطے تصریف اور تاویل ہے اور ان کے ساتھ خدا نے بندوں کی آزمائش کی ہے جیسے کہ حلال و حرام میں ان کی آزمائش کی ہے تاکہ اِن آیات کو باطل کی طرف نہ لے جائیں اور حق سے تحریف نہ کریں ۔ چنانچہ فرماتا ہے ۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَۃِ وَ ابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِہٖ ۔ لیکن جن لوگوں کے دلوں میں کھوٹ ہے وہ اُن میں سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں تاکہ اپنی بدعتوں کی اُن کو حجت بنائیں (فتنہ کی تلاش کے واسطے اور اُن کی تاویل گھڑنے کے لئے جیسے نصاریٰ نے تاویل گھڑی کہ اللہ کے فرمان، ہم نے پیدا کیا، سے یہ مراد ہے کہ تین خدا ہیں ۔) وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ حالانکہ اُس کی تاویل کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے (اور یہ لوگ اپنی طرف سے غلط بیانی کرتے ہیں ۔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا اور جو لوگ علم راسخ رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں (محکم اور متشابہ) دونوں ہمارے پروردگار کے پاس سے نازل ہوئی ہیں (ان سب پر ہم ایمان لائے ہیں اور ان میں اختلاف کیونکر

ہو سکتا ہے۔ ایک قول ہے ایک رب کے پاس سے اور پھر ان لوگوں نے محکم کو جس طرح سمجھا جس میں کہ تاویل کی ضرورت نہیں ہے اُسی کے موافق متشابہ کو بھی سمجھا کہ متشابہ کا مضمون محکم کے خلاف نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہے۔ اس سے حجت قائم ہوئی اور کفر و باطل مٹ گیا۔

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ اور اس طرح سے ان لوگوں نے دُعا کی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

(یعنی اے پروردگار ہمارے دلوں کو حق سے کج نہ کیجیو۔ بعد اس کے کہ تُو نے ہم کو ہدایت کر دی اور اپنے پاس سے ہم کو رحمت عنایت کر بیشک تُو بڑا عنایت کرنیوالا ہے"

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۭ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۭ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ

خدا نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ اُس کے سوا کوئی نہیں اور فرشتوں اور اہلِ علم نے بھی یہی گواہی دی ہے قائم ہے وہ عدل کے ساتھ۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ غالب ہے حکمت والا۔ (بخلاف ان لوگوں کے کہ یہ تین خدا ہونے کی گواہی دیتے ہیں) بیشک خدا کے نزدیک سچا اور حق کا دین اسلام ہے۔ (جس پر اے محمدؐ تم قائم ہو اور جس میں رب کی توحید اور رسولوں کی تصدیق ہے۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۭ
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی اُنہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر علم کے اُن کے پاس آنے کے بعد بسبب آپس کی بغاوت اور عداوت کے اور جو خدا کی آیات کے ساتھ کفر کرے گا تو بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ
الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

(اے رسول، پھر اگر یہ لوگ اپنی باطل تاویلوں کے ساتھ تم سے حجت کریں تو کہہ دو کہ میں نے اور میرے تابعین نے اپنا منہ خدائے واحد کے سامنے جھکا دیا ہے اور اہلِ کتاب اور مکہ والوں سے

جن کے پاس کتاب نہیں ہے کہو کہ تم بھی اسلام لاؤ جیسا کہ میں نے اور میرے تابعین نے اسلام قبول کیا ہے۔ تو اگر وہ اسلام قبول کریں تو بے شک انہوں نے ہدایت پائی اور اگر انکار کیا تو بس تم پر حکم الٰہی کا پہنچا دینا ہے اللہ خود بندوں کے حال کا نگران ہے (وہ آپ سمجھ لے گا) پھر یہود اور نصاریٰ دونوں کی بدعتوں اور کارروائیوں کا ان آیات میں ذکر فرمایا ہے جو اِنَّ الَّذِینَ یَکفُرُونَ سے اس آیت تک ہیں:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ
وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

کہہ اے اللہ مالک مُلک کے کہ تیرے سوا بندوں میں اور کسی کی حکومت نہیں ہے تُو جس کو چاہتا ہے مُلک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے مُلک چھین لیتا ہے۔ جس کو تُو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو تُو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے قبضہ میں بھلائی ہے اور بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے (تیرے سوا اور کوئی یہ قدرت اور سلطنت نہیں رکھتا۔)

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

"تُو رات کو دن میں داخل کر کے دن کو بڑھا دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر کے رات کو بڑھا دیتا ہے اور تُو ہی زندہ مُردہ سے نکالتا ہے (جیسے انڈے میں سے بچہ پیدا ہوتا ہے) اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے (جیسے انڈا جانور سے نکلتا ہے) یہ سب قدرت تجھی میں ہے اور تُو اپنی قدرت سے جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (تیرے سوا اور کوئی یہ قدرت نہیں رکھتا۔ مطلب یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے اگر میں نے جو معجزات کہ عیسیٰ کو مثلاً مُردہ کے زندہ کرنے اور بیمار کے تندرست کرنے وغیرہ کے نشانی کے واسطے نہیں دیئے تھے تاکہ وہ اپنی قوم کو ہدایت کریں۔ اور یہ باتیں اُن میں خدا ہونے کے سبب سے تھیں تو پھر کیا وجہ کہ مُلک اور سلطنت کے اختیارات اور رات کا دن میں داخل کرنا اور دن کا رات میں اُن کے اختیار میں نہ تھا اور وہ خدا ہوتے تو سب باتیں اُن کے اختیار میں ہوتیں اور بادشاہوں کے خوف سے وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھاگتے نہ پھرتے اور نہ بقول نصاریٰ کے قتل ہوتے۔ کیا ان باتوں میں اُن لوگوں کے واسطے جو اُن کو خدا کہتے ہیں عبرت نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

کہہ دو (اے رسول) کہ اے مسلمانو اگر تم خدا کی محبت رکھتے ہو اور اس دعویٰ میں سچے ہو تو میرا اتباع

کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

کہہ دو کہ اے لوگو خدا اور رسول کی اطاعت کرو اور اگر وہ انکار کریں تو بیشک خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

یعنی بیشک اللہ نے آدم اور نوح اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو عالم پر برگزیدہ کیا۔ پھر عمران کی بیوی کا جو حضرت مریمؑ کی والدہ تھیں ذکر فرمایا ہے جب انہوں نے خدا سے نذر مانی۔

رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۝

اے میرے رب میرے پیٹ میں جو یہ بچہ ہے اس کو میں نے آزاد کر کے تیری نذر کیا۔ پس تو اس نذر کو میری طرف سے قبول فرما بیشک تو سننے والا علم والا ہے پس جب (مریم کی ماں نے مریم کو) جنا (تو خدا سے) عرض کیا کہ اے پروردگار یہ لڑکی میں نے جنی ہے حالانکہ خدا خوب جانتا تھا جو کچھ کہ اس نے جنا (اور اے پروردگار) لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہے اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس لڑکی کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے شر و فساد سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پس اس کے پروردگار نے اس کو اچھی طرح قبول کیا اور اس کی عمدہ طور سے پرورش کی اور زکریاؑ نے اس کو اپنی کفالت میں لے لیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کو فرزند یحییٰ عطا کرنے کا ذکر کیا ہے اور ملائکہ نے حضرت مریم سے کہا کہ:

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ
يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

اے مریم تجھ کو خدا نے پاک اور تمام عالم کی عورتوں پر برگزیدہ کیا ہے۔ اے مریم اپنے رب کی

فرمانبرداری بجالا اور سجدہ کر اُس کو اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ۝

یہ واقعہ غیب کی خبروں میں سے ہے جس کو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں حالانکہ (اے محمدؐ) آپ اُس وقت اُن لوگوں کے پاس نہ تھے جبکہ وہ اپنے قرعہ ڈال رہے تھے کہ کون شخص مریم کی کفالت کرے (تو زکریا کے نام قرعہ نکلا اور زکریا مریم کی پرورش کرنے لگا۔ یہ قول حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔) ابن اسحاق کہتے ہیں زکریا کے بعد جریج راہب نے مریم کو پرورش کیا۔ یہ شخص بنی اسرائیل میں سے ایک بڑھئی تھا جب زکریا مریم کی پرورش نہ کرسکے تب مریم پر قرعہ ڈالا اور وہ قرعہ جریج کے نام نکلا۔ اور نہ اے محمدؐ آپ اُن کے پاس اس وقت تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ عیسیٰ کی نبوت کے متعلق حالانکہ اُن کے پاس اُن کی نبوت کے حق ہونے کا علم تھا۔)

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک خدا تجھ کو خوشخبری دیتا ہے اپنے ایک حکم کی (یعنی تیرے ایک بیٹا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے) جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے مرتبہ والا خوبصورت دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور خدا کے مقربوں میں سے ہوگا اور لوگوں سے باتیں کرے گا بچپن[۱] میں بھی اور ادھیڑ عمر میں بھی۔ اور نیکوں میں سے ہوگا۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۔

مریم نے کہا اے پروردگار میرے بچہ کیونکر ہوگا حالانکہ مجھ کو کسی انسان نے ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ فرمایا اسی طرح خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (انسان اور غیر انسان سب میں اپنی قدرت دکھاتا ہے۔)

---

[۱] یعنی اس عمر میں جبکہ ماں کی گود یا پنگوڑے میں رہتا ہے یعنی شیرخواری کی حالت میں کہ اس عمر میں کوئی بچہ نہیں بولتا اور یہ قدرت خدا کی ایک نشانی ہے۔ مترجم

إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔ جب کسی کام کا حکم لگاتا ہے تو اس کو فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فورًا ہو جاتا ہے (جیسا کہ وہ چاہتا ہے پھر مریم کو اس ارادے سے خبر دی جو ان کے بچہ کے ساتھ منظور تمام فرمایا ۔ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْإِنْجِيْلَ ۚ اور سکھائے گا اس کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل (جو اسی پر نازل کرے گا جس کی خبر تورات میں بھی ہے ۔

وَرَسُوْلًا إِلٰى بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ أَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ أَنِّيْٓ أَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ۝ إِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِيْٓ إِلَى اللّٰهِ ۚ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

اور اس کو پیغمبر کرے گا بنی اسرائیل کی طرف کہ میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی (یعنی معجزہ) تمہارے رب کے پاس سے یہ کہ میں بناتا ہوں مٹی سے ایک پرندہ کی صورت پھر اس میں پھونکتا ہوں تو وہ بحکم الٰہی سے اڑنے لگتا ہے اور جنمی اندھے اور کوڑھی کو میں تندرست کرتا ہوں اور مردہ کو بحکم الٰہی سے زندہ کرتا ہوں اور تم کو خبر دیتا ہوں کہ تم اپنے گھروں میں کیا کھاتے ہو اور کیا رکھ چھوڑتے ہو۔ یہ تمہارے واسطے معجزہ ہے اگر تم ایمان لاتے ہو اور تصدیق کرنے والا ہوں میں تورات کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی ہے اور تاکہ حلال کردوں میں تم پر بعض وہ چیزیں جو پہلی شریعت میں تم پر حرام کی گئی تھیں اور تمہارے پاس میں تمہارے رب کی طرف سے معجزہ لایا ہوں۔ اس لئے خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بے شک خدا میرا اور تمہارا رب ہے ۔ تو اسی کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے ۔

پھر جب عیسیٰؑ نے ان لوگوں سے کفر کو محسوس کیا ۔ تو فرمایا کہ خدا کی راہ میں میرا کون مددگار

ہے؟ حواریوں نے کہا ہم خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور تم گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں اے رب ہمارے جو تو نے نازل کیا ہے ہم اُس پر ایمان لائے ہیں اور رسول کی ہم نے پیروی کی ہے۔ پس ہم کو گواہوں کے ساتھ لکھ دے اور (یہودیوں نے) مکر کیا اور خدا نے بھی خفیہ تدبیر کی۔ یعنی یہودیوں کو ان کے مکر کی سزا دی اور اللہ خفیہ تدبیروں میں سب سے بہتر ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
اس آیت تک ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ط

اور جب خدا نے عیسیٰ سے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں دنیا سے تم کو منتقل کر کے اپنی طرف اٹھا لوں گا اور کفار کے شر و فساد سے تم کو پاک کر دوں گا اور تمہاری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک کفار پر غالب رکھوں گا۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ
كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝

بے شک عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک آدم کی طرح ہے۔ پیدا کیا اُس کو مٹی سے پھر فرمایا ہو جا پس ہو گیا حق تیرے رب کے پاس سے ہے یعنی یہ خبر حق ہیں تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

نصاریٰ کا یہ کہنا کہ عیسیٰ بغیر باپ کے ہوئے اس سبب سے وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں غلط ہے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور مثل عیسیٰ کے گوشت و پوست اور بال و خون وغیرہ سارا بدن آدم کا تھا۔ پس عیسیٰ کی پیدائش آدم کی پیدائش سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ
اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ
نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِالْمُفْسِدِیْنَ ۝ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی
كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ

شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

اس لئے تمہارے پاس اس علم آجانے کے بعد جو (لوگ) اس کے متعلق بجھ سے حجت کریں تو تُو کہہ آؤ ہم اپنے اپنے بچوں اور اپنی اپنی عورتوں اور اپنی اپنی ذاتوں کو بُلالیں۔ اس کے بعد گریہ زاری سے دُعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار (کی دُعا) کریں۔ بے شک یہ واقعات جو بیان ہُوئے سچے ہیں اور سوا خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک اللہ ہی غالب حکمت والا ہے۔ پھر اگر کفار ان سچے واقعات کے تسلیم کرنے سے روگردانی کریں اور ایمان نہ لائیں تو بے شک اللہ مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے تمہارے درمیان میں برابر ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور نہ اللہ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو آپس میں معبود بنائیں۔ پھر اگر اہلِ کتاب اس بات سے روگردانی کریں تو کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب تم گواہ ہو جاؤ کہ ہم تو مُسلمان ہیں۔

مباہلہ کی دعوت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ حکمِ الٰہی صادر ہُوا تو آپ نے اُن لوگوں کو اطلاع کی کہ یا تو اسلام قبول کرو اور یا مباہلہ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اُنھوں نے کہا کہ اے محمدؐ ہم کو مُہلت دیجئے کہ ہم آپس میں مشورہ کرلیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو مُہلت دے دی۔ سب نصاریٰ عبدالمسیح کے پاس جمع ہُوئے اور کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ عبدالمسیح نے کہا اے معشرِ نصاریٰ یہ بات تم نے خوب معلوم کرلی کہ محمدؐ نبی مُرسل ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح صحیح خبر اُنھوں نے بیان کردی اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ جس قوم نے اپنے نبی سے مباہلہ کیا ہے وہ قوم برباد و ہلاک ہوئی ہے۔ کوئی چھوٹا یا بڑا اُن میں باقی نہیں رہا تو تمہارا مباہلہ کرنا تو گویا اپنی بیخ کنی کرنا ہے۔ پھر اگر تم اسلام بھی اختیار نہ کرو تو محمدؐ سے رخصت ہو کر اپنے گھر کو چلے چلو۔

پھر یہ سب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا کہ اے ابوالقاسم ہم آپؐ سے مباہلہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے اور نہ ہم اسلام اختیار کرتے ہیں۔ مگر آپؐ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپؐ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص ہمارے ساتھ کر دیں تاکہ جس امر میں ہم اختلاف کریں آپؐ کے وہ صحابی ہمارا فیصلہ کر دیا کریں۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا تم شام کو میرے پاس آنا میں تمہارے ساتھ ایک زبردست امانت دار شخص کو بھیج دوں گا۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ کا تقرر

حضرت عمر رضؓ بن خطاب فرماتے ہیں مجھ کو کبھی امارت کی ایسی محبت نہیں ہوئی جیسی کہ اس وقت ہوئی تھی اور میں نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ان کے ساتھ روانہ فرمائیں اور اسی خیال سے میں ظہر کی نماز کے واسطے جلدی سے جا پہنچا۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہم کو نماز پڑھا چکے تو آپؐ نے دائیں اور بائیں دیکھنا شروع کیا۔ میں اس خیال میں تھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مجھ کو دیکھیں۔ مگر آپؐ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کو نگاہ سے تلاش کر کے فرمایا کہ تم ان کے ساتھ جاؤ اور حق کے ساتھ ان کے مقدمات فیصل کرو۔ چنانچہ ابو عبیدہ رضؓ ان لوگوں کے ساتھ چلے گئے۔

باب ۴۷

مُنافقینِ مدینہ

عبداللہ بن ابی اور ابو عامر ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم مدینہ میں تشریف لائے تو یہاں کا سب سے بڑا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول عوفی تھا جو بنی حُبلیٰ میں سے تھا اوس اور خزرج دونوں قبیلے اس کے مطیع تھے ورنہ پہلے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہُوا کہ ان دونوں قبیلوں نے ایک شخص پر اتفاق کیا ہو اور اس کے سوا قبیلۂ اوس میں ایک اور شخص تھا جس کی یہ لوگ اطاعت کرتے تھے اور اُس کو سردار مانتے تھے اس کا نام ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن نعمان تھا جو قبیلہ بنی ضبیعہ بن زید میں سے تھا اور یہی حنظلہ غسیل کا باپ ہے جو جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔ جاہلیت کے زمانے میں یہ ابو عامر راہب بن گیا تھا اور راہب ہی کہلاتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن اُبی کے واسطے اس قوم نے ایک تاج بنایا تھا جس میں موتی اور رنگ برنگ کی کوڑیاں لگائی تھیں تاکہ اس کو اپنا بادشاہ بنائیں کہ اسی اثنا میں اسلام ظاہر ہُوا اور یہ ساری قوم اسلام کی طرف رجوع ہو گئی۔ عبداللہ بن اُبی کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مدینہ میں تشریف لانا اور ساری قوم کا اُس سے برگشتہ ہو کر اسلام اختیار کرنا بہت ناگوار گزرا اور وہ سمجھا کہ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم ہی کے سبب سے میری سلطنت کے تیار ہونے میں خلل پڑا ہے۔ پھر جب اُس نے دیکھا کہ تمام قوم اسلام کے اختیار کرنے سے باز نہیں رہتی خود بھی منافقانہ طور سے نہایت کراہت کے ساتھ اسلام میں داخل ہُوا۔ اور ابو عامر نے اسلام نہیں اختیار کیا بلکہ اپنے چند ہم مشرب آدمی ساتھ لے کر مدینہ سے مکّہ میں چلا آیا۔ روایت ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے سامنے اس کا ذکر ہُوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو راہب نہ کہو بلکہ فاسق کہو۔

ابو عامر کی گفتگو ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابو عامر مکّہ جانے سے پہلے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہنے لگا کہ یہ کون سا دین ہے جس کو آپؐ لائے

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تُو اس پر نہیں ہے؟ ابو عامر نے کہا ہاں میں اسی پر ہوں۔ پھر کہنے لگا اے محمدؐ! تم نے اس ملت حنیفہ میں بہت سی ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جو اس میں نہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں اس کو صاف اور روشن لایا ہوں۔

اپنے جھوٹ پر گواہی

ابو عامر نے کہا جھوٹے کو خدا وطن سے دُور تنہا بے یار و مددگار مارے گا اور یہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا۔ یعنی آپ اس دین کو جیسا کہ کہتے ہیں صاف اور روشن نہیں لائے۔ بلکہ آپ نعوذ باللہ جھوٹے ہیں۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا ہاں جو جھوٹا ہے خدا اس کے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ جب آنحضرتؐ نے مکہ فتح کیا تو یہ دشمنِ خدا مکہ سے طائف چلا گیا۔ پھر جب طائف کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے تب یہ شام میں گیا اور وہیں حالتِ سفر میں بے یار و غمگسار مر گیا۔ اُس وقت علقمہ بن علاثہ بن عوف بن الحوص بن جعفر بن کلاب اور کنانہ بن عبدیالیل بن عمرو بن عمیر ثقفی اس کے ساتھ تھے۔ ان دونوں میں اس کی میراث کی بابت جھگڑا ہُوا اور قیصر بادشاہ روم کے پاس یہ مقدمہ گیا۔ قیصر نے یہ فیصلہ کیا کہ متمدن لوگوں کی میراث کے مالک متمدن ہیں اور غیر متمدن کی میراث غیر متمدن کو پہنچتی ہے۔ چنانچہ ابو عامر کی میراث کا مالک ابو کنانہ ہُوا اور علقمہ محروم رہا۔

رسولؐ اللہ کی ابن اُبی سے گفتگو

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن اُبی ایک عرصہ تک تو تردد کی حالت میں رہا اور آخر اسلام کا غلبہ دیکھ کر بحالت مجبوری و لاچاری اسلام میں داخل ہُوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اُسامہ بن زیدؓ سے کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ دراز گوش پر سوار ہو کر سعدؓ بن عبادہ کی عیادت کے واسطے تشریف لے چلے کیونکہ سعد بن عبادہ کچھ بیمار تھے اور مجھ کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ راستہ میں آپؐ کا گذر عبداللہ بن اُبی کے پاس سے ہُوا۔ یہ چند آدمیوں کے ساتھ اپنے درختوں کے سائے میں بیٹھا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا تو آپؐ سواری پر سے اُترے اور اُس کے پاس تشریف لائے۔ اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آنا بہت ناگوار ہُوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پاس بیٹھ کر اُس کو دعوت کی اور وعظ و نصیحت فرمائی اور قرآن شریف سُنایا۔ یہ خاموش بیٹھا رہا۔ جب حضورؐ سب کچھ فرما چکے۔ تب اُس نے کہا۔ یہ تمہاری باتیں اچھی نہیں ہیں۔ اگر یہ حق بھی ہیں تو اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور جو تمہارے پاس آئے اُس کو سناؤ۔ اور جو

تمہارے پاس رہ آئے تو اُس کی مجلس میں جا کر ایسی باتوں سے اُس کو تکلیف نہ پہنچایا کرو جو اس کو ناگوار ہوں ۔

عبداللہ ابن رواحہ کی حق گوئی

عبداللہ بن رواحہ جو وہیں اس کے ساتھ مع چند مسلمانوں کے بیٹھے تھے عرض کرنے لگے۔ یارسولؐ اللہ آپؐ ہماری مجلسوں میں تشریف لا کر ہم کو یہ باتیں سنائیے۔ قسم ہے خدا کی یہ سب باتیں ہم کو پسند ہیں اور انہی کے ساتھ خدا نے ہم کو بزرگی دی ہے اور ہدایت کی ہے۔ عبداللہ بن ابی اپنی قوم کی اسلام پر اس مضبوطی کو دیکھ کر مجبور ہوا اور بجز اسلام لانے کے اُس کو کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن ابی کے پاس سے اُٹھ کر سعدؓ بن عبادہ کے پاس تشریف لائے مگر آپ کے چہرہ پر ملال تھا۔ سعدؓ بن عبادہ نے عرض کیا یارسولؐ اللہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے کچھ کہا ہے جو حضورؐ کو ناگوار گزرا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر عبداللہ کا ذکر کیا۔ سعد نے عرض کیا۔ یارسول اللہ اُس کی بات کا آپؐ کچھ خیال نہ فرمائیں۔ اُس کے واسطے ہم نے ایک تاج تیار کیا تھا تاکہ اس کو بادشاہ بنائیں۔ اب وہ یہ خیال کرتا ہے کہ آپ نے اُس کا ملک چھین لیا۔

مدینہ میں وبائی بخار

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے ہیں تو یہاں بخار کی بڑی کثرت تھی چنانچہ اکثر اصحاب بیمار ہو گئے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ اور آپ کے دونوں آزاد غلام یعنی عامر بن فہیرہ اور بلالؓ آپ کے ساتھ ایک مکان میں رہتے تھے اور ان سب کو سخت بخار تھا۔ عائشہؓ فرماتی ہیں میں ان کے دیکھنے کو اُن کے پاس گئی اور یہ پردہ کا حکم ہونے سے پہلے کا ذکر ہے۔ چنانچہ میں اپنے والد ابوبکرؓ کے پاس گئی اور میں نے پوچھا کہ آپؐ کی طبیعت کیسی ہے۔ انھوں نے کہا

كل امرئ مصبح في اهله والموت ادنى من شراك نعله

یعنی ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں) حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

میں نے کہا میرے والد کو کچھ خبر نہیں ہے کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر میں عامرؓ بن فہیرہ کے پاس آئی اور اُس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اُس نے کہا

لقد وجدت الموت قبل ذوقه ان الجبان حتفه من فوقه

یعنی مَیں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اُسے پا لیا اور بزدل کی موت تو اُس کے اوپر سے بیٹھے بٹھائے آجایا کرتی ہے۔"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں مَیں نے کہا قسم ہے خدا کی عامر کو بھی بخار کی شدت میں کچھ خبر نہیں ہے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ کہتی ہیں کہ بلالؓ مکان کے صحن میں لیٹے ہوئے اس قسم کے کلام کہہ رہے تھے۔ مَیں یہ حال دیکھ کر آپؐ کی خدمت میں آئی اور سارا واقعہ بیان کیا کہ یہ لوگ بخار میں بالکل مدہوش ہیں۔ ان کو بالکل خبر نہیں ہے کہ کیا کہتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسی وقت دُعا کی کہ اے اللہ! ہم کو مدینہ کی ایسی محبت دے کہ جیسی تُو نے مکہ کی محبت ہم کو دی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور یہاں کے مُد اور صاع میں ہم کو برکت عنایت کر اور یہاں کی وبا اور بیماری کو مہیعہ میں منتقل کر۔ مہیعہ کا نام جحفہ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو صحابہ کرام بخار میں سخت مبتلا ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ صحابہ کرام بخار کے سبب سے بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ آنحضرتؐ نے ایک روز اُن کو اس طرح سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ بیٹھنے والے کی نماز کا کھڑے ہونے والے کی نماز سے آدھا ثواب ہے۔ تب صحابہ ثواب کی خاطر بمشکل کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے موافق حکم الٰہی جہاد کی تیاری کی۔ اور جو مشرکین کہ آپ کے قریب تھے اُن سے جنگ کا قصد کیا۔

○

باب ۵

غزوات اور سرایا کا آغاز

تاریخ ہجرت

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پیر کے روز بارہویں ربیع الاوّل کو دوپہر کے وقت تشریف فرما ہوئے اور آپؐ کی عمر شریف اس وقت ترپن سال کی تھی اور حضورؐ کو مبعوث ہوئے تیرہ (۱۳) سال ہو چکے تھے۔ آپ ربیع الاوّل سے لے کر سال آئندہ ماہِ محرم تک مدینہ میں بغیر جنگ و حرب کے تشریف فرما رہے اور ماہِ صفر میں آپ نے جہاد کی تیاری کی اور مدینہ میں سعد بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔

غزوہ ودان

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا پہلا غزوہ ہے اور اسی کو غزوۂ ابواء بھی کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مدینہ سے چل کر مقام ودان[1] میں پہنچے۔ یہاں قریش اور بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ سے جنگ کا ارادہ تھا۔ مگر بنی ضمرہ نے آنحضرتؐ سے صلح کر لی اور وہ شخص ان میں سے جس نے حضورؐ سے صلح کی۔ ان کا سردار مخشی بن عمرو ضمری تھا۔ پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یہاں سے مدینہ میں تشریف لے آئے اور باقی ماہ صفر اور کچھ دن شروع ربیع الاوّل کے آپ نے مدینہ میں گزارے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا پہلا غزوہ ہے۔

سریہ عبیدہ بن حرث

یہ پہلا نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے بنایا تھا اور عبیدہؓ بن حرث کو عنایت کر کے ساٹھ یا اسّی مہاجرین کے ساتھ جن میں انصار میں سے ایک شخص بھی نہ تھا روانہ کیا اور یہ سریہ[2] ثنیۃ المرہ[3] کے پاس قریش کی ایک بھاری جماعت کے مقابل ہوا۔ مگر جنگ نہیں ہوئی۔ فقط سعدؓ بن ابی وقاص نے مشرکین کو تیر مارا تھا اور یہی پہلا تیر ہے جو مسلمانوں کی طرف سے مشرکین پر چلا۔ مشرکین میں سے بنی زہرہ کے حلیف مقداد بن

۱؎ مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں ایک مقام۔ (مرتب) ۲؎ سریہ چھوٹے لشکر کو کہتے ہیں ۳؎ ایک پہاڑ کا نام ہے (مرتب) (مترجم)

عمرو بہرانی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی بھاگ کر مسلمانوں سے آملے۔ مشرکین کے اس قافلہ کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو ایک روایت پہنچی ہے کہ مشرکین کا اُس وقت سردار مکرز بن حفص بن اخیف بنی معیص بن عامر بن لوئی میں سے ایک شخص تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو جو روایات پہنچی ہیں اُن سے معلوم ہوا ہے کہ یہی پہلا پرچم تھا جو مسلمانوں کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیار کیا۔

سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب

بعض علماء سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ ابواء سے واپس ہوئے تو مدینہ میں پہنچنے سے پہلے ہی حضرت حمزہؓ کو آپؐ نے مقام عیص کی جانب تیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا جن میں سب مہاجرین تھے انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ چنانچہ حضرت حمزہ کی ساحل سمندر کے قریب ابو جہل بن ہشام سے ملاقات ہوئی جس کے ساتھ اہلِ مکہ کے تین سو سوار تھے مگر مجدی بن عمرو جہنی نے بیچ میں پڑ کر دونوں فریقوں میں جنگ نہ ہونے دی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بغیر جنگ کے واپس چلے آئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلا پرچم بنا کر دیا تھا۔ چونکہ حضرت عبیدہؓ اور حمزہؓ بن حرث کے سریے ساتھ روانہ ہوئے اِس سبب سے لوگوں کو شبہ پڑ گیا کہ کون سا نشان پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا تھا۔ اور یہ بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ نے شعر کہے ہیں اور اُن میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے حضورؐ نے مجھ کو پرچم بنا کر دیا۔ اگر واقعی وہ اشعار حضرت حمزہؓ کے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ پہلا نشان اُنہی کا ہے۔ کیونکہ اُن کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ اشعار اُن کے نہیں ہیں جیسے کہ بعض لوگوں کا قول ہے تب واللہ اعلم کونسی روایت صحیح ہے۔ مگر ہم نے جو اہلِ علم سے سُنا ہے وہ یہی سُنا ہے کہ سب سے پہلا پرچم رسول اکرمؐ نے عبیدہؓ بن حرث کو عنایت کیا۔

غزوۂ بواط

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ ربیع الاول ہی میں قریش سے جنگ کے ارادہ سے مقام بواط میں تشریف لے گئے۔ مگر یہاں بھی جنگ نہ ہوئی۔ پھر آپؐ مدینہ تشریف لے گئے اور ربیع الآخر اور کچھ جمادی الاول تک مدینہ میں رہے اور اس دفعہ آپ نے سائب بن عثمان بن مظعون کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

غزوۃ العشیرہ

قریش سے جنگ کے ارادہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلے اور مدینہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسد کو نائب مقرر کیا۔ یہ قول ابن ہشام کا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ سے چل کر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقام نقب بنی دینا میں تشریف لائے۔ پھر وہاں سے فیفاء الخبار میں تشریف لائے اور میدانِ بطاء ابن ازہر میں ایک درخت کے سایہ میں جس کو ذات الساق کہا جاتا ہے جلوہ افروز ہوئے اور یہیں نماز پڑھی۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مسجد یہاں موجود ہے اور اسی مقام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کیا اور آنحضرتؐ نے اور آپؐ کے سب ہمراہیوں نے نوش فرمایا اور وہیں ایک چشمہ سے جس کا نام مشترب ہے سب لوگوں نے پانی پیا۔ پھر آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا اور شعبہ عبداللہ کی طرف جو اب تک اسی نام سے مشہور مقام ہے روانہ ہوئے اور وہاں سے گزر کر مقام ضبعہ میں پہنچے۔ یہاں پانی پیا۔ پھر یہاں سے مقام فرش کے پتھریلے میدان سے گزر کر صاف راستہ میں پہنچے۔ اور مقام عشیرہ پر جو بطن ینبع کے نزدیک ہے جا اُترے اور یہاں آپ نے جمادی اول کے کچھ دن اور جمادی الآخر کی کچھ راتیں قیام کیا اور بنی مدلج اور ان کے حلفاء بنی ضمرہ سے صلح کر کے مدینہ میں واپس تشریف لائے۔ اس غزوہ میں بھی جنگ نہیں ہوئی۔ اسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ بن ابی طالب کو ابوتراب فرمایا ہے۔

حضرت علیؓ اور لقب ابوتراب

ابن اسحاق سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ عمارؓ بن یاسر کہتے ہیں کہ میں اور علیؓ بن ابی طالب غزوۂ عشیرہ میں ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام عشیرہ میں قیام کیا تو ہم نے وہاں بنی مدلج کے چند لوگوں کو باغ میں پانی دیتے دیکھا۔ علیؓ نے مجھ سے کہا اے ابوالیقظانؓ (عمار کی کنیت ہے) چلو ان لوگوں کا تماشا دیکھیں۔ میں نے کہا بہت اچھا چلو پھر ہم اُن لوگوں کے پاس آ کر اُن کے کام دیکھتے رہے کہ اتنے میں نیند نے ہم پر غلبہ کیا اور ہم وہیں کھجوروں کے سایہ میں زمین پر لیٹ کر سو گئے۔ پھر واللہ ہم کو کچھ خبر نہ رہی یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خود تشریف لا کر جگایا۔ ہمارے تمام بدن پر مٹی لگ گئی تھی اور آنحضرتؐ علیؓ بن ابی طالب کو اپنے پاؤں سے ہلا کر فرما رہے تھے۔ اے ابوتراب کھڑے ہو کیونکہ اُن کے تمام بدن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو وہ دو شخص بتلاؤں جو عام مخلوق میں سب سے زیادہ بدبخت ہیں۔ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمائیے وہ دونوں شخص کون ہیں؟ فرمایا ایک تو وہ شخص بدبخت

ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کے معجزہ کی اونٹنی کو قتل کیا تھا اور ایک وہ شخص بد بخت ہو گا جو اے علیؓ تمہارے اس جگہ ضرب لگائے گا اور پھر آپ نے اپنا ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھا اور پھر اُن کی ڈاڑھی پکڑ کر فرمایا کہ یہ (خون سے) تر ہو جائے گی۔

دوسری روایت ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے بعض اہلِ علم نے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ جب اپنی اہلیہ حضرت فاطمہؓ سے ناراض ہوتے تھے تو غصہ سے اُن سے بات نہ کرتے۔ مگر یہ کرتے تھے کہ قدرے مٹی لے کر اپنے سر پر ڈال لیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اُن کے سر پر مٹی دیکھتے تو جان لیتے کہ آج یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خفا ہیں۔ پھر فرماتے کہ اے ابوتراب کیا ہوا؟ واللہ اعلم کون سا واقعہ صحیح ہے اور ممکن ہے کہ دونوں صحیح ہوں۔ کیونکہ دونوں واقعوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔

سریہ سعدؓ بن ابی وقاص ابن اسحاق کہتے ہیں اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ بن ابی وقاص کو مہاجرین میں سے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ یہ لوگ مقام خرار میں جو حجاز سے متعلق ہے پہنچے اور بغیر جنگ کے مدینہ واپس چلے آئے بعض اہل علم کہتے ہیں سعدؓ کی روانگی حضرت حمزہؓ کی روانگی کے بعد ہی ہوئی تھی۔

باب ۶

غزوات وسرایا

غزوۂ سفوان

یہی بدر اولیٰ کا غزوہ ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ عشیرہ سے واپس ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند راتیں مدینہ میں رہے جن کی تعداد دس سے بھی کم تھی۔ یہاں تک کہ کرز بن جابر فہری نے نواح مدینہ میں لوٹ مار کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں مدینہ سے نکلے اور مدینہ میں زیدؓ بن حارثہ کو نائب مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہاں تک کہ رسول کریمؐ ایک وادی میں پہنچے جس کو سفوان کہتے ہیں اور یہ بدر کے ایک کنارہ پر ہے مگر کرز بن جابر آپ کو نہیں ملا اور آنحضرتؐ مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اور جمادی الآخر اور رجب اور شعبان مدینہ میں گزارے۔

سریہ عبداللہ بن جحش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینہ میں عبداللہ بن جحش بن رئاب اسدی کو مع آٹھ مہاجرین کے روانہ فرمایا اور ایک کاغذ لکھ کر ان کو عنایت کیا اور فرمایا دو منزل راہ طے کر کے اس کاغذ کو دیکھنا چنانچہ عبداللہ بن جحشؓ نے ایسا ہی کیا اور عبداللہ بن جحش کے ساتھی یہ لوگ تھے۔

بنی عبدشمس بن عبدمناف میں سے ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس اور ان کے حلفاء میں سے عبداللہ بن جحش جو سردار تھے اور عکاشہ بن محصن بن حرثان اسدی۔ اور بنی نوفل بن عبدمناف میں سے عتبہ بن غزوان ابن جابر ان کے حلیف اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے سعد بن ابی وقاص۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ ان کے حلیف جو عشر بن وائل کے قبیلہ سے تھے اور واقد بن عبداللہ بن عبدمناف بن عرید بن ثعلبہ بن یربوع بنی تمیم میں سے ان کے حلیف اور خالد بن بکیر بنی سعد بن لیث میں سے ان کے حلیف۔ اور بنی حرث بن فہر میں سے سہیل بن بیضاء۔

کھولنے جانے کا حکم

راوی کہتا ہے جب عبداللہ دو دن راہ طے کر چکے تب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاغذ کو کھول کر دیکھا اس میں لکھا تھا کہ جب

تم میرا یہ کاغذ دیکھو تو سیدھے مقام نخلہ میں جو طائف اور مکّہ کے درمیان ہے جا پہنچنا اور وہاں قریش کے قافلہ کا انتظار کرنا اور ہم کو اس کی خبر دینا۔ جب عبداللہ بن حجش نے یہ حکم دیکھا کہا میں ہر طرح حکم کا مطیع ہوں۔ پھر اپنے ساتھیوں سے اُس کو بیان کیا اور کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ کو حکم فرمایا ہے کہ تم اپنے ساتھیوں پر زبردستی نہ کرنا۔ لہٰذا جو تم میں سے شہادت کی آرزو رکھتا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جو واپس جانا پسند کرے وہ چلا جائے۔ مگر اِن کے ساتھیوں میں سے کوئی واپس نہ پھرا اور سب حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب یہ مقام بحران میں پہنچے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اُونٹ گم ہوگیا۔ یہ دونوں ایک ہی اُونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ اُس کی تلاش میں یہ پیچھے رہ گئے اور عبداللہ بن حجش باقی ساتھیوں کے ساتھ مقام نخلہ میں پہنچ گئے۔ وہاں قریش کے سوداگروں کا قافلہ اُن کے پاس سے گذرا جس میں کشمش اور چمڑا وغیرہ مالِ تجارت کثرت کے ساتھ تھا اور عمرو بن حضرمی بھی اس قافلہ میں تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد تھا اور یہ صدف کی اولاد میں سے تھا اور صدف کا نام عمرو بن مالک ہے اور یہ سکون بن مغیرہ بن اشرس بن کندہ کی اولاد سے تھا اس واسطے اس کو کندی بھی کہتے ہیں۔

قافلۂ قریش سے جھڑپ

ابن اسحاق کہتے ہیں عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ اور اُس کا بھائی نوفل بن عبداللہ مخزومی اور حکم بن کیسان ہشام بن مغیرہ کا غلام یہ سب لوگ اس قافلہ میں تھے۔ جب ان کفار نے مسلمانوں کو دیکھا تو خوف زدہ ہوئے۔ عکاشہ بن محصن نے سر منڈا رکھا تھا۔ یہ کفار کے سامنے ایک ٹیلہ پر چڑھے۔ کفار ان کو دیکھ کر مطمئن ہوئے اور کہنے لگے کچھ ڈر کی بات نہیں ہے۔ پھر مسلمانوں نے باہم مشورہ کیا کہ آج رجب کا آخری دن ہے اگر تم ان سے لڑتے ہو اور ان کو قتل کرتے ہو تو یہ مہینہ حرام ہے اور اگر آج انتظار کرتے ہو تو رات ہوں رات یہ حرم میں داخل ہو کر پھر تمہارے ہاتھ نہ آئیں گے۔

آخر انھوں نے اپنے دل قوی کئے اور جنگ ہی پر سب کا اتفاق ہوا اور واقد بن عبداللہ تمیمی نے ایک تیر ابن حضرمی کے ایسا مارا جس سے وہ جہنم رسید ہو گیا۔ اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو مسلمانوں نے قید کر لیا اور نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا۔ ہر چند اُس کو تلاش کیا مگر کہیں نہ ملا۔ پھر عبداللہ بن حجش ان دونوں قیدیوں اور مالِ غنیمت کو لے کر مدینہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر ہوئے۔

مدینہ منورہ واپسی روایت ہے کہ عبداللہ بن جحش نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ یہ جس قدر مالِ غنیمت ہمارے ہاتھ لگا ہے اس میں سے پانچواں حصہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کریں گے۔ اور یہ واقعہ خمس کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن جحش نے آنحضرتؐ کے واسطے خمس نکالا۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب عبداللہ بن جحش مدینہ میں آئے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ میں نے تم سے یہ کب کہا تھا کہ تم حرام مہینہ میں جنگ کرو اور آنحضرتؐ نے اُس خمس کو بھی نہیں لیا۔ اور سب مال اور دونوں قیدیوں کو رہنے دیا۔ عبداللہ اور اُن کے ساتھی بہت رنجیدہ تھے اور خیال کرتے تھے کہ ہم ہلاک ہو گئے اور مسلمان بھی اِن کی اس حرکت کو بُرا کہتے تھے اور قریش یہ کہتے تھے کہ محمدؐ نے حرام مہینہ کو بھی حلال کر لیا اور اُس میں خون بہایا اور مال لوٹا اور لوگوں کو قید کیا۔ مکہ کے مسلمان اُن کو یہ جواب دیتے تھے کہ وہ دن شعبان کا تھا رجب کا نہیں تھا۔

ارشاد قرآن مجید جب لوگوں نے اس واقعہ میں بہت قیل و قال کی تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ

"(اے رسول) تم سے پوچھتے ہیں کہ حرام مہینہ میں لڑنا کیسا ہے کہہ دو حرام مہینہ میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور خدا کی راہ سے روکنا یعنی لوگوں کو مسلمان نہ ہونے دینا اور مسجد حرام میں نہ جانے دینا۔ اور اُس کے اہل یعنی مسلمانوں کا اُس سے نکال دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فتنہ برپا کرنا قتل سے زیادہ گناہ ہے اور اے مسلمانو یہ مشرکین تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر موقع پاویں گے تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں گے"۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تب مسلمانوں کی بے چینی اور تردد رفع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس بھی قبول فرمایا اور قیدیوں کو اپنے قبضہ میں کیا۔ قریش نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کے چھڑانے کے لئے آنحضرتؐ کے پاس فدیہ بھیجا۔ رسولِ پاکؐ نے فرمایا ابھی میں ان کو نہیں چھوڑتا جب تک کہ سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان واپس نہ آ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جائیں اور تم ان کو قتل کر دو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا۔ چنانچہ جب

سعدؓ اور عتبہ اپنا اُونٹ لے کر آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان اور حکم کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ حکم بن کیسان تو مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام بہت اچھا ہُوا اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے پاس مدینہ میں رہے یہاں تک کہ بیرِ معونہ کی جنگ میں شہید ہُوئے۔ اور عثمان بن عبداللہ مکّہ میں چلا آیا۔ اور کُفر ہی کی حالت میں مَر گیا۔

اللہ کی رحمت جب عبداللہ بن جحش اور اُن کے ساتھیوں کو آیت وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ کے نازل ہونے سے اطمینان ہُوا تب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس ہمارے غزوہ کا ہم کو ثواب بھی ملے گا یا جیسے جو مجاہدین کو ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور راہِ خدا میں جہاد کیا وہ خدا کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور خدا بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔"

مالِ غنیمت ابن اسحاق کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن جحش کی رائے کے موافق مالِ غنیمت کا فیصلہ فرمایا۔ یعنی تمام مال کے پانچ حصّے کر کے چار حصّے اُن مجاہدین کے مقرر کئے جنہوں نے وہ مال حاصل کیا ہے اور پانچواں حصّہ خدا اور رسول کا مقرر کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں کے ہاتھ آئی اور عمرو بن حضرمی پہلا شخص تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہُوا۔ اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان پہلے قیدی تھے جو مسلمانوں نے گرفتار کئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض لوگوں کا قول ہے بیت المقدس کی طرف قبلہ ماہ شعبان میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے اٹھارہ مہینے بعد مقرر ہُوا۔

باب

غزوۂ بدر (۱)

قافلۂ قریش

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گذار ہوئی کہ ابوسفیان ملک شام سے قریش کا بہت بڑا قافلہ لے کر آرہا ہے جس میں قریش کا بہت کثیر مالِ تجارت ہے اور تیس یا چالیس قریش کے آدمی ہیں۔ جن میں مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن عاص بن وائل بن ہشام بھی ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض لوگ عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم کہتے ہیں۔

ابوسفیان کی تدابیر

ابن اسحاق ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے شام سے آنے کی خبر سنی تو مسلمانوں سے فرمایا کہ قریش کا قافلہ ملک شام سے بہت سے مال کے ساتھ آرہا ہے تم اس سے جنگ کے واسطے چلو شاید کہ خدا اُن کا مال تم کو دلوا دے۔ بعض لوگ تو بخوشی راضی ہوئے اور بعض لوگ متفکر ہوئے۔ کیونکہ اُن کو یہ خیال تھا کہ رسول اکرمؐ جنگ ہو کریں گے۔ ابوسفیان جب مدینہ کے قریب پہنچا تو ہر ایک آتے جاتے شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دریافت کرتا تھا۔ کیونکہ اس کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فکر لگا ہوا تھا۔ چنانچہ ایک شخص سے اُسکو خبر پہنچی کہ آپ نے اس قافلے کے لئے ساتھیوں کو نکلنے کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ اُسی وقت اُس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو کچھ مزدوری دیکر مکہ روانہ کیا۔ تاکہ قریش کو بہت جلد اپنے قافلہ کی حفاظت اور حمایت کے واسطے بھیج دے۔ چنانچہ ضمضم بن عمرو فوراً نہایت سُرعت کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو معتبر راویوں سے خبر پہنچی ہے کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ میں پہنچنے سے تین رات پہلے ایک خواب دیکھا جس سے وہ گھبرا گئی اور نہایت خوف زدہ ہوئی اور اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بُلا کر کہا کہ اے بھائی میں نے آج رات کو نہایت پریشان کُن خواب دیکھا ہے اور مجھ کو خوف ہے کہ تمہاری قوم کو ضرور کچھ مصیبت پہنچنے والی ہے۔ اُس کو میں تم سے بیان کرتی ہوں تم کسی سے نہ کہنا۔ عباس نے کہا بیان کرو۔ عاتکہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اُونٹ پر سوار آیا اور ابطح کے

میدان میں کھڑا ہُوا۔ پھر اُس نے چیخ کر آواز دی کہ اے آلِ غدر اپنی قتل گاہوں کی طرف جلد جاؤ۔ تین دن کے اندر۔ عاتکہ کہتی ہے پھر مَیں نے دیکھا کہ لوگ اُس شخص کے پاس جمع ہُوئے اور وہ مسجدِ حرام میں آیا اور وہی آواز اُس نے دی۔ پھر وہاں سے ابوقبیس پہاڑ پر آیا اور وہی آواز دی۔ پھر اُس نے ایک پتھر اُس پہاڑ پر سے نیچے کی طرف لڑھکا دیا اور وہ پتھر پہاڑ کے نیچے لڑھکتا ہُوا چلا آیا اور مکّہ کے ہر گھر میں اُس سے قلق اور بے چینی پھیل گئی۔

مکّہ میں خواب کا تذکرہ

عباس کہتے ہیں مَیں نے عاتکہ سے کہا کہ واقعی یہ خواب تمہارا سچّا معلوم ہوتا ہے۔ تم بھی اس کا ذکر نہ کرنا۔ پھر عباس عاتکہ کے گھر سے نکل کر ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ملے اور اس خواب کا ذکر کیا۔ کیونکہ ولید ان کا دوست تھا اور اُس کو منع کر دیا کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے ذکر کر دیا۔ عتبہ نے اور لوگوں سے ذکر کیا۔ یہاں تک کہ تمام مکّہ میں اس خواب کا چرچا پھیل گیا اور جہاں دو آدمی بیٹھتے تھے اسی کا ذکر کرتے تھے۔

عباس کہتے ہیں اس کے دوسرے روز صبح کو جب مَیں خانہ کعبہ میں طواف کے واسطے گیا تو ابوجہل قریش کے چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہُوا تھا۔ مجھ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر ذرا ہمارے پاس ہوتے جانا۔ حضرت عباس کہتے ہیں مَیں طواف سے فارغ ہو کر اُس کے پاس جا کر بیٹھا۔ ابوجہل نے مجھ سے کہا اے بنی عبدالمطلب یہ نبیہ تم میں کب سے قائم ہوئی۔ مَیں نے کہا کیا! اُس نے کہا تمہارے مردوں نے تو نبوت کا دعویٰ کیا ہی تھا اب عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔ یہ عاتکہ نے کیا خواب دیکھا ہے۔ عباس فرماتے ہیں مَیں نے کہا کیا خواب دیکھا؟ مجھ سے بیان کر۔ ابوجہل نے کہا وہ کہتی ہے مَیں نے ایک شخص کو اونٹ پر آتے دیکھا اور اُس نے یہ آواز دی اور پھر ایک پتھر پہاڑ پر سے لڑھکایا۔ غرضیکہ سارا خواب بیان کیا۔ پھر کہنے لگا کہ ہم تین روز تک انتظار کرتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ ظہور میں آیا تب تو ٹھیک ہے ورنہ ہم ایک کاغذ لکھیں گے کہ تم لوگ تمام عرب میں سب سے زیادہ جھوٹے ہو۔ عباس کہتے ہیں مَیں نے اُس وقت اُس کے سامنے انکار کیا کہ عاتکہ نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔

عباسؓ اور ابوجہل

پھر ہم سب لوگ اس مجلس سے اُٹھ گئے اور شام کو جب مَیں گھر گیا تو بنی عبدالمطلب کی سب عورتیں میرے پاس آئیں اور مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے اس فاسق ابوجہل کو کچھ جواب نہ دیا۔ تمہارے مردوں کو تو بُرا کہتا ہی تھا اب عورتوں کو بھی بُرا کہتا ہے اور اُن کی ہجو کرتا ہے اور تم نے سُنا اور پھر اُس کی بے ہودہ گوئی کا کوئی جواب اُس کو نہ دیا۔ تمہاری غیرت

کہاں چلی گئی تھی۔

عباسؓ کہتے ہیں۔ میں نے کہا واللہ میں اُس وقت خاموش ہو گیا مگر اب وہ کہاں جا سکتا ہے اب اگر اُس نے کوئی بات ایسی کی تو میں اُس کی خبر لوں گا۔ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ میں تیسرے دن صبح ہی گیا اور میں نہایت غصہ میں بھرا ہُوا تھا اور چاہتا تھا کہ ابوجہل پھر مجھ سے کوئی بات کہے تو میں اُس کو جواب دوں اور ابوجہل ایک دُبلا پتلا تیز زبان اور تیز نظر شخص تھا۔

قاصد کی آمد

جس وقت میں مسجد میں داخل ہُوا تو میں نے اُس کو بیٹھا ہُوا دیکھا۔ میں اُس کی طرف چلا تاکہ یہ مجھ سے پھر اُسی واقعہ کے متعلق کچھ کہے مگر وہ میرے مسجد میں داخل ہوتے ہی دروازہ کی طرف بھاگا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اس ملعون کو کیا ہُوا جو یکایک ایسا بھاگا چلا جا رہا ہے۔ کیا میرے بُرا بھلا کہنے کے خوف سے بھاگا ہے۔ مگر اُس نے آواز سُنی تھی جو میں نے نہیں سُنی یعنے اسی وقت ضمضم بن عمرو غفاری ابوسفیان کا فرستادہ آیا تھا اور اُس نے غُل مچایا تھا اور اپنے اُونٹ کا کجاوہ اُلٹا کر کے اور گرتا پھاڑ کے کہہ رہا تھا کہ اے گروہ قریش اللطیمہ اللطیمہ تمہارے مال ابوسفیان کے ساتھ ہیں اور محمدؐ نے اُن کے لوٹنے کا ارادہ کیا ہے تم جلد ابوسفیان کی مدد کو پہنچو۔

عباس کہتے ہیں پھر اُس کے جھگڑے میں ابوجہل سے میں کچھ کہنے نہ پایا اور لوگ نہایت جلدی کے ساتھ چلنے کی تیاری کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اشرافِ قریش میں سے کوئی بھی مکّہ میں باقی نہ رہا۔ سوا ایک ابولہب کے، اس نے اپنی طرف سے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا اور عاص کے ذمہ میں جو چار ہزار درہم اس کے باقی تھے وہ اس جانے کے معاوضہ میں اس کو معاف کر دیئے۔ چنانچہ عاص چلا گیا اور ابولہب مکّہ میں رہ گیا اور قریش یہ کہتے تھے کہ کیا محمدؐ اور اُس کے اصحاب نے اس قافلہ کو بھی ایسا سمجھا ہے جیسے ابن حضرمی کا قافلہ تھا۔ واللہ اس قافلہ کے لوٹنے کی حقیقت ان کو معلوم ہو جائے گی۔

غرضیکہ اس جنگ کے واسطے تمام قریش چل کھڑے ہوئے اور جو خود نہیں گیا اُس نے اپنے بدلہ میں دوسرے کو بھیجا۔ اور اُمیہ بن خلف ایک جسیم اور لحیم اور شحیم آدمی تھا۔ یہ مسجد حرام میں بیٹھا ہُوا ایک اگر سوز کے اندر خوشبو روشن کر رہا تھا کہ عقبہ بن ابی معیط اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوعلی (اُمیہ کی کنیت ہے) تو خوشبو روشن کئے جا تو تو عورتوں میں سے ہے تجھ کو جنگ میں جانے سے کیا کام؟ اُمیہ نے کہا خدا تجھ کو خراب کرے کیا بے ہُودہ بکتا ہے۔ پھر اُمیہ بھی اپنی قوم کو لے کر سب کے ساتھ روانہ ہُوا۔

بنی کنانہ اور قریش کی عداوت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب قریش اپنے سازوسامان سے درست اور تیار ہو گئے اور چلنے کا ارادہ کیا تب ان کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ بنی کنانہ جو ہمارے دشمن ہیں پیچھے سے ہم پر آپڑیں اور ہم نہ اِدھر کے رہیں نہ اُدھر کے رہیں اور بنی کنانہ کی قریش سے عداوت کا یہ باعث تھا۔ کہ قریش میں سے ایک لڑکا ابن حفص بن اخیف نامی نہایت خوب صورت تھا اور سر پر اس کے زلفیں بھی تھیں۔ یہ لڑکا اپنا کوئی جانور جو گم ہو گیا تھا ڈھونڈتا ڈھونڈتا مقام ضخبان میں جا پہنچا۔ وہاں عامر بن یزید بن عامر بن ملوح نے جو بنی کنانہ میں سے تھا اس لڑکے سے پوچھا کہ تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور یہ لڑکا عامر کو بہت اچھا معلوم ہُوا۔ اُس نے کہا میں ابن حفص بن اخیف ہوں اور قریش میں سے ہوں جب یہ لڑکا چلا آیا تو عامر بن یزید نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اے بنی بکر تم کو قریش سے اپنے کسی خون کی بابت قصاص لینا ہے۔ انھوں نے کہا ہاں واللہ ہمارا ایک خون قریش کے ذمہ ہے۔ عامر نے کہا۔ اس لڑکے کو قتل کر کے اپنا خون لے لو۔

چنانچہ بنی بکر میں سے ایک شخص نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ قریش نے اس کی بابت اُن سے گفتگو کی۔ عامر نے کہا اے قریش ہمارے بہت سے خون تمہارے ذمہ ہیں یا تو تم ہمارے وہ سب خون ادا کر دو اور ہم تمہارے خون ادا کریں یا جو ہُوا سو ہُوا اس کو جانے دو۔ قریش نے کہا واقعی یہ شخص سچ کہتا ہے اس لئے اُس لڑکے کے خون کی بابت قریش نے کچھ جھگڑا نہ کیا اور خاموش ہو گئے۔ پھر ایک روز اس لڑکے مقتول کا بھائی مکرز بن حفص بن اخیف مقام مرظہران میں جا رہا تھا کہ یکایک اس کی نظر عامر بن یزید پر پڑی جو اونٹ پر سوار چلا جا رہا تھا۔ مکرز نے دوڑ کر اس کے اونٹ کو پکڑ کر بٹھالیا۔ اور عامر کو قتل کر دیا۔

پھر رات کو مکّہ میں آکر اُس کے سر کو کعبہ کے پردے میں لٹکا دیا۔ صبح کو جو قریش کعبہ میں آئے اور عامر کے سر کو لٹکا دیکھا تو پہچانا کہ یہ عامر بن زید ہے۔ مکرز بن حفص نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر قریش اور بنی کنانہ میں اس کے متعلق جھگڑا ہونے کو تھا کہ اسلام کے ظہور نے اُس کو روک دیا اور سب اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے۔

چنانچہ اس وقت قریش کو وہی اندیشہ در پیش ہُوا کہ ہم تو اُدھر جا رہے ہیں کہیں بنی کنانہ ہمارے پیچھے سے حملہ نہ کریں۔ یہ اسی تردد میں تھے کہ شیطان، سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت بن کر جو اشراف بنی کنانہ میں سے تھا قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا ہم تمہارے ذمہ دار ہیں کہ بنی کنانہ تم پر حملہ نہیں کریں گے۔ قریش یہ بات سُن کر بہت خوش ہوئے اور بے فکری کے ساتھ انھو

کوچ کیا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی روانگی

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مدینہ سے مع اپنے اصحاب کے آٹھویں رمضان المبارک کو کوچ فرمایا۔

ابن ہشام کہتے ہیں جس دن رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا وہ پیر کا روز تھا اور مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن ام مکتوم کو نائب مقرر کیا تھا۔

بعض کہتے ہیں ان کا نام عبداللہ بن اُم مکتوم ہے اور یہ بنی عامر بن لوئی میں سے تھے۔ پھر آپ نے مقام روحاء سے ابولبابہ کو مدینہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔

باب ۷

غزوۂ بدر (۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پرچم

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کا نشان جس کا رنگ سفید تھا مصعب بن عمیر کو عنایت کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خاص حضورؐ کے ساتھ آپ کے آگے دو پرچم سیاہ رنگ کے تھے جن میں سے ایک حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس تھا جس کا نام عقاب تھا اور دوسرا کسی انصاری کے پاس تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں کل ستر اُونٹ تھے جن پر لوگ باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ اور مرثد بن ابی مرثد غنوی ایک اُونٹ پر سوار ہوتے تھے اور حضرت حمزہؓ اور زیدؓ بن حارثہ اور ابوکبشہؓ اور انسہؓ حضورؐ کے آزاد غلام ایک اُونٹ پر سوار ہوتے تھے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف ایک اُونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ساقہ[۱] پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن ابی صعصعہ کو مقرر کیا تھا۔ یہ بنی مازن بن نجار میں سے ایک شخص تھے اور انصار کا نشان سعدؓ بن معاذ کے پاس تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر مبارک

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ سے چل کر عقیق پہنچے۔ پھر وہاں سے ذی الحلیفہ پھر ذات الجیش پھر تربان پھر ملل پھر غمیس الحمام پھر یمام کی پتھریلی زمین سے گزر کر امام سیالہ میں پہنچے۔ پھر یہاں سے فج روحاء میں آئے پھر شنوکہ کے سیدھے راستے سے مقام عرق الظبیہ میں پہنچے یہاں ایک دہقانی شخص سے انہوں نے قافلے کا حال پوچھا اس کو کچھ معلوم نہ تھا۔ لوگوں نے

---

[۱] ساقہ، لشکر کے پچھلے حصّہ کو کہتے ہیں اور مقدمہ اگلے حصّے کو اور میمنہ دائیں کو اور میسرہ بائیں حصّہ کو کہتے ہیں۔ مترجم

اس دہقان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کر اس نے کہا کیا تم لوگوں میں رسولِ خدا ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں ہیں۔ پھر اس دہقان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ پھر کہنے لگا اگر تم رسولِ خدا ہو تو بتاؤ کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے۔ سلمہ بن سلامہ نے اس دہقان سے کہا کہ رسول اللہ سے تو یہ کیا سوال کرتا ہے آ میرے پاس آ میں تجھ کو بتاؤں تو اس پر چڑھا ہے اور تجھ سے اس کے پیٹ میں سخلہ[1] ہے۔ حضور نے فرمایا اے سلمہ خاموش تم نے اس آدمی کو فحش بات کہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ کی طرف سے منہ موڑ لیا اور مقام بیر روحا میں آپ اترے اور پھر یہاں سے کوچ کیا اور مکہ کا راستہ بائیں طرف چھوڑ کر دائیں طرف مقام بدر میں جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ جہاں تک کہ نازیہ سے گزر کر وادی احقان کو جو نازیہ اور مضیق صفرا کے درمیان میں تھا عرض میں طے کیا۔ پھر جب آپ صفرا کے قریب پہنچے تب آپ نے لبیس بن عمرو جہنی کو جو بنی ساعدہ کا حلیف تھا اور عدی بن ابی زغباء جہنی جو بنی نجار کا حلیف تھا بدر کی طرف خبر کی تلاش میں بھیجا تاکہ ابوسفیان وغیرہ کا حال معلوم کر کے آئیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب آپ صفرا کے پاس پہنچے جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ایک گاؤں ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ ان دونوں پہاڑوں کے کیا نام ہیں؟ عرض کیا گیا ایک پہاڑ کا نام جو اس طرف ہے مسلح ہے اور دوسرے کا جو پرلی طرف ہے مخرئی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہاں کون لوگ رہتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ بنی غفار کے دو قبیلے رہتے ہیں جن میں سے ایک کا نام بنونار اور دوسرے کا نام بنو حراق ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مکروہ نام سن کر ان کے درمیان سے گزرنا ناپسند نہ کیا اور اس راستے کو چھوڑ کر اس کے دائیں طرف سے وادی ذفران کو عبور کر کے آپ اتر پڑے اور یہاں آپ کو قریش کے اپنے قافلہ کی حمایت کے واسطے آنے کی خبر ہوئی۔

قریش کے متعلق خبر

اس وقت آپ نے اصحاب سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ ابوبکر صدیق رض کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی بہت عمدہ تقریر کی۔ پھر مقداد بن عمرو نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ جس طرف خدا آپ کو راستہ دکھائے اس طرف چلیئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ واللہ ہم یہ نہ کہیں گے کہ جاؤ تم اور تمہارا خدا لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ

---

[1] سخلہ بکری کے تازہ جنے ہوئے بچہ کو کہتے ہیں نر ہو یا مادہ۔ ۱۲ منتہی الارب

کے اصحاب نے کہہ دیا تھا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں اور آپ کا اور آپ کا خدا چل کر کافروں کو قتل کریں اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ کافروں کو قتل کرتے ہیں۔ واللہ اگر آپ برکؔ غماد کی طرف جائیں گے تو ہم بھی آپؐ کے ساتھ ہوں گے ہم ہرگز آپؐ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدادؓ کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور دعائے برکت کی۔ پھر آپؐ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگو جو جس کی رائے ہو وہ بیان کرو اور اس سے آپؐ کا منشاء انصار کی رائے لینا تھا۔ کیونکہ اُنھوں نے عقبہ کی بیعت میں کہا تھا کہ یا رسول اللہ ہم آپؐ سے بالکل بری ہیں جب تک کہ آپؐ ہمارے پاس نہ پہنچیں اور جب وقت آپ ہمارے پاس پہنچیں گے پھر آپ ہماری ذمہ داری میں ہیں۔ ہم آپؐ کی حفاظت ہر اُس چیز سے کریں گے جس سے اپنی اولاد اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس انصار کی اس وقت کی اس گفتگو سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ انصار شاید میری اس مدد پر کفایت کریں کہ جو دشمن میرے اوپر مدینہ میں چڑھ کر آئے اُس سے مجھ کو بچائیں اور جب میں اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے نکلوں تو یہ اُس میں شریک نہ ہوں۔

سعدؓ بن معاذ کی تقریر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت مشورہ کی بابت فرمایا تو سعدؓ بن معاذ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپؐ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی ہے کہ جو کتاب آپؐ خدا کے پاس سے لائے ہیں وہ حق ہے اور ہم نے آپؐ کے ساتھ آپؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد کیا ہے۔ یا رسول اللہ! جس طرف مرضی مبارک ہو تشریف لے چلئے قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا ہے اگر آپؐ ہم کو سمندر میں گھسنے کا حکم کریں گے اور آپ خود اُس میں گریں گے تو ہم ضرور اُس میں آپ کے ساتھ گر پڑیں گے۔ ہم میں سے ایک شخص بھی باقی نہ رہے گا۔ اور ہم اس بات سے بہت خوش ہیں کہ آپؐ ہم کو لے کر اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔ ہم لوگ حرب میں صبر کرنے والے اور مقابلہ میں سچے ہیں۔ امید ہے کہ ہماری کارگذاری خدا تعالیٰ حضورؐ کو ایسی دکھائے گا جس سے آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے گی۔ پس اللہ تعالےٰ کی برکت کے ساتھ حضورؐ تشریف لے چلیں۔

لہ برک الغماد، یمن یا حبشہ میں ایک مقام۔ تقریر میں اس سے مراد دُور افتادہ مقام ہے۔ (مرتب)

فتح کی پیشین گوئی سعدؓ بن معاذ کی یہ گفتگو سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ پھر فرمایا چلو اور خوش ہو جاؤ کہ خدا نے مجھ سے ان دونوں طائفوں میں سے ایک طائفہ کا وعدہ کیا ہے۔ یعنی ایک وہ طائفہ جو ابوسفیان کے ساتھ شام سے آیا اور ایک وہ طائفہ جو ابوجہل کے ساتھ مکہ سے ان کی حمایت کو آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ! میں ان لوگوں کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔

بوڑھے سے گفتگو پھر ذفران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو کر چند ٹیلوں پر سے گزرے جن کو اصافر کہتے ہیں اور حنان کو جو ایک زبردست ٹیلہ ہے دائیں طرف چھوڑ دیا اور اس کے بعد بدر کے قریب جا کر نزولِ اجلال فرمایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک شخص آپ کے ساتھ سوار ہو کر چلے اور ایک بوڑھے شخص سے دریافت کیا کہ قریش کہاں ہیں اور محمدؐ اور اُن کے اصحاب کہاں ہیں؟ اُس شخص نے کہا میں نہ بتلاؤں گا جب تک کہ تم دونوں شخص یہ نہ بتلاؤ گے کہ تم کون ہو۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تو ہمارے سوال کا جواب دے گا تو ہم بھی تجھ کو بتا دیں گے۔ اُس نے کہا یہی بات ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو ایک شخص نے خبر دی ہے کہ محمد اور ان کے اصحاب فلاں روز مدینہ سے روانہ ہوئے ہیں۔ اگر وہ میرا خبر دینے والا سچا تھا تو محمدؐ آج اس مقام میں ہوں گے جس مقام میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اُسی کو اُس نے بتایا اور ایک مخبر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ قریش فلاں روز مکہ سے روانہ ہوئے۔ اگر اُس نے سچی خبر دی ہے تو قریش آج فلاں مقام میں ہوں گے اور اُسی جگہ کا نام لیا جہاں اُس وقت قریش تھے۔

پھر اُس نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا کہ اب تم بتلاؤ تم دونوں شخص کہاں کے ہو؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پانی[۱] سے ہیں۔ وہ بوڑھا اُن سے رخصت ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ کون سے پانی سے؟ کیا عراق کے پانی سے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ بوڑھا سفیان ضمری تھا۔

لشکرِ قریش کی تعداد ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے آئے اور شام کو حضرت علیؓ اور زبیرؓ بن عوام اور

---

[۱] یعنی ہماری پیدائش پانی سے ہے۔ ۱۲

سعد بن ابی وقاص کو اور چند لوگوں کے ساتھ خبر معلوم کرنے کے لیے بدر کے کنوئیں کی طرف روانہ کیا۔ یہ لوگ وہاں سے دو غلاموں کو پکڑ لائے جن میں سے ایک کا نام اسلم تھا اور یہ بنی حجاج کا غلام تھا اور دوسرا بنی عاص کا غلام عریض ابویسار تھا۔ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر اُن سے دریافت کیا اور رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز میں مشغول تھے۔ اِن غلاموں نے کہا کہ ہم قریش کے غلام ہیں۔ یہاں پانی لینے آئے تھے۔ صحابہؓ کو ان دونوں کی بات کا یقین نہ آیا اور اُن کو خوب مارا۔ کیونکہ صحابہؓ کو یہ خیال تھا کہ یہ ابوسفیان کے غلام ہیں۔ پھر ان کو اور زدوکوب کیا تو انھوں نے کہا ہاں ہم ابوسفیان کے غلام ہیں۔ صحابہؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز سے فارغ ہوئے اور صحابہؓ سے فرمایا کہ جب ان غلاموں نے سچ بات کہی تم نے ان کو مارا اور جب جھوٹ کہا تم نے ان کو چھوڑ دیا۔ یہ کیا عقلمندی ہے۔ واللہ یہ ضرور قریش کے غلام ہیں۔

پھر ان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بتلاؤ قریش کے ساتھ کس قدر آدمی ہوں گے؟ انھوں نے کہا یہ تو ہم کو خبر نہیں۔ فرمایا۔ روز کس قدر اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ غلاموں نے کہا کسی دن نو کسی دن دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا معلوم ہوا نوسو یا ہزار کے قریب ہیں۔

قریش کے سردار

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش نے کس جگہ مقام کیا ہے۔ غلاموں نے کہا یہ جو ٹیلہ آپ پرلی طرف دیکھتے ہیں اس کے پس پشت ہیں۔ اس ٹیلہ کا نام عقنقل ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اشرافِ قریش میں سے کون کون لوگ آئے ہیں۔ اُن غلاموں نے کہا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوالبختری بن ہشام اور اُمیہ بن خلف اور نبیہ اور منبہ حجاج کے دونوں بیٹے اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدوُد وغیرہ ہیں۔ یہ سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ مکہ ہے جس نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے آگے نکال کر ڈال دیئے ہیں۔

ابوسفیان کا بچ نکلنا

ابن اسحاق کہتے ہیں انصار میں سے بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء بدر کے کنوئیں پر پانی بھرنے گئے۔ اور کنوئیں کے قریب ایک ٹیلے کے پاس انھوں نے اپنے اونٹ بٹھا کر مشکیں لیں اور کنوئیں پر پانی بھرنے آئے۔ مجدی عمرو جہنی کنوئیں کے اوپر کھڑا تھا اور دو عورتیں اور وہاں پانی بھر رہی تھیں۔ پھر عدی اور بسبس نے سُنا کہ اُن میں سے ایک عورت نے دوسری سے کہا کہ کل یا پرسوں قافلہ آئے گا اُس کی مزدوری کرکے تیرا جو قرضہ مجھ کو دینا ہے دے دوں گی۔ مجدی نے اس عورت سے کہا تو سچ کہتی ہے۔ عدی اور

بسبس نے بھی یہ باتیں سُنیں اور اُسی وقت آ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی ۔

ابوسفیان بن حرب بھی اُسی وقت اِن دونوں کے کنوئیں پر سے آنے کے بعد وہاں اپنے قافلہ کو لے کر آیا۔ مگر قافلے کو اُس نے تھوڑے فاصلہ پر ٹھہرا دیا اور خود کنوئیں کے پاس خبر لینے آیا۔ اور مجدی بن عمرو سے پوچھا کہ تجھ کو کچھ معلوم ہے۔ اُس نے کہا میں نے دو شتر سواروں کو دیکھا کہ اسی وقت آئے تھے اور اُس ٹیلہ کے پاس اُونٹوں کو ٹھہرا کر یہاں سے پانی بھر کر لے گئے ہیں ۔

ابوسفیان اُس ٹیلہ کے پاس گیا اور وہاں اُونٹوں کی مینگنیاں کُرید کر دیکھیں ۔ اُن میں سے کھجور کی گٹھلی نکلی ۔ ابوسفیان نے کہا واللہ ! یہ تو یثرب کا چارہ ہے۔ ضرور یہ شتر سوار یثرب ہی کے تھے۔ اُسی وقت ابوسفیان قافلے کو لے کر ساحل کی طرف روانہ ہو گیا اور بدر کو بائیں ہاتھ پر چھوڑ دیا اور نہایت تیزی سے نکل گیا ۔

باب ۷۹

غزوۂ بدر (۳)

جُہیم بن صلت کا خواب

قریش مکّہ سے آتے آتے جب مقام جحفہ میں پہنچے تو یہاں جُہیم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور لوگوں سے بیان کیا کہ مَیں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اور ایک اُونٹ بھی اُس کے ساتھ ہے اور وہ شخص آکر کھڑا ہُوا اور کہنے لگا کہ عتبہ بن ربیعہ قتل ہُوا اور شیبہ بن ربیعہ قتل ہُوا اور ابو جہل بن ہشام قتل ہُوا اور اُمیّہ بن خلف قتل ہُوا اور فلاں اور فلاں اشرافِ قریش میں سے جو لوگ بدر میں قتل ہوئے سب کے نام لئے اور پھر اُس شخص نے اپنے اُونٹ کی گردن میں نیزہ مار کر ہمارے لشکر کی طرف چھوڑ دیا۔ ہمارے لشکر میں سے کوئی خیمہ باقی نہ رہا جس کو اُس اُونٹ کا خون نہ لگا ہو۔

راوی کہتا ہے جب یہ خواب ابو جہل نے سُنا کہنے لگا بنی مطلب میں سے یہ ایک اور نبی پیدا ہُوا ہے، کل اگر ہم نے جنگ کی تو خوب معلوم ہو جائے گا کہ کون قتل ہوتا ہے۔

ابو جہل کی ضد

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابو سفیان اپنے قافلہ کو لے کر نکل گیا اور اُس کو یقین ہو گیا کہ اب مَیں غازیانِ اسلام کی دست بُرد سے بچ گیا۔ اُس نے قریش کو کہلا بھیجا کہ جس قافلہ کی مخالفت اور حمایت کے واسطے تم آئے تھے وہ قافلہ اب دُشمن کی زد سے محفوظ نکل گیا۔ لہٰذا تم بھی واپس مکّے چلے جاؤ۔ ابو جہل نے کہا ہم ابھی مکّہ نہ جائیں گے۔ ہم بدر میں چلکر خوب اُونٹ ذبح کریں گے اور تین روز وہاں رہ کر خوب کھانے کھائیں گے اور شرابیں اُڑائیں گے۔ اور ناچ رنگ دیکھیں گے تاکہ ہمارے اس کرّ و فر کے ساتھ آنے کو دیکھ کر تمام عرب ہم سے خوف کریں اور جانیں کہ ہاں قریش ایسے ہیں۔ کیونکہ ان دنوں میں بدر کے میدان میں بازار لگتا تھا اور عرب کے ہر ایک شہر کے لوگ یہاں آکر جمع ہوتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے۔

اخنس کی واپسی

ابو جہل کی یہ گفتگو سُن کر اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا مقام جحفہ میں اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی زہرہ اللہ تعالیٰ نے

تمہارے مال اور تمہارے آدمی یعنی مخرمہ بن نوفل کو جو ابوسفیان کے ساتھ تھا نجات دے دی اب تمہیں کیا ضرورت ہے کہ تم خواہ مخواہ پریشان ہو۔ جس کام کی خاطر تم آئے تھے وہ کام ہو گیا۔ میرے نزدیک یہی مناسب ہے کہ تم اس (ابو جہل) کے کہنے میں نہ آؤ اور اپنے گھر کو چل دو۔ چنانچہ بنو زہرہ کے تمام لوگ اور بنی عدی بن کعب کے سب لوگ مکہ کو واپس ہو گئے۔ بدر میں ان میں سے ایک بھی شریک نہ ہوا۔ اسی طرح طالب بن ابی طالب بھی چند لوگوں کے ساتھ مکہ کو واپس ہو گئے۔ کیونکہ قریش نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی ہاشم اگرچہ تم ہمارے ساتھ چلے آئے ہو مگر تمہارا دل محمدؐ ہی کی طرف ہے۔ باقی تمام قبائل قریش بدر کی طرف ابو جہل کی سرکردگی میں روانہ ہوئے اور عدوۃ القصویٰ میں عقنقل کے پیچھے جا کر اترے اور مدینہ کی سمت کی طرف بطن یلیل میں عدوۃ الدنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فروکش تھے۔ اور بیچ میں بدر کا میدان تھا اس وقت باران رحمت نازل ہوا جس سے ریتلی زمین سخت ہو گئی اور صحابہؓ کو چلنا آسان ہو گیا اور قریش پر اس قدر کا مینہ پڑا کہ وہ نقل و حرکت نہ کر سکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پہلے بدر کے پانی کے پاس آ اترے۔

جنگی تدبیر

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو بنی سلمہ کے چند لوگوں سے روایت پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ فروکش ہوئے تو حباب بن منذر بن جموح نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس جگہ جو آپؐ نے قیام کیا ہے تو کیا یہ حکم الٰہی سے قیام کیا ہے کہ ہم اس کو چھوڑ کر دوسری جگہ قیام نہیں کر سکتے یا یہ قیام جنگی مصلحت کے خیال سے ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں جنگی مصلحت ہی کے خیال سے میں نے قیام کیا ہے۔ حباب بن منذر نے عرض کیا یا رسول اللہ جنگی مصلحت کے موافق یہ مقام درست نہیں ہے۔ آپؐ لشکر کو حکم فرمائیں کہ اس پانی کے پاس جا کر مقام کرے جو کفار سے نزدیک ہے۔ تاکہ ہم وہاں اپنے لشکر کے واسطے حوض تیار کر کے پانی سے لبریز کر دیں اور پانی پر ہمارا قبضہ ہو جائے اور مشرکین کو پانی نہ ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری رائے بہت درست ہے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع لشکر کے اس پانی پر آئے جو مشرکین سے قریب تھا اور وہاں ایک بہت بڑا حوض بنا کر پانی سے بھر دیا اور پانی لینے کے واسطے برتن اس میں ڈال دیئے۔

رسول اللہ کے لئے سائبان

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری رائے ہے کہ ہم آپؐ کے واسطے لشکر کے پیچھے ایک خلوت گاہ بنا دیں کہ آپؐ اس میں تشریف

رکھیں اور ہم جنگ میں مشغول ہوتے ہیں۔ اگر خدا نے ہم کو غالب کیا تو اس سے بہتر اور کیا ہے اور اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگوں ہوا۔ تو آپؐ فوراً سوار ہو کر مدینہ تشریف لے جائیں۔ وہاں آپؐ کے بہت سے ایسے خدمت گار ہیں جو ہم سے زیادہ آپ کو چاہتے ہیں اور وہ اس وقت محض اس خیال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہیں آئے کہ ان کو معلوم نہ ہوا کہ آپؐ کا ارادہ جنگ کرنے کا ہے جس وقت آپؐ ان سے جا ملیں گے تو وہ حضورؐ کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے جہاد کریں گے۔ حضورؐ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن معاذ کی یہ بات سُن کر اُن کے حق میں دُعائے خیر کی۔ اُس خلوت گاہ میں تشریف فرما ہوئے۔

قریش کی آمد

ابن اسحاق کہتے ہیں صُبح کو قریش اپنے مقام سے اُٹھ کر بدر کی طرف متوجہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو عقنقل کے ٹیلے سے میدان کی طرف آتے ہوئے دیکھ کر دُعا کی کہ اے خدا یہ قریش اپنے لشکر اور فخر کے ساتھ آ رہے ہیں تجھ سے یہ دُشمنی رکھتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ اب تُو وہ وعدہ پُورا فرما جو تُو نے مجھ سے امداد اور نصرت کا فرمایا ہے۔

راوی کہتا ہے مشرکین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ بن ربیعہ کو دیکھا کہ اپنے سُرخ اونٹ پر سوار ہے۔ فرمایا اگر ان سب میں بھلائی کسی کے پاس ہے تو سُرخ اُونٹ والے کے پاس ہے اگر اُس کا کہا مانیں تو راہِ راست پر آ جائیں۔

قریش کا گھمنڈ

راوی کہتا ہے جب قریش کا لشکر خفاف بن ایماء بن رحضہ غفاری یا اس کے باپ ایماء بن رحضہ کے پاس سے گزرا تو اِس نے اپنے بیٹے کے ساتھ چند اُونٹ قریش کو بطور ہدیہ کے بھیجے اور یہ بھی کہلا کر بھیجا کہ اگر تم کہو تو ہم ہتھیار اور فوج سے بھی تمہاری مدد کریں۔ قریش نے اُس کے بیٹے کے ہاتھ اُس کو جواب بھیجا کہ جو کچھ پاس محبت و قرابت تھا تم نے ادا کیا اور ہم کو فوج وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہماری آدمیوں سے لڑائی ہے تو ہم لڑنے میں اُن سے کمزور نہیں ہیں اور اگر خدا سے لڑائی ہے جیسا کہ محمدؐ کہتے ہیں تو پھر خدا سے لڑنے کی کس کو طاقت ہے۔

نبیؐ رحمت کی رحمدلی

الغرض جب یہ لوگ یعنی قریش بدر کے میدان میں آ کر اُترے تو اُن میں سے ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر آ کر پانی پینے لگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اِن کو منع نہ کرو پینے دو۔ جس قدر آدمیوں نے پانی پیا تھا سب کے سب قتل ہوئے سوا ایک حکیم بن حزام کے جو آخر میں مسلمان ہوئے اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ جب اِن کو سخت

قسم کھائی ہوتی تھی تو اس طرح کہا کرتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھ کو بدر کی جنگ میں نجات دی۔

قریش کو نیک مشورہ

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو اپنے والد اسحاق بن یسار وغیرہ اہلِ علم سے روایت پہنچی ہے کہ جب قریش اطمینان کے ساتھ بدر میں آ اترے تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو بھیجا کہ دیکھو اصحاب محمدؐ کی تعداد کس قدر ہے؟ عمیر نے اپنے گھوڑے کو لشکر کے گرد دوڑایا پھر قریش کے پاس آیا اور کہا میرے نزدیک تو یہ لوگ تین سو کے اندازہ میں ہیں۔ کچھ کم ہوں گے یا زیادہ ہوں گے۔ مگر ذرا ٹھہر جاؤ میں دیکھ آؤں کہ کہیں ان کے اور لوگ پوشیدہ کمین گاہ میں تو نہیں بیٹھے ہیں۔ پھر عمیر گھوڑے کو دوڑا کر بہت دُور نکل گیا۔ پھر وہاں سے واپس آکر کہنے لگا اور کہیں تو ان کی مدد نہیں معلوم ہوتی۔ مگر اے قریش میں نے دیکھا ہے کہ تم پر بلائیں موت کو لے کر نازل ہو رہی ہیں۔ اگرچہ ان لوگوں کا کوئی یار و مددگار نہیں معلوم ہوتا۔ مگر ان کی تلواروں سے واللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر شخص تمہارا ایک ایک آدمی ضرور قتل کرے گا۔ پھر جب وہ اپنی تعداد کے موافق تمہارے آدمی قتل کر چکیں گے اُس کے بعد دیکھا چاہیئے کیا ہو۔ اب تم اپنی بھلائی کا سوچ لو۔ حکیم بن حزام نے جب یہ بات سُنی تو یہ عتبہ بن ربیعہ کے پاس آئے اور کہا اے ابوالولید! تم قریش کے بڑے اور سردار ہو اور تمہاری بات سب مانتے ہیں تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہمیشہ لوگ تم کو بھلائی کے ساتھ یاد کریں۔

عتبہ نے کہا اے حکیم کیا بات ہے حکیم بن حزام نے کہا تم اپنے حلیف عمرو بن حضرمی[1] کا خون بہا اپنے ذمہ لے لو اور لوگوں کو یہاں سے واپس لے چلو۔ عتبہ نے کہا ہاں میں نے ایسا کیا وہ میرا حلیف ہے میں نے اُس کا خون بہا اپنے ذمہ کر لیا اور جس قدر اُس کا مال مسلمانوں نے لُوٹا ہے وہ بھی میں دوں گا۔ اے حکیم تُو ابن حنظلیہ کے پاس جا۔ حنظلیہ ابوجہل مردود کی ماں کا نام تھا۔ اس سبب سے اس کو ابن حنظلیہ بھی کہتے تھے اور حنظلیہ کا نام اسماء بنت مخربہ تھا اور یہ قبیلہ بنی نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم میں سے تھی۔

عتبہ نے کہا مجھ کو اندیشہ ہے کہ بغیر اُس کی رائے کے لوگ واپسی پر متفق نہ ہوں گے۔ پھر عتبہ نے

---

[1] یہ وہ شخص ہے جو کفار میں سے سب سے پہلے قتل ہوا تھا اور مشرکینِ قریش مسلمانوں سے اس کے قصاص کے طالب تھے حکیم بن حزام کا یہ مطلب تھا کہ عتبہ جب اس کا خون بہا اپنے ذمہ لے لیگا تو پھر مسلمانوں سے جنگ نہ ہو گی اور یہ قضیہ سہل فیصل ہو جائے گا۔ سید یٰسین علی مترجم ۱۲

کھڑے ہو کر یہ تقریر کی کہ اے گروہِ قریش کیا تم یہی چاہتے ہو کہ محمدؐ اور اُن کے اصحاب سے جنگ کرو۔ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو پھر کیا ہو گا؟ کوئی شخص اپنے چچازاد بھائی کو قتل کرے گا۔ کوئی خالہ زاد کو مارے گا۔ کوئی اپنے کنبہ والے سے لڑے گا۔ میرے نزدیک یہی بہتر ہے کہ تم واپس چلے چلو اور محمدؐ کو تمام عرب کے حوالے کر دو۔ اگر عرب محمدؐ پر غالب آ گئے تو قصہ فیصل ہو گیا تم بچ گئے اور اگر محمدؐ غالب ہوئے تو پھر جب تم اُن سے تعرض نہ کرو گے تو وہ بھی تم سے تعرض نہ کریں گے۔

ابو جہل کی جہالت حکیم بن حزام کہتے ہیں میں ابو جہل کے پاس آیا۔ یہ اُس وقت اپنی زرہ درست کر رہا تھا اور جنگ کے واسطے تیار ہو رہا تھا میں نے اس سے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے اور یہ کہا ہے۔ ابو جہل نے کہا عتبہ کا تو محمدؐ کو دیکھ کر سینہ پھول گیا۔ اس کا سانس نہیں سماتا۔ واللہ ہم واپس نہ جائیں گے جب تک کہ خدا ہمارے اور محمدؐ کے درمیان فیصلہ نہ کر دے گا۔ عتبہ نے یہ اس واسطے کہا ہے کہ اس کا بیٹا بھی تو محمدؐ کے ساتھ ہے۔ اس سبب سے وہ تم لوگوں کو محمدؐ سے ڈراتا ہے۔

پھر ابو جہل نے عامر بن حضرمی عمرو بن حضرمی کے بھائی کو بھیجا کہ تو جا کر اپنے بھائی کے خون کی یاد کر۔ غرض عامر اپنا گریبان پھاڑ کر قریش کے درمیان میں کھڑا ہو کر چیخنے لگا۔ واعمراہ واعمراہ اُس کے چیخنے سے سب قریش جنگ پر آمادہ ہو گئے اور آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور جو رائے عتبہ نے نکالی تھی وہ برباد ہو گئی۔ جب عتبہ نے یہ سنا کہ ابو جہل کہتا ہے عتبہ کا سانس پھول گیا۔ عتبہ نے کہا عنقریب ابو جہل کو معلوم ہو جائے گا کہ میرا سانس پھولا ہے یا اُس کا؟ پھر عتبہ نے اپنے واسطے خود تلاش کیا۔ مگر سارے لشکر میں ایسا کوئی خود نہ ملا جو اُس کے سر پر آ جاتا۔ کیونکہ اس کی کھوپڑی بہت بڑی تھی۔ تب اُس نے ایک چادر اپنے سر سے لپیٹ لی۔

باب

غزوۂ بدر (۴)

اسود مخزومی کا قتل

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش میں ایک شخص اسود بن عبدالاسد مخزومی نہایت شریر اور بدذات تھا اور اس نے عہد کیا تھا کہ میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض میں سے جا کر پانی پیوں گا اور یا اس کو مسمار کر دوں گا یا خود وہیں ہلاک ہوں گا۔ پھر یہ اس ارادے سے اپنے لشکر سے چلا۔ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اس کے مقابلہ کو تشریف لائے۔ یہ حوض کے قریب پہنچ گیا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ایسی تلوار ماری کہ اس کی آدھی پنڈلی مع پیر کے اُڑ گئی اور یہ پشت کے بل گر پڑا۔ مگر پھر اس حالت میں بھی یہ حوض کی طرف بڑھا تاکہ اس میں سے پانی پی کر اپنی قسم پوری کرے۔ حضرت حمزہؓ نے دوسری ایسی ضرب لگائی کہ وہ ٹکڑے ہو کر حوض میں جا پڑا۔

عتبہ، شیبہ اور ربیعہ کا قتل

پھر اس کے بعد کفار میں سے عتبہ بن ربیعہ اور اس کا بیٹا ولید بن عتبہ اور اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ تینوں میدان میں آکر کھڑے ہوئے۔ انصار میں سے ان کے مقابلہ کو عوف اور معوذ حرث کے دونوں بیٹے جن کی ماں کا نام عفراء ہے اور ایک اور شخص جن کو بعض لوگ عبداللہ بن رواحہ کہتے ہیں یہ تینوں آئے۔ عتبہ وغیرہ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم انصار میں سے ہیں۔ قریشیوں نے کہا ہم کو تم سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے آواز دی کہ اے محمدؐ! ہماری قوم کے لوگ ہمارے مقابلہ کو بھیج۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے حمزہؓ کھڑے ہو۔ اے علیؓ کھڑے ہو۔ اے عبیدہؓ کھڑے ہو۔ آپؐ کے فرماتے ہی یہ تینوں شخص ان تینوں قریشیوں کے مقابلے میں آئے انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ عبیدہؓ نے کہا میں عبیدہ ہوں۔ اور حمزہؓ نے کہا میں حمزہ ہوں اور علیؓ نے فرمایا میں علی ہوں۔ قریشیوں نے کہا ہاں تم لوگ ہمارے ہم کفو ہو۔ پھر عبیدہؓ نے جو عمر رسیدہ شخص تھے عتبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور حمزہؓ نے شیبہ سے اور علیؓ نے ولید سے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے کفار کو مہلت نہ دی

فوراً قتل کر دیا۔ اور عبیدہؓ کی ضرب سے عتبہ اور عتبہ کی ضرب سے عبیدہؓ دونوں زخمی ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے یہ حال دیکھ کر اُسی وقت عتبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اپنے لشکر میں اُٹھا کر لے آئے۔

عام مقابلہ

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش نے یہ حال دیکھ کر غیظ و غضب کے مارے جنگ مغلوبہ کا حکم دیا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آمد کو دیکھ کر اپنی فوج کو حکم دیا کہ جب تک مَیں حکم نہ دوں تم حملہ نہ کرنا اور اگر یہ تمہارے نزدیک آئیں تو تیر مار کے اُن کو پرے ہٹا دو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسی خلوت گاہ میں تشریف رکھتے تھے اور ابوبکر صدیقؓ بھی آپؐ کے پاس تھے۔

سواد کی محبّتِ رسولؐ

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو برابر کر رہے تھے اور آپؐ کے دستِ مبارک میں ایک پتلی لکڑی تھی اُس سے آپ لوگوں کو برابر کرتے تھے۔ سواد بن عربیہ کے پاس سے جب آپؐ گزرے یہ بھی صف سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ اُسی لکڑی سے آپؐ نے ان کے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے سواد صف کے برابر کھڑے ہو۔ اور وہ لکڑی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی سواد کے پیٹ سے لگ گئی۔

سواد نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اس کا بدلہ مجھ کو دیجئے آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے حق اور عدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت اپنا پیٹ کھول کر سواد کے آگے کر دیا۔ سواد نے شکم مبارک کو بوسہ دیا اور اپنی آنکھیں اور چہرہ اُس پر خوب مَلا۔ آپؐ نے فرمایا اے سواد یہ کیا حرکت تم نے کی۔ سواد نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا وقت ہے؟ مَیں نے چاہا کہ اس آخر وقت میں آپؐ کے جسم سے میرا جسم مَس ہو جائے۔ آنحضرتؐ نے اُن کے واسطے دُعائے خیر کی۔

آنحضرتؐ کی دُعائیں

ابن ہشام کہتے ہیں سواد تشدید کے ساتھ ہے اور انصار میں ایک اور صحابی سواد نامی تخفیف کے ساتھ بھی ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو برابر کر کے پھر اپنی خلوت گاہ میں تشریف لے آئے اور ابوبکر صدیقؓ بھی آپؐ کے پاس تھے اور کوئی نہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پروردگارِ عالم سے نصرت اور مدد کے وعدہ کے ایفاء کی دُعا کر رہے تھے۔ چنانچہ آپؐ

فرمارہے تھے کہ اے پروردگار! اگر تو آج اس قلیل مسلمانوں کی جماعت کو ہلاک کردے گا تو پھر تیری پرستش بھی نہیں ہوسکے گی۔ اور ابوبکرؓ کہہ رہے تھے کہ یارسول اللہ! خداتعالیٰ نے جو آپ سے وعدہ کیا ہے ضرور وہ اس کو پورا کرے گا۔ کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غنودگی طاری ہوگئی۔ پھر یکایک آپؐ ہوشیار ہوئے اور فرمایا اے ابوبکرؓ خوش ہوجاؤ کہ تمہارے پروردگار کی مدد آگئی۔ دیکھو یہ جبرائیل اپنے گھوڑے پر سوار آرہے ہیں جس کا یہ غبار اُڑ رہا ہے۔

دعوتِ جہاد

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک تیر حضرت عمرؓ کے غلام مہجع کے آکر لگا اور وہ شہید ہوگئے۔ مسلمانوں میں یہی پہلے مقتول ہیں۔ پھر ایک تیر حارثہ بن سراقہ کے حلقوم پر لگا۔ یہ اُس وقت حوض میں سے پانی پی رہے تھے فوراً شہید ہوئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تشریف لائے اور مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا۔ فرمایا جو شخص آج کے دن صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر جنگ کرے گا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے گا خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

صحابہؓ کی جانبازیاں

یہ سُن کر عمیرؓ بن حمام نے جو بنی سلمہ میں سے تھے کہا اور ان کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں انکو کھا رہے تھے، واہ واہ میرے اور جنت کے درمیان میں بس اتنا ہی وقفہ ہے کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کردیں اور پھر اپنی تلوار پکڑ کر اس قدر لڑے کہ شہید ہوگئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عوف بن حرث نے جو عفراء کے بیٹے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! خداوند تعالیٰ بندے کی کس بات سے ہنستا ہے۔ فرمایا دشمن کو زرہ وغیرہ لباس حرب سے برہنہ ہوکر قتل کرنے سے۔ پھر اُنھوں نے اپنی زرہ اُتار کر پھینک دی اور اس قدر کفار کو قتل کیا کہ خود بھی شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب دونوں لشکر باہم برسرپیکار ہوئے تو ابوجہل نے کہا کہ اے اللہ! جو ہم میں قطع رحم کرتا ہے اور ایسی باتیں بتاتا ہے جو ہمیں پہلے معلوم نہیں تھیں اسے ہلاک کر۔ مگر وہ خود اپنی ہلاکت کا دروازہ کھولنے والا تھا۔

کفار کی طرف کنکریاں پھینکنا

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں کنکر بھر کر قریش کی طرف پھینکے اور فرمایا شاہت الوجوہ۔ اُسی وقت کفار میں ہزیمت واقع ہوئی اور کفار کے سردار قتل ہوئے اور بہت سے اشراف کو مسلمانوں

لہ یہ سائبان مختصر طور پر بنایا گیا تھا جس کو عربی میں عریش کہتے ہیں۔ ۱۲

نے گرفتار کیا۔ جب مسلمان کفار کو گرفتار کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس وقت سعد بن معاذ چند انصار کے ساتھ آنحضرتؐ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ اس خیال سے کہ کہیں دشمن آپ پر نہ پلٹ پڑیں۔ ان کا چہرہ متغیر ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سعد شاید لوگوں کی کارروائی تم کو اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ سعد نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! یہ پہلا موقعہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا ہے۔ میرے نزدیک ان کے قید کرنے سے قتل کرنا بہتر تھا۔

مجبور افراد کے متعلق ارشاد

ابن اسحاق کہتے ہیں اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ بنی ہاشم کے بعض لوگ قریش کے ساتھ مجبوراً آئے ہیں اُن کو ہم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اس لئے تم میں سے جو شخص کسی ہاشمی سے ملے تو چاہیئے کہ اُس کو قتل نہ کرے۔ ابوالبختری سے جو شخص ملے تو اُس کو قتل نہ کرے اور عباس بن عبدالمطلب (رسولؐ اللہ کے چچا) سے جو ملے تو اُن کو قتل نہ کرے۔ کیونکہ یہ لوگ مجبوراً آئے ہیں۔

راوی کہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سُن کر ابو حذیفہؓ نے کہا کہ ہم اپنے باپ اور بیٹوں اور کنبہ والوں کو تو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔ واللہ اگر عباس مجھ کو ملے تو میں اپنی تلوار سے اُن کو قتل کروں گا۔

راوی کہتا ہے یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے ابو حفص کیا رسولِ خدا کے چچا کو تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ عمرؓ کہتے ہیں یہ پہلا دن تھا کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ابو حفص کی کنیت سے مخاطب فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ مَیں اس منافق کی گردن اڑا دوں جو آپؐ کے چچا کے قتل کرنے کو کہتا ہے۔

ابو حذیفہؓ کہتے ہیں مَیں اُس دن یہ کلمہ کہہ کر نہایت شرمندہ ہوا اور ہمیشہ اس کے کہنے سے خائف رہتا ہوں۔ مگر شاید کہ مَیں شہید ہوں اور میری شہادت اِس بات کا کفارہ ہو جائے۔ چنانچہ ابو حذیفہؓ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابوالبختری کا قتل

ابن اسحاق کہتے ہیں ابوالبختری کے قتل کرنے سے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے منع فرمایا تھا کہ یہ آپؐ کے لئے مکہ میں حمایت کیا کرتا تھا اور کبھی آنحضرتؐ کی نسبت ایسی بات نہیں کہی جو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار ہوتی اور قریش کے عہد کے توڑنے میں اس نے بہت کوشش کی جس کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔ راوی کہتا ہے ابوالبختری سے

مجذر بن زیاد بلوی کا مقابلہ ہُوا۔ مجذر نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تیرے قتل کرنے سے منع فرمادیا ہے۔ ابوالبختری نے کہا میرے ساتھ ایک اور بھی شخص مکّہ سے آیا ہے اُس کو بھی پناہ دو۔ مجذر نے کہا رسول اکرمؐ نے ہم کو تیرے قتل سے منع کیا ہے ہم تیرے ساتھی کو نہ چھوڑیں گے اور یہ ساتھی جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن حرث بن اسد تھا جو بنی لیث میں سے ایک شخص تھا۔ اور ابوالبختری کا نام عاص تھا۔ ابوالبختری نے کہا اگر تم میرے ساتھی کو نہ چھوڑو گے تو ہم دونوں مرنے کو تیار ہیں تاکہ مکّہ کی عورتیں مجھ کو طعنہ نہ دیں کہ خود تو زندہ رہا اور اپنے ساتھی کو مروا دیا۔ چنانچہ مجذر نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں نے ہر چند چاہا کہ اُس کو گرفتار کر کے آپؐ کی خدمت میں لاؤں مگر وہ مجھ سے لڑنے لگا۔ آخر میں نے اُس کو قتل کر دیا۔

اُمیّہ بن خلف کا قتل

ابن اسحاق کہتے ہیں عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا بیان ہے کہ اُمیّہ بن خلف مکّہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام پہلے عبدعمرو تھا۔ جب میں مسلمان ہُوا تو میں نے اپنا نام عبدالرحمٰنؓ رکھا۔ اُمیّہ مجھ سے کہنے لگا کہ اے عبدعمرو جو نام تیرے ماں باپ نے تیرا رکھا وہ تجھ کو ناگوار ہُوا کہ تُو نے اپنا نیا نام رکھا ہے اور جب ہم تجھ کو تیرے پہلے نام سے کر پکارتے ہیں تو جواب نہیں دیتا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے کہا ہاں اور میں اُس کو جب وہ مجھے عبدعمرو کہتا جواب دیتا تھا۔ تب اُس نے کہا یہ نام تم نے ایسا رکھا ہے کہ ہم اس سے بالکل واقف نہیں ہیں۔ ہم نہیں جانتے رحمٰن کون ہے تم کوئی ایسا نام مقرر کرو جو ہم لیا کریں۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے کہا اے اُمیّہ تم ہی تجویز کرو۔ اُس نے کہا ہم تم کو عبدالالہ کہیں گے۔ میں نے کہا اچھی بات ہے۔ چنانچہ اُس دن سے وہ مجھ کو عبدالالٰہ کہتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں جب یہ بدر کا دن آیا تو میں بہت سی زرہیں کافروں سے لوٹ کر لاد رہا تھا کہ میں نے امیہ بن خلف کو دیکھا کہ اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا ہے۔ مجھ کو دیکھ کر کہنے لگا اے عبدعمرو میں نے جواب نہ دیا۔ پھر کہا اے عبدالالٰہ میں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا اگر ہم کو تم قید کر لو گے تو ان زرہوں سے بہت زیادہ مال ہمارے فدیہ کا تم کو ملے گا۔ میں نے کہا اچھا۔ عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں۔ اُن زرہوں کو تو میں نے وہیں ڈال دیا اور اُمیّہ اور اُس کے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ کر لشکر کی طرف لے کر چلا کہ اُمیہ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عبدالالٰہ تمہارے لشکر میں یہ کون شخص ہے جن کے سینہ میں شترمرغ کا پر لگا ہُوا ہے۔ میں نے کہا یہ حضرت حمزہؓ ہیں۔ اُمیّہ کہنے لگا ہاں اس شخص نے مجھ کو بہت دُکھ پہنچایا ہے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اِن

دونوں کو لے کر آ رہا تھا کہ بلالؓ نے اُمیّہ کو دیکھ لیا اور یہ اُمیّہ وہی شخص ہے جو حضرت بلالؓ کو مکّہ میں ستایا کرتا تھا جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

بلال رضی اللہ عنہ نے اُس کو دیکھتے ہی کہا یہ کُفر کا سردار امیّہ بن خلف ہے۔ اگر یہ زندہ رہا تو مَیں زندہ نہ رہوں گا۔ مَیں نے کہا اے بلالؓ یہ میرا قیدی ہے بلال نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ اگر یہ زندہ رہا تو مَیں زندہ نہ رہوں گا۔ پھر بلالؓ نے زور سے آواز دی اے انصار! اے خدا کے مددگارو! یہ اُمیّہ کفر کا سردار ہے۔

پھر انصار چاروں طرف سے ٹُوٹ پڑے اور ہم کو گھیر لیا۔ مَیں ہر چند چاہتا تھا کہ اُس کو بچاؤں مگر کیا ہو سکتا تھا۔ آخر ایک انصاری نے اُمیّہ کے بیٹے کو قتل کیا۔ اُمیّہ نے ایک ایسی چیخ ماری کہ عبدالرحمٰن کہتے ہیں مَیں نے کبھی ایسی آواز نہیں سُنی۔ پھر مَیں نے اُس سے کہا کہ تُو ہی بھاگ جا مَیں اَب کچھ نہیں کر سکتا۔ اتنے میں انصار نے دونوں کو قتل کر دیا۔

راوی کہتا ہے عبدالرحمٰنؓ کہا کرتے تھے خدا بلالؓ پر رحم کرے کہ میری زرہیں بھی جاتی رہیں اور میرے قیدی کو بھی مروا دیا۔

فرشتوں کی امداد

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ بنی غفار میں سے ایک شخص مجھ سے بیان کرتا تھا کہ مَیں اور میرا چچا زاد بھائی ہم دونوں بدر کی جنگ کا تماشہ دیکھنے ایک پہاڑ پر چڑھے اور ہم دونوں اُس وقت مشرک تھے اور ہمارا یہ خیال تھا کہ جِس کی فتح ہو گی اُس کے ساتھ ہو کر ہم بھی مالِ غنیمت لُوٹیں گے۔ اُس پہاڑ پر ہم تھے ایک بادل دیکھا اور اس میں سے ہم کو گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز آئی اور یہ سُنا کہ اُس بادل میں کوئی شخص کہتا ہے اے حیزوم آگے بڑھ۔

پس یہ آواز سُن کر مارے خوف کے میرا بھائی تو اُسی وقت مَر گیا اور مَیں بھی قریب ہلاکت پہنچا۔ مگر بمشکل مَیں نے اپنے کو سنبھالا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مالک بن ربیعہ سے روایت ہے اور یہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ پھر اُس کے بعد اُن کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر تم بدر میں میرے ساتھ ہوتے اور میری آنکھیں بھی ہوتیں۔ تو مَیں تم کو وہ گھاٹیاں دکھاتا جن میں سے فرشتے نکلے تھے۔ مجھ کو اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابوداؤد مازنی سے روایت ہے یہ بدر کی جنگ میں شریک تھے۔ کہتے

ہیں میں ایک مشرک کے پیچھے دوڑا۔ یکایک میں نے دیکھا کہ اُس کا سر میری تلوار کے پہنچنے سے پہلے کٹ کر آن پڑا۔ آخر میں نے جان لیا کہ اس کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے معتبر روایت ہے کہ جنگِ بدر میں فرشتوں کے عمائم سفید تھے اور شملے پشت پر چھوڑے ہوئے اور جنگِ حُنین میں سُرخ عمامے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے فرماتے تھے۔ کہ عمامہ عرب کا تاج ہے۔ خاص کر فرشتوں کے عمامے جنگ بدر میں سفید تھے۔ فقط جبرائیلؑ کا عمامہ زرد تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ جنگِ بدر کے سوا کسی اور جنگ میں فرشتوں نے جنگ نہیں کی۔ دوسری جنگوں میں صرف تعداد بڑھانے کے واسطے فرشتے آئے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں صحابہ کرامؓ کا شعار[1] جنگِ بدر میں اَحَدٌ اَحَدٌ تھا۔

○

---

[1] شعار یعنی علامت اہلِ اسلام کی تھی کہ جنگ مغلوبہ میں مسلمان اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے جاتے تھے تاکہ اپنے اور بیگانے کو پہچان لیں۔

باب

غزوۂ بدر (۵)

ابوجہل کی ہلاکت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ ابوجہل کی لاش مقتولوں میں تلاش کی جائے اور پہلے جس شخص نے ابوجہل سے مقابلہ کیا وہ معاذ بن عمرو بن جموح تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ابوجہل اپنے لشکر کے درمیان میں تھا۔ میں نے لوگوں سے سنا کہ ابوجہل تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ میں نے عہد کیا کہ میں ضرور اس کے پاس پہنچوں گا اور میں کوشش کر کے اس کے قریب پہنچ ہی گیا اور تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ جس سے اس کا پاؤں مع نصف پنڈلی کے اُڑ گیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے میرے ایک تلوار ماری جس سے میرا ہاتھ شانہ کے پاس سے کٹ کر پشت کی طرف کھال سے لٹک گیا۔ مگر میں اسی حالت میں دن بھر لڑتا رہا اور وہ ہاتھ میرا اسی طرح لٹکا ہوا تھا۔ آخر جب میں نے دیکھا کہ اس ہاتھ کے لٹکنے سے میرا بہت بڑا حرج ہوتا ہے۔ میں نے اس کو پاؤں کے نیچے دبا کر جو زور کیا وہ کھال ٹوٹ گئی اور ہاتھ الگ جا پڑا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں معاذ بن عمرو بن جموح اس کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے۔ چنانچہ خلافتِ حضرت عثمانؓ کے عہد میں زندہ تھے۔ معاذ کے بعد معوذ بن عفراء کا ابوجہل سے مقابلہ ہوا اور انہوں نے ایسی ضرب لگائی کہ اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر معوذ نے اس قدر جنگ کی کہ آخر وہ خود بھی شہید ہوئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی لاش تلاش کرنے کا حکم دیا تو عبداللہؓ بن مسعود مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ اور حضورؐ نے فرما دیا تھا کہ اگر تم کو اس کا پتہ نہ چلے تو اس طرح اس کو پہچاننا کہ اس کے گھٹنا میں ایک زخم کا نشان ہے کیونکہ میری ابوجہل سے لڑکپن کی حالت میں لڑائی ہوئی تھی اور میں نے اس کو دھکا دیا تو وہ گھٹنے کے بل گر پڑا۔ اور اس کے گھٹنہ میں زخم ہو گیا اس کا نشان اب تک اس کے گھٹنہ پر موجود ہے۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں اسی نشان کے ساتھ میں نے اس کو پہچانا اور کچھ رمق بھی اس میں باقی

تھی اور میں نے اُس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ کیونکہ مکہ میں اُس نے مجھ کو بہت تکلیف پہنچائی تھی اور میں نے کہا اے دشمنِ خدا تُو نے دیکھا کہ خدا نے تجھ کو کیسا ذلیل کیا۔ کہنے لگا مجھ کو کس بات سے ذلیل کیا۔ ایک شخص کو تم نے مار ڈالا اور کیا ہُوا۔ یہ تو بتلاؤ کہ کس کی فتح ہوئی۔ میں نے کہا خدا اور رسول کی فتح ہوئی ہے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ پھر میں نے اُس کا سر کاٹ لیا اور رسولِ اقدس کی خدمت میں لاکر آپؐ کے پاؤں میں ڈال دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ دشمنِ خدا ابوجہل کا سر ہے۔ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی ہی ذات وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر رسولؐ اللہ نے خدا کا شکر ادا کیا۔

عاص کا قتل

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو اہلِ علم سے روایت پہنچی ہے کہ ایک دفعہ عمرؓ بن خطاب، سعید بن عاص کے پاس سے گزرے۔ اور کہا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے دل میں میری طرف سے یہ گمان ہے کہ میں نے تمہارے باپ عاص کو قتل کیا ہے۔ اگر میں اس کو قتل کرتا تو مجھ کو تم سے عذر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر میں نے اُس کو قتل نہیں کیا میں اُس کے پاس سے گزرا اور وہ بیل کی طرح سے اپنی ہمت کے ساتھ حملہ کر رہا تھا۔ میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ پھر اُس کے چچا کے بیٹے علیؓ بن ابی طالب نے اُس کو قتل کیا۔

عکاشہ کی جانبازی

ابن اسحاق کہتے ہیں عکاشہ بن محصن اسدی نے بدر کی جنگ میں اس قدر کفار کو قتل کیا کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ آپؐ نے ایک لکڑی اُن کو عنایت کی اور فرمایا اے عکاشہ تم اِس سے کفار کو قتل کرو۔ عکاشہ نے جو اس کو ہاتھ میں لے کر ہلایا وہ لکڑی بہت لمبی سفید لوہے کی نہایت تیز تلوار بن گئی اور عکاشہ نے کفار کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ راوی کہتا ہے اِس تلوار کا نام العون تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں اسی تلوار کے ساتھ جنگ کرتے تھے۔ آخر مرتدوں کی جنگ میں عکاشہ طلیحہ بن خویلد اسدی کے ہاتھ سے شہید ہُوئے۔ اور یہ تلوار اُس وقت بھی ان کے پاس تھی۔

جنت کی خوشخبری

ابن اسحاق کہتے تھے یہ عکاشہ بن محصن وہ شخص ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں داخل ہوں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ عکاشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا سے دُعا کیجئے کہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں داخل کرے۔ حضورؐ نے فرمایا تم انہی میں

سے ہو۔ فرمایا اے اللہ! اِس کو اُن میں سے کیجئے۔ پھر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہُوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے واسطے بھی دُعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو اُن میں کر دے۔ آپؐ نے فرمایا عکاشہ نے اس کے ساتھ تجھ سے سبقت کر لی اور اب دُعا ٹھنڈی ہو گئی۔

اور روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کے سواروں میں سب بہتر سوار ہم میں سے ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ فرمایا عکاشہ بن محصن ضرار بن ازور اسدی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص تو ہم میں سے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ ہم میں سے ہیں بسبب حلف کے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو آواز دی کہ اے خبیث میرا مال کہاں ہے؟ وہ اِس جنگ میں مشرکین کے ساتھ آیا تھا کہنے لگا ؎

لم یبق غیر شکتہ یعبوب　　　وصارم یقتل ضلال الشیب

"ہتھیار اور طرارے بھرنے والے گھوڑے اور اس تلوار کے سوا جو بوڑھے گمراہوں کو قتل کرتی ہے اور کچھ باقی نہیں رہا۔"

مشرکین کی لاشیں ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کفار کے سب مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دو۔ چنانچہ سب کو ڈال دیا گیا سوا اُمیّہ بن خلف کے کہ یہ پھول گیا تھا۔ جب اس کو اُٹھانا چاہا تو اِس کا گوشت گرنے لگا۔ جس سبب سے اِس کو اُسی جگہ مٹی میں پوشیدہ کر دیا۔ پس جب صحابہ ان سب کی لاشوں کو گڑھے میں ڈالنے سے فارغ ہُوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فرمایا اے گڑھے والو! تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا اُس کو تم نے سچا پایا یا نہیں مجھ سے جو میرے رب نے وعدہ کیا تھا اُس کو میں نے حق پایا۔

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مُردوں سے باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا بے شک انہوں نے جان لیا کہ اُن کے رب نے جو اُن سے وعدہ کیا تھا وہ حق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسولِ اقدسؐ نے فرمایا میں نے جو اِن سے کہا انہوں نے سُن لیا۔ حالانکہ حضورؐ نے فرمایا تھا انہوں نے جان لیا کہ خدا کا وعدہ سچا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رات کے وقت صحابہ کرامؓ نے سُنا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے اُمیّہ بن خلف!

اے ابوجہل بن ہشام! غرضیکہ سب لوگوں کے نام لے کر فرمایا۔ کہ تم نے اس وعدہ کو سچا پایا جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا یا نہیں؟ مَیں نے تو اس وعدہ کو سچا پالیا جو میرے رب نے مجھ سے کیا تھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا ایسے لوگوں سے آپؐ خطاب کرتے ہیں جو گل سڑ گئے۔ فرمایا تم سے زیادہ یہ سُنتے ہیں مگر مجھ کو جواب نہیں دے سکتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض اہلِ علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گڑھے والو تم اپنے نبی کے بُرے کُنبہ دار تھے تم نے مجھ کو جھٹلایا اور لوگوں نے میری تصدیق کی اور تم نے مجھ کو نکالا اور لوگوں نے مجھ کو جگہ دی۔ اور تم مجھ سے لڑے اور غیروں نے میری مدد کی تو کیا تم نے اس وعدہ کو سچا پایا یا نہیں جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا؟ مَیں نے تو اُس وعدے کو سچا پالیا جو میرے رب نے مجھ سے کیا تھا۔

ابو حذیفہ کی شان ایمان

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مشرکین کے لاشے گڑھے میں ڈلنے کا آپؐ نے حکم فرمایا تو عتبہ بن ربیعہ کا لاشہ جب کھینچ کر ڈالا گیا تو ابو حذیفہ بن عتبہ کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا ہُوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو حذیفہ تم کو اپنے باپ کی حالت دیکھ کر کچھ رنج ہُوا۔ ابو حذیفہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مَیں اپنے باپ کے حلم و عقل و فضل کو دیکھ کر امید رکھتا تھا کہ شاید یہ ہدایت اور اسلام قبول کر لے مگر اب جو کفر کی حالت پر مرا تو مجھ کو اس کا افسوس ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دُعائے خیر فرمائی۔

اپنے اُوپر ظلم کرنے والے

ابن اسحاق نے کہا ہم کو جو روایت پہنچی ہے اُس سے معلوم ہُوا ہے کہ وہ لوگ جو بدر میں قتل ہُوئے ہیں اُن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۔ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

"بے شک جن لوگوں کی فرشتے روح قبض کرتے ہیں اور وہ لوگ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں۔ فرشتے اُن سے کہتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے۔ وہ کہتے ہیں ہم لوگ زمین میں

کمزور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اُس میں ہجرت کرتے۔ پس ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور بُری جگہ ہے"۔

ان لوگوں کے نام یہ ہیں :-

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ میں سے حرث بن زمعہ بن اسعد بن مطلب بن اسد۔ اور بنی مخزوم میں سے ابوقیس بن فاکہہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ابوقیس بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بن جمح میں سے علی بن اُمیّہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح ۔اور بنی سہم میں سے عاص بن منبہ بن حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم ۔ یہ وہ لوگ تھے جو مکّہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لے آئے تھے۔ جب آنحضرتؐ نے ہجرت کی تو ان لوگوں کو اُن کے کنبے والوں نے مکہ میں روک دیا اور اب بدر کی جنگ میں یہ لوگ کفّار کے ساتھ آ کر قتل ہوئے۔

باب ۸۲

مالِ غنیمت اور قیدی

لڑائی سے فارغ ہو کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا اور مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا۔ جو لوگ جمع کرنے والے تھے وہ کہنے لگے کہ یہ مال ہمارا ہے کیونکہ ہم نے جمع کیا ہے اور جو لوگ لڑ رہے تھے وہ کہنے لگے کہ یہ ہمارا ہے۔ کیونکہ اگر ہم دشمنوں سے نہ لڑتے اور اُن کو نہ روکتے تب تم کو اکٹھا کرنے کا موقع کیونکر ملتا اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے واسطے کھڑے ہوئے تھے وہ کہنے لگے یہ مال ہمارا ہے۔ کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں مصروف تھے تاکہ دشمن آپؐ کی طرف نہ پلٹ پڑیں۔ لہٰذا ہم تم سب سے زیادہ اس کے حق دار ہیں۔

سورۂ انفال ابن اسحاق کہتے ہیں عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ سورۂ انفال ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ ہم اہلِ بدر نے مالِ غنیمت میں اختلاف کیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اخلاق میں فرق آ گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وہ سب مال ہمارے قبضہ سے نکال کر اپنے رسول کے اختیار میں دیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بحصہ مساوی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو اُسید ساعدی جن کا نام مالک بن ربیعہ ہے، کہتے ہیں اس جنگ میں میرے ہاتھ بنی عائذ کی ایک تلوار آئی تھی جس کا نام مرزبان تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کے لاکر جمع کرنے کا حکم دیا میں نے بھی وہ تلوار لاکر اُس ڈھیر میں ڈال دی۔ اور آنحضرتؐ سے اگر کوئی شخص کوئی چیز مانگتا تھا آپؐ اُس کو عنایت کر دیتے تھے۔ چنانچہ اس تلوار کو ارقم بن ابی ارقم نے پہچان لیا اور آپؐ سے مانگا تو آپؐ نے اُن کو دے دی۔

مدینہ میں فتح کی خبر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتح کے بعد دو شخصوں کو مدینہ میں فتح کی خبر پہنچانے کے لئے روانہ فرمایا جن میں ایک عبداللہؓ بن رواحہ اور

دوسرے زیدؓ بن حارثہ تھے۔ اُسامہ بن زید کہتے ہیں ہم مدینہ میں تھے جس وقت فتح کی خبر ہم کو پہنچی ہم اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کو دفن کر رہے تھے جو حضرت عثمانؓ کی زوجہ تھیں اور ان کی علالت ہی کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ کو اور مُجھ کو مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ زیدؓ بن حارثہ جس وقت مدینہ میں آئے ہیں تو چاروں طرف سے لوگوں نے اُن کو گھیر لیا تھا اور یہ کہہ رہے تھے عتبہ بن ربیعہ قتل ہُوا اور شیبہ بن ربیعہ قتل ہُوا اور ابوجہل قتل ہُوا اور زمعہ اور ابوالبختری، عاص بن ہشام اور اُمیّہ بن خلف اور نبیہ اور منبہ حجاج کے دونوں بیٹے سب قتل ہوئے۔ اُسامہ کہتے ہیں۔ مَیں نے کہا اے ابّاجان کیا یہ سچ ہے؟ کہا ہاں بیٹے سچ ہے۔

بدر سے واپسی

پھر آپؐ کل مالِ غنیمت کو لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور قیدی بھی آپ کیساتھ تھے جن میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حرث بھی تھے اور مالِ غنیمت کی حفاظت کے لئے آپ نے عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجّار کو متعین فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مقام مضیق صفراء سے نکل کر نازیہ اور مضیق کے درمیان میں ایک ٹیلہ پر پہنچے۔ وہاں آپ نے مالِ غنیمت کو برابر مسلمانوں میں تقسیم فرمایا۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر جب آپؐ مقام روحاء میں پہنچے تو مدینہ کے بہت سے مُسلمان فتح کی مبارک باد دینے خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوئے اور مجاہدین کو خوب مبارک باد دی۔ سلمہ بن سلامہ نے کہا تم ہم کو کس بات کی مبارک باد دیتے ہو۔ چند بڑھیا عورتیں تھیں۔ ہم نے ان کو بندھے ہُوئے اونٹوں کی طرح سے ذبح کر دیا۔ سلمہ کی بات سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تبسّم کیا اور فرمایا اے سلمہ وہ لوگ اشراف اور رؤسا قریش تھے جن کو تم بڑھیا عورتیں کہہ رہے ہو۔

نضر اور عقبہ کا قتل

ابن اسحاق کہتے ہیں جب آپؐ مقام صفراء میں پہنچے تو آپؐ نے نضر بن حرث کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا۔ پھر جب آپ مقام عرق الظبیہ میں پہنچے وہاں عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عقبہ بن ابی معیط کو عبداللہ بن سلمہ نے گرفتار کیا تھا اور یہ بنی عجلان میں سے ایک شخص تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عقبہ کے قتل کا حکم دیا اور پھر عاصم بن ثابت بن افلح انصاری نے جو بنی عمرو بن عوف میں سے ایک شخص تھا اس کو قتل کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اس کو بھی حضرت علیؓ بن ابی طالب ہی نے قتل کیا تھا جیسا کہ مجھ سے ابن شہاب زہری وغیرہ اہلِ علم نے بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسی جگہ حضورؐ کی خدمت میں فروہ بن عمرو بیاضی کے آزاد غلام ابو ہند ستوؤں کی بھری ہوئی ایک مشک لے کر حاضر ہوئے۔ بدر میں یہ شریک نہ ہوئے تھے۔ باقی کل جہادوں میں حضورؐ کے ساتھ شریک تھے۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینگیاں بھی لگایا کرتے تھے اور رسولِ اقدسؐ نے اِن کے حق میں فرمایا تھا کہ ابو ہند انصار میں سے ہے اِس سے بیٹی لو اور اِس کو بیٹی دو۔ چنانچہ صحابہؓ نے ایسا ہی کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کے آنے سے ایک روز پیشتر مدینہ میں تشریف لائے۔

حضرت سودہؓ کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں جب آپؐ قیدیوں کو لے کر مدینہ میں آئے تو ام المومنین سودہؓ بنت زمعہ کہتی ہیں کہ میں اُس وقت عفراء کے گھر میں آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُسی میں تشریف رکھتے تھے اور ابو یزید سہیل بن عمرو کو میں نے کوٹھڑی کے ایک کونہ میں بیٹھا ہوا دیکھا کہ اُس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اُس کو دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ اس قید ہونے سے تو مردانگی کے ساتھ تمہارا مر جانا بہتر تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس کلام کو سُن کر فرمایا اے سودہ کیا خدا اور رسول کے مقابلے میں تم اس کو برانگیختہ کرتی ہو۔ سودہؓ فرماتی ہیں۔ پھر میں اپنے قول سے بہت پشیمان ہوئی اور میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا عرض کروں اس کو دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکل گیا۔

قیدیوں سے حسنِ سلوک

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کو لائے تو اُن کو اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا اور فرمایا ان کو کچھ تکلیف نہ دینا اچھی طرح سے رکھنا۔ چنانچہ مصعبؓ بن عمیر کے حقیقی بھائی ابو عزیز ابن عمیر بھی قیدیوں میں سے تھے، کہتے ہیں میرے بھائی مصعبؓ بن عمیر اور انصار میں سے ایک شخص مجھے گرفتار کرتے آئے۔ میرے بھائی مصعبؓ نے اُس انصاری سے کہا کہ تم اس کو گرفتار کر کے اپنے پاس رکھو اس کی ماں مالدار عورت ہے شاید تم سے فدیہ دیکر اِس کو چھڑا لے۔ ابو عزیز کہتا ہے میں نے مصعبؓ سے کہا کہ تمہارا بھائی یہی ہے؟ مصعبؓ نے کہا تو میرا بھائی نہیں ہے بلکہ میرا بھائی یہ انصاری ہے۔ اور یہ انصاری ابو الیسر تھے۔ ابو عزیز کا بیان ہے کہ جب بدر سے قیدیوں کو لے کر چلے تو میں انصار کے چند لوگوں میں مقید تھا اور وہ جب کھانے کا وقت ہوتا تو مجھ کو روٹی کھلاتے اور خود کھجوروں پر گزارہ کرتے۔ اُن میں سے جس کے ہاتھ کوئی روٹی کا ٹکڑا بھی لگتا وہ تک مجھ کو دے دیتے اور مجھ کو روٹی کھاتے ہوئے

شرم آتی میں اُن کو واپس کر دیتا مگر وہ اُس کو ہاتھ تک نہ لگاتے۔ آخر مجھی کو کھانی پڑتی۔

ابن ہشام کہتے ہیں بدر کی جنگ میں ابو عزیز مشرکین کے لشکر کا نشان بردار تھا اور اس سے پہلے نضر بن حرث نشان بردار تھا۔ جب ابو عزیز کی ماں کو اس کے قید ہونے کی خبر ہوئی تو اُس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ قریشی آدمی کے چھوٹنے کا زیادہ سے زیادہ کیا فدیہ لیتے ہیں؟ لوگوں نے کہا چار ہزار درہم۔ چنانچہ اُس نے چار ہزار درہم بھیج کر ابو عزیز کو چھڑا لیا۔

مکّہ میں شکست کی خبر اور ماتم

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ سے جو پہلا شخص بھاگ کر مکّہ میں پہنچا وہ حیسمان بن عبداللہ خزاعی تھا۔ مکّہ والوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا خبر لایا ہے؟ اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ ہلاک ہُوا اور شیبہ بھی قتل ہوا اور ابوالحکم بن ہشام قتل ہُوا۔ غرضیکہ تمام اشرافِ قریش کے نام لئے۔ صفوان بن اُمیہ جو حجرِ اسود کے پاس بیٹھا ہُوا تھا اُس نے لوگوں سے کہا کہ میرے بھائی باپ کا حال تو اس سے پوچھو۔ لوگوں نے اس سے پُوچھا اُس نے کہا میرے سامنے صفوان کا باپ اُمیہ اور اس کا بھائی دونوں قتل ہوئے ہیں۔

ابو رافع کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں آنحضرتؐ کے آزاد غلام ابو رافع کہتے ہیں کہ جب بدر کی جنگ ہوئی ہے تو میں حضرت عباسؓ کے پاس رہتا تھا اور ہمارا سارا گھر مسلمان ہو گیا تھا۔ مگر قوم کے خوف سے ہم لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپا رکھا تھا اور حضرت عباسؓ بہت مالدار شخص تھے اور ان کا روپیہ تمام قوم میں پھیلا ہُوا تھا۔ ابو رافعؓ کہتے ہیں ابولہب قریش کے ساتھ جنگ کرنے نہیں گیا تھا اُس نے اپنی طرف سے عاص بن ہشام کو بھیج دیا تھا۔ اسی طرح اور جو لوگ نہیں گئے تھے انہوں نے بھی اپنی طرف سے لوگوں کو بھیج دیا تھا۔ پھر جب قریش کی شکست کی خبر مکّہ میں پہنچی تو ابولہب کو سخت صدمہ ہُوا۔ اور ہم لوگوں یعنی حضرت عباسؓ کے گھر والوں کو بہت خوشی ہوئی اور ہماری قوت بڑھ گئی۔

ابو رافع کہتے ہیں میں ایک کمزور شخص تھا تیروں کی لکڑیاں بنایا کرتا تھا اور زمزم کے پاس ایک حجرہ میں ان کو رکھ دیتا تھا۔ اُس دن بھی ان کو حجرہ میں رکھ رہا تھا اور حضرت عباسؓ کی بیوی ام الفضل حجرہ میں بیٹھی تھیں کہ اتنے میں ابولہب بُری طرح پاؤں گھسیٹتا ہُوا آیا اور حجرہ کی ایک جانب میں آکر بیٹھ گیا اور اُس کی پُشت میری پُشت کی طرف تھی۔ وہ بیٹھا ہی ہُوا تھا کہ لوگ کہنے لگے۔ لو یہ ابو سفیان[1] بن حرث بن عبدالمطلب آ گئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان کا نام مغیرہ تھا۔

---

[1] یہ ابوسفیان بنی عبدالمطلب میں سے تھے جبکہ قریش کا مشہور سردار ابوسفیان بن حرب بن امیہ تھا۔ (مرتب)

ابولہب کا انجام

ابولہب نے ابوسفیان سے کہا ذرا میرے پاس آؤ تم سے ضرور خبر معلوم ہو گی۔ ابورافع کہتے ہیں ابوسفیان بھی ابولہب کے پاس بیٹھ گیا اور ابولہب نے کہا اے میرے بھتیجے بیان کر کیا واقعہ ہوا۔ ابوسفیان نے کہا واللہ ایسا ہوا کہ جب ہم مقابل ہوئے تو ہم نے یہ دیکھا کہ جس طرح چاہتے تھے مسلمان ہم کو قتل کرتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے قید کرتے تھے اور واللہ یہ اور تماشا دیکھا کہ ایک فوج سفید آدمیوں کی ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان و زمین کے درمیان کھڑی تھی۔

ابورافع کہتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم وہ فوج یقیناً فرشتوں کی تھی۔ ابولہب نے یہ سن کر زور سے ایک طمانچہ میرے منہ پر مارا۔ ابورافع کہتے ہیں میں نے بھی اس کو مارا وہ مجھ کو چمٹ گیا اور مجھ کو پچھاڑ کر میرے اوپر چڑھ بیٹھا۔ کیونکہ میں کمزور آدمی تھا۔ امِ فضل نے یہ دیکھتے ہی ایک بانس ابولہب کے ایسا مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور کہا تو یہ سمجھتا ہے کہ اس کا آقا یہاں نہیں ہے۔ پھر ابولہب وہاں سے ذلیل ہو کر چلا آیا۔ اور واللہ اس کے سات راتوں کے بعد چیچک کے عارضہ سے مر گیا۔

ماتم کی ممانعت

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش نے اپنے مقتولین پر مکہ میں بڑی نوحہ وزاری کی پھر یہ کہا کہ اب نوحہ وزاری نہ کرو۔ کیونکہ محمدؐ اور ان کے اصحاب کو جب یہ خبر ہو گی تو وہ خوشیاں منائیں گے اور ابھی تم اپنے قیدیوں کے چھڑانے میں بھی جلدی نہ کرو۔ ورنہ محمدؐ فدیہ میں بہت سا مال طلب کریں گے۔

راوی کہتا ہے اسود بن مطلب کے تین بیٹے جنگِ بدر میں قتل ہوئے تھے۔ زمعہ بن اسود اور عقیل بن اسود اور حرث بن زمعہ اور یہ چاہتا تھا کہ اپنے بیٹوں کو روئے۔ یہ اسی حالت میں تھا کہ اس کو رات کے وقت ایک رونے والے کی آواز آئی اور اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔ اس نے اپنے غلام سے کہا کہ جا دیکھ تو کیا قریش نے مقتولوں پر رونے کی بندش کو کھول دیا تاکہ میں بھی ابی حکیمہ یعنی زمعہ پر روؤں کیونکہ میرے سینے میں آگ لگی ہوئی ہے جب وہ غلام دیکھ کر آیا تو اس نے کہا کہ یہ تو ایک عورت اپنے اونٹ کو رو رہی ہے جو کہیں کھو یا گیا ہے۔

ابووداعہ اور آنحضرتؐ کی پیشین گوئی

ابن اسحاق کہتے ہیں قیدیوں میں ایک شخص ابووداعہ بن ضبیرہ سہمی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا مکہ میں اس کا بیٹا ایک مالدار سوداگر ہے وہ عنقریب ہی مال لے کر اپنے باپ کے چھڑانے کو آیا چاہتا ہے۔ قریش نے مکہ میں یہ مشورہ کیا تھا کہ قیدیوں کو چھڑانے میں جلدی نہ کرو ورنہ محمدؐ زیادہ مال طلب کریں گے۔ مگر ابووداعہ کا بیٹا مطلب رات کو پوشیدہ مدینہ کی طرف اپنے باپ کو لینے روانہ ہوا۔

اور حضور کے فرمان کے موافق بہت جلدی پہنچ کر چار ہزار درم دے کر چھڑا لے گیا۔

سہیل بن عمرو

پھر اس کے بعد قریش نے بھی اپنے قیدیوں کے چھڑانے کے واسطے لوگ روانہ کئے۔ چنانچہ مکرز بن حفص بن اخیف سہیل بن عمرو کے چھڑانے کو گیا۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کے اگلے دانت توڑ ڈالوں اور اس کی زبان مُسَلّل دوں تاکہ یہ کسی جگہ آپ کی برائی بیان نہ کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں اس سے کیا فائدہ۔ شاید یہ کسی مجلس میں ایسی باتیں بیان کرے جو تم کو بُری نہ معلوم ہوں۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ میں اس واقعہ کو اس کی جگہ پر بیان کروں گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مکرز نے سُہیل کے چھڑانے کی بابت گفتگو کی اور وہ رقم مقرر ہوگئی جس پر فریقین راضی ہوئے۔ صحابہ نے فرمایا اچھا جو کچھ ہمیں دینا ہے دے دو۔ مکرز نے کہا رقم تو میرے پاس نہیں ہے تم سُہیل کو چھوڑ دو اور اس کے بدلے مجھ کو قید کر لو یا اپنی رقم ادا کر کے مجھ کو چھڑا کر لے جائے گا۔ صحابہؓ نے اس بات کو منظور کر لیا اور سہیل کو چھوڑ کر مکرز کو گرفتار کر لیا۔

عمرو بن ابی سفیان

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن ابی سفیان بن حرب بھی بدر کے قیدیوں میں تھا اور حضرت علیؓ نے اس کو گرفتار کیا تھا۔ عمرو عقبہ بن ابی معیط کا نواسہ تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں عمرو بن ابی سفیان کی ماں عمرو کی بیٹی اور ابی معیط بن عمرو کی بہن تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش نے ابوسفیان سے کہا کہ تو بھی اپنے بیٹے عمرو کو فدیہ بھیج کر منگوا لے۔ ابوسفیان نے کہا اس کے آنے سے کیا میرا مال اور جو لوگ قتل ہوتے ہیں سب آ جائیں گے جہاں حنظلہ قتل ہوا وہاں عمرو کو بھی جانے دو۔ جب تک وہ اس کو چاہیں قید رکھیں وہ جب چاہیں قتل کر دیں۔

راوی کہتا ہے عمرو بن ابی سفیان مدینہ میں رسول اللہ کے پاس قید ہی تھا کہ سعد بن نعمان بن اکال جو بنی معاویہ میں سے تھے عمرہ کرنے کے واسطے مدینہ سے مکہ گئے اور ان کو یہ خیال نہ تھا کہ مجھ کو وہاں گرفتار کر لیں گے کیونکہ قریش سے اس بات کا عہد ہو گیا تھا کہ حج یا عمرہ کرنے والے کو کچھ نہ کہیں گے۔ جب سعد بن نعمان جو ایک عمر رسیدہ مسلمان تھے مکہ میں پہنچے تو ابوسفیان نے اپنے بیٹے عمرو کے معاوضہ میں ان کو قید کر لیا۔ جب یہ خبر سعد بن نعمان کی قوم بنی عمرو بن عوف کو پہنچی وہ نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ عمرو بن ابی سفیان کو رہا کر دیں تو ہمارا آدمی سعد بن نعمان رہا ہو۔ آنحضرتؐ نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کیا۔ وہ عمرو کو ابوسفیان کے سپرد کر کے سعد بن نعمان کو چھڑا کر لے گئے۔

باب ۸۳

ابوالعاص بن ربیع

رسول اللہ کے داماد ابن اسحاق کہتے ہیں قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد یعنی حضور کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے خاوند ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بھی تھے۔ ان کو بنی حرام کے ایک شخص خراش بن صمہ نے گرفتار کیا تھا اور ابوالعاص مکہ کے اُن لوگوں میں سے تھے جو امانت داری اور قول و تجارت میں مشہور تھے۔ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت ام المؤمنین خدیجہؓ کی بہن تھیں اور حضرت خدیجہؓ ہی نے رسول اکرمؐ سے عرض کر کے حضرت زینبؓ کا ان سے نکاح کرایا تھا اور بیٹوں کی طرح ابوالعاص سے محبت کرتی تھیں۔ یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا ذکر ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور وحی نازل فرمائی تو آپؐ کی سب صاحبزادیاں آپؐ پر ایمان لائیں اور مسلمان ہوئیں اور ابوالعاص حضورؐ کے داماد اپنے شرک پر قائم رہے۔

قریش کی پیش کش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہؓ یا ام کلثومؓ کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا مگر رخصتی ہنوز نہ ہوئی تھی۔ پھر قریش نے خدا اور رسول کی عداوت پر کمر باندھی اور ابوالعاص کے پاس جا کر کہا کہ تم محمدؐ کی صاحبزادی کو طلاق دیدو۔ تم قریش کی جس عورت سے کہو گے ہم تمہاری شادی کر دیں گے۔ ابوالعاص نے کہا واللہ میں ہرگز ایسا نہ کروں گا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر قریش کی کسی عورت کو اختیار کروں۔ آنحضرتؐ ابوالعاص کی اس بات سے بہت خوش تھے اور ان کی تعریف فرماتے تھے۔ پھر قریش کے لوگ عتبہ بن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تو محمدؐ کی صاحبزادی کو علیحدہ کر دے، تو پھر قریش کی جس عورت سے تو کہے گا ہم تیری شادی کر دیں گے۔ عتبہ نے کہا اگر تم ابان بن سعید بن عاص یا سعید بن عاص کی بیٹی سے میری شادی کر دو تو میں ایسا کروں۔ قریش نے اس کی شادی کر دی۔ اس نے آنحضورؐ کی صاحبزادی کو علیحدہ کر دیا۔ حالانکہ اُن کی ہنوز رخصتی نہ ہوئی تھی۔ اس طریقے سے خدا تعالیٰ نے اس موذی سے ان کو محفوظ رکھا

اور رسول اللہ نے اُن صاحبزادی کی پھر حضرت عثمانؓ سے شادی کی۔

اگرچہ اسلام نے حضرت زینبؓ اور ابوالعاص میں تفریق کر دی تھی۔ کیونکہ زینبؓ مسلمان تھیں اور ابوالعاص مشرک تھے۔ مگر چونکہ نبی کریمؐ مکہ میں مغلوب تھے اس سبب سے آپ ان کی تفریق نہ کر سکے۔ اس سبب سے حضرت زینبؓ ابوالعاص ہی کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے ہجرت کی۔ پھر بدر کی جنگ میں ابوالعاص گرفتار ہوئے اور مدینہ میں آپؐ کے پاس رہے۔

حضرت زینبؓ کا ہار

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اہلِ مکہ نے اپنے قیدیوں کے چھڑانے کے لئے فدیہ بھیجا تو حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے بھی اپنے خاوند ابوالعاص کے چھڑانے کے لئے اپنا ایک ہار روانہ کیا اور یہ وہ ہار تھا جو حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینبؓ کے جہیز میں دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو زینب کے قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا مال واپس کر دو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بہت بہتر ہے۔

حضرت زینبؓ کا سفرِ مدینہ

انہوں نے ابوالعاص کو مع اُس ہار کے رخصت کیا مگر آپؐ نے ابوالعاص سے یہ عہد لے لیا کہ آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو آپؐ کے پاس پہنچا دیں۔ ابوالعاص نے قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ اور انصار میں سے ایک شخص کو ابوالعاص کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ تم مقام بطن یاجج میں ٹھہر جانا جب زینب تمہارے پاس آئیں تو اُن کو یہاں لے آنا۔ چنانچہ یہ دونوں شخص روانہ ہوئے اور یہ جنگِ بدر سے ایک مہینہ بعد کا واقعہ ہے۔ پھر جب ابوالعاص مکہ میں پہنچے تو اُنہوں نے حضرت زینبؓ سے رسول اقدسؐ کے اُن کو طلب فرمانے کا ذکر کیا۔ وہ سامانِ سفر کی تیاری میں مصروف ہوئیں۔

ہند بنت عتبہ

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ جب میں مکہ میں حضورؐ کے پاس حاضر ہونے کے واسطے سامان کر رہی تھی تو ہندہ بنتِ عتبہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمدؐ کی بیٹی! میں نے سنا ہے کہ تم اپنے باپ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ میں نے کہا میرا تو یہ ارادہ نہیں ہے۔ ہندہ نے کہا اے میرے چچا کی بیٹی مجھ سے کیوں چھپاتی ہو۔ میں اس واسطے کہتی ہوں کہ اگر سامانِ سفر میں سے کسی چیز کی تم کو ضرورت ہو تو میرے پاس ہے۔

ئیں تم کو دے دوں مردوں[1] کے معاملات عورتوں میں نہیں داخل ہوتے۔ حضرت زینبؓ کہتی ہیں کہ میری رائے میں جیسا ہندہ نے کہا تھا ویسا ہی کرتی۔ مگر پھر بھی مجھ کو اُس سے اندیشہ ہوا اور میں نے اس سے صاف انکار کیا کہ میرا ارادہ سفر کا نہیں ہے۔

روانگی اور رکاوٹ

پھر جب حضرت زینبؓ سفر کی تیاری سے فارغ ہوئیں ان کے جیٹھ کنانہ جو ابوالعاص کے بھائی تھے سواری کا اونٹ لائے اور زینبؓ اُس پر سوار ہوئیں اور کنانہ نے تیر و کمان اپنے ساتھ لیا اور اونٹ کو ہنکاتے ہوئے چلے۔ قریش کے لوگ اُن کی تلاش کے واسطے دوڑے یہاں تک کہ مقام ذی طویٰ میں ان کو جا لیا اور پہلا جو شخص کنانہ کے قریب پہنچا وہ ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ فہری تھا۔ اس نے اپنے نیزے سے حضرت زینبؓ کو جو اونٹ کے ہودج میں سوار تھیں ڈرایا۔ حضرت زینبؓ حاملہ تھیں اس کے خوف سے اُن کا حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے یہ حال دیکھ کر مارے غصہ کے کمان میں تیر رکھا اور کہا جو شخص آگے بڑھے گا میں اِس تیر سے اس کا کام تمام کروں گا۔ قریش تیر کو دیکھتے ہی پیچھے ہٹ گئے اور ابوسفیان چند بزرگانِ قریش کو لے کر کنانہ کے پاس آیا اور کہا اے شخص تو اپنے تیر کو اپنے پاس رکھ اور ہماری ایک بات سُن لے۔ کنانہ نے کہا کہ کیا کہتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا یہ تو نے اچھا کام نہ کیا کہ محمدؐ کی بیٹی کو اعلانیہ سب کے سامنے لے جا رہا ہے۔ محمدؐ سے جو مصیبت ہم کو پہنچی ہے اُس کو تو خوب جانتا ہے۔ اگر تو اس کو اعلانیہ لے جائے گا تو قریش یہ سمجھیں گے کہ یہ بھی ہم کو ایک ذلت اور ندامت پہنچی کہ محمدؐ کی بیٹی ہم میں سے چلی گئی اور ہم اُس کو نہ روک سکے اس سے ہمارا ضعف ثابت ہوتا ہے اور قسم ہے مجھ کو اپنی جان کی کہ اس عورت کے روکنے سے ہمارا کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ ہم اس سے کوئی بدلہ نکالنا چاہتے ہیں فقط اتنا مطلب ہے کہ اب تو تو اِس کو لے کر اپنے گھر کو واپس چلا جا۔ دو، چار دن کے بعد جب یہ شور و غوغا ذرا کم ہو جائے گا اُس وقت چپکے سے اِس کو پہنچا دینا۔

کنانہ نے ابوسفیان کی اس بات کو قبول کیا اور پھر دو چار روز کے بعد جب شور و شغب میں کمی ہو گئی رات کے وقت حضرت زینبؓ کو زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے پاس پہنچا دیا اور یہ دونوں ان کو لیکر بخیر و عافیت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کنانہ بن ربیع نے اس واقعہ کے متعلق شعر کہے ہے

---

[1] یعنی مردوں میں جو جنگ ہوتی ہے اُس سے یہ لازم نہیں ہے کہ ہم عورتیں بھی آپس میں رنج کریں۔ ۱۲ منہ

عَجِبْتُ لِهَبَّارٍ وَّاَوْبَاشِ قَوْمِهٖ — يُرِيْدُوْنَ اِحْفَائِیْ بِبِنْتِ مُحَمَّدٍ

"میں ہبار اور اس کی قوموں کے اوباشوں سے تعجب کرتا ہوں کہ محمدؐ کی صاحبزادی کے متعلق میرے عہد کو توڑنا چاہتے ہیں"۔

وَلَسْتُ اُبَالِیْ مَاحَیِیْتُ فَـدِیْدَهُمْ — وَمَا اسْتَجْمَعَتْ قَبْضًا يَدِیْ بِالْمُهَنَّدٖ

"میں جب تک زندہ ہوں اور جب تک میں اپنے ہاتھ میں شمشیر ہندی کو قبضہ کئے ہوئے ہوں۔ ان کی دھمکیوں کو کچھ خاطر میں نہیں لاتا"۔

اوباشوں کے قتل کا حکم

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریّہ روانہ فرمایا جس میں میں بھی تھا اور حکم دیا کہ اگر ہبار بن اسود یا وہ شخص جس نے زینب کی طرف سبقت کی تھی۔ یہ دونوں تمہارے ہاتھ آجائیں تو ان کو آگ میں جلا دینا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں یہ حکم حضورؐ نے رات کو ہم کو دیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس ایک شخص کے ہاتھ کہلا کر بھیجا کہ میں نے جو تم کو جلانے کا حکم دیا تھا پھر مجھ کو خیال آیا کہ اللہ کے سوا کسی شخص کے لئے یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ آگ کی سزا دے۔ لہٰذا تم ان دونوں کو قتل کر دینا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اس کے بعد ابوالعاص ایک مدت تک مکہ میں رہے اور زینبؓ حضورؐ کے پاس رہیں جب کہ اسلام نے ان دونوں میں تفریق کر دی تھی۔

ابوالعاص کا مالِ تجارت

پھر فتح مکہ سے تھوڑے عرصہ پہلے ایسا اتفاق ہوا کہ ابوالعاص اپنا اور قریش کا بہت سا مالِ تجارت لے کر ملکِ شام کو گئے چونکہ یہ بڑے امانت دار تھے۔ ہر شخص اپنا مال ان کے سپرد کر دیتا تھا۔ وہاں خرید و فروخت سے فارغ ہو کر جب واپس ہوئے تو حضورؐ کے ایک سریّہ نے ان کا تمام مال و اسباب لے لیا اور ابوالعاص بھاگ گئے۔ پھر رات کو حضرت زینبؓ کے پاس آئے اور ان سے پناہ مانگی۔ انہوں نے ان کو پناہ دی اور یہ اپنا مال طلب کرنے آئے تھے جو مسلمانوں نے چھین لیا تھا۔ صبح کو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز کے لئے آئے اور آپ نے اور سب لوگوں نے اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھی تو حضرت زینبؓ نے عورتوں کی صف میں سے آواز دی۔ اے لوگو میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلام پھیرا۔ تو صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! جو آواز میں نے سنی ہے تم نے بھی سنی؟ سب نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! ہم نے بھی سنی ہے۔ فرمایا اے لوگو! تم جان لو کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے

قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اور کچھ خبر نہیں ہے ۔فقط جو بات تم نے سُنی ہے وہی مَیں نے بھی سُنی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ ادنیٰ مسلمان بھی کافر کو پناہ دے سکتا ہے۔ پھر آپؐ اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے بیٹی ان کو اچھی طرح سے رکھنا اور خاطر سے پیش آنا مگر خلوت نہ کرنا کیونکہ یہ لبسبب شرک کے تم پر حلال نہیں ہیں ۔

مال کی واپسی

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے اُن لوگوں کے پاس آدمی بھیجا جو ابو العاص کا مال لے آئے تھے اور فرمایا کہ یہ شخص ابو العاص ہم میں سے ہیں جیسا کہ تم کو معلوم ہے اور تم نے اِن کا مال لے لیا ہے۔ تو اگر تم احسان کرو اور ان کا مال واپس کر دو تو یہ ہماری عین خوشی ہے اور اگر تم واپس نہ کرو تو وہ تمہارا مال غنیمت ہے۔ جو خدا نے تم کو عنایت کیا تم اُس کے حق دار ہو۔ اُن سب لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ہم فوراً واپس کرتے ہیں اور پھر انہوں نے کُل چیزیں واپس کر دیں یہاں تک کہ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی آگئی کچھ باقی نہ رہا۔

ابو العاص کا اعلانِ اسلام

اُس سب مال کو لے کر ابو العاص مکّہ میں آئے اور جن جن لوگوں کا مال تھا اُن سب کو ادا کر دیا اور کہا کہ تم میں سے کسی کی کوئی چیز باقی تو نہیں رہی۔ انھوں نے کہا نہیں سب چیزیں پہنچ گئیں ۔ خدا تم کو جزائے خیر دے تم بڑے امانت دار اور کریم ہو۔ ابو العاص نے فرمایا مَیں اب مسلمان ہوتا ہوں ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ واللہ مَیں رسولؐ اللہ کی خدمت میں اسی خوف سے ایمان نہیں لایا تھا کہ لوگ یہ خیال کریں گے کہ مَیں تم لوگوں کا مال کھانے کی خاطر مسلمان ہُوا ہوں۔ اب جو مَیں نے تمہارے مال تم کو پہنچا دیئے اور فارغ ہو گیا اسلام لے آیا۔ پھر ابو العاص مکّہ سے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اقدسؐ نے حضرت زینبؓ کو چھ سال کے بعد ابو العاص کے اُسی نکاح اول پر حوالہ کیا۔ دوبارہ نکاح نہیں کیا ۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب ابو العاص بن ربیع شام سے آرہے تھے اور آپؐ کے سریہ نے ان کا مال لے لیا تو کسی نے اُن سے کہا کہ تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے کہ یہ سب مال تمہارے ہی پاس رہے۔ ابو العاص نے کہا میرا اسلام کبھی اچھا نہیں ہو سکتا جس میں مَیں امانتوں میں جو میرے پاس ہیں خیانت کروں ۔

باب ۸۹

قیدیوں کی رہائی اور عمیر بن وہب

فدیہ کے بغیر آزادی

ابن اسحاق کہتے ہیں اُن قیدیوں کے نام جن پر خدا اور رسولؐ نے احسان کیا اور بغیر فدیہ کے ان کو رہا فرمایا۔ ہم کو یہ معلوم ہوئے ہیں:

بنی عبدشمس بن عبدمناف میں سے ابوالعاص بن ربیع بن عبدشمس۔ اگرچہ حضرت زینبؓ نے ان کے فدیہ کے لئے اپنا ہار بھیجا تھا مگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اُس ہار کے اِن کو روانہ فرمایا۔ اور بنی مخزوم میں سے مطلب بن حنطب بن حرث بن عبید بن عمر بن مخزوم یہ بنی خزرج کی حراست میں تھا انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور یہ اپنی قوم سے جا ملا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کو خالد بن زید یعنی ابوایوب انصاری نے گرفتار کیا تھا جو بنی نجار میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں صیفی بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی قیدیوں میں سے تھا جب اس کا فدیہ لے کر مکہ سے کوئی نہ آیا تو اس نے اقرار کیا کہ اگر مجھ کو چھوڑ دو تو میں خود مکہ جا کر اپنا فدیہ بھیج دوں گا۔ چنانچہ صحابہؓ نے اس کو رہا کر دیا اور یہ مکہ آ گیا اور اس نے کچھ نہ بھیجا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قیدیوں میں ایک شخص ابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن اُہیب بن حذافہ بن جمح تھا۔ یہ شخص محتاج تھا اور کئی بیٹیاں رکھتا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ! آپؐ کو معلوم ہے کہ میں غریب آدمی اور حاجت مند ہوں آپؐ مجھ پر احسان فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے اس پر احسان فرمایا اور اِس کو آزاد کر دیا اور یہ اقرار لے لیا کہ ہمارے مقابلہ میں ہمارے دشمن کی مدد نہ کرنا۔ اس نے رسولؐ اللہ کی بہت تعریف کی اور رخصت ہُوا۔

ابن ہشام کہتے ہیں قیدیوں کا فدیہ زیادہ سے زیادہ چار ہزار درہم اور کم سے کم ایک ہزار درہم تھا اور جو مفلس تھے اور اُن کا فدیہ نہیں آیا نبی کریمؐ نے اُن پر احسان فرما کر اُن کو آزاد کیا۔

عمیر بن وہب کا ارادہ

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک روز صفوان بن اُمیہ اور عمیر بن وہب جمحی مکہ میں حجرِ اسود کے پاس بیٹھے ہوئے بدر کی لڑائی کا اور قریش پر نازل ہونے والی مصیبت کا ذکر کر رہے تھے اور عُمیر کا بیٹا وہب قیدیوں میں رسولِ کریمؐ کے پاس تھا اور عمیر

شیاطینِ قریش میں سے ایک بڑا شیطان تھا۔ صحابہ کرامؓ اور رسولِ اقدسؐ کو بہت تکلیفیں پہنچاتا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں بدر کی جنگ میں اس کے بیٹے وہب کو رفاعہ بن رافعہ نے گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ دونوں کعبہ میں باتیں کر رہے تھے کہ صفوان نے کہا اب زندگانی کا کچھ لطف نہیں۔ عمیر نے کہا تو سچ کہتا ہے اگر میرے اوپر قرض کا اس قدر بار نہ ہوتا جس کو میں ادا نہیں کر سکتا ہوں۔ اور اہل و عیال کی کثرت نہ ہوتی تو میں ابھی سوار ہو کر جاتا اور محمدؐ کو قتل کر دیتا کیونکہ میرا بیٹا بھی اُس کے پاس قید ہے۔

راوی کہتا ہے صفوان نے اِس کی اس بات کو غنیمت سمجھا اور کہا تیرے قرض کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور تیرے عیال کا خرچ بھی میں اپنے عیال کے ساتھ برداشت کروں گا۔ تو جا کر یہ کام کر۔ عمیر نے کہا تو اِس راز کو ظاہر نہ کیجیو۔ صفوان نے کہا میں کسی سے نہ کہوں گا۔

مدینہ میں آمد

پھر عمیر نے اپنی تلوار کو زہر کا بجھا دیا اور اُونٹ پر سوار ہو کر مدینہ میں پہنچا۔ حضرت عمرؓ اِس وقت بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہؓ سے بدر ہی کی جنگ کا ذکر کر رہے تھے کہ عمیر پہنچا اور مسجدِ نبویؐ کے دروازے پر اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اُترا۔ تلوار اس کی گردن میں حمائل تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کو دیکھتے ہی کہا واللہ یہ کتا دشمنِ خدا عمیر ہے یہ ضرور کسی شرارت کی نظر سے آیا ہے۔ پھر عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا۔ یا رسول اللہ! خدا کا دشمن عمیر بن وہب آیا ہے۔ اور تلوار اُس کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس کو میرے سامنے لاؤ۔ حضرت عمرؓ نے اس کی تلوار کے تسمہ کو جو گردن میں پڑا ہوا تھا خوب مضبوط پکڑ لیا اور انصار کے لوگوں سے فرمایا کہ اس کو آنحضورؐ کی خدمت میں لے جاؤ مگر ہوشیار رہنا۔ کیونکہ یہ شخص مکار ہے اس کا بھروسہ نہیں یہ انتہا درجہ کا خبیث ہے۔ پھر جب عمرؓ اسی ہیئت سے عمیر کو پکڑے ہوئے رسولؐ اللہ کی خدمت میں لائے تو آپؐ نے فرمایا اے عمر اس کو چھوڑ دو اور اے عمیر تو میرے پاس آ۔

رسولؐ اللہ سے گفتگو

عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اَنْعِمُوْا صَبَاحًا یعنی تم لوگوں نے اچھی صبح کی۔ یہ ایک کلمۂ دُعائیہ جاہلیت کی رسم سے تھا۔ جب ایک دوسرے سے ملتے تو یہی کہتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمیر ہم کو خدا تعالیٰ نے تیرے تحیۃ سے بہتر تحیۃ عنایت کیا ہے اور وہ سلام ہے جو اہلِ جنت کا تحیۃ ہے۔ عمیر نے کہا اے محمدؐ یہ تمہاری نئی باتیں ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمیر تم کس واسطے یہاں آئے ہو؟ عمیر نے کہا میں اُس

قیدی کے واسطے آیا ہوں جو تمہارے پاس گرفتار ہے کہ تم اُس کو رہا کر کے مجھ پر احسان کرو۔ آپ نے فرمایا۔ پھر یہ تلوار تمہارے پاس کس لئے ہے۔ عمیر نے کہا خدا اس تلوار کو خراب کرے۔ اِس نے ہمارا کونسا کام بنایا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کیا سچ کہتا ہے کہ اسی لئے آیا ہے۔ عمیر نے کہا ہاں سچ کہتا ہوں کہ فقط اِسی لئے آیا ہوں۔

رازکا افشاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو نے اور صفوان نے حجرِ اسود کے پاس بیٹھ کر صلاح نہیں کی تھی؟ تو نے بدر کے مقتولوں کا ذکر نہیں کیا تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ اگر میرے اوپر اس قدر قرض نہ ہوتا جس کو میں ادا نہیں کر سکتا ہوں اور اہل و عیال کی کثرت نہ ہوتی تو میں جا کر محمدؐ کو قتل کر دیتا۔ صفوان نے تیرا قرض اپنے ذمہ لے لیا اور تیرے عیال کے خرچ کا بھی متکفل ہُوا۔ تاکہ تو مجھ کو قتل کر دے اور خدا تمہاری اس گفتگو کا شاہد ہے۔

قبولِ اسلام

عمیر نے کہا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ یارسول اللہ آپ جو آسمانی خبریں بیان فرماتے تھے ہم اُن کو جھٹلایا کرتے تھے اور یہ ایسی بات آپ نے فرمائی ہے کہ اُس وقت سوا میرے اور صفوان کے کوئی نہ تھا۔ اس لئے واللہ یہ خبر حضورؐ کو خدا ہی نے دی ہے تو شکر ہے اُس خدا کا جس نے مجھ کو اسلام کی ہدایت کی اور اس راستہ پر مجھ کو چلایا۔ پھر عُمیرؓ نے حق کی گواہی دی اور صدقِ دل سے مسلمان ہُوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تم اپنے اس دینی بھائی کو دین کے مسائل بتاؤ اور قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو اس کے حوالے کرو۔ چنانچہ صحابہ نے عمیر کو تعلیم کیا۔ پھر عمیر نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں پہلے نورِ اسلام کے خاموش کرنے کی کوشش کرتا تھا اور مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچاتا تھا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں مکہ میں جا کر لوگوں کو اسلام کی ہدایت کروں۔ شاید خدا اُن کو توفیق نیک عنایت کرے ورنہ میں پھر اُن کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچاؤں گا۔ جیسی کہ پہلے آپ کے صحابہ کو پہنچاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کو اجازت دی اور یہ مکہ میں آ گئے۔

راوی کہتا ہے صفوان کو مکہ میں عمیرؓ کا بڑا انتظار تھا اور مکہ والوں سے کہا کرتا تھا کہ عنقریب تم کو ایسی اچھی خبر پہنچنے والی ہے جس سے تم بدر کے واقعہ کو بھول جاؤ گے اور ہر ایک آنے والے سے جو مدینہ سے آتا عمیر کا حال دریافت کرتا۔ یہاں تک کہ جب اِس کو عمیر کے مسلمان ہونے کی خبر پہنچی تو اس نے قسم کھائی کہ میں عمیر سے کبھی بات نہ کروں گا اور نہ کوئی نفع اُس کو پہنچاؤں گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب عمیرؓ مکہ میں آئے تو انہوں نے دعوتِ اسلام کرنی شروع کی اور کفار کہ

سخت تکلیفیں پہنچائیں۔ چنانچہ بہت سے لوگ اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔

سراقہ کی شکل میں ابلیس

ابن اسحاق کہتے ہیں عمیر بن وہب یا حرث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک نے بدر کی جنگ میں ابلیس کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا اور اُس سے کہا اے سراقہ کہاں جاتا ہے مگر وہ بھاگ ہی گیا۔ کیونکہ ابلیس سراقہ کی صورت بنا تھا اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:۔

وَ اِذْ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْہِ وَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ وَ اللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (۸ : ۴۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے استدراج اور سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت بن کر آنے کا ذکر کیا ہے۔ جب قریش کو بنی کنانہ کی طرف سے فکر ہوا تھا بسبب اُس لڑائی کے جو اُن کے درمیان میں تھی جس کا مفصل ذکر اُوپر گزر چکا ہے۔

پھر جب مسلمانوں اور مشرکوں کے لشکر باہم مقابل ہوئے اور ابلیس لعین نے جو سراقہ کی صورت بنا ہوا کفار کو بھڑکا رہا تھا فرشتوں کی فوج دیکھی جس کے ساتھ خدا نے اپنے رسول کی امداد فرمائی تھی تو اُلٹا بھاگا اور کفار نے جب اُس سے پوچھا کہ کہاں بھاگا جاتا ہے تو کہنے لگا کہ میں وہ بات دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو۔ اور یہ بات ملعون نے سچ کہی کیونکہ فرشتوں کو وہ دیکھ رہا تھا اور کفار کو دکھائی نہ دیتے تھے۔ پھر کہنے لگا میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ خدا سخت عذاب والا ہے۔ جن لوگوں نے اس کو سراقہ کی صورت میں دیکھا تھا وہ بیان کرتے تھے کہ ہر منزل میں ہم اس کو سراقہ ہی کی صورت میں دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ عین جنگ کے وقت بدر میں بھاگ کر غائب ہو گیا۔

حاجیوں کو کھانا کھلانے والے قریش

بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے حضرت عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے حرث بن عمرو بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل باری باری سے کھلاتے تھے۔ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام بن حرث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد یہ دونوں باری باری کھلاتے تھے۔ اور بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے نضر بن حارث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ ابن نضر بن حرث بن علقمہ بن کلاہ بن عبد مناف

بن عبدالدار ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابو جہل بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی جمح بن عمرو میں سے اُمیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم بن عمرو میں سے نُبَیہ اور مُنَبِّہ حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کے دونوں بیٹے باری باری سے کھلاتے تھے۔ اور بنی عامر بن لوئی میں سے سُہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدوُدّ ابن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

بدر میں مُسلمانوں کے گھوڑے

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے بعض اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ مُسلمانوں کے جو گھوڑے جنگِ بدر میں تھے اُن میں سے مرثد بن غنوی کے گھوڑے کا نام سَبَل تھا اور ایک گھوڑا مقداد بن عمرو بہرانی کا تھا اِس کو بعزجہ اور بعض سبحہ کہتے تھے اور ایک گھوڑا زُبیر بن عوام کا تھا اُس کو یَعسُوب کہتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مشرکین کے لشکر میں سَو گھوڑے تھے۔

جلد اوّل تمام ہوئی

ترجمان السنة

عربی - اُردو

دورِ حاضر کی ضرورتوں کے مطابق جدید عنوانات اور قدیم مباحث کے ہمراہ

احادیثِ طیبہ کا جامع و مستند عظیم الشان مجموعہ

تالیف

زبدۃ المحدثین حضرت مولانا بدرِ عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرہ

استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند و رفیق ندوۃ المصنفین دہلی

ادارہ اسلامیات

انارکلی لاہور ۲

تبصرۃً وذکریٰ لکل عبدٍ منیب

ہدایت کے چراغ

سیرتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و دعوت تک تمام انبیاء کرام کے حالات و سوانح۔ قدیم اقوام اور سابقہ اُمتوں کا حقیقی تذکرہ۔ قرآن کریم میں بیان ہونے والے قصص اور واقعات۔ قرآن و حدیث کے اوراق سے سلیس زبان اور عام فہم اندازِ بیان میں۔

تالیف

مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب
استاذ حدیث و تفسیر، ناظم مجلس علمیہ، حیدرآباد دکن

ادارۂ اسلامیات
۱۹۰۔ انارکلی ○ لاہور